

# حقائقِ افستارن

حضرت ماجیہ الحریضی مولانا نور الدین غلیظہ یحییٰ الاول

۲

درس ہائے وحی قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتبہ

تفسیر کے نکات

جلد دوم

**Published by**  
**NAZARAT ISHA'AT RABWAH PAKISTAN**

**Printed by**  
**ZIA-UL-ISLAM PRESS RABWAH**



## الفهرست

سُورَةُ النَّسَاءِ	..... ١
سُورَةُ الْمَائِدَةِ	..... ٤٢
سُورَةُ الْأَنْعَامِ	..... ١٢٩
سُورَةُ الْأَعْرَافِ	..... ١٩٦
سُورَةُ الْأَنْفَالِ	..... ٢٥٠
سُورَةُ تَوْبَةٍ	..... ٢٤٥
سُورَةُ يُونُسَ	..... ٣٢٢
سُورَةُ هُودٍ	..... ٣٥٣
سُورَةُ يُوسُفَ	..... ٣٨٥
سُورَةُ الرُّعْدِ	..... ٣١٢
سُورَةُ إِبْرَاهِيمَ	..... ٣٢١
سُورَةُ الْحَجَرِ	..... ٣٥٠
سُورَةُ النُّحْلِ	..... ٣٤٢
سُورَةُ نَبِيِّ إِسْرَءِيلَ	..... ٥٢١

# سُورَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً. وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝

اس سورۃ شریفہ میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ جب آرام کی زندگی عطا کرے تو کس طرح بسر کرنی چاہیے۔ مومن لڑائیوں میں انتظامات نہیں کر سکتا۔ امن کی حالت میں کرتا ہے اس لئے امن کی زندگی بسر کرنے کے قاعدے و طریقے سکھاتا ہے۔

بڑا امن تکبر چھوڑنے سے پیدا ہوتا ہے کہ برائیوں کے تمام شعبے چھوڑ دینے چاہئیں۔ شیطان کا پہلا گناہ جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ اِنِّیْ وَاسْتَكْبَرْتُ (بقرہ ۱۳۵) قومیت کے خیال کو تقویٰ کی حد کے اندر لانا چاہیے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ - جب تم ایک شخص کی اولاد ہو تو پھر کبریائی کس لئے؟ تقویٰ میں امن پیدا ہوتا ہے اور کبریائی سے فساد۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ (حجرات ۱۹) میں بتایا ہے کہ اللہ کے نزدیک معزز و مکرم صاحب تقویٰ ہے نہ کہ اعلیٰ ذات والا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسْأَلُوْنَ بِہِ دُبَارَہِ حُکْمِ تَقْوٰی کا دیتا ہے کہ اُس اللہ کے متقی بنو جس کے حضور تم دعا کیا کرتے ہو۔ جس کے در پر جا کر مانگنا ہو اُس کے حکم کی خلاف ورزی ٹھیک نہیں۔  
وَالْاَرْحَامَ : انبیاء نے عورتوں کے رشتہ کی یہاں تک قسم کی کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

میں نے یہ سوچا کہ میری تعلیم کا خیال رکھنا۔ وہ جس طرح سے دست و پا میں کیونکر ہو سکتا ہے اس کی بات کرنا۔  
 مگر پھر حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمائی کہ تم نے تفسیر کی سہیلیوں کے ہاں بھی گشتِ بھراؤ کیا۔  
 (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (فائدہ ۲۲) خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (ردم، ۲۲)

(نور الدین) (ایڈیشن سوہا صفحہ ۱۱۱)

یہ ایک آیت شریفہ ہے جس سے ایک سورۃ کا ابتداء ہوتا اور کلام کے خطبوں کے وقت اس کا پڑھا جانا مسلمانوں میں متوجہ ہے۔ وہ ایسی آیت ہے کہ ضرور پڑھتے ہیں۔ یہ کہ ساری سورۃ کی طرف گیا متوجہ کیا گیا ہے۔ جس میں میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور تعادل کے طور پر اسکی ابتداء کو پڑھتے ہیں تاکہ سعادت مند لوگ ایسے تعلقات پیدا کرنے سے پہلے اور بعد ان امور پر نگاہ کر لیا کریں جو اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں۔

وہ تعلق جو میاں بیوی میں پیدا ہوتا ہے بظاہر وہ ایک آئین کی بات ہوتی ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی لڑکی دی۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے لی۔ بظاہر یہ ایک سیکنڈ کی بات ہے مگر اس ایک بات سے ساری عمر کیلئے تعلقات کو وابستہ کیا جاتا ہے اور عظیم الشان ذمہ داریوں اور جواب دہیوں کا جوا میاں بیوی کی گرفت پر رکھا جاتا ہے۔ اس لئے سورۃ کو یَا أَيُّهَا النَّاسُ سے شروع کیا ہے۔ کوئی اس میں مخصوص نہیں ساری مخلوق کو مخاطب کیا ہے۔ مومن۔ مقرب۔ غافل۔ اصحابِ آئین۔ غرض کوئی ہو کسی کو الگ نہیں کیا بلکہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ فرمایا۔ النَّاسُ جو اُنس سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ انسان ہے۔ انسان جب اُنس سے تعلق رکھتا ہے تو ساتھ اُنسوں کا سرچشمہ میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا اُنس ہے اس کے ساتھ اگر ایک اجنبی لڑکی پر فرائض کا بوجھ رکھا گیا ہے تو اجنبی لڑکی پر بھی اس کی ذمہ داریوں کا ایک بوجھ رکھا گیا ہے اس لئے اس تعلق میں ماں نازک تعلق میں جو بہت سی نئی ذمہ داریوں اور فرائض کو پیدا کرتا ہے۔ کامل اُنس کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس بوجھ کا اٹھانا بہت ہی مشکل اور تلخ ہو جاتا ہے لیکن جب وہ کامل اُنس ہو تو رحمت اور فضل انسانی کے شامل حال ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ غرض اس تعلق کی ابتدا اُنس سے ہونی چاہیے تاکہ وہ اجنبی وجود متحد فی الارادات ہو جائیں اس لئے یَا أَيُّهَا النَّاسُ کہہ کر شروع فرمایا اور دوسری آیت یَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ سے شروع ہوتی ہے۔

لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔

تقویٰ عظیم الشان نعمت اور فضل ہے جس سے انسان اپنی ضروریات زندگی میں کیسا مضطرب اور بقرار

ہوتا ہے خصوصاً منق کے معاملہ میں لیکن متقی ایسی جگہ سے منق پاتا ہے کہ کس کو تو کیا معلوم ہوتا ہے خود اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یَزْرُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (مائدہ: ۶۴) پھر انسان اہل اوقات بہت قسم کی تکلیفوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ متقی کو ہر تنگی سے نجات دیتا ہے جیسے فرمایا: مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (مائدہ: ۳) انسان کی سعادت اور نجات کا انحصار علوم و علوم پر ہے کیونکہ جب تک کتاب اللہ کا علم ہی نہ ہو وہ نیکی اور بدی اور احکام و سبب و علل سے آگاہی اور اطلاع کیونکر پاسکتا ہے مگر تقویٰ ایک ایسی کلید ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے دروازے اسی سے کھلتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ متقی کا معلم ہو جاتا ہے: وَ اتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ۔ انسان اپنے دشمنوں سے کس قدر حیران ہوتا اور اُن سے گھبراتا ہے لیکن متقی کو کیا خوف۔ اس کے دشمن ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا، اللہ تعالیٰ اسے دوسری اور بعد ساری نامر لوں اور ناکامیوں کی اصل ہے مگر متقی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُونَ (نحل: ۱۲۹) تقویٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ (توبہ: ۳) تقویٰ کے باعث اللہ تعالیٰ متقی کے لئے مشکفل ہو جاتا ہے اور اس سے ولایت ملتی ہے۔ وَاللَّهُ وَليُّ الْمُتَّقِينَ (المائدہ: ۵۴) پھر تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعوئی کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (المائدہ: ۲۸) بلکہ اس کے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔

غرض تقویٰ جیسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے اور تقویٰ نام ہے اعتدالات مجسمہ۔ اقوال صادقہ۔ اعمال صالحہ علوم حقہ۔ اخلاق فاضلہ۔ ہمت بلند۔ شجاعت و استقلال۔ عفت۔ حلم۔ قناعت۔ صبر کا۔ حسن ظن باللہ۔ تواضع۔ صادقوں کے ساتھ ہونے کا۔

پس تقویٰ اپنے رب کا اختیار کرو۔ رَبَّكُمْ میں بتایا ہے کہ وہ تمہیں کمالات بخشنے والا ہے۔ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا ہے۔ اسکے متقی بنو۔

مخلوق کی نظر کا متقی نہیں۔ اگر انسان مخلوق کی نظر میں متقی ہوتا ہے لیکن آسمان پر اس کا نام متقی نہیں تو یاد رکھو اس کیلئے اللہ کا تقویٰ ہے مَا حُسْرًا بِمُؤْمِنِينَ..... (البقرہ: ۹۱)

پھر فرمایا خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ: اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جی سے بنایا اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد و اولاد میں پیدا کیں۔ قرآن شریف سے محمد اور نیک اولاد کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کا منطوق معلوم ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو دیکھو کہ خدائے اسے کیسے برومند کیا جس میں صدائے نبی اور رسول آئے حتیٰ کہ خاتم الرسل بھی اسی میں ہوئے۔ مگر یہ طیب اور مبارک اولاد کس طرح حاصل



ہو، اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے حصول کا یہ ذریعہ ہے کہ انسان اپنے عقائد اور اعمال کا محاسبہ کرے اور اس امر کو ہمیشہ مد نظر رکھے **إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا** جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچ سکو گے۔ دیکھو کسی عظیم الشان انسانی کے سامنے انسانی بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ ہر ایک بدی کہنے والا اپنی بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر ملنے گا اور اس پر سچا ایمان لائے گا تو پھر ایسے ارتکاب سے بچ جائے گا۔ غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذیت طیبہ پالیتا ہے۔

(الحکم ۳۱، اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۳-۱۵، الحکم ۷، نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام والبرکات پر اس کا خاص فضل ہوا۔ اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم سے امام کو بھی آدم کہا اور **بَنَتْ مِنْهُمْ أَرْجَالًا كَثِيرًا** کی آیت ظہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اس طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے جال اور نسلا پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس کے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ۔ مگر یہ باتیں بھی پھر تقویٰ سے حاصل ہو سکتی ہیں اور تقویٰ ہی کے ذریعہ سے فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ کیونکہ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ مجھے سب سے بڑھ کر جوش اس بات کا ہے کہ میں مسیح موعود کی بیوی بچوں۔ متعلقین اور قادیان میں رہنے والوں کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو **رِجَالًا كَثِيرًا** اور تقویٰ اللہ والے کے مصداق بنائے۔

(اخبار بدیع قادیان ۱۳، دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۹)

**وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ** : شادی کے بعد لڑکی کے تمام رشتہ دار تمہارے

اور تمہارے رشتہ دار لڑکی کے ہو گئے۔ (اخبار بدیع قادیان ۵، دسمبر ۱۹۱۲ء بحوالہ خطبات نور جلد ۲)

**يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ** : یہ ایک سورۃ کا ابتداء

ہے۔ اس سورۃ میں معاشرت کے اصولوں اور میاں بیوی کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ آیتیں نکاح کے خطبوں میں پڑھی جاتی ہیں اور غرض یہی ہوتی ہے کہ تا ان حقوق کو مد نظر رکھا جاوے۔

اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے **يَا أَيُّهَا النَّاسُ** سے شروع فرمایا ہے۔ **النَّاسُ** جو انس سے تعلق رکھتا

ہے تو میاں بیوی کا تعلق اور نکاح کا تعلق بھی ایک انس ہی کو چاہتا ہے تاکہ دو اجنبی وجود متحد فی الإرادة ہو

جائیں۔ غرض فرمایا :

لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ وہ رب جس نے تم کو ایک جی سے بنالیا ہے اور اسی جنس سے تمہاری بیوی بنائی اور پھر دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں۔

خَلَقَ مِنْهَا ذَوِّجَهًا سے یہ مراد ہے کہ اسی جنس کی بیوی بنائی۔ اس آیت میں اَلْقَوَادِیْکُمْ جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہیے اور قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے۔ نکاح تو اس لئے ہے کہ احسان اور عفت کی بکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مد نظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دو قسمندی۔ حسن و جمال اور جاہ و جلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِذَاتِ الدِّیْنِ۔ بہت سے لوگ خدا و خال میں مودہ ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا۔ مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حولت کے ماتحت خدا و خال میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان مودہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقویٰ بیان فرمائی ہے۔ دینداروں کی اولاد ہو۔ دیندار ہو۔ پس تقویٰ اختیار کرو اور رحم کے فرائض پورے کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں۔ یہ تعلق بڑی ذمہ داری کا تعلق ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراضِ حُب پر ہوتے ہیں ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی نفع اور زندگی کو بہشت کے دھلے۔ ان ساری خوشیوں کے حصول کی خبر تقویٰ ہے اور تقویٰ کے حصول کیلئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔

جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگراں ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچو گے۔ (انبارِ بدہ قادیان ۵، رابع ۱۴۸ صفحہ ۶)

۲۔ وَآتُوا الِیْتِمٰی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا

الْخَبِیْثٰتِ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی

اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ كَانَ حُوبًا کَبِیْرًا □

وَآتُوا الِیْتِمٰی اَمْوَالَهُمْ : مظلوموں میں یتیم بڑا مظلوم ہے۔ ایک جگہ فرمایا ہے : لَا

تَقْرَبُوا مَالَ الْیَتِیْمِ (انعام: ۱۵۳)

وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْثَ بِالْطَّيِّبِ : انکی عمدہ چیز اپنی کسی ردی سے مت بدللو۔  
حُوبًا كَبِيرًا : بھاری گناہ

حرام خودی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جو فو کہ اپنی نوکری نہیں کرتا وہ حرام خود ہے۔ جو طبیب دیکھ کی  
پڑی بنا کر سونے کے نام سے دے وہ بھی حرام خود ہے۔ جو حرفہ والے اپنے حرفہ میں قریب کرے وہ بھی حرام خود۔  
(ضمیمہ اخبار بدعت قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

الْخَيْثَ بِالْطَّيِّبِ : بھال لکنا ہے وہ تھیلے سے لے کر حرام اور خبیث ہے اور تھیلہ اپنا مل طیب۔  
(تشیذ الاول جلد ۸ ص ۹ صفحہ ۲۲۷)

وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَيْثَ بِالْطَّيِّبِ : اور امانت کی بھی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں غلبہ ردی چیزیں  
نہ دو یا حرام حلال کے بدلہ نہ دو۔ [نور الدین ایڈیشن سوم] ص ۱۱۱

۴۔ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا

مَا طَلَبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلُثَ وَرُبْعَ،

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُعَدِّلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ

أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ آذَنٌ أَلَّا تَعُولُوا ﴿۴﴾

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ : بعض وقت یتیم دیکھیں چریاں دیکھیں پر جو بوی کے  
ضام آتی ہیں ظلم ہو جاتا ہے اس سے بچنے کا طریق بتایا تم اس پر۔ (ضمیمہ اخبار بدعت قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَانكِحُوا مَا طَلَبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ : جو عورت تمہیں پسند آئے اُس سے نکاح کرو۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُعَدِّلُوا فَوَاحِدَةً : اور اگر بے الصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۱۱)

پس نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں دو دو تین تین چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۲۶)

فَانكِحُوا مَا طَلَبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ : اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ قبل نکاح پسند کرو۔

(فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد اول ص ۱۱۱)

۵۔ وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا

مَرِيئًا

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً : مسلمان جب پہلے پہلے یہاں آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا۔ وہ لاکھوں کا ہر ہاندہ دیتے تھے۔ مگر اب یہ حالت نہیں۔ پس اللہ کے مطابق ہر ہاندہ حوالہ دل سے ادا کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدّہ قادیان ۳۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۶۔ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ

اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

کم عقلوں۔ نشیب و فراز نہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸۱ دیا ہے) مال کتنا سہل ہے۔ پر خرچ کرنا بہت اہم وقتہ داری کا کام ہے۔ عورتوں کی قوم بھٹی کزود ہوتی ہے۔ پس اموال انکو نہ دیدو۔ ایسا ہی لڑکوں کے حوالہ مال نہ کیا کرو۔ کئی لڑکے فضول خرچ ہوتے ہیں۔ صرف اس لئے انہیں پیسے دے دیئے جاتے ہیں۔ ہمیشہ چیز منگوا کر دینی چاہیئے اس لئے حکم کوٹ آف وکٹرز کا اصولی حکم اسلام سے ہی رکھنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدّہ قادیان ۳۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَابْتَغُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ

فَإِنْ أَنْسَتْهُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ

أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ

يَعْبَرُوا. وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ. وَمَنْ



كَانَ فَعِيرًا قَلِيلًا حُلٌّ بِالْمَعْدُوفِ، فَإِذَا دَفَعْتُمْ  
إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ، وَكَفَى بِمَا لِلَّهِ  
حَسِيبًا ۝

اور یتیموں کو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں ان کا حال اچھی طرح معلوم کر لو اور پتہ لگاؤ۔ جب وہ بلوغ کو پہنچ جائیں پھر اگر تم دیکھو کہ انہیں رشد و سعادت ہے تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔  
فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا : پھر جب ان یتیموں کے مال ان کے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ بٹھراؤ۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۰)

۱۱۔ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى  
ظُلْمًا إِنَّهُمْ يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا،  
وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۰)

۱۲-۱۳۔ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ  
مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ، فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ  
اِثْنَتَيْنِ فَلَمْ يَنْتَهِ تِلْكَ مَا تَرَكَ، وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً  
فَلَهَا النِّصْفُ، وَلَا يُوْثِقُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا  
السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ، فَإِنْ لَمْ

يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةٌ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ .  
 فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ  
 وَصِيَّةِ يُؤْصِي بِهَا أَوْ ذَيْنِ . أَبَاؤُكُمْ وَ  
 أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمَا أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا .  
 فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا  
 حَكِيمًا ۝

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ  
 لَهُنَّ وَلَدٌ . فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلِكُمُ الرُّبْعُ مِمَّا  
 تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُؤْصِي بِهَا أَوْ ذَيْنِ . وَ  
 لَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ .  
 فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ  
 مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ تُؤْصُونَ بِهَا أَوْ ذَيْنِ . وَإِنْ كَانَ  
 رَجُلٌ يُورَثُ كَلِيلَةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ  
 فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ . فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ  
 مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ  
 وَصِيَّةِ يُؤْصَى بِهَا أَوْ ذَيْنِ . غَيْرَ مُضَارٍّ .

## رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۱۴﴾

یہ وہ نکر ہے جس پر عمل مسلمانوں سے بہت کم آتا گیا ہے۔ لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔  
اَفْتَوْمُنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (البقرہ: ۱۸۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو  
وراثت نہیں دیتے ان کیلئے حَزْیٌ لِّی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا (البقرہ: ۸۶) ہے۔

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ۔ تم حکیموں فلاخوں عقلمندوں کی باتیں سناتے ہو پس عظیم خدا کی باتیں بھی  
(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَوَقَّ اثْنَتَيْنِ، ترجمہ صحیح یہ ہے کہ دو یادوں سے زیادہ۔

كَلَالَةً، جس کا اصل و نسل نہ ہو۔

اَخٌ اَوْ اُخْتٌ، یہ اس بہن بھائی کا حصہ ہے جو ماں کی طرف سے ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۴- وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّكَ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِسَائِكَ

فَاسْتَفْهِدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ، فَإِنْ

هَمِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّيَهُنَّ

الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴿۱۵﴾

وَالَّذِينَ يَأْتِيَهُمَا مِنْكُمْ فَادْخُمَا، فَإِنْ تَابَا

وَأَصْلَحَا فَاغْرِضُوا عَنْهُمَا، إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا

رَحِيمًا ﴿۱۶﴾

اَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا، اس سے شاید یہ مدعا ہے کہ نیک ہو جاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

اس کا مطلب یہ تو یہاں تھا کہ شہر پر عورت کو بے وجہ سزا نہ دی جاوے بلکہ اسکی شہادت پر چار گواہ گواہی  
دیں کہ یہ عورت شہر پر ہے تو اس کو قید کر دو۔ جب تک خدا تعالیٰ کوئی راہ نہ نکالے اور اگر میاں بی بی دونوں

شرارت کا اظہار کریں تو دونوں کو سزاوارد اگر شرارت کرنے سے باز آجائیں اور سزاوارد کر لیں تو ان سے عرض کر لو..... یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں جن کو سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے اور وہی امر فامسکوہٹ کے مخاطب ہیں۔ اس کے معنی میں بند کرو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۱۹)

۱۸۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ

التَّوْبَةَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۸

يَعْمَلُونَ التَّوْبَةَ بِجَهَالَةٍ یہی کا اظہار پہلے ہی سے ہوتا ہے۔ ایک مولوی صاحب فوت کے معاملہ میں قید ہوئے تو ایک بزرگ نے انہیں گستاخی کی شکل میں دیکھا۔ میں نے کہا خواب سچا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ كَذٰلِكَ اَنۡجَلٰی یٰعِیۡلُ اَسْفَلًا (جمہور ۶)

یہ رکھو اللہ تعالیٰ ہزار عظیم کریم ہے۔ لاکھوں بار بھی غطا ہو جائے پھر بھی توبہ کرے۔ جب انسان کو اللہ پر ایمان ہو تو وہ ارتکاب معاصی سے بچتا ہے۔ میں نقد لوگ اللہ تعالیٰ معاصی میں گرفتار ہیں۔ وہ کسی نہ کسی رنگ میں خدا پر تعین نہیں رکھتے۔ وہ ایک نیچے کے غائب گناہ سے جھکے ہوئے خدا کے سامنے نہ ہو۔ خود یہ انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ بلا کثرت سے بچتا ہے۔ انسان تو کیا ایک اونٹ کو پہاڑ کے قریب کو سوں سے جاسکتے ہیں مگر ایک گڑھے میں ڈالو تو نہیں گھسے گا کیونکہ اسے ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار ہمدانیہ ۲۲ جولائی ۱۹۹۶ء)

۲۰۔ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنْ

تَذٰوَبُوا النِّسَآءَ کَظَمَآءٍ وَّ لَا تَحْضُوْهُنَّ

لَعَنَہُمُوبَیۡحُضٌ مَّا اَتٰیۡتُتَّوۡهُنَّ اِلَّا اَنْ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جِئْتَ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَلِّ عَلَيْهِنَّ. ذَٰلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ. وَإِذَا سَأَلَكَ عَمَلُ نِسَاءٍ فَسَلِّ عَلَيْهِنَّ. فَمَنْ كَرِهَ لَكُمْ صَوْنَهُنَّ فَصَلِّ عَلَيْهِنَّ. فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُنَّ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۖ

لَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَدْرُسُوا النِّسَاءَ كَرَاهًا، ایک عورت کا خاوند آیا کہ میری بیوی کو آٹھک ہو گیا ہے۔ وہ بی بی بہت نیک تھی۔ مجھے یقین نہ آیا۔ اسخرا اس نے اقرار کیا کہ مجھے یہ خاوند پسند نہیں۔ اس لئے بہانہ بنایا ہے۔

کَرِهْتُمُوهُنَّ، عورت سے کوئی مکروہ امر دیکھو تو نیک برتاؤ کرے۔ اس میں تمہارے لئے میر کثیر ہے (ضمیمہ اخبار بدّہ قلیان ۲۲، جولائی ۱۹۰۹ء)

لَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَدْرُسُوا النِّسَاءَ كَرَاهًا، حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لو عورتیں زندہ سے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۳۶)

تَدْرُسُوا النِّسَاءَ كَرَاهًا، کہ عورت کو مشقت میں ڈالو۔ اور خواہ مخواہ ان کو اپنی وصیہ سمجھنے لگو۔ (تشیذ الافغان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ نمبر ۹)

وَلَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَدْرُسُوا النِّسَاءَ كَرَاهًا، اور جائز نہیں کہ تم اکراہ سے عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ ناظرین ہضمانہ طود پر اس آیت کے معنی میں غور کرو۔ تاکید معاشرت کے واسطے قرآن مذہبی طود پر کیے سخت اور لطیف طرز اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا۔ اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی سلوک ہی کرو۔ اس سلوک کے بدلے ہم تم کو بہت ہی بھلائی دیں گے۔ (فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد ۱ ص ۳۶)

عورت مرد کے تعلق کی آپس میں ایسی خطرناک ذمہ داری ہوتی ہے کہ بعض اوقات معمولی معمولی باتوں پر حسد و جمال کا خیال بھی نہیں رہتا اور عورتیں کسی نہ کسی نہج میں ناپسند ہو جاتی ہیں اور ان کے کسی فعل سے کراہت پیدا ہوتے ہوئے کچھ اور کا اور بھی بن جاتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُنَّ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ پس عزیمتو تم دیکھو۔ اگر تم کو اپنی بیوی کی کوئی بات ناپسند ہو تو تم اس کے ساتھ پھر بھی عمدہ سلوک ہی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم اس میں عمدگی اور خوبی ڈال دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات حقیقت میں عمدہ ہو اور تم کو بُری معلوم ہوتی ہے۔

(الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵-۶)



ایک لڑکے کی نسبت میں نے سنا کہ وہ اپنی بیوی سے بد اخلاقی سے پیش آتا ہے۔ میرے سسرال کا گھر ہمارے شہر میں ہمارے گھر سے دُور تھا بیوی تو میرے گھر ہی ہوتی تھی مگر میں اکثر اپنے سسرال جایا کرتا تھا راستہ میں وہ لڑکا مجھے مل گیا۔ میں نے اُسے کہا کہ میں نے ایک نسخہ لکھا ہے وہ میں تم کو بتانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكُنَّ هَؤُلَاءِ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔ اس کے دل پر ہماری اس نصیحت کا بجلی کی طرح اثر ہوا۔ میں تاڑ گیا کہ اس پر خوب اثر ہوا ہے۔ مجھے کہنے لگا مجھے ایک کام ہے۔ اجازت دیجئے۔ وہاں سے سید صالحی بی کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا کہ دیکھ تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا ایسا دشمن ہوں۔ اُس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں آج نور الدین کی نصیحت کو سونے کیلئے تیرے ساتھ سچی محبت کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کے ہاں ایک بڑا خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اُرد پیدا ہوا۔ پھر اُرد پیدا ہوا۔ (بندہ ۵ دسمبر ۱۹۱۲ء)

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ : جہاں تک ہو سکے ان سے بھلائی کرو۔ تم ان سے نیکی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض سے بہتر سے بہتر اجر دے گا۔ چونکہ میرا مطالعہ بہت ہے۔ اور مرد عورتوں کو اکثر دس دینے کا مجھے موقع ملا ہے اس لئے مرد اور عورتوں کی طبائع کا مجھے خوب علم ہے اور انکی فطرت سے خوب واقف ہوں۔ میرے خیال میں عورتیں چشم پوشی اور ترس کی مستحق ہیں۔ (بندہ یکم مئی ۱۹۱۳ء ص ۹)

۲۲- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَمْمَتُكُمْ وَمِنْكُمْ

أَخَوَاتُكُمْ وَعَمَتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَ

بَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهُنَّكَ الْيَتَىٰ أَرْضَعْنَهُنَّ ۖ وَ

أَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَمْتُ نِسَائِكُمْ

رَبَّائِبُكُمْ الْمُرِّي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمْ

الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَيَا نَ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ

بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ دَخَلْتُمْ أَبْنَاءَكُمْ

الَّذِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكُمْ وَأَنْ تَخْمَعُوا بَيْنَ

الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

غَفُورًا رَحِيمًا

حرام کی گئیں تم پر تمہاری بیٹیاں اور بیٹیاں افدہ نہیں اور بچہ چلیں اور عیالیں اور بیٹیاں کی بیٹیاں اور وہ  
تمہاری بیٹیاں جنہوں سے تمہیں دودھ پلایا۔ اور دودھ کی بہنیں۔ اور تمہاری بیٹیاں اور وہ لڑکیاں جو تمہاری  
گودوں میں ہیں ان عورتوں سے جس سے تمہیں نکاح کیا اور اگر تم نے ان سے جماع نہیں کیا تو تم پر ان کے نکاح میں  
کوئی گناہ نہیں اور حرام کی گئیں تمہاری بیٹیوں کی بیویوں جو تمہاری پشت سے ہیں اور حرام کیا گیا تم پر ایک ہی  
وقت میں دو محبتی بہنوں سے نکاح کرنا۔ اور جو لڑکا اسلام سے پہلے تو اللہ غفور رحیم ہے۔  
(نور الدین: ایشیہ سوم صفحہ ۱۳۰)

زَبَّأً بَيْتَكُمْ: تمہاری بیوی کی لڑکیاں جو پہلے نکاح سے ہوں۔  
خاندانوں میں بعض عورتوں کی بیویاں ہوتی ہیں۔ قریب کے رشتہ اسی لئے میں نے مگر انکی کوئی حد بھی پہنچے  
جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآن کریم کے ذریعے بتادی۔

أَنْ تَخْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ: نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ظالم و جائز، بھوسہ اور بھٹی کو بھی جمع  
نہ کرو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْفِسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ

أَيْمَانُكُمْ وَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَلَئِنْ لَمْ يَكُنْ

مَا وَدَّاهُ خُلُوعُكُمْ لَأَنْ تَقْتَتِلُوا بِأَمْوَالِكُمْ

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَمَا اسْتَمْتَحْتُمْ  
 بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً مِمَّا  
 لَكُمْ عَلَيْكُمْ مِنْكُمْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَأَنْتُمْ  
 عَلَيْهِ كَانُوا عَالِمِينَ

وَالْمُحْصَنَاتُ: وہ عورتیں جو کسی دوسرے کی بیوی نہ ہو گویا وہ ایسی ہے جیسے کوئی قلعہ میں رہتا ہے۔ اَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ: جنگی قیدیوں کا تعلق اپنے ملک سے قطع ہو جاتا ہے۔ وہ جنگ ایسا ہی قطع تعلق کر گئی ہے۔ جیسے کہ طلاق۔ پس اس لئے یہ جائز ہیں۔

غَيْرَ مُسَافِحِينَ: صرف مستی و مادی کیلئے نہ ہوں۔  
 فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ: ہندوستان میں لاکھوں کے ہیرا مندرے جاتے ہیں۔ ہر ایک ایک نکاح ہوا جب ہر عدد سے زیادہ بندھنے لگا۔ میں بول پڑا۔ عورتوں میں شور مچ گیا۔ استاد بھی ناراض ہو گئے کہ دو لہا بولتا ہے مگر ہم نے ۵۰۰ سے زیادہ منظر دکھایا۔

جُنَاحَ کے لغوی معنی ہیں۔ جھکنا۔ اسی لفظ سے گناہ نکلا ہے۔ ج مبدل بہ گ اور ح ہ کا۔ ہمدے ملک میں فرق نہیں۔ میں نے اکثر اردو لوگوں سے کہا۔ کسی نے کہئے جُنَاحَ کا لفظ نکال دو۔ وہ نہیں نکال سکے۔ عربی میں خطاء۔ ذنب۔ عصیان۔ ایسے کئیں لفظ ہیں جن کے معنی بالکل الگ الگ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

نکاح کی خوبیت اللہ کریم فرماتا ہے کہ اس سے غریب و مسکین کی مسئلہ حل ہو بلکہ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ کو منظر رکھے اور ہر ایک بات میں اس خط کے آگے جس کے ماتھے میں مال جلاں۔ اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے اور جے پروا ہی سے کام نہ لے عواہ وہ انتخاب ٹوکوں کا ہو یا ٹوکیوں کا کیونکہ بعد میں بڑے بڑے ابتلاؤں کا سامنا ہوا کرتا ہے۔ (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۵)

۳۶۔ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكَحَ



الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ  
 أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ  
 أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ،  
 فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ  
 بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسْفَحَاتٍ وَلَا  
 مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ، فَإِذَا أُحْصِنَ فَإِنْ أَتَيْنَ  
 بِمَا حَشَىٰ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ  
 مِنَ الْعَذَابِ، ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ  
 وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۹﴾

أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ، یعنی حُرَّة۔ (آزاد عورت۔ ناقل)  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ یُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ  
 سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ  
 وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۰﴾

سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ، وہ راہیں دکھائیں جن کے ذریعے وہ مقرب ہائے صمدی  
 ہوتے ہیں۔ يَتُوبُ عَلَيْكُمْ، اللہ تم پر متوجہ ہے۔ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، انبیاء اولیاء

علماء اور حکماء کی باتیں بھی اسی لئے مانی جاتی ہیں کہ ان میں علم و حکمت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ  
الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ اَنْ قَمِئُوا مِثْلًا  
عَظِيْمًا

يُرِيدُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ: اللہ کسی کو پکڑ پکڑ کر تو نہیں بتاتا۔ مگر انسان کو ایک طاقت و مقصد عطا کر دی۔ اگر تم کسی اور کی طرف جھکو گے تو تمہاری جان و مال کو نقصان پہنچے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

الشَّهَوَاتِ: ۱۔ طمع ۲۔ خواہش جماع ۳۔ غضب ۴۔ بزدلی و جبن ۵۔ حرص  
(تشیخنا لا ذلک ستمبر ۱۹۳۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۷)

۲۹۔ يُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ

الْاِنْسَانُ ضَعِيفًا

يُخَفِّفَ عَنْكُمْ: دیکھو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے معمولی لباس کافی ہے مگر دیکھ لو۔ جب کسی برائے میں جاتے ہیں تو کیسا قیمتی لباس پہن کر جاتے ہیں۔ ایک ہمارا دوست تھا۔ اس نے میرا شیوں کو آٹھ ہزار روپیہ دے دیا اسی طرح مرنا بھی دیکھ لو۔ معمولی کفن ہے۔ شادی میں بھی یہی حال ہے۔ لوگ اپنے رسوم کے ماتحت خواہ مخواہ اپنے اوپر بوجھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگوں کی بتائی ہوئی راہ میں آرام و تخفیف نہیں مگر ہماری بتائی ہوئی راہ میں یہ بات ہے کہ کیونکر لوگوں کو فطرت کا علم نہیں۔ عیسائیوں نے اپنے خود ساختہ قواعد سے مجبور ہو کر کہہ دیا کہ شریعت صرف اس لئے آئی تا انسان کو (گنہگار) ثابت کرے۔

ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائٹی سوسائٹی پکارتے ہیں ان کو معلوم نہیں۔ انگریز خود اپنی سوسائٹی کی قیود سے کس قدر تنگ ہیں۔ ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا۔ مجھے ایک جٹلیں نے انگریزی سوسائٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ ایک برات کے موقع پر میرے ستر روپے ایک سوٹ پر خرچ کر کے مجھے ساتھ لے گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ کھانے کا سوٹ۔ سونے کا سوٹ۔ فٹ بال کا سوٹ۔ سیر کا سوٹ۔ ملاقات کا سوٹ

(علیحدہ علیحدہ ہے) تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے آخر جب رخصت کا وقت آیا تو پھر چند لمحہ کیلئے اس لباس نے کام دیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۰۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمۡ  
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ بِيْعَارَةً عَنْ  
تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ  
كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۳۰﴾

عَنْ تَرَاضٍ : دھوکہ میں تراضی نہیں ہو سکتی۔  
وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ : اُنفس۔ اہل ملت۔ جنس انسانی۔ اکل با باطل بھی قتل نفس ہے۔  
(تشیع اللہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۲۸)

۳۱۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبِيْرًا مَّا تُنْهَوْنَ عَنْهُ  
نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا  
كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبِيْرًا مَّا تُنْهَوْنَ عَنْهُ : ایک غلطی سے دوسری۔ دوسری سے تیسری  
پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح پھر گناہ کی انتہاء ہو جاتی ہے۔ اس انتہاء کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں۔  
نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ : اگر کوئی درمیان میں اس بدی سے علیحدہ ہو جاوے تو ہم اسے  
عزت کے مقام پر پہنچائیں گے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

كَبِيْرًا مَّا تُنْهَوْنَ : ہر نافرمانی کا ابتداء صغیرہ اور انتہاء کبیرہ کہلاتا ہے۔  
(تشیع اللہان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۲۲۸)

جن کبائر گناہوں پر ابدی سزا کا ہونا بیان ہوا۔ وہ بیان بالکل راست ہے وہ کبائر ایسے ہیں کہ  
ابدی سزا میں پھنسا ئیں۔ الا خدا پر ایمان لانا اور اسکی توحید پر ثابت قدم ہونا اور جس بلائے بد شرک میں

مُشْرک چھنس کر تباہ ہوئے اُس بلا سے الگ ہو جائے بلکہ صرف رحم بھی ایسے فضل کے لائق کر دیتا ہے کہ بڑے گناہ کے مرتکب کو وہ فضل ابدی جہنم سے نکال لیتا ہے اور اس ابدی سزا کے موجب پر یہ فضل نجات کا موجب غالب آجاتا ہے مثلاً ایک شخص نے عورتوں سے گرم چیز کھالی۔ وہ گرم چیز ضرور گرمی کرے گی۔ الا اگر اس کے ساتھ بہت سی سرد چیز کھائی گئی۔ تو ظاہر ہے کہ اس سردی گرمی کی گرمی کو باطل کر دیگی اور دوسری قسم کی نجات اُن نیک اعمال کی کثرت سے ہوگی۔ جو سچے ایمان کا ثمرہ ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حاصل ہوگی۔

(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم)، جلد دوم صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

۳۳۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ

عَلَىٰ بَعْضٍ، لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا،

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ، وَسْئَلُوا اللَّهَ

مِنْ فَضْلِهِ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمًا ۝

وَلَا تَتَمَنَّوْا۔ ایسی آرزوئیں جن کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ نہ کرو۔ (تشیذ الاذعان جلد ۱ نمبر ۴۸ صفحہ ۴۸)

وَلَا تَتَمَنَّوْا، اللہ تعالیٰ کچھ تو انسان کو بلا معاوضہ دیتا ہے جو صفت رحمانی سے ملتا ہے۔ اور کچھ بدلہ میں جو صفت رحیمی کا عطیہ ہے۔ حسن و جمال۔ رنگت۔ جسم۔ طاقت وغیرہ میں۔ تفاضل میں۔ تفاضل نفس کی طاقت سے باہر ہے۔ پس اس میں دخل نہ دو۔ یہ دخل دینا تمہاری پہلالتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا، انسان کیلئے کچھ کرنے کے کام ہیں۔ ان کاموں میں اللہ کا فضل مانگو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۱ جولائی ۱۹۰۹ء)

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط

مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے۔

(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۴۷)

۳۴- وَلِیَعْلَمَ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدِ  
وَالْأَقْرَبُونَ، وَالَّذِینَ عَقَّدَتْ اَیْمَانُكُمْ  
فَاتُّوهُمْ نَصِیْبُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ

شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۴﴾

وَالَّذِینَ عَقَّدَتْ اَیْمَانُكُمْ : انسان کے کچھ دوست ہوتے ہیں۔ کچھ وارث۔  
ہر ایک کے ساتھ ان کی حیثیت و قربت کے مطابق عمل کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۹ء)

۳۵- الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ  
بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ بِمَا اَنْفَقُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ  
فَالصُّلِحُتُ قُنِیْتُ حِفْظُكَ لِلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ  
اللّٰهُ، وَ الَّتِی تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ  
وَاُخْرِجُوهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ . فَاِنْ  
اَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَیْهِنَّ سَبْیْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ  
عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۳۵﴾

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ : یہ آیت بیاہ ہے ہوئے مردوں کو اچھی لگتی ہے اس  
کا معنی یہ ہے کہ مردوں کو چاہیئے۔ اپنی بیویوں کے محافظ اور ان کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں  
بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ : کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی یاتیں اور موقعے بخشے ہیں۔ عورتیں بھی  
مردوں کی محافظ ہیں۔

نُشُوزَ هُنَّ : انکی بد خوئی کا ڈسہ ہے۔ تو انکو نصیحت کرو۔ پھر بستر سے الگ کرو (فی المصاحیح میں جو اشارہ ہے اور آجکل کے رسمی مسلمانوں میں جو بؤہ و ہاش کا طرز ہے۔ قابلِ غور ہے) اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے تعلقات کو واضح کیا۔ مردوں کو فرض ہے کہ انکی اصلاحیں سمجھائیں تاکہ وہ نیک اور فرماں بردار بنیں صوفیوں نے کہا۔ انسان تہجد ہے اور نفس ٹوٹتا ہے۔ مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اس عورت کو دیکھ کر اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

ایک تربہ میرے دل میں ایک گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے بہت سی چٹائیں خرید لیں۔ ایک جیب میں ایک صدی میں اور ایک ہاتھ میں۔ ایک بسترے میں۔ ایک الماری میں۔ غرض کوئی جگہ خالی نہ رہی۔ جب خیال آیا تو قرآن نظر پڑتا یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اپنی کتاب میں نخل کا علاج لکھا ہے کہ جب ایک پیسے کا نخل ہو تو اس سے دگن۔ چوگنا بلکہ سینکڑوں روپے خرچ کر کے تا عادت ہو جائے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء) اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ : مرد حاکم ہیں عورتوں پر (فصل الخطاب حصہ اول ص ۴۷) حَفِظْتُ : گھر کی۔ مال کی۔ عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں۔ فی المصاحیح : گھر سے نکلنا منع ہے۔ (تشیع ۱۴۳۳ھ ۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء نمبر ۹ ص ۴۲۸)

۳۶۔ فَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا  
مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا. إِنْ هُم بِدَآءِ إِصْلَاحًا  
يُوفِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے۔ اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح تو اللہ بلاپ دے گا ان میں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۴۹)

۳۷۔ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا  
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَ



الْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ  
الضَّالِّينَ بِالْجُنُبِ وَأَتَيْنَ الشَّيْئِلَ وَمَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِثُّ مَنْ كَانَ  
مُخْتَالًا فَخُورًا ۖ

وَبِالنَّوَالِدِينَ إِحْسَانًا ، لوگ غیروں سے احسان کرتے ہیں۔ پر اپنوں سے نہیں۔ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے جناب الہی میں عرض کیا۔ تیرے نام رحمن رحیم میں بھی یہی مادہ موجود ہے  
میرا لحاظ رکھو۔ اللہ نے فرمایا۔ میں تیرا ایسا خیال رکھوں گا۔ جو تجھے قطع کریگا۔ میں اس سے قطع کروں گا۔

الضَّالِّينَ بِالْجُنُبِ ، ایک سیٹ پر بیٹھنے والے۔ ساتھ کے دکھار۔ ہم نشین۔ ہم عہد۔ ہم حکم  
ہم دفتر۔ ایک آفتاب کے دو ملازم۔ ایک جہاز یاریل کے سوار۔ (ضمیمہ اخبار بد تعلیم ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)  
وَالْجَارِ الْجُنُبِ ، اس میں مذہب کی قید نہیں۔

وَالضَّالِّينَ بِالْجُنُبِ : کلاس فیلو۔ ہم پیشہ۔ رفیق سفر۔ (تشیذ الانان جلد ۱ نمبر ۳۷۸)  
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِثُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا : جو کہ پڑا شنی خود ہو۔ اللہ تعالیٰ اُسے  
دوست نہیں رکھتا۔ (تشیذ الانان اکتوبر ۱۹۱۰ء جلد ۱ نمبر ۳۹۵)

۳۸۔ بِالَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ

بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۖ

جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کی تحریک کرتے رہتے ہیں اور جو اللہ نے اپنے فضل سے انکو دیا ہے  
چھپاتے ہیں اور ہم نے ایسے منکروں کیلئے العنت کرنے والا عذاب تیار کیا ہے (تشیذ الانان جلد ۱ نمبر ۳۹۵)  
کسی کے پاس کوئی چیز ہو اور وہ اُسکے دینے سے مضائقہ کرے۔ یہ تو عام لوگوں کے نزدیک بخل ہے  
قرآن کریم کی اصطلاح میں سچی بات اور مفید مشوروں کے دینے سے جو لوگ اپنے آپ کو روکیں وہ بھی بخل ہیں۔  
لوگ اپنے اولاد کو الگ قرآن مجید پڑھاتے ہیں۔ یہ بھی بخل ہے۔ اپنے ایک دوست سے میں نے کتاب مانگی

اس نے مکرر یہ کٹر مانگتے ہر انکار کیا۔ میں نے باوازی بند انشا اللہ پڑھا۔ چند روز گزرے ایک بڑا پلندہ  
پشاور سے آیا۔ اس میں وہ کتاب بھی تھی بلکہ اسکی شروع۔ پھر اس شرح کی شروع۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَمَنْ يَكُنْ

الضَّالُّطَّنَ لَهُ قَرْيَنًا فَسَاءَ قَرِينًا ۖ

رِئَاءَ النَّاسِ، لوگوں کے دکھاوے کیلئے تو خرچ کرتے ہیں پر خدا کی راہ میں ایک کوڑی دیتا بھی جو بھر ہے  
قَرِينًا، عرب میں ایک حکیم گزے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے کہ کسی شخص کا حال معلوم کرنے کیلئے اس شخص کو  
دھندلے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دوستوں سے اسکے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ کیسے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۰۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظِلُّهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ، وَإِنْ تَكَ

حَسَنَةً يُضَعِفَهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهِ

أَجْرًا عَظِيمًا ۖ

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۗ

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ : ذَرَّةٌ عربی زبان میں لال چوٹی کو کہتے ہیں اور مِثْقَال اسکے سر کو۔  
فَكَيْفَ : تعجب کے لگ میں یہ لفظ آتا ہے۔ یعنی کیا حال ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ



وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ  
وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا  
وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ  
مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ  
تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا  
بِأَيْدِيكُمْ وَارْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَافُوًا

### عَفُوًّا ۝۳۲

سُكَارَىٰ : سُکر۔ نیند کا غلبہ۔ شراب سے بدست ہونا۔

حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ : اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان نماز سمجھ کر پڑھے عَابِرِي سَبِيلٍ : جو لوگ انگریزی پڑھے ہوئے نہیں۔ اور ان کو ریل وغیرہ کے سفر میں نہانے کا موقع نہ ملے یا آسانی سے نہ ملے تو ایسے مسافر کو تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اور اسی قسم کی مجبوروں میں انسان تیمم کرے وہ نہ بلا غسل نماز نہ پڑھے إِنَّ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ : عوام کو بیماری کی حالت میں خواہ وہ بیماری کیسی ہو تیمم کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ بیماریوں کے حقائق تو اطباء سے بھی بعض اوقات مخفی رہتے ہیں کہ تیمم مضر ہے یا مفید۔ ایک دفعہ میں نے رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے شروع کئے تو میری بیماری دستوں کی زنج ہو گئی۔ میں سمجھا۔ یہ روزے تو اکسیر ہیں لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری قوتِ رجولیت قطعی مفقود ہو گئی۔ پھر میں نے اٹھارہ مہینے بعد خوب توبہ کی جب کہیں جا کر وہ کیفیت دہر ہوئی۔

غَائِطٌ : علیحدہ مکان۔ اور نہی جگہ جہاں سے پیشاب اڑ کر نہ پڑیں۔

لَمَسْتُ : ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں سے چھونا اُلٹے ہاتھ سے چھونا لمس نہیں۔ دوسرے معنی جماع تیمم کا طریق یہ ہے کہ زمین پر دونوں ہاتھ ملے۔ پھر ٹھونک دے تاکوئی کنکر وغیرہ ہاتھ کو لگ گیا ہو تو چھوٹ جائے۔ پھر منہ پر پھیر کر ہاتھ پہنچوں تک ایک دوسرے سے مل لے۔ یہ وہ طریق ہے

جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۶۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ، وَكَفٰی بِاللّٰهِ

وَلِيًّا، وَكَفٰی بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۶﴾

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ: عجیب عجیب قسم کے لوگ ہم سے ملتے ہیں۔ بڑی خوشامد سے مزاج پرسی کرتے ہیں۔ حضور کا مزاج کیسا اور السلام علیکم نہیں کہتے! وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَلِيًّا: جس شخص کی روزانہ غلطیاں کم نہیں ہوتی باتیں اور بُرائی و فساد میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا اس کا ولی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ

مَوَاضِعِهِۦ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَہٗ

غَیْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَیْسَ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی

الَّذِیْنَ، وَلَوْ اَنَّہُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا

وَاسْمَہٗ وَاَنْظَرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّہُمْ وَاَقْوَمَ،

وَلٰکِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِکُفْرِہِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

قَلِیْلًا ﴿۴۷﴾

وَاسْمَہٗ غَیْرَ مُسْمَعٍ: بیچ دار لفظ شریروں کوں کا قاعدہ ہے۔ ان سے بچو۔  
میں لوگوں کو کتاب دی ان کو نصیحت کرتا ہے۔ دوستی کرو مگر ایک حد تک دشمنی کرو مگر ایک حد تک۔ کسی سے دشمنی ایسی کرو کہ اگر وہ دوست بن جائے تو تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ کسی سے دوستی کرو تو ایسی کہ وہ دشمن ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)  
یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ: لفظوں کے معنی بگاڑتے ہیں۔

وَأَسْمَعَ غَيْدَ مُسَمِّعٍ، آپکو خوشی کی خبر نہ پہنچے۔ بددعا کا کلمہ۔  
(تشیخ الاذنان ستمبر ۱۹۳۳ء جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۴۴۸)

۳۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا  
مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا  
فَنَرُذَّهَا عَلَىٰ آذَانِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا  
أَصْحَابَ السَّبْتِ، وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝

اَنْ نَطْمِسَ وُجُوْهَاً، مٹو۔ اعلیٰ صرح کے لوگ۔  
فَنَرُذَّهَا عَلٰی اَذْبَارِهَا، ادنیٰ آدمی سے جو اعلیٰ بنے۔ وہ پھر ادنیٰ بنائے جاتے ہیں۔  
نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا اَصْحَابَ السَّبْتِ، اَصْحَابَ السَّبْتِ یہود کو کہتے ہیں  
جب انکو آرام ملا وہ بیکار ہو گئے۔ یہود پر یہ لعنت آئی ہے کہ وہ دوسروں کے ماتحت بندوں کے مانند  
ہو گئے۔ کہ جیسے نکلتے ہیں ملتے ہیں۔ یہاں یہودی نہیں بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ  
یہودی نہ تھے۔ مسلمان تھے۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں ہی کو سکھاتا ہے۔ کہ تم یہودیوں کی مانند نہ بن جانا۔  
(ضمیمہ اخبار بدعت قدیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ  
مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ، وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ  
فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ، کسی آدمی پر عبور و سہ نہ کرو۔ ڈپلومے اور سند پر  
عبور و سہ کرنا بھی شرک ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے میرے سامنے ڈپلومے کی بڑائی کا ذکر کیا تو میرے پاس بھی  
ایک سند تھی۔ اُسی کے سامنے منگا کر اسکو چاک کر دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدعت قدیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اللہ یہ نہیں بخشتا کہ اسکا شرک ٹھہرائے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کو چاہے اور جس نے ٹھہرایا شرک اللہ کا اُس نے بڑا طوفان باندھا۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۳۰)

قرآن بیان کرتا ہے۔ گناہ تین قسم کے ہوتے ہیں اول شرک دوم کبائر سوم صغائر۔ شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہے کہ وہ ہرگز بدوں توبہ معاف نہ ہوگا۔ اسکی سزا جگہ تین ضروری ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ : انجیل بھی بائیں کہ بڑی بشارت اور بشیر ہے۔ فرماتی ہے ”روح کے خلاف کفر معاف نہ ہوگا“ (متی باب ۲۱)

دوسری قسم گناہوں کی وہ کبائر اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہیں اور صغائر یا مبادی کبائر سے اوپر۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک کبیر اور بڑے گناہ کی ابتداء میں چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیر سے کم ہوتے ہیں۔ مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا۔ ضروری ہے کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اُس نظر بازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی۔ یا ابتداء وہ باتیں سنیں جن کے باعث اُس بدکاری کے ارتکاب تک اُس زنا کنندہ کی نوبت پہنچی۔ ایسے ہی ان باتوں کا ارتکاب جن کے وسیلے سے اس کو وہ شخص جن سے زانی نے زنا کیا اور بالکل ظاہر ہے کہ ان ابتدائی کارروائیوں کی بُرائی سے ضروری پر ہے۔ ایسے کبائر اور بڑے گناہوں کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے۔

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ (النساء: ۳۲)  
اگر تم بچتے رہو گے بُری چیزوں سے جو تم کو منع ہوئیں تو ہم آمار دیں گے تم سے تقصیریں تمہاری۔ کیا معنی۔ جن بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے تم لوگ منع کئے گئے اگر ان بڑے گناہوں سے بچے رہو تو ان کے مبادی اور ان کے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہوں سے بچنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جملع کرنا چاہا۔ جو اس کے نکاح میں نہیں ہے اور اس عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی یا کچھ مال خرچ کیا اور اُسے خالی مکان میں لایا اور اُسے دیکھا بلکہ اس کا بوسہ بھی لے لیا۔ لیکن جب وہ دونوں برضا و رغبت بُرائی کے مرتکب ہونے لگے۔ اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع نہ رہی۔ اور اس بدکارروائی کا آخری نتیجہ بھی ظاہر نہ ہوا تھا۔ کہ اس زانی کے ایمان نے آکر اسے زنا سے روک دیا اب یہ شخص بائیں کہ مال خرچ کر چکا ہے یا ثانی کی رضامندی پا چکا۔ صرف ایمان کے باعث ہاں ایمان ہی کے باعث اور خدا سے باہمہ وسعت و طاقت اس بڑی بُرائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا۔ اور اسکا مرتکب نہ ہوا۔ تو صرف اسی اجتناب سے اس کی ابتدائی کارروائیاں جو حقیقت میں مبادی گناہ اور گناہ کی طرف تھیں معاف ہو جائیں گی۔ کیونکہ اسکا ایمان بڑا تھا جس نے آخری حالت میں خدا کے فضل سے دستگیری کی۔ اور تیسری قسم گناہ

کی صفائیں ہیں۔ جن کا ذکر کہاڑ میں فرمنا آگیا۔

إِنَّ نَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ : (الاعراف : ۵۷)  
بے شک ہر اللہ کے نزدیک ہے نیکی والوں سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۲-۱۳۳)

۵۲۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اَوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ

الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَهْوٰٓءًا هٰذِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سَبِيْلًا ۝

دیکھتے ہو جن کو کتاب سے بہرہ ملا وہ شیاطین اور ناپاک دُوحوں پر اعتقاد لارہے ہیں اور (جنتیں)  
کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مومنوں سے اچھے راہ پر ہیں۔ (تصدیق براہین احمیہ صفحہ ۳۹)  
طَّاغُوْت : حد سے بڑھا ہوا۔

جِبْت : سحر۔ دھوکہ دینا

دھوکہ دینے والوں اور چالاکی کرنے والوں کو بعض لوگ بہت جلد مان لیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ  
دھوکہ لگتا ہے کہ یورپ آج کل کس قدر ترقی کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انبیاء میں  
تعلیم کون سے آئے۔ اُس میں مثلاً خشیت الہی میں انہوں نے کس قدر ترقی کی۔ یہی کہ ایک گتے موتے والے  
کو خدا بنالیا۔ ہم لوگ پانچ وقت میںاروں پر چڑھ کر خدا کی توحید کا وعظ کرتے ہیں۔ یورپ نے بایں ہمہ اقتدار  
کیا کیا؟ (ضمیمہ اخبار بدر نکلیاں ۲۹ جولائی ۱۹۹۹ء)

۵۳۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَّلَعَنَّ

اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيْرًا ۝

وَمَنْ يَّلَعَنَّ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيْرًا : اللہ تعالیٰ سے جب انسان دُور ہو جاوے  
تو پھر اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ یاد رکھو۔ بدی کے وقت تو لوگ شریک ہو جاتے ہیں



پر دُکھ کے وقت کم ہی شریک ہوا کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بہار قادیان ۳۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذَا يُؤْتُونَ

النَّاسَ نَقِيْرًا ۝

نَقِيْرًا: کھجور کی گٹھلی پر جو نقطہ ہوتا ہے۔ (تشیخہ الاذیان ۳۳۳ جلد ۱ صفحہ ۴۲۸)

۵۵۔ اَمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ

فَضْلِهٖ، فَقَدْ اٰتَيْنَا اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

وَ اٰتَيْنَاهُمْ مَّلٰٓئِكًا عَظِيْمًا ۝

کیا ان یہود اور عیسائیوں کو اس بات پر حسد آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربوں میں رسول بھیجا اور اُسے کتاب دی۔ تو انہیں کہہ۔ تم ابراہیم کے فرزند ہو۔ اب بھی تو کتاب اور حکمت اور بڑی بلاشبہت ابراہیم ہی کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمعیل ابراہیم کا پلوٹھا تھا اور قریش حین میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے۔ اسی کی اولاد ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے ابراہیم کی نسل والو۔ عہد رسالت ابراہیم کے گھر سے نہیں نکلا پس تمہیں کیوں حسد آگیا۔

عیسائی یہودی مانتے ہیں کہ ابراہیم راست باز کے ساتھ اسکی راست بازی پر وعدہ ہے کہ اس کے گھرانے کو معزز و ممتاز کیا جاوے اور اس کے گھرانے سے تمام گھرانے برکت پاویں (پیدائش ۱۲ باب ۱۳) یہ وعدہ جیسا اس راست باز سے الہامی طور پر کیا گیا۔ ویسا ہی الحمد للہ اسکا ظہور مشاہدہ میں آ رہا ہے۔ غور کرو۔ آریہ اپنے گھرانے کی کتابوں کی اشاعت اور ابراہیمی گھرانے کی تعلیمات کی اشاعت دیکھیں ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیوں کے ذریعہ سے ہو رہی اہل اسلام کے وسیلہ سے۔ (تصدیق برائین احمیہ ص ۳۹)

۵۶۔ اِنَّ اللّٰهَ يٰۤاْمُرُكُمْ اَنْ تُوَدُّوْا الْاٰمَنِيْنَ اِلٰی

اٰھْلِہَا ؕ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا

بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ. إِنَّ اللَّهَ

كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۱۹﴾

اَن تُوَدُّوا الْاَمْنَتِ اِلَى اَهْلِهَا . خدا تعالیٰ کی مخلوق کا انتظام ایسے لوگوں کے سپرد کرو۔ جو اس کے اہل ہوں۔ کمیٹیوں میں ممبروں کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرو۔

حضرت نبی کریمؐ کے دُوروں کو شخص آئے کہ ہمیں کام سپرد کیجئے۔ ہم اس کے اہل ہیں۔ فرمایا۔ میں کو ہم حکم فرمادیں۔ خدا انکی مدد کرتا ہے۔ جو خود کام کو اپنے سر پہ لے۔ اس کی مدد نہیں ہوتی۔ پس تم عہدے اپنے لئے خود نہ مانگو۔ (ضمیمہ اخبار ہند قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۷۱)

۶۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي

شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ

أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿۲۰﴾

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ : کہا مولا اللہ اور رسول

کا اور اپنے حکام کا۔

الہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرماں برداری، سیاست و تمدن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے !

بلکہ انکی فرماں برداری خود الہی فرماں برداری ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ

أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: ۸۱) اور فرمایا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۹۹)

مِنْكُمْ۔ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ جہنم والوں کو فرمایا۔ اَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ۔ کیا رسول

دو ذخیوں سے ہوں گے۔ پس بیشک سے مراد نوع انسانی ہے (تشمین اللذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ نمبر ۳۴)

۶۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اَمَنُوْا  
بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ وَمَا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ  
اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ  
يَكْفُرُوْا بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ  
ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۶۱﴾

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ: چاہتا ہے شیطان کہ انکو بہکا دے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۹)

۶۲۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلَى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ  
وَالِی الرَّسُوْلِ رَاٰیْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ  
صُدُوْدًا ﴿۶۲﴾

تَعَالَوْا اِلَى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ: کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کرتا کہ ہماری شریعت میں جھوٹ ہے۔ لیکن غلبہ آمد اس کے خلاف ہے۔ جو کچھ مسلمان کر رہے ہیں۔ وہ شریعت اسلامی کے خلاف ہے۔ لڑکیوں کو ورثہ تک نہیں دیتے۔ اپنے مقدمات کو اللہ و رسول کے فیصلہ کے مطابق کر کے خوش نہیں ہوتے شیعہ سے ہم نے بار بار کہا ہے۔ آؤ۔ قرآن شریف سے فیصلہ کریں مگر وہ نہیں مانتے۔

رَاٰیْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا: ایک کہانی مشہور ہے۔ کسی یہودی کا کسی منافق سے جھگڑا ہوا۔ دونوں بارگاہ نبوی میں گئے۔ نبی کریمؐ نے یہودی کو ڈگری دی۔ جو منافق کے مضر متقی۔ اُس نے کہا۔ میں تو حضرت عمرؓ کا فیصلہ مانوں گا۔ چنانچہ وہاں گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ میں تمہاری گردن اڑاتا ہوں۔ کہ تم نے نبی کے فیصلہ سے نفرت کی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)



۶۳۔ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ

أَيْدِيهِمْ تُمْجِعُونَهُمْ يَخْلِفُونَ يَا لَيْسَ لَكَ آرْذَنًا  
إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ: پھر وہ کیسا  
کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں سے کئے کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶)

۶۴۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ

اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اور ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا اگر آتے تیرے پاس۔ پھر اللہ سے بخشواتے اور  
اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کر نیوالا مہربان ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۳۲-۱۳۰)

۶۵۔ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنْ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ

أَوْ اخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ

مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ

خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيثًا

اور اگر یہی کریں جو ان کو نصیحت ہوتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہوں دیں  
میں۔ اور ایسے ہم دیں ان کو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلا دیں ان کو سیدھی راہ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۶)

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ : اللَّهُ تَعَالَى جَانِ بِي لَيْتَا چاہے ۔ وطن بھی ۔

مَا فَعَلُوا إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ : بہت کم لوگ یہ کام کر سکتے ہیں میں یہاں قادیان میں صرف ایک دن کیلئے آیا اور ایک بڑی عمدت بنتی چھوڑ آیا ۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا ۔ اب تو آپ فلسطین میں نے عرض کیا ۔ ارشاد ! فرمایا : آپ رہیں ! میں سمجھا دو چار روز کیلئے فرماتے ہیں ۔ ایک ہفتہ خاموش رہا ۔ فرمایا آپ تنہا ہیں ۔ ایک بیوی منگوالیں ۔ تب میں سمجھا کہ زیادہ دنوں رہنا پڑے گا ۔ تعمیر کا کام بند کر دیا ۔ چند روز بعد فرمایا کتابوں کا آپ کو شوق ہے ۔ یہیں منگوا لیجئے ۔ تعمیل کی گئی ۔ فرمایا اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوالیں ۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے

”لَا تَصْبَوْنَ إِلَى الْوَطَنِ فِيهِ تَهَانٌ وَتُمْتَحَنُ“

یہ الہام نور الدین کے متعلق معلوم ہوتا ہے ۔ مجھ سے فرمایا ۔ وطن کا خیال چھوڑ دو ۔ چنانچہ میں نے چھوڑ دیا ۔ اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۲۔ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اخذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا

ثَبَاتٍ أَوْانْفِرُوا جَمِيعًا ۝

بہت سے لوگ اسراف میں حد سے بڑھ جاتے ہیں پھر کنجوسی کہتے ہیں تو وہ بھی حد سے زیادہ کرتے ہیں ۔ عداوت میں بھی اس قدر بڑھتے ہیں کہ خود ہی پھٹتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کو چوکس رہنا چاہیئے ثبات : جماعتیں ہی کر ۔

مسلمانوں میں استقلال نہیں جس کام کو شروع کرتے ہیں ۔ نباہ نہیں سکتے ۔ بعض امور اسلام میں ایسے ہیں ۔ جو جماعت کے کرنے کے ہوتے ہیں بعض ایسے کہ خاص خاص آدمیوں کے ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۳۔ - فَإِن مِّنْكُمْ لَيُبَاطِلَنَّ، فَإِن أَصَابَتْكُمْ

مُصِيبَةٌ قَالِ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ

أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيدًا ۝

لَيُبَاطِلَنَّ : اب جنگ کا کام تو ہے نہیں ۔ اب تو دوسرے چلتے ہوئے کاموں میں بٹوؤ

لے دیر کرنا ۔ تاخیر کرنا ۔ (مرتب)

ڈالتے ہیں۔

قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰیؕ اگر بھائی بلا میں مبتلا ہوا تو فکر نہیں۔ بلکہ خوش ہیں کہ ہم تو مطمئن ہیں  
تم کو چاہیے کہ جو دنیا کو مقدم کر رہے ہیں۔ ان سے مقابلہ کرو جو دنیا میں مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں  
تم بھی ایسے جائز ذرائع ترقی سے کام لو کہ ان سے برصو۔ ایسا ہی دین میں اور اپنے دوستوں میں ایک دوسرے  
سے ہمدردی کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَمَالَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَ

الْوَلَدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ

هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا. وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ

لَدُنْكَ وَلِيًّا. وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۱۱﴾

اور تم کو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور واسطے ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے۔  
جو کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے! نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اسکے لوگ اور پیدا کر ہمارے واسطے  
اپنے پاس سے مددگار۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۱۱)

۸۔ الَّذِينَ اٰمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. وَ

الَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ

فَقَاتِلُوا اَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ

ضَعِيفًا ﴿۱۲﴾

فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ : مُفْسِدُوں اور شہیروں کی حمایت میں۔  
كَيْدَ الشَّيْطٰنِ : شیطان کی جگہ۔ (تشیخ الایمان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۲۸ صفحہ ۴۲۹)

۷۸۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْا  
 اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ، فَلَمَّا  
 كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ  
 يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشِيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشِيَةً  
 وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۗ لَوْ لَّا  
 اَخَّرْتَنَا اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۖ قَدْ مَتَّعُوا الدُّنْيَا  
 قَلِيْلًا، وَاَلَا خِرَةٌ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰ ۚ وَلَا تَظْلَمُوْنَ  
 فِتْيَلًا

کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو کہا گیا۔ اپنے ہاتھ روک رکھو۔ نماز کو پڑھتے اور زکوٰۃ کو دیتے رہو۔ پس جب ان کو لڑنے کا حکم دیا گیا۔ اس وقت ایک فریق ان میں سے اللہ کے در کی طرح لوگوں سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ ڈرتا ہے اور وہ بول اٹھے کہ اے رب تو نے کیوں لڑائی ہمارے ذمہ لگا دی۔ تھوڑی مدت تک ہمیں کیوں اور پڑھیل نہ دی۔ تو ان کو کہہ دے کہ دنیا کا فائدہ تو محدود ہے اور جو تقویٰ کرتا ہے۔ انجام اس کیلئے بہتر ہے۔ اور کوئی ایک قبیلہ کے برابر بھی بے انصافی نہیں کیا جاوے گا۔

بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں کہ ہم یوں کریں گے دُور کریں۔ اور اپنی جواں موی اور بہادری کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ ایسے متکبر کبھی اپنے دعووں کو پورا اور ثابت کر کے نہیں دکھلایا کرتے۔ اور نہ دکھلا سکتے ہیں۔ بدی کو چھوڑنا اور نیکی کو کرنا نہ صرف انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوا کرتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کے نہ انسان بُرائیوں اور فضولیوں کو چھوڑ سکتا ہے اور نہ کوئی بہادری کا کام کر سکتا ہے بدوں حکیم الہی... دعوے کرنے والے اکثر ناکام رہتے ہیں۔ میں نے ایک جنگی افسر سے پوچھا کہ آپ کے لشکر میں بہادر اور بزدل کی کیا نشانی ہوا کرتی ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرا تجربہ ہے کہ جو سپاہی اکثر مونچھوں پر تاؤ دیتے رہتے ہیں وہ عموماً میدان جنگ میں بزدلی ظاہر کرتے ہیں اور جو سیدھے سادے ہیں وہ لڑائی کے وقت شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں۔

غرض خُب سمجھ رکھو کہ جو لوگ بلاوجہ تکبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو عمل کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس قدر جلد باز تھے کہ ان کو حَقُّوا آئِدِ یَکُمُ کہتا پڑا لیکن جب انکو ٹٹنے کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے لَوْلَا اَخَذْتَنَا اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ۔

اس قسم کی لاف زنی وغیرہ کی غلطیاں انسان میں جو ہوتی ہیں انکا علاج اور نیز ہر ایک مرض کا علاج کثرت سے استغفار اور لا حول پڑھنا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ سابقہ گناہوں کے بد نتائج سے محفوظ رکھے اور آئندہ بدی کے ارتکاب سے حفاظت بخشنے۔

استغفار اور لا حول کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تیری قوت کے بغیر میں کوئی بدی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور نہ تیری قوت کے بغیر کوئی نیکی کا کام کر سکتا ہوں۔ تب خدا نیکی کرنے کی توفیق بخشنے گا۔ انسان پر مشکلات آتے ہیں لیکن اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

میں خود بھی قرآن پڑھتا ہوں اور تم کو بھی سناتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ قرآن میں دو طرح کی راہیں بیان کی ہیں ایک طرف انبیاء اور متقین کا ذکر ہے اور ایک طرف فاسقوں اور فاجروں کا بیان ہے۔ کہیں گندے آدمیوں کے بُرے انجام بتلائے ہیں کہیں بھلوں کے نیک انجام دکھلائے ہیں۔ پس ہوشی کا کام ہے کہ ان تمام راہوں سے واقفیت حاصل کرے۔ کسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ بعض وقت درس میں ایسی باتیں بیان ہوتی ہیں جن کی طرف لوگوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور جب بیان ہوتی ہیں۔ تو وہ ان سے آگاہ ہو جاتے ہیں تو اس بدی کا ارتکاب کرتے ہیں ایسا کرنا بے وقوفی ہے۔ میرے پاس ہزاروں خط اس مضمون کے بھرے ہوئے آتے ہیں کہ ناواقفی کی وجہ سے ہم ہلاک ہو گئے۔ ناواقفی بہت بُری بات ہے۔ جو لڑکا ہم سے سُنے کہ زنا بھی کچھ شے ہے اور پھر اس سُنے پر زنا کاری شروع کر دے اس کو تو پھر خدا اور رسول کے کلام سے بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ کہتے رہنا کہ نیکی کرو۔ نیکی کرو اور بدی کو چھوڑ دو۔ یہ کوئی وعظ نہیں ہے۔ اور نہ اس سے سُنے والے کو فائدہ ہوتا ہے۔

فائدہ تو جب ہی ہوگا۔ جب نیکی اور بدی کا علم ہوگا اور کسی بدی کے ارتکاب سے وہ اس وقت بچ سکے گا جب وہ جانتا ہوگا۔ کہ یہ بدی ہے۔ پھر اس قسم کے وعظ تو آدمی گرجوں اور ٹھاکر دلوں میں بھی بیٹھ کر کر سکتا ہے جس سے بچلے اور بُرے دونوں قسم کے لوگ خوش ہو جایا کرتے ہیں اور کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ مخالفت اُسی وقت شروع ہوتی ہے جب کھول کھول کر بیان کیا جاوے۔ اگر انبیاء علیہم السلام ان باتوں کو مفصل کھول کر بیان نہ کرتے تو کوئی انکا مخالف بھی نہ ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اسی واسطے ہوئی کہ انہوں نے مکہ والوں کے عیوب کھول کر ان پر ظاہر کر دیئے۔ اگر عیوب کو بیان نہ کریں تو پھر اور کیا بیان کر سکتے ہیں۔ قوم کو طمّ کی بد اخلاقی اور انکی تباہی کی نسبت اگر کچھ بیان کرنا ہو تو کیا اصل واقعہ کو چھوڑ کر ہم کہہ دیا کریں کہ



انہوں نے کوئی بڑی کی تھی اور وہ ہلاک ہوئے۔

انجام ہمیشہ مشق کا ہی اچھا ہوا کرتا ہے۔ اور ہر ایک غیر کا دل بھی مشق ہی ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔  
(الحکم ۲۲، مئی ۱۹۰۳ ص ۱۴۱)

۴۹، ۸۰۔ اَيْنَ مَا تَكُونُوا يَذْرِكُهُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ

كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ

حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ وَإِنْ

تُصِيبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلُّ

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ

يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۚ وَمَا أَصَابَكَ

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَا لِلنَّاسِ

رُسُومًا ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

اللہ جل شانہ بعض فضل سے کسی وقت صبر کا حکم دیتا ہے کسی وقت بدلہ لینے کا۔ صبر کے دن مقابلہ

کے دن نہیں ہوتے۔ ان اوقات کو انبیاء خوب پہچانتے ہیں یہ انبیاء کے ناشناس لوگوں کی باتیں ہیں کہ جب تک

مکہ میں تھوڑے آدمی تھے۔ صبر کا حکم تھا۔ قلت و کثرت میں کیلئے کچھ بات نہیں۔ انبیاء کو جب اللہ حکم دیتا ہے

صبر کرتے ہیں۔ جب مقابلہ کا حکم دیتا ہے۔ مقابلہ۔ وہ نہ ہتھیاروں کی پرواہ کرتے ہیں نہ آدمیوں کی۔ کیا موسیٰ

اور نوح علیہم السلام نے طواغیت سے کام لیا تھا.... دیکھا وہ پانی جو مخالف کے غرق کا موجب ہوا۔ آپ کی

نجات کا ذریعہ بنا۔ پھر دیکھو یَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ (التوبہ: ۲۵) میں کثرت کو

عجب کا موجب ٹھہرایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے احمق مقابلہ صرف تلوار کا سمجھتے ہیں۔ یہی تو جتنے کے منتظر ہوتے ہیں۔





پڑتی ہے کہ جنگ کی جگہ اور بہت سی بیش قیمت جانوں کو بچانے کے واسطے کچھ جانیں قربان کر دی جاتی ہیں۔ موت سے انسان بچ سکتا تو ہے نہیں۔ پھر زلت کی موت کیوں اختیار کی جالوے۔

ہر ایک قسم کا سکھ اور نیکی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ اسکے سوا کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے کہ سکھ دے سکے۔ خدا تعالیٰ رحمن ہے اُس نے سکھ کے سلمان ہاتھ پاؤں آنکھ ناک ہر سب اعضاء اور آرام وہ اشیاء اپنے فضل سے مہیا کئے ہیں۔ قسم قسم کے لباس۔ پھل۔ پھول۔ عقل۔ قوت اور اک کی وغیرہ، یہ سب سکھ کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے حاصل ہوتی ہیں لیکن دُکھ انسان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر نہیں کرتا اور انکو بے محل استعمال کرتا ہے تو دُکھ پاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات ہرگز ظالم نہیں ہے۔ قُلْ كُلٌّ قِیْنٌ عِنْدَ اللّٰہِ کے یہ معنی ہیں کہ گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ کا ثواب اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ دُکھ کا سرچشمہ کیوں خدا تعالیٰ کو کہا گیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی بیکاری کی وجہ سے اس کا دُکھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی لئے دُکھ کو بھی اُسی کی طرف منسوب کیا گیا۔ مثلاً ایک قیدی جو جیل خانہ میں جاتا ہے تو گورنمنٹ کے ہی حکم سے جاتا ہے اور گورنمنٹ اُسے اسکے بد اعمالی کی پاداش میں جیل خانہ بھیجتی ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے منصب جو لوگوں کو ملتے ہیں وہ بھی گورنمنٹ سے ہی ملتے ہیں۔ غرضیکہ گورنمنٹ ہی کی عنایات سے ایک شخص مودِ انعام ہوتا ہے اور گورنمنٹ کی ہی خلافِ مودی سے مودِ عذاب ہوتا ہے۔ لیکن مودِ عذاب ہونے کی ایک وجہ ہوتی ہے جو کہ نافرمانی ہے اور مودِ انعام ہونے کی بہت راہیں ہیں۔ کبھی انسان اپنی لیاقت سے۔ کبھی ذاتی اور خاندانی وجاہت سے۔ کبھی کسی خدشات سے اور کبھی کسی مقرب کی سفارش سے مودِ انعام ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر میں چوروں یا ڈاکوؤں کے گھر پیدا ہوتا۔ تو باوجود اس کوشش اور محنت کے جو میں نے آج تک کی ہے۔ اس موجودہ ترقی پر نہ پہنچ سکتا تھا معلوم کر سکتے ہو کہ کس قدر کا دُشمن وہ میاں میں تھیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی تھا کہ اس نے اس مقام تک پہنچایا ہوا ہے۔

وَكُنِيَ بِاللّٰہِ شَہِیْدًا: اللہ تعالیٰ کی گواہی دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو اس طرح کہ وقت ہر ان تمام چیزوں کو پورا کر دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہلوی اور زمانہ کے متعلق تھیں۔ دوسرے اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کر کے اور آپ کے دشمنوں کو ہلاک کر کے اور آپ کی کامیابی میں ہر ایک روک کو دور کر کے گواہی دیدی کہ یہ ہمارا بیجا ہوا ہے۔ دونوں فرق اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق تھے۔ اور دونوں کے اعمال سے وہ خوب واقف تھا جو سچا تھا۔ آنحضرت اللہ تعالیٰ نے اسے فتح دیدی اور نیز اچھے

لوگوں کو اپنے مکالمات سے بھی آگاہ کیا کہ یہ رسول اللہ اور امتِ باز ہے۔ جیسے فرمایا۔ اِذَا اَوْحَيْتُ اِلَى الْخَوَارِیْثِ اَنْ اٰمِنُوْا لِحٰی وَیَدِ سُوْرٰی۔ (الحکم ۲۹، مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۹)

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اِلٰهِ... الخ : اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سکھوں کو دیکھوں کامینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے کہ اصل خالق اور پیدا کرنے والا اسبابِ نگو و راحت کا وہی ہے۔ اور یہی نہایت سچی بات ہے کہ سکھ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عنایت سے ملتے ہیں اور دکھ تمہارے اپنے ہی سبب سے تم پر آتے ہیں.... اس قدر بھی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سکھ ابتداء بھی جناب الہی سے آسکتے ہیں.... کیونکہ اسکی صفت رحمن ہے۔

البتہ یہ نئی بات ہے اور سچا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے۔ تمام سکھ ابتداء ہی جناب الہی کی طرف سے آتے ہیں۔ حقیقی چشمہ ان کا وہی اور خلق اشیاء و اسباب اس کی رعایت کا تقاضا ہے مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل مضمون چاہتا ہے۔ (نہال دیں ایڈیشن سوم صفحہ ۷۲)

۸۱۔ مَنْ یُّطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ تَوَلٰی

فَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِیْظًا ﴿۸۱﴾

حضرت نبی کریمؐ تمام فضائل انسانی کے خاتم ہیں۔ زمانہ کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں کہ آپؐ کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلے گا۔ دنیا میں مذاہب کے تین حصے ہیں۔ عبرانیوں کا مذہب۔ ایرانیوں کا مذہب۔ تیسرا مشرک۔ جن کے پاس کوئی کتب نہیں.... نبی کریمؐ اور ان کے پیروؤں کے ماتھوں میں مینوں کے صد مقام فتح ہوئے۔ مگر معتقد ہر کسی نے فتح نہ پائی تھی۔ حتیٰ کہ سکندریا سا فائدہ بھی محروم رہا۔ میرا مذہب ہے کہ آپؐ خاتم کالات انسانی ہیں.... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (اللہ ۲۱) دنیا میں تمام مذاہب کی کتابیں کسی میں دعویٰ کے ساتھ دلیل نہیں۔ پس خاتم الکتاب بھی انہی کی کتاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

جس نے رسولؐ کا کہا مانا اس نے بیشک اللہ تعالیٰ کا ہی کہا مانا اور جس نے اطاعت سے منہ پھیرا تو ہم

نے تجھ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔

یہ آجکل کا ایک مسئلہ ہے جو کہ لوگوں کی جہالت اور شوخی سے پیدا ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حدیثوں کے ماننے اور ان پر عمل درآمد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب اس آیت میں دیا ہے کہ رسولؐ

کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ دیکھو یہ نہیں کہا کہ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ فَقَدْ أَطَاعَ الرَّسُولَ بلکہ کہا ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ اسکا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ماننا ہی تھا اگر انکار ہوتا تو رسولؐ کے حکم کا ہوتا تھا اور ممکن تھا کہ اگر مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ فَقَدْ أَطَاعَ الرَّسُولَ لکھا ہوتا تو لوگ رسولؐ اور اس کے احکام کی مطلق پرواہ ہی نہ کرتے۔ جیسے کہ اب اس وقت بعض لوگوں کا خیال ہو گیا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ حکیم و خبیر نے رسولؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

جو لوگ احادیث کے منکر میں انگو چاہیئے کہ اس آیت شریف کے بالمقابل ایک اس مضمون کی آیت قرآن شریف میں سے پیش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی ابتداء سے بالکل منع کیا ہو۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہیں ہی۔ لیکن جو احکام رسولؐ کے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جس طرح قرآن شریف کی مخالفت کی ہے اسی طرح تعالیٰ اور حدیث کی بھی کی ہے۔  
(البندہ ۵، ج ۱ ص ۱۵۴)

۸۲۔ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ  
بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ، وَاللَّهُ  
يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ، فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ  
عَلَى اللَّهِ، وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

وہ کہتے ہیں کہ ہم تو فرماں بردار ہیں۔ پس جب باہر چلے جاتے ہیں تیرے پاس سے تو جو کچھ تو کہتا ہے اُسکے خلاف رات کو چھپ چھپ کر ایک گروہ کٹا چھوٹی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کہتے ہیں اُسے محفوظ رکھتا ہے۔ تو ان سے اعراض کر لے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔ (البندہ ۵، ج ۱ ص ۱۵۴)

۸۳، ۸۴۔ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ، وَلَوْ كَانَ  
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا  
كَثِيرًا



وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا  
بِهِ، وَ لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ  
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ  
وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَفُتِنْتُمْ  
الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

قرآن میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پرشکوہ تعلیم کے خلاف یہ اصرام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے .... قرآن کریم اپنی نسبت دعویٰ کرتا ہے جیسے فرمایا - وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۰۳)

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کے معنی ہیں اگر قرآن جناب الہی کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہے کہ بے چوڑے دعویٰ کرنے والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اول پاگل اور ظاہر ہے کہ انکے تمام دعویٰ غلط ہیں اور نقش بر آب ہوتے ہیں۔ انہی دشمنی اور بدستی کے بھی قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے ہی کریم کو اس اتہام سے یوں بری فرمایا۔ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْدًا غَيْرَ مَقْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ فَسَتَبْصُرُ وَيُصِرُّونَ بِآيَاتِكُمُ الْمَفْتُونِ۔ (القلم، ۷۳) اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے رب کے فضل سے تو مجنون نہیں کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر ہے اور مجنون کے اخلاق و فضائل اعلیٰ کیا اوری مدبر پر بھی نہیں ہوتے۔ پھر مجنون تمام دلائل اور بات میں کوئی کام کرے اس کے کاموں کے کچھ نتائج و ثمرات صحیحہ و اقصیہ مرتب نہیں ہوا کرتے اور جو تو نے کام کئے ہیں انکے نتائج تو بھی دیکھ سکے گا اور تیرے مخالف بھی دیکھ لیں گے کہ مجنون کون ہے۔ اب غور کرو کہ جانجا قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور اُس کے ساتھ والوں کی نصرت و تائید کرتے ہیں اور یہ گروہ ہمیشہ مظہر و منصور ہوتا ہے۔ غور کرو جب رسول آئے۔ وہ آخر ہمیشہ منصور اور انکے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا۔ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (المؤمن، ۵۱) بے رب ہم (اللہ تعالیٰ) ہمارے لئے نصرت دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور انکو جو ایمان لائے (ماتا ان رسولوں کو) اس قدر زندگی میں۔ اور فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (المنافقہ، ۸) اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اس کے رسولوں کیلئے اور مومنوں کیلئے اور فرمایا اُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (البقرہ) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی مظفر و منصور اور بابراد ہیں۔ دیکھو! فرمایا سر موفات اس میں نہ ہوا۔ نبی کریم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام تمام مخالفوں کے سامنے مظفر منصور بابراد رہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی تو آپ کے خلاف ہوتا۔ اور یہ بات مجنوں کی بڑی جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولَئِكَ جَذَبُ الشَّيْطَانِ اِلَّا اِنْ جَذَبَ الشَّيْطَانُ هُمُ الْخٰسِرُونَ (المجادلہ، ۲۰) یہ مخالف شیطانی گروہ ہے۔ خبردار رہو۔ بے رب شیطانی گروہ ناکام رہے گا۔ اور فرمایا فَسَيَنْفِقُونَ نَفَاسَهُ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً تُمْرُقَتُونَ (الانفال، ۲۷) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کریں گے پھر ان پر افسوس ہو گا اور مغلوب ہوں گے (اب ہمارے مخالف بھی اموال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے) پھر بارگاہ بتلیا کہ منکروں پر عذاب عظیم ہو گا پھر دیکھو تمام عرب و عراق، عجم، شام و روم (مصر و جزیرہ) کے مخالفوں پر کیسے کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے۔ خشک پوش کچھ پر زندگی بسر کرتے تھے ان کیلئے کہا گیا۔ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ (البقرہ، ۲۶) پھر دیکھا اب تک ہم لوگ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو ہم کو نہیں کہ اتباع نبی کریم کو حقیقی جنتوں کے بھی وارث ہوئے دیکھتے۔ مگر ظہری جنت کی وراثت سے تم بے خبر نہیں ہو سکتے۔ جناب الہی نے آپ کے مخالف منافقوں کیلئے خبر دی اور فرمایا۔ وَهَمَّوْا بِحَالِهِمْ يَنَالُوْا (التوبہ، ۷۴) انہوں نے بڑے بڑے ارادے کئے مگر کامیاب نہ ہوئے۔ پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ اور اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سننی الہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی۔ کیونکہ تم ملتے ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب مدسہ یونیورسٹی قرآن کیلئے نہ تھی۔ وہاں اگر کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی علم قرآن کریم کا ضرب سائنس ثابت کر دیا ہوتا۔ مگر میں چیلنج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہیں۔ انکل پتو باتیں کرنے والے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں پس اگر قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)



لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (النساء: ۸۲) یعنی قرآن  
 یحییٰ خدا سے نہ ہوتا تو البتہ اس میں اختلاف ہوتا اور بہت اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اسمیں ذرا بھی اختلاف  
 نہیں۔ تیس برس دُکھ اور سُکھ کے مختلف اوقات میں باتیں کیں۔ مختلف احکام دیئے۔ سبحان اللہ پھر سب  
 کے سب باہم موافق۔ قرآن آیات کو اسی واسطے مشابہات اور مشابہ کہتا ہے کہ ایک آیت دوسرے کی مصدقہ  
 اور مثل ہے۔ میں دعویٰ کرتا ہوں۔ کوئی شخص دو حدیث صحیح ایک مرتبے کی میرے سامنے لاوے میں اسے تطبیق  
 کر کے دکھائے دیتا ہوں۔ (فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) جلد اول ص ۷۵-۷۶)

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ  
 اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ (النساء: ۸۳)

کیا یہ لوگ قرآن میں غم نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں  
 بڑا اختلاف ہوتا۔

قرآن کے منجانب اللہ ہونے کے جو دلائل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا  
 تو اس میں بڑا اختلاف پاتے۔ میں نے اس امر پر غور کیا ہے کہ کیا کیا اختلاف ہو سکتے تھے تو ان میں سے مجھے  
 چند ایک بڑے بڑے اختلاف یہ معلوم ہوئے ہیں۔

اول: انسان جب بات کرنے لگتا ہے تو اس کے مخاطب مختلف قسم کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ کسی جاہل  
 کسی عالم۔ کسی نادان۔ کسی کم سمجھ۔ کسی نکی الطبع۔ تو ایسے موقع پر ایک سپیکر یا خطیب کو ناظرین کی طرز اور  
 لیاقت کا خیال کر کے ان کے فہم اور عقل کے مطابق بات کرنی پڑتی ہے اور مختلف موقعوں پر اسے مختلف کام کرنے  
 کا اتفاق پڑتا ہے تو اکثر اوقات دو مختلف موقعوں اور مجلسوں کی باتوں میں جو وہ کرتا ہے، بڑا اختلاف ہو جاتا  
 کرتا ہے لیکن باوجود اس کے کہ قرآن کو ہر ایک قسم کے مذاق کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے مگر اس میں یہ اختلاف  
 بالکل ممکن ہی نہیں ہے۔ قرآن جیسے مگر مسئلہ کے جاہلوں کیلئے ہے ویسے ہی مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے عالم  
 اہل فقیہ یہودیوں کیلئے بھی ہے۔

دوم زمانہ کی تبدل سے بھی آدمی کے بیان پر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک لیکچرر متواتر تیس برس تک لیکچر دیتا  
 دیتا رہے۔ تو اسکے پہلے اور پچھلے لیکچروں میں ضرور اختلاف ہوگا۔ لیکن قرآن اس قسم کے اختلاف سے بھی بڑی  
 ہے۔ اسکا طرز بیان شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی ہے۔

سوم ایک وقت میں جب انسان لکھتا ہے یا کچھ تقریر کرتا ہے تو مجھ قدرت کے اندر گود کے نظاموں کا  
 اُسے محدود علم ہوتا ہے۔ انہی کے مطابق وہ بیان کرتا ہے اور اپنے استدلال میں انہی کے نظام لاتا ہے لیکن چند

دنوں کے بعد قدرت کے نظامے جب اور رنگ دکھاتے ہیں اور سابقہ تجارب جھوٹے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں تو اسے اپنے خیالات کی تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً اس سے پیشتر سب یہ مانتے تھے کہ ہوا اپنا بوجھ اشیاء پر ڈالتی ہے اور اب ایک کتاب لکھی گئی ہے کہ ہوا اپنا کوئی بوجھ نہیں ڈالتی۔ اور یہ مسئلہ سابقہ علم طبیعیات کی تحقیقات کے بالکل برخلاف ہے۔

علیٰ ہذا القیاس۔ پہلے زمانہ میں آگ کو ایک عنصر کہتے تھے۔ مگر اب کہا جاتا ہے کہ یہ آگ صرف رگڑ کا نتیجہ ہے۔ اس سے یہ بھی ایک نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کی تحقیقات محدود ہے اور جس قدر ایجادات یا معلومات آج تک ہوئی ہیں یا آئندہ ہوں وہ ہمیشہ اتفاقی ہوا کرتی ہیں اور جب ایک بات ہو جاتی ہے تو پیچھے سے انسان اس کیلئے وجوہات گھڑ لیتا ہے۔ جن لوگوں نے علم سائنس اور طبیعیات وغیرہ کے بڑے بڑے مسائل حل کئے ہیں۔ وہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ سب مسائل اتفاقی طور پر ہی حل ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فرمانا بالکل سچ ہے اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خِزَايْنَةٌ وَمَا نُنْزِلُكَ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ (الہجرہ: ۶۴) جب اللہ چاہتا ہے تو کوئی بات یا مسئلہ کسی کو معلوم ہو جاتا ہے غرضیکہ قرآن نے ایسا اسلوب بیان کا اختیار کیا ہے کہ ان نظاروں میں بھی اس کا اختلاف کہیں نہیں ہوتا۔ کوئی تحقیقات کسی قسم کی کیوں نہ ہو۔ آج تک قرآن کے خلاف ثابت نہیں ہوئے۔

جس قدر نئی تحقیقات ملے ہیں۔ وہ تمام کلام اللہ کے دشمنی ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں قرآن پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یوہپ کے تلمیذ داؤد بنجومی۔ اسٹرانجر۔ سائنسٹ۔ ڈاکٹر وغیرہ ہر عالم اپنے علم کی رُف سے قرآن کی مخالفت پر آمادہ لیکن ان میں سے کامیابی کسی کو نہیں ہوتی۔ اور قرآن کسی سچی بات سے بھی کہیں مخالفت نہیں کرتا۔ اسی لئے میں ہمیشہ نئی تحقیقات کا متلاشی رہتا ہوں۔ ہر ایک نئی ایجاد اور کتاب کو دیکھتا ہوں لیکن آج تک مجھے ثابت نہیں ہوا کہ قرآن کی تکذیب کسی طریق سے بھی ہوئی ہے۔ پھر میرے جیسے آدمی کو تو بہت سے مشکلات کا سامنا ہے۔ کیونکہ میں قرآن میں ناسخ منسوخ کا قائل نہیں ہوں۔ لغت عرب سے باہر نہیں جاتا۔ حدیثوں کو ماننا ہوں۔ باوجود اس کے میں نے کسی سچی بات کو قرآن سے باہر نہیں دیکھا۔

چہارم وجہ اختلاف یہ ہوا کرتی ہے کہ جب مذہب پر کچھ زمانہ گزر جاتا ہے تو مذہب ولے اپنے اصل مذہب سے دور جا پڑتے ہیں اور اصل مذہب کا پتہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسے اس وقت عیسائی مذہب کے بڑے بڑے عالم حیران ہیں کہ مسیح کی اصل کلام کدھر گئی اور اسکا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ پہلے بعض لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ متی کی انجیل پرانی انجیل ہے۔ لیکن اب اس کی مخالفت ہوئی ہے۔ توریت میں بھی جھگڑا ہے کہ آیا وحی ہے یا نہیں۔ لیکن ادھر اسلام میں دیکھو کہ ہر صدی میں نیا قرآن سنایا جاتا ہے۔ اور جو مجدد آتا ہے

وہ قرآن ہی کو پیش کرتا ہے اور باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے قرآنی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ پچاس برس کے بعد مجدد آتا ہے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ ہر وقت ایک قوم خاتم قرآن خاتم حق اور صدق ضرور موجود رہتی ہے۔

اس تمام بات کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ابتداء اور انتہاء ایک ہی طرز پر ہے۔ جاہلوں اور عالموں سے یہ ایک نئی آواز سے بولتا ہے۔ بڑے بڑے محقق باوجود بڑی بڑی کوشش کے قرآن کے برخلاف کوئی بات ثابت نہیں کر سکے اور یہ کہ قرآن محفوظ ہے۔ اسکا مذہب محفوظ ہے۔ اس کا اصل میں کوئی اختلاف نہیں ہوا پنجم ایک اہم بات ہے وہ بھی اختلاف میں نہیں آسکتی۔ قرآن نے جو پیشگوئیاں کی تھیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک ہوں گے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ جیسی پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ ویسی پوری ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے وقت اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو بھی ساتھ لے جاتے تھے لیکن کوئی بھی کسی وقت انکو پکڑ نہ سکا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کو غلام بنایا۔ پھر آزاد کیا۔

بعض لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوار پکڑنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ انکی بڑی بیوقوفی ہے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل عرب کے پاس تلوار نہ تھی۔ اعتراض تو تب ہوتا کہ ان کے پاس تلوار نہ ہوتی اور اہل اسلام پھر ان پر تلوار چلاتے۔ جب مقابلہ پر بھی تلوار ہے تو پھر اعتراض کس بات کا علاوہ ازیں مسلمان تو قانون کے پابند تھے انکو حکم تھا کہ عہد میں اونچے اور لمبے قتل نہ کئے جائیں پھلدارخت نہ جلائے جاویں لیکن مخالف تو کسی ایسے قانون کے پابند نہ تھے۔ (البند ۲، جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر محدود تھا اور عرب بیکار مقابلہ پر تھے۔ اب بھی اس کی نظیر موجود ہے کہ حضرت مرزا صاحب اکیلے اہلکے مقابلہ پر بڑے بڑے ادیب۔ شاعر اور عالم موجود ہیں اور کوئی مقابلہ پر عربی کی کتاب نہیں لکھ سکتا۔ پھر ایک بات یہ بھی بڑے مزے کی بھی کہ جب کوئی دشمن مقابلہ کیلئے جاتا۔ اس کے بعد ہی جلد اسلام قبول کر لیتا۔ اور فوج کا سپہ سالار بنا دیا جاتا۔ غرضیکہ نصرت اور تائید کے جو وعدے اللہ تعالیٰ کے آنحضرت اور مومنوں کے ساتھ تھے ان میں بھی کوئی تخلف نہیں ہوا اور یہ سب باتیں قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

رد شیعہ۔ اس آیت میں بھی شیعوں کے خیالات کی تردید ہوتی ہے۔ قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ ہم نے سب مومنوں کو بھائی بھائی بنالیا اور انکے دلوں میں کوئی کینہ اور حسد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اگر حضرت عمرؓ اور علیؓ میں اخلاص۔ اتفاق اور باہمی محبت نہ تھی تو پھر قرآن کے (خلاف) ہوا۔ مگر الکیا یہ خیال غلط ہے۔ دیکھو

حضرت عمرؓ کو تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ بقول شیعہ اگر علیؓ حضرت عمرؓ کو حق بجانب نہ جانتے تھے تو اب تو عثمانی حکومت انکے ہاتھ میں تھی۔ اپنا پورا تصرف کر لیتے۔ لیکن ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ اتنی جرات کہاں سے لاتے چونکہ وہ سب آپس میں بھائی بنائے گئے تھے اس لئے کوئی فساد کی بات نہ ہوئی اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں دغا تھی۔ فرضیکہ قرآن پر عمل درآمد کرنے والوں میں بھی اختلاف نہیں ہوا کرتا۔  
(الحکم ۱۹ جون ۱۹۶۳ء ص ۱۷۳)

اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اس کی یا خوف کی۔ اس کو پھیلا دیتے ہیں اور اچھا ہوتا اگر لے جاتے اس کو رسول کے پاس یا اپنے میں سے ان لوگوں کے پاس جو بات سے بات نکالتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو تم سب شیطان کے مطیع ہو جاتے۔

إِلَّا قَلِيلًا: ”لہذا عرب ہے۔ اس کے معنی ہوا کرتے ہیں۔ سب کے سب یعنی جس قدر ہوں  
(الحکم ۱۹ جون ۱۹۶۳ء ص ۱۷۳)

وعدو و عید کی پیشگوئیاں قرآن میں ہیں۔ میں مطابق واقعہ ہوئی ہیں۔ اِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ۔ قرآن اس طرحی کو منع کرتا ہے کہ ہر ایک اس کی یا خوف کی بات کو سوائے عظیم الشان انسان کے کسی اور تک پہنچایا جاوے۔ مسلمان جیسے معاشرت سے متوافق ہیں ایسے ہی اس کی راہ سے۔  
(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۸۵۔ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. لَا تَكْلَفُ إِلَّا نَفْسَكَ

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ. عَسَى اللَّهُ أَن يَكْفِيَ بِأَسْ

الَّذِينَ كَفَرُوا. وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝

پس مقابلہ کرو اللہ کی راہ میں نہیں تکلیف دی جاتی مگر تیری جان کو اور مومنوں کو ترغیب دے۔  
قریب ہے کہ اللہ رک دے کافروں کی جنگ۔ اللہ جنگ کرنے میں بہت سخت اور وہ نیکیل ڈال کر سیدھا کر دیتا ہے۔  
(الحکم ۱۹ جون ۱۹۶۳ء ص ۱۷۳)

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: یہاں سے اس خیال کی تردید ہوئی کہ نبی کریمؐ نے اس وقت جہاد کا حکم دیا جب جتنا ہو گیا۔ دیکھو محض نبی کریمؐ کو قتال کا حکم ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۸۶۔ مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ

نَصِيبٌ مِّنْهَا، وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا، وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ

شَيْءٍ مُّقِيتًا ﴿۸۶﴾

جہاں تمدن و معاشرت ہو حکام و رعایا بھی ہوتی ہے۔ وہاں سفارشیں بھی لوگ ہم پہنچاتے ہیں۔ ان کے متعلق ہدایت فرمائی کہ وہ سفارش کرو جو نیکی و بھلائی کے متعلق ہو۔ جس کا نتیجہ نیک ہو۔ جو کسی مظلوم کی مدد ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۸۷۔ وَإِذَا أَحْبَبْتُمْ بَتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ

مِنْهَا أَوْ رَدُّوْهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

حَسِيبًا ﴿۸۷﴾

جب تم کو کوئی دعا دے تو تم اس کے جواب میں اس سے بہتر دعا دو یا کم از کم اتنی ہی دو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ (البدر ۱۹ جون ۱۹۰۳ء ص ۱۷)

حَيَّتُمْ بِتَحِيَّةٍ : جب تم اچھا سلوک کئے جاؤ تو تم اس سے بہتر سلوک اس کے ساتھ کرو۔

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا : مگر حساب کھولنے کی ضرورت نہیں۔ حساب رکھنے والا خدا ہی ہے

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَإِذَا أَحْبَبْتُمْ بَتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا : اور جب تمہیں سلام کیا جاوے تو اس

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۶)

سے بہتر سلام کہو۔

۸۸۔ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ

الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ، وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ



اللہ۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ ضرور ضرور وہ تم سب کو قیامت کے دن میں جمع کریگا۔ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ دوسروں کے سامنے ذلیل ہونا پسند نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ گھر میں۔ شہر میں۔ ملک میں جہاں ہو۔ ہر جگہ اس کی عزت ہو اور کسی قسم کی ذلت اس سے نہ پہنچے۔ اس کے اس فطری تعاضا کو پیش کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تم سب کو ہم جمع کریں گے..... قیامت تک کی ساری ساری مخلوق موجود ہوگی اور پھر جس حال میں تم اپنے محلہ اور گھروالوں کے سامنے کسی قسم کی ذلت پسند نہیں کر سکتے تو اس قدر مخلوق کے سامنے کس قدر ذلت ہو سکتی ہے اس بے عزتی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

(البدر ۱۹، جوی ۱۹۰۳ء ص ۱۷۳)

٨٩ - فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ وَاللَّهُ أَرَكْسَهُمْ

بِمَا كَسَبُوا، أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ،

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَكَ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿٨٩﴾

۱۔ جنہیں مکالمہ الہیہ کا شرف حاصل ہے ۲۔ جو ان

لوگوں کی باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ ۳۔ لَا يَعْقِلُ

فَمَا لَكُمْ ۚ اللَّهُ تَعَالَىٰ مَوْدُوں كے سامنے ادب سكھلاتا ہے كه یہ ہر ايك كا كام نہيں كه رائے ذنی كرتے پھرتے ہو۔ نفاق كے اسباب كئی ہيں۔ ايك سبب بتايا ہے اَعْقِبَهُمْ نِفَاقًاۙ فَاِيۤنَّ قُلُوْبَهُمْ (التوبہ ۱۰۷) منافق كے یہ نشان نبی كريمؐ نے فرمائے۔ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَۙ وَاِذَا وَاَعَدَّ اَخْلَفَۙ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَدَۙ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَۙ وَاِذَا بَاعَ خَانَۙ بولے تو جھوٹ۔ وعدہ خلاف۔ لڑائی كے وقت كند تولنے والا۔ عہد شكی۔ امانت ميں خيانت كرنے والا۔ ايك شخص كو ميں نے گاليوں سے منع كيا اس نے دو چار گالیاں ديكر كہا كه ميں كس ايسے..... كو گالیاں ديتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

وَاللّٰهُ اَرْكَسُهُمْ بِمَا عَسَبُوا : اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں



(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۶، ۱۶۴)

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ؛ اللہ نے جس پر ضلالت کا فتویٰ دیا ہے۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۱ ص ۴۴۹)

۹۲۔ سَتَجِدُونَ أَخْرَيْنَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ

وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُذِّقُوا إِلَى الْفِتْنَةِ

أُذْكِسُوا فِيهَا، فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا

إِلَيْكُمْ السَّلَامَ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا

لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۹۲﴾

يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ: یہ منافقوں کی دوسری قسم ہے۔ فریقین کو خوش رکھنا چاہیے۔ اس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑے بڑے اہم امور میں دخل نہ دیا کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۳۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا لَاطْطًا،

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ

مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ

يَصَّدَّقُوا، فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فِدْيَةٌ مُسَلَّمَةٌ

إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَخْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ، فَمَنْ لَّمْ  
يَجِدْ فَصِيًّا مُّشْرِكَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ، تَوْبَةً مِّنَ

اللّٰهِ ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۹۳﴾

بہت ملک میں جہاں مسلمان رہتے ہیں۔ جیسے پاکستان۔ بعض حصص افغانستان۔ سرحدی ملک  
عرب۔ روم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو دکھ نہیں دیتا۔ لیکن جہاں مسلمانوں کے قبضے میں  
تکوار ہے جیسے مذکورہ بالا ممالک میں۔ وہاں تلواریں چلاستے ہیں۔ جہاں تلوار پر قبضہ نہیں وہاں لٹھ ہاتھ  
وغیرہ چلاتے ہیں۔ ہاتھ نہ چلے تو زبان ہی چلاتے ہیں۔ ہر قسم کی گالیاں ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ عورتوں  
کا بس نہ چلے تو اپنی اولاد کو ہی کوستی ہیں۔ یہاں فرماتا ہے کہ مومن قتلِ عمد تو کرتا ہی نہیں۔ اگر خطا ہو تو  
غلام آزاد کرے۔ دیت ہے جو دس بارہ ہزار ہو جاتی ہے۔ دو چھینے کے روئے رکھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۴۔ وَ مَن يَّقْتُلْ مُّؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ

جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

لَعَنَهُ وَاعَدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿۹۴﴾

وَ مَن يَّقْتُلْ مُّؤْمِنًا ، تین گناہ کئے ہیں ۱۔ جناب الہی کا حکم توڑا ۲۔ اس کے منافع  
سے محروم کیا ۳۔ اس کی زندگی برباد کی۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۱ء جلد ۱ ص ۴۴۹)

فَجَزَاءُ مَن جَهَنَّمَ ، غضب خود ایک جہنم ہے۔ غضب کرنے والوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔  
اختلاجِ قلب میں گرفتار رہتے ہیں۔ خدا نے مجکڑوں کی ایک جڑ بتائی ہے۔ نَسُوا حَظًّا مِمَّا  
ذُكِّرُوا بِهِ فَأَعَدَّ لَنَا بَيْنَهُمُ الْعَذَابَ الْوَلَدَ وَالْبَغْضَاءُ (المائدہ: ۱۵) جب لوگ نصائح  
کو محمول گئے تو ان میں عداوت اور بغض شروع ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۹۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي

سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَن

أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتُمْ مُؤْمِنًا، تَبْتَغُونَ  
عَرْضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ  
كَثِيرَةٌ، كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ  
عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا  
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۹۵﴾

فَتَبَيَّنُوا، سفر میں ہر چیز کی تحقیق ضروری ہے اور بہت سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیے۔  
لَا تَقُولُوا لِمَن أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ: جو تم کو سلام کہتا ہے، سلامت روی سے  
پیش آتا ہے اُسے کافر نہ کہو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

فَتَبَيَّنُوا: لوگوں کے اطوار اخلاق وغیرہ سے خوب واقفیت حاصل کرو۔  
(تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ ص ۴۲۹)

۹۶۔ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ  
أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ  
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً، وَلَا  
وَعَدَ اللَّهُ الْحُسَنَى، وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى  
الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۹۷﴾

أُولِي الضَّرَرِ: بیمار۔ اندھے۔ ٹکڑے۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ ص ۴۲۹)

۹۸۔ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ ظَالِمِينَ  
أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِئَمَ كُنْتُمْ، قَالُوا كُنَّا

مُسْتَضْعَفَيْنِ فِي الْأَرْضِ ، قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ  
أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ، فَأُولَٰئِكَ

مَا أُولَهُمْ جَهَنَّمُ ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١٨﴾

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً : تم سب نے تجربہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات انسان کا یہ چاہتا ہے کہ آج عبادت ہی کریں۔ بعض آدمیوں کو دیکھ کر بھی عبادت کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح بعض موقعوں پر خدا سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کا خیال آ جاتا ہے۔ یہ ایک دنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونوں حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں۔ بعض کھانے۔ چارپائی اور مکان میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ نبی کریمؐ کو حکم ہے کہ ایسی جگہ کو بدل دو۔ چارپائیوں کے بستروں کے بدلنے سے بھی حالت بدل جاتی ہے۔

یہاں اسی مسئلہ کو خدا نے بیان کیا۔ جس ملک میں رہنے سے دین کو بھولے اُسے کیوں نہ چھوڑ دے۔ فرشتے ان پر سختی کریں گے اور کہیں گے کہ تم ایسے مقاموں میں رہے کیوں؟ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ تم اس جگہ سے یہ سبق سیکھو۔ جہاں غفلت کی صحبت ہو۔ اس میں مت بیٹھو۔ ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کو کئی دن سے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہاں سُستی ہو گئی۔ فرمایا تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چھریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح صحبتِ صادقین کا فائدہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۰۱- وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ

فِي الْأَرْضِ مُرَاعِمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ، وَمَنْ

يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ

وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُوَدِّرْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ

أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ، وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١٩﴾

يَجِدُ فِي الْأَرْضِ مُرْعَمًا : مہاجر کی نیت ہجرت اگر اللہ ہو تو وہ کبھی تکلیف نہیں پاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

مُرْعَمًا : دشمن کے منہ پر مٹی ڈالنے کے اسباب پاتا ہے۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۱ ص ۴۹)

۱۰۲۔ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ

يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ الْكَافِرِينَ كَانُوا

لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا ۝

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ : جب تم سفر کرو۔

أَنْ تَقْصُرُوا : سفر میں دو گنا پڑھا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ : تین طور پر کی ہو سکتی ہے۔ ۱۔ چار رکعت کی دو ۲۔ ظہر و

عصر مغرب و عشاء جمع ۳۔ قرأت کم کر دی۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۱ ص ۴۹)

۱۰۳۔ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ

فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا

أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ

وَدَائِكُمْ وَلَتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ

وَأَسْلِحَتَهُمْ وَذَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ

تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْعَتِكُمْ



فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَلَا جُنَاحَ  
عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ  
مَرْضَىٰ أَوْ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوا  
حِذْرَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ أََعَدَّ لِلْكَافِرِينَ  
عَذَابًا مُهِينًا ۝

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ : یہ تمام آیت اس جمل کے انگریزی پڑھنے والوں کیلئے مفہوم طلب ہے  
دیکھو مومن ایسے ہوتے ہیں کہ گھمسان کی لڑائی ہے جان کے لئے پڑ رہے ہیں۔ مگر نماز سے غافل نہیں۔  
آج کل انگریزی پڑھنے والے نمازی مسلمانوں کو کھڑکئے اور اولڈ فیشن کہتے ہیں۔  
لَوْ تَغْفُلُونَ : دیکھو مومن کو بہت چوکس رہنے کا حکم ہے۔ غمزہ و کسل مومن کی شان سے بعید ہے  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَاذْكُرُوا اللَّهَ  
قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ، فَإِذَا  
اطْمَأَنَّنتُمْ فَأَقِمُْوا الصَّلَاةَ، إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ  
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا ۝

فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَاذْكُرُوا اللَّهَ : یہ سنتوں کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے  
یہ عام ذکر کی طرف ہے فرض کے بعد سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)  
فَازْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا : وہ اذکار و احادیث میں آئے ہیں (تشمین القرآن ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ ص ۳۳۹)

۱۰۵۔ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۚ إِنَّ تَكُونُوا

تَالْمُؤْنَفَانَهُمْ يَالْمُؤْنَفَانَهُ تَالْمُؤْنَفَانَهُ وَ  
تَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللّٰهُ  
عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

اَبْتِغَاءِ الْقَوْمِ : قوم کے پکڑنے میں ۔ (تشیع الذمان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ ص ۴۴۹)

۱۰۶۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ  
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ  
لِّلْخَافِيَيْنِ خَصِيمًا ۝

بِمَا اَرٰكَ اللّٰهُ : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی قرآن کو خوب سمجھتا ہے ۔  
وَلَا تَكُنْ لِّلْخَافِيَيْنِ خَصِيمًا : شریر کی طرف سے حمایت کا بیڑا کبھی نہیں اٹھانا چاہیے  
خائن کی طرف سے بھی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے ۔ اگر کسی عزیز رشتہ دار کی مصیبت پڑ جاوے ۔ تو استغفار  
بہت پڑھو ۔ خدا تعالیٰ تمہیں بچالے گا ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۰۔ هَآنَتُمْ هَآؤَ لَا عِجَادَ لَكُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ  
الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلْ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَ  
الْقِيَمَةِ اَمْ مَنْ يَّحْكُوْنَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝

هَآءَا : خبردار ہو جاؤ ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۳۔ وَمَنْ يَّحْسِبْ خَطِيئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ  
يَزْمِ بِهٖ بَرِيًّا فَقَدْ اِحْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ

إِثْمًا مَّيِّينًا ۝۱۱۳

وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً : بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود کوئی بدی کر کے دوسرے کے ذمے لگا دیتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۳۔ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ، وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝۱۱۴

میں تم کو قرآن شریف سنا رہا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کرنے سے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے۔  
أَنْ يُضِلُّوكَ : خبردار ہو جاؤ ایک گروہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ۔  
وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ : اگر تم قرآن شریف پر توجہ رکھو تو تم گمراہ کرنے والوں کی کوششوں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔ یورپ والوں نے کس قدر ترقی کی ہے لیکن دیکھو ایک بندہ کو خدا بنالیا آریہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ نہیں کہہ سکتے۔  
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ : دیکھو نبی کریم ایسے انسان کو ارشاد ہے کہ اگر قرآن شریف نہ آتا تو تجھ کو کچھ نہ آتا۔ بھلائی اور برائی سمجھنے کا ایک ہی ذریعہ : قرآن شریف ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

كَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا : اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کو عظیم فرماتا ہے۔ اور ان پر جو فضل ہوا اُسے بھی عظیم فرمایا۔ اب خیال کرو کہ جس کو خدا تعالیٰ نے عظیم کہا وہ کس قدر عظیم انسان ہوگا۔ اب جو رسول اس شان کا ہے اسکے بغیر ہم کو کسی اور کے مقتدا بنانے کی ریحہ بھی کیا ہوئی۔  
(بدر ۳۱ مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴)

۱۱۵۔ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ  
بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ،  
وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ  
فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۱۵﴾

لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ ، اس کی زندگی۔ عمدہ معاشرت و تمدن کیلئے یہ  
ضروری نصیحت ہے۔ مخفی کیٹیاں کرنے والے بجائے اصلاح میں الناس کے تفریق بین الناس کرتے ہیں  
جب کوئی شخص قرآن و حدیث کا علم نہیں رکھتا تو اسے یہ حق کہاں پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ میں حق کی حمایت کرتا  
ہوں۔ پس تم کسی خفیہ مشورہ میں سوائے اہل الرائے علما ان قرآن کے شامل نہ ہو ورنہ یہ لوگ بھی مشورہ کریں  
تو نیک، چندہ دینے۔ کسی نیکی اور اصلاح کے متعلق مشورہ کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۶۔ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ  
لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ  
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ  
مَصِيرًا ﴿۱۱۶﴾

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ ، دیکھو سنی شیعہ پنج ارکان اسلام میں اصولی طور پر  
متفق ہیں۔ پھر آپس میں ایسے کچے رہتے ہیں کہ کیا محال ایک دوسرے کی مسجد میں چلا جاوے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۱۷۔ إِنْ اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ  
مَادُونِ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ  
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۱۷﴾

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ : شرک کے معنی ہیں کسی کے ساتھ سانبھی کرنا۔ اللہ کی ذات۔ اللہ کی صفات۔ اللہ کے افعال کا کسی کو ہمتا بنانا۔ اللہ کی عبادت جس طرح کی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی دوسرے کی عبادت و تعظیم کرنا۔

ایسی کوئی قوم پیدا نہیں ہوئی جس نے خدا کی ذات جیسی کوئی ذات مانی ہو۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام نے خدا کی ذات کی توحید کا بیان کم فرمایا ہے۔ صرف ایک قوم ہے جو نبویہ کہلاتی ہے۔ وہ یزدان و اہرمن مانتے ہیں۔ صفات الہی میں بھی لوگوں نے شرک بہت کم کیا ہے۔ خدا کے افعال میں بھی لوگوں نے شرک کم کیا ہے۔ شرک بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ ہاں چوتھی قسم کا شرک شرک فی العبادت ہے۔ کل انبیاء اسی شرک کے دور کرنے کیلئے آئے ہیں۔ بتوں سے شرک حاجات مانگتے ہیں۔ ان کے آگے سجدہ کرتے (ہیں)۔

مَا دُونَ ذَلِكَ : میں مَا دُونَ کے معنی ہیں کہ اس سے نیچے اتر کر جو گناہ ہیں وہ معاف کر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کا انکار شرک سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔ پس مَا دُونَ کا ترجمہ سوائے پسندیدہ نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

أَنْ يُشْرَكَ بِهِ : اللہ کی ذات جیسی ذات۔ صفات جیسی صفات۔ افعال جیسے افعال مانے جائیں عبادت کے طریق میں جو انبیاء نے بتائے کسی کو شرک کرے۔ ایک شرک فی العبادت ہے۔

(تشیخ الاذیان ج ۳ ص ۱۳۹)

شرک وہ بری چیز ہے کہ اسکی نسبت خدا نے فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ پھر بھی مسلمان اسکے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں۔ مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسول کی سنت مؤکدہ نہ بنتا۔ نقطہ نوی جو بیماری ہے اسکے علامات سے بھی اسکی حکمتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اس لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی اشاعت کیلئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے میں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی اس میں بھی اس پر زیادہ بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں اور انکے کلمہ کا انکی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے اور یہ بھی مسلم کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت



شُرک عربی زبان میں کہتے ہیں سانجھ کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ (بدھ ۱۲، جنوری ۱۹۸۱ء ص ۲)

يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ﴿٨٨﴾

انٹا ۔ دیویاں ۔ عرب میں بھی لات وغیرہ مونث بتوں کے پُجاری تھے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

عَنْهَا مَحِيصًا

مَحِیْص : مجاہدین کی جگہ ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿٣٥﴾

لَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا : کجور کی گتھلی کی پشت پر ایک نقطہ ہوتا ہے اسے نقر کہتے ہیں  
(ضمیمہ اخبار بدھ قلوبان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

يَتَمَى النِّسَاءَ الَّتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ

لَهُنَّ وَ تَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ  
وَالْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ، وَأَنْ  
تَقُولُوا لِيَلَيْسَ بِالْقِسْطِ، وَمَا تَفَعَّلُوا  
مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۸﴾

بعض وقت لوگ یتیم لڑکوں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ ان کا مال کھا لیتے ہیں۔ اس سے منع فرمایا اور  
ارشاد کیا اَنْ تَقُولُوا لِيَلَيْسَ بِالْقِسْطِ یتیموں کیلئے انصاف پر قائم رہو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۲۹۔ وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ  
إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا  
صُلْحًا، وَالصُّلْحُ خَيْرٌ، وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ  
الشُّعْرَ، وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا  
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۱۲۹﴾

اَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا؛ صلح بڑی اچھی چیز ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ عداوت کو  
بڑھاتے ہی رہتے ہیں۔

كَالْمُعَلَّقَةِ؛ ایسا نہ کرو کہ وہ عورت درمیان میں لٹکی رہے کہ نہ اس کو خاوند والی کہہ سکتے ہیں  
نہ بے خاوند والی۔

وَتَتَّقُوا؛ تقویٰ بہت ضروری ہے۔ ایک امیر کو میں بہت اچھا سمجھتا تھا اور میرے اُستاد اُسے  
برا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ ذکر چل پڑا۔ میں نے متقیوں کی مثال میں اس امیر کو پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ تقویٰ  
کے معنی جانتے ہو؟ عرض کیا جو کوئی کام شریعت کے خلاف نہ کرے۔ فرمایا یہی بات ہے کہ وہ شریعت کی  
تواڑ رکھتا ہے۔ اور کرتا وہی ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔ اپنے اغراض کے موافق احکام کو

دُعا لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۶۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ  
بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ  
الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ، إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا  
فَاللّٰهُ أَوْلَىٰ بِمِمَّا فَلَاتَتَّبِعُوا اللَّهَ أَوْ تَعْدِلُوا  
وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَحْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانِ بِمَا  
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

کئی وقت انسان کیلئے امتحان کے ہوتے ہیں۔ ایک تو غضب کا وقت ہوتا ہے۔ غضب کی حالت میں آدمی دوسروں کو انواع و اقسام کے نقصانات پہنچا دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی۔ غفور و  
لیکن جب دوسرا کوئی نقصان پہنچائے تو ہرگز غفور پر رخصا مند نہیں ہوتے۔ اسی طرح آدمی بعض اوقات محبت  
میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ ایک وقت وہ ہوتا ہے جبکہ مقدمات میں گواہی دینے  
کا ہوتا ہے آدمی اپنے عزیز و دوست کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان  
کو مقدم رکھو اور گواہی انصاف سے دو خواہ اپنے عزیزوں کے مقابلہ میں ہو۔ اپنی جان پر یا اپنے ماں  
باپ ہی کے متعلق گواہی دینی پڑے۔

فَاللّٰهُ أَوْلَىٰ بِمِمَّا : اللہ تعالیٰ ہی غریب و غنی کی رعایت سے بہتر ہے۔  
فَلَاتَتَّبِعُوا اللَّهَ : گری ہوئی بات انصاف کے خلاف ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۷۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِمَا نَزَّلَ  
رَسُولُهُ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ  
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ قَبْلُ، وَمَنْ يَّخْفَرْ

يَا مُلْكُ وَمَلَيْكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۳۷﴾

وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ ، ملائکہ کا کفر یہ ہے کہ اسدنی پاک تحریکات کے خلاف کرے  
(ضمیمہ اخبار بدّ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا  
ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰزْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ  
لِیَغْفِرْ لَهُمْ وَلَا لِیَقْدِرْ عَلَیْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۸﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا : بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب پکڑے جاتے ہیں  
تو مومن ہو جاتے ہیں۔ پھر موقع پاتے ہیں پھر گمراہ۔ منافق کی ایک بڑی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ بار بار اقرار  
کرتا ہے اور پھر اس کو پورا نہیں کرتا۔  
(ضمیمہ اخبار بدّ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۴۱۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا  
سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُخْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَءُ بِهَا  
فَلَا تَقْعُدُوْا وَاَمْعُمُوْهُ حَتّٰی یَخْرُجُوْا فِیْ حَدِیْثٍ  
عَظِیْمَةٍ اِنَّكُمْ اِذَا مَثَلْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ  
الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعًا ﴿۱۴۱﴾

یُسْتَهْزَءُ بِهَا : حقیر سمجھا جاتا ان کو۔ (ضمیمہ اخبار بدّ قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۴۲۔ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ مَذٰبِیْنِ بَیْنَ ذٰلِكَ ۙ لَا اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَا  
اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ یُّضِلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

ہم نے بارہا تمہیں بتلایا کہ منافق امانت میں خیانت کرتے۔ وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جھوٹ بولتے ہیں  
 لڑتے ہیں تو گند بکھتے ہیں۔ پھر منافق وہ ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو۔ منافق کا دل کمزور ہوتا ہے  
 اس میں نہ قوتِ فیصلہ۔ نہ تابِ مقابلہ۔ منافق اللہ کی یاد بہت کم کرتے ہیں۔ نمازوں میں سُستی کرتے  
 ہیں اور دکھلاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں۔

مَذْبِذَيْن بَيْنَ ذَلِكَ : مکھی کی طرح کبھی لادھر جاتا ہے کبھی اُدھر۔ آجکل لوگ جس  
 کو پالیسی کہتے ہیں وہ نفاق کا ٹھیک ترجمہ ہے۔ منافق کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء)

۱۵۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَ

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ

وَ یَقُولُوْنَ نُوْمِنُ بِبَعْضِ وَنَکْفُرُ بِبَعْضٍ

وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۱﴾

یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ : ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا کو مانتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے  
 جو رسولوں کو نہ مانیں وہ بچے کافر ہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ اللہ پر بھی ایمان اور اُس کے رسولوں پر بھی  
 ایمان لاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۵۲۔ یَسْأَلُكَ اَهْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ کِتٰبًا

مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَالُوْا مُوْسٰی اَخْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ

فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصَّعِقَةُ

بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْجِبَلَ مِنْۢ بَعْدِ

مَا جَاءَتْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ



## وَآتَيْنَا مُوسَىٰ سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿١٥٣﴾

اَن تَنْزِلَ عَلَيْهِمْ عِتَابًا، شریر لوگ جب کسی نیک بات پر عمل نہیں کرنا چاہتے تو طرح طرح کے عند تراشتے ہیں مثلاً یہ کہ خدا ہم پر بھی ایک کتاب بھیج دیتا۔ پھر موسیٰ سے اس سے بھی بڑھ کر کہا کہ اَرِنَا اللّٰہَ جَہَدَةً (النساء: ۱۵۳) چنانچہ ان پر عذاب آیا۔ پر بے وجہ نہیں فَيُظْلِمِيہُمْ۔ (انکے ظلم کی وجہ سے) (ضمیمہ اخبار بدلتہ قلیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

خیالی تصویر انسان جو دل میں کسی کی بٹھالیتا ہے۔ خلاف واقعہ نکلنے پر ابتلاؤں میں پڑتا ہے۔ اس لئے احتیاط کرو۔ کتاب جُمْلَةً وَاحِدَةً چاہتے تھے۔ الصَّعِقَةُ۔ بجلی میں کبھی یکدم دو تین سے زیادہ آدمی نہیں مرتے۔ صَعِقَہ کے معنی عذاب کے ہیں۔۔۔ (تشیخ الاذیان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۱۹ نمبر ۱۲۹)

۱۵۵۔ وَدَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِثْقَا قِہْمَہٗ

وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا

لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ

مِثْقَا غَلِيظًا ﴿١٥٤﴾

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا، یہ ہم نے تم کو بارہا نصیحت کی ہے۔ جب کسی شہر میں جانے لگو تو داخل ہوتے وقت دُعَا مانگو۔ فرماں بولو ہو کر شہر میں داخل ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدلتہ قلیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۵۶۔ فَيَمَّا نَقْضِيہُمْ مِّثْقَا قِہْمَہٗ وَكُفْرِيہُمْ

بِآيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِيہُمْ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ وَّ

قَوْلِيہُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰیہَا

بِكُفْرِيہُمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥٥﴾

وَقَوْلِيہُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰیہَا بِكُفْرِيہُمْ، اور اس کہنے پر کہ

ہمارے دل پر غلاف ہے کوئی نہیں پر اللہ نے ہر کی ہے اُن پر مارے کفر کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۱)

۱۵۸۔ وَ قَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ

مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ

وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ

لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ، مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ

الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿۱۵۸﴾

وَ قَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ : رسول اللہ کہنا بطور استہزاء ہے۔ اور اس لئے کہ انکی کتابوں میں تھا کہ اللہ کا نبی مقتول بالصلیب نہ ہوگا۔ اس لئے انہوں نے کہا تا ظاہر ہو کہ وہ اللہ کے رسول نہ تھے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا کہ وہ مقتول بالصلیب نہیں کر سکتے۔ بلکہ مشابہ بالصلوب بنایا گیا مسیح ان کیلئے۔

إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ : سیالکوٹ میں ایک پادری تھے۔ ان سے میری گفتگوریل پر ہوئی۔ میں نے تمام واقعات متعلقہ صلیب ان سے منوالئے گویا اس نے وہی زبان سے اقرار کیا کہ مسیح کے مقتول ہو جانے کا ان کو یقین نہیں۔ ظن ہی ظن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، مشبہ بالصلوب بنایا گیا۔ ان کیلئے بارہ باتیں بتائی ہیں۔

(تشیذ الاذعان ستمبر ۱۹۱۲ء جلد ۲ صفحہ ۴۵۰)

۱۵۹، ۱۶۰۔ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ، وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

حَكِيمًا ﴿۱۵۹﴾ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَآلِئُومِينَ

بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَیَوْمَ الْقِيَمَةِ یَكُونُ عَلَيْهِمْ

شَهِيدًا ﴿۱۶۰﴾

بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ، بلند مرتبہ بتایا اپنی جناب میں۔

إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ ، حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کے معنی ہوں تو پھر اسلام کو کیا جس میں حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ایمان لانا ضروری ہے ۔ صحیح معنی یہ ہیں ۔ کوئی اہل کتب ہو (یہودی ، عیسائی) حضرت مسیحؑ کے قتل پر (یہ) ایمان لاتا ہے (لاتا ہے گا) ۔ مگر یہ سب ایمان ہر ایک کتابی کامرنے سے پہلے تک ہے ۔ مرنے کے بعد حقیقت کھلے گی کہ میں غلطی پر تھا ۔  
(تشیذ اللذان ۱۳ ستمبر ۱۹۱۲ء جلد ۹ء صفحہ ۴۵)

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ، اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن پہنچ کر وہی دینگا ۔ مگر دنیا میں اگر نہیں ۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قاریان ۵ ، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۱۔ قَبِضْلِم مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ

كَثِيرًا ۝

حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ ، طیبات سے آدمی محروم ہو جاتا ہے جب وہ شرک پر کمر باندھے  
سَبِيلِ اللَّهِ سے رکے ۔ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْباطِلِ کھانا شروع کر دے ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قاریان ۵ ، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۲۔ إِنَّمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ

وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

فَلَا تَسْمَعْ لِلشَّيْطَانِ وَاسْخَقْ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ ۚ

عِيسَىٰ وَآيُوبَ ۚ وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَسَلِيمَانَ ۚ

وَاتِّينَاكَ آدَمَ ذُبُورًا ۝

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ، وحی کہتے ہیں جو جلدی سے کسی بات کو بتا دے ۔ وحی کی کئی قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جو زمین کو بھیجی گئی ۔ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا (الزلزال ۶۱) پھر وہ شہد کی مکھی کو بھیجی جاتی ہے ۔ پھر وہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کو بھیجی گئی ۔ پھر وہ وحی جو ان بزرگوں کو بھیجی گئی جو نبی نہ تھے ۔ جیسے فرمایا ۔

وَإِذَا أَوْحَيْنَا إِلَى الْحَوَارِيِّينَ (المائۃ ۱۱۲)

یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وحی الی معمولی وحیوں سے نہیں بلکہ یہ وہ ہے جو اولوالعزم رسولوں کی طرف بھیجی جاتی رہی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۶۹۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ  
يَكُنْ اللهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ  
طَرِيقًا ﴿۱۶۹﴾

اِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدٍ فِيهَا اَبَدًا  
وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرًا ﴿۱۷۰﴾

کچھ لوگ منکر ہوئے اور حق دیا رکھا۔ ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی۔  
پڑے رہیں اس میں ہمیشہ۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۴)

۱۷۱۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ  
مِنْ رَبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا  
فَاِنَّ يَلُوْا مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ  
اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۱﴾

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ: ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ وہ کیسی  
وانائی سے گھر بناتی۔ شہد بناتی۔ دانائی کو کام میں لاتی۔ قناعت بھی حد درجے کی کرتی ہے۔ محنت و کسب  
سے اپنے لئے کھانا مہیا کرتی ہے۔ بدبو دار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی۔ پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۲۔ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ ؕ

لَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا  
 الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ  
 حَكَمَتُهُ ۚ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَدُخِّنَتْهُ ۚ فَأَمِنُوا  
 بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ رَأَيْتَهُمْ  
 خَيْرَ الْكُفِّ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ سُبْحَنَهُ  
 أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا  
 فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

حَكَمَتُهُ: اس کے بارے میں ایک کلام آیا تھا مریم کی طرف کہ ایسا لڑکا پیدا ہوگا اور وہ کلام بشر  
 اسی اللہ کی طرف سے نازل ہوا تھا (رُوحٌ مِّنْهُ) (تشہید الاذان ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۱ صفحہ ۲۵)  
 إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَحَكَمَتُهُ ..... اِلَى .....  
 ..... فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ۔ اس کے سوا نہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اس  
 کا مخلوق ہے جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔  
 (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۴)

اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ عیسیٰ اللہ کا رسول اور اس کا مخلوق ہے جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا  
 اور اللہ کی طرف سے روح ہے (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۱۴)

۱۳۔ لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا  
 لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَ مَنْ  
 يَسْتَنْكِفَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ  
 فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝



لَنْ يَسْتَنْصِفَ الْمَسِيحُ : عیسائی لوگ حضرت مسیحؑ کو خدا سمجھتے ہیں۔ بعض بیٹا کہتے ہیں۔ قرآن شریف نے جب بڑے بڑے وعظ کئے کہ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے تو بعض احمقوں نے کہا۔ اتنی مدت سے ہم اسے بڑا مانتے آئے ہیں۔ کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ خدا فرماتا ہے کہ مسیح ناک نہیں چڑھاتا۔ بُرا نہیں مانتا۔  
 يَسْتَكْبِرُ - الْعَبْرِيَّاءُ رِدَائِي - تکبر خدا کی صفت ہے۔ انسان کیلئے تکبر کرنا بہت ہی بُری چیز ہے۔ میں جب پاخانہ میں جاتا ہوں تو مجھ کو خیال ہوتا ہے کہ جس کے اندر سے یہ نکلتا ہے وہ کبر لائی کرے ذرا ہوا بند ہو جائے تو بس پھر خاتمہ ہے۔ پھر قریباً سب کی مائیں جو چوہڑیوں کا کام کرتی ہیں۔ بس انسان کو اپنی ذات پر کیا گمنڈ ہو۔  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۵۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن

رَبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا لَكُمْ نُورًا مَّبِينًا ﴿۱۷۵﴾

اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُورًا مَّبِينًا، افسوس کہ آج کل قرآن مسلمانوں نے پانچ کاموں کیلئے بنا رکھا ہے۔ ۱۔ سرحد میں تو اس ٹٹے کہ کسی کے ساتھ دغا کرنا ہو تو اس پر پنجہ لگاتے ہیں ۲۔ کچھری میں جھوٹی قسموں کیلئے ۳۔ عام طور پر کسی جنتر منتر کیلئے ۴ حافظ لوگ کبر لائی کیلئے کہ کوئی کہے ہم بھی حافظ ہیں ۵۔ بعضے روپیہ کمانے کیلئے۔ کئی لوگ آتے ہیں مجھے کہتے ہیں۔ کوئی طیغرتاؤ۔ ایک غافل نے بتایا کہ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۱۳) رٹا کرو۔ ہم اس نکتہ کو سمجھ گئے کہ یہ رٹنے کیلئے نہیں۔ عمل کیلئے ہے۔ پھر اسے مجرب پایا۔ متقی بن جاؤ۔ خدا اپنی جناب سے رزق دینگا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۷۶۔ فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهِ

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۚ وَ

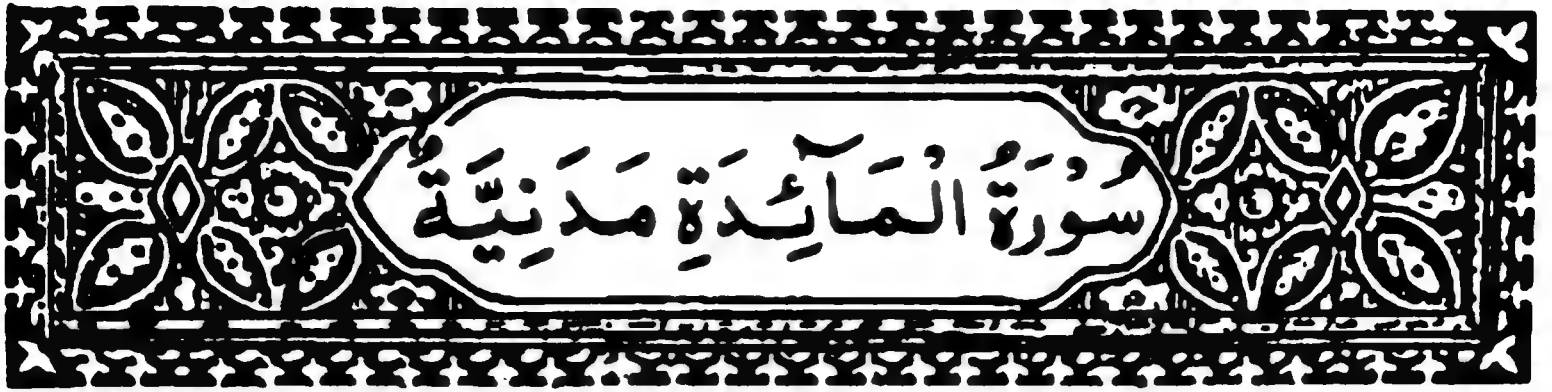
يَهْدِيْهِمْ لِسِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۶﴾

سو جو یقین لائے اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کرے گا اپنی مہر میں اور فضل میں اور ہدیا دیگا اپنی طرف سیدھی راہ پر۔  
 (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۵ ۱۳۵)

«۱- یَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي

الْكَلَلَةِ إِنْ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ  
أُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ، وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ  
يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ، فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا  
الثلثانِ مِمَّا تَرَكَ، وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا  
وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ،  
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ»

یَسْتَفْتُونَكَ : ربط پہلی آیات سے یہ ہے کہ مسیح مرچکا۔ وہ کلام تھے اس لئے اس کے بجائے  
اسمعیل وارث ہوئے۔ (تشیخ الاذان ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۹ ص ۲۵)  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت قلم دوات منگوائی اور چاہا کہ میں تم کو ایسی بات لکھ  
دوں کہ اَنْ تَضِلُّوا (کہ تم میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو) جن لوگوں کی عقل باریک اور سمجھ مضبوط اور علم کامل  
تھا وہ سمجھ گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی طرف متوجہ کیا اور جس کی زبان پر حق چلتا تھا۔ اُس نے  
اس بات کا یقین کر لیا کہ آپ جو بات ہمیں لکھنا چاہتے تھے۔ وہ یہی کتاب تھی۔ چنانچہ اس نے صاف کہا  
کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ یہ ایک نکتہ معرفت ہے جو ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولا تھا۔ آنحضرت  
کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں کہ میں ایسی بات لکھ دوں کہ اَنْ تَضِلُّوا دوسری طرف قرآن مجید میں یہ آیات  
موجود ہیں یُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوا بمعنی لِئَلَّا تَضِلُّوا پس تطابق سے یہی نتیجہ نکلتا ہے  
کہ قرآن ایک کافی کتاب ہے۔ (الحکم ۱۴ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذِفُوا بِالْعُقُودِ  
أُحْلَلْتُ لَكُمْ بَيْعَتُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَيْتَلُ عَلَيْكُمْ  
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ إِنَّ اللَّهَ  
يَخْكُمُ مَا يَرِيدُ ۝

سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران ہر دو میں جہاد کا ذکر ہے۔ ان پہلی میں زیادہ تر یہود مخاطب ہیں اور دوسری میں نصاریٰ۔ پھر سورۃ نسا اور اس سورۃ مائدہ میں اندونی نظام کا ذکر ہے۔ کیونکہ گھر بیٹھے بیٹھے بھی بڑے بڑے کام کرنے پڑتے ہیں اور بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ دونوں سو قس میں تمدن و معاشرت کا ذکر ضروری تھا۔ چونکہ آرام بیٹھے بیٹھے مباحثات بھی چھڑ جاتے ہیں۔ اس لئے نساء میں یہود کے ساتھ اور مائدہ میں نصاریوں کے ساتھ مباحثہ کا طریق سکھایا ہے۔ تم لوگوں (احمدیوں) کو اپنے فرض منصبی کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ دونوں قوموں سے تمہیں بھی مقابلہ ہے۔ تم میں سے بعض سپاہی تو ہیں جو قلم کا ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔ مگر بہت وہ ہیں جو آرام سے بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مناظرہ کا طرز سیکھیں۔

پہلی سورۃ میں بیبیوں کے تعلقات کا بھی ذکر ہے۔ میں نے کسی کتاب میں جو خدا کی طرف منسوب کی گئی ہو اس شرح و بسط کے ساتھ معاشرت کا ذکر نہیں دیکھا۔ تھوڑا ذکر تو رات میں ہے۔ مگر انجیل۔ پھر وید اس سے بالکل خالی ہیں۔ ویانند کی ستیا رتھ پرکاش دیکھی مگر جب بیبیوں کے تعلقات کا ذکر آیا تو متون وغیرہ کے حوالے دیئے۔ اگر وید پر ماتھ پڑتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

مجھے تعجب ہے کہ انجیل میں تمدن کا کوئی ذکر نہیں بیبیوں کی معاشرت کے متعلق کوئی مسئلہ نہیں مگر

پھر بھی عیسائی اپنی بیبیوں کے ساتھ کیسی محبت کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں کس قدر تاکید ہے مگر انہوں نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہ قرآن مجید کی سخت بے ادبی ہے۔ مجھے بہت دکھ پہنچتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ لَتَشْكُنُوا إِلَيْهَا (روم، ۲۲) اور جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (روم، ۲۲) کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔

چونکہ معاشرت میں پہلی بات معاہدہ ہے اس لئے پہلے تو اسے نباہنے کی تاکید فرمائی کہ اَوْفُوا بِالْعُقُودِ یعنی لیں دیں۔ بَعَثْتُ - اِشْتَرَيْتُ - زَوَّجْتُ - تَزَوَّجْتُ ہیں۔ یہ سب عقد ہیں۔ حتیٰ کہ اَخَذْنَا مِمَّنْكِ مِيثَاقًا غَلِيظًا (نساء، ۲۲) اگر پوچھو کہ ميثاق غلیظ کیا ہے۔ تو کئی ہیں جن کو اس کا علم ہی نہیں۔ بس نکاح میں تو بہار ایک خطبہ قدسی ہے وہ پڑھ دیں گے۔ فرماتا ہے تمام عقود۔ قرض لیں دیں۔ بیاہ دو دستی و دیگر معاہدات و فاداری کے ساتھ نباہو۔ ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے کچھ بھلی بات کہو گے۔ مان لیں گے۔ ہم نے تمہیں کئی بھلی باتیں بتائیں۔ ان پر عمل چاہیے۔ یاد رکھو کہ اگر لوگ معاہدات پر قائم ہو جائیں تو تمدن میں بڑا آرام ہو جائے اور کبھی کوئی جھگڑا نہ اُٹھے۔ چونکہ کھانا پینا بھی معاشرت میں شامل ہے۔ اس لئے فرمایا کہ حلال کھاؤ۔ اُجِلَّتْ لَكُمْ بِهَيْمَةٍ الْأَنْعَامِ قرآن شریف میں بکری۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ ہرن۔ گائے۔ نیل گائے۔ اونٹ کو بِهَيْمَةٍ کہا گیا ہے۔ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبد بنانا چاہا ہے۔ تمام وہ اعضاء جو شریعت کے ماتحت رکھے ہیں انکو فرمانبرداری سکھائی ہے۔ مثلاً بولنا۔ اس کے متعلق حکم جاری کیا کہ لغومت بکو۔ اب ہم کو واجب ہے کہ دیکھیں بولنا مفید ہے یا نہیں۔ فرمایا بولو مگر جھوٹ نہ بولو۔ لَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ (آل عمران، ۶۲) جھوٹ نہ بولیں تو پھر کیا کریں۔ سچ بولیں مگر پھر یہاں بھی اپنی عبودیت کا رنگ جمایا ہے اور کہا کہ دیکھو۔ سچ میں سے بھی ایک سچ منع ہے۔ وہ کیا؟ غیبت۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ کسی میں وہ عیب واقعی ہو تو اس کا تذکرہ تو بُرا نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے۔ اگر وہ عیب واقعی نہیں تو اس کا نام بہتان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جا بجا اپنی عبودیت سکھائی ہے۔ پھر سچ ہو۔ غیبت نہ ہو۔ تو اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ ہمارا بولو مگر ایک دو مہانہ کی بھی اجازت نہیں۔ مثلاً اَنْبَتَ الشَّرِيعُ الْبَقْلُ (بہار نے سبزی اُگائی) بول سکتے ہیں مگر مُطِئْنَا بِئْذٍ وَكَذًا بولنا منع ہے حالانکہ یہ صحیح ہے کہ جب بُرج آبی میں چاند چلا گیا تو بارش ہوتی ہے۔ مگر حکم الہی اُگیا کہ ایسا کہنا چھوڑ دو تو چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح جانوروں کے کھانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ہرنی بھی بے شک بکری ہے اور نیل گائے بھی گائے ہے۔ حالتِ احرام میں شکار نہ کرو۔ وجہ سمجھ نہ آئے تو عام مومن یہی سمجھ لیں۔ اِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ اللہ جو چاہتا ہے حکم

(ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

دیتا ہے۔

۳۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ  
وَلَا الشُّهُرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ  
وَلَا آمِيقِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتَغُونَ فَضْلًا  
مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا  
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوْكُمْ عَنِ  
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى  
الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ  
وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ  
شَدِيدُ الْعِقَابِ □

لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ اللَّهِ۔ جن چیزوں سے اللہ پہچانا جاتا ہے۔ انکی بے حرمتی مت کرو۔ ہم نقرآن مجید  
سے خدا کو پہچانا۔ اس لئے اسکی بے حرمتی جائز نہیں۔ بجلایہ حرمت ہے کہ اس پر پاؤں رکھو۔ یا اور کتابوں  
کے نیچے رکھو۔ یا یونہی صفوں پر ڈال دیا جائے۔ میں نے بھی ہمیں پہچان کی راہ بتائی ہے۔ میری بھی حرمت کرو۔  
وَلَا الشُّهُرَ الْحَرَامَ، پھر حرمت کے مہینے وہ بھی شعائر اللہ ہیں ان سے خدا کا شعور حاصل ہوتا  
کہ کس قدر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ، اسی طرح قربانیوں کے جانور ہیں کہ وہ سکھاتے ہیں کہ اس طرح انسان  
کو اپنے آقا کے حضور جان دینی چاہیے۔ دنیا کے آقاؤں کیلئے جان دیتے ہیں۔ پس دنیا و آخرت کے آقا میں واسطی  
کے مالک پر جان کیوں نثار نہ کریں۔





## غَيْرُ مُتَجَانِفٍ لِآثِمِهِ ۖ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۴﴾

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ، معاشرت میں ضرورت ہے عمدہ اخلاق کی اور بدن کو حراوت سے محفوظ رکھنے کی۔ پس مردار کو استعمال کر کے جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

اسی طرح خون میں بھی بہت سی زہریں ہوتی ہیں۔ وہ لطیف طاقتیں جو خدا کی معرفت کیلئے ضروری ہیں خون کھانے والوں میں نہیں رہتیں۔ چھوڑے (ہلاک خود) کو اگر جناب الہی کی عظمت و حریت کا مضمون سمجھو تو وہ نہ سمجھے گا۔ اسی طرح لَحْمُ الْخِنْزِيرِ۔ سوڈ کا گوشت ہے جو شہوت و غضب کو بڑھاتا ہے بعض آدمی بات بات پر آگ ہوتے ہیں۔ گویا ان کا دماغ انکے ساتھ ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے ناک چڑھاتے جائیں گے۔ ہر وقت ایک جلن محسوس کرتے رہیں گے۔ شیر باوجود اتنا بہادر ہونے کے اپنے دشمن کے مقابلہ میں احتیاط کرتا ہے ادھر ادھر ہو کر حملہ کرتا ہے۔ مگر سوڈ غضب کے وقت سیدھا آتا ہے۔ اسی طرح اس جانور میں شہوت بڑی ہوتی ہے۔ تمام گناہوں کی مبدی یہی دو قوتیں ہیں۔ غضب و شہوت۔ اس لئے اس کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

وَمَا أَهْلَ بَيْتِ اللَّهِ بِهِ : پھر وہ چیزیں ہیں جن پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔ ان کا کھانا بلحاظ عقائد اللہ سے بعد میں ڈال دیتا ہے۔ اس کے بعد مَيْتَةُ اور مَا أَهْلَ کی کچھ تفصیل دی۔ پہلے پہلے اسلام نے عقائد سکھائے۔ اللہ کی عظمت۔ پھر ملائکہ پھر رسولوں پھر کتابوں کا علم سکھایا۔ پھر عبادت کے طریق بتلائے۔ پھر زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ پھر بتدیج سکھاتے سکھاتے تمدن کے ضروری مسائل سکھائے۔ پھر کھانے پینے کے مسئلے بھی بتلائیے۔ اس پر کہا کہ اب تو تمہارا کھان پان بھی بیان ہو چکا اس لئے شریعت کے اصول کامل ہونے سے کافرانہ امید ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدعائدیان ۴، اگست ۱۹۰۹ء)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ بَيْتِ اللَّهِ بِهِ  
حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سوڈ کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے  
(نور الدین (ایڈیشن سوم، صفحہ ۱۳)

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیا ہے۔ اول وہ قربانیاں جن میں بت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ شرک میں مبتلا انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کر کے اپنی دیوی ویتلے سے اُمیدوار کامیابی کا ہوتا ہے اس لئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے اور دوسرے ان مشرکوں اور پجاریوں کو اپنی

اپنی دکان گرم کرنے کیلئے صد ہا جھوٹے قصبے بنانے پڑتے ہیں۔ اس لئے توحید کی عالمی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا اور محرمات میں اس کو رکھ دیا اور فرمایا حُرِّمْتُ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنَازِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ۔ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سونہ کا گوشت اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام پکارا جائے اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہاں تک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا كَا لَفْظِ مَا أُهِلَّ بِهِ فِي آيَةٍ۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے۔ دیکھو فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۶۲۱ باب ۳۹۸ وَالشَّعْرُ فِي غَيْرِ اللَّهِ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَإِنَّهُ بِلَيْتَةٍ بِهِ أَشْرُ فِي الْأَشْيَاءِ وَاللَّهُ يَقُولُ وَمَا أَمْرُؤَا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ۔

(پا بیتہ)

غیر اللہ کیلئے شعر کہنا مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ سے ہے کیونکہ نیت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہیں حکم کئے گئے وہ لوگ مگر اس بات کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرف اس لئے مخلص کرنے والے ہوں اپنے دین کو۔

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہے جو کسی محبوب مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے لئے وہ شعر بولے گئے کیونکہ وہ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ ہیں اور وہ حرام ہیں۔ دوم ان تمام سوختنی قربانیوں سے رکھ دیا گیا ہے۔ جو اشیاء آگ میں تباہ کی جاتی ہیں اور جن کا ذکر صدنا بلکہ ہزار بار یا بحر۔ رگ۔ سام ویدوں میں ہوا ہے..... تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے کہ وہ تراکیب ہمارے گناہوں بدکاریوں، نافرمانیوں کا کفارہ ہوں گی۔ ایسی ہی قربانیاں دینے جو ایک تہ سے کی ہوئی یا نہ ہوئی تمام عیسائیوں کو دلیرو بے باک کر دیا ہے۔

(نور الدین ایدیش سوم ص ۱۴۰-۱۴۱)  
 الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

یہ آیت شریفہ قرآن مجید میں کس وقت نازل ہوئی؟ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ایک آیت آپ کی کتاب میں ہے۔ اگر ہماری کتاب میں ہوتی تو جس دن وہ اتری تھی اُسے عید کا دن قرار دیتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اُس نے یہ آیت پڑھی الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا جناب عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی؟ کس وقت نازل ہوئی؟ کہاں نازل ہوئی؟ میں اسے خوب

جانتا ہوں۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ وہ عرفہ کا دن تھا۔ وہ اسی عید الاضحیٰ کا مقدمہ تھا۔ عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.... روز زندہ رہے۔ یوں تو اللہ جل شانہ کا نزول ہر روز خاص طرز پر رات کے آخرِ ثلث میں ہوتا ہے مگر جمعہ کے دن پانچ دفعہ اور عرفات کو نو دفعہ نزول ہوتا ہے۔ احادیثِ صحیحہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ شیطان ایسا کبھی یاُس میں نہیں ہوتا۔ جیسے عرفات کے دن۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری نعماد و نغیہ کیلئے جس کتاب کو نازل کیا تھا اُسے کامل کر دیا۔ کامل دین جس کا نام اسلام ہے اُسے اُسی دن کامل کر دیا جس دین کی متابعت ضروری اور اس پر کاربند ہونا سعید انسان کو لازم ہے۔ اس کے اصول اور فروع اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دن میں تمام و کامل کر دیئے وہ چیز جس کو کامل طور پر تمہیں نہیں بلکہ دنیا کو پہنچانے کیلئے سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری دعاؤں اور کل طاقتوں اور مساعی جمیلہ کو پورے طور پر لگایا تھا۔ اس کا نام اسلام ہے۔ اور اسکی تکمیل کا دن جمعہ کا مبارک دن اور عرفات کا پاک دن ہے۔

تمام ادیانِ مروجہ اور مذاہبِ موجودہ کا مقابلہ کرنا چاہیں اور غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کیا بلحاظ اصول کے اور کیا بلحاظ حفظِ اصول اور فروع کے وہ اسلام کے مقابلہ میں کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتے۔ اور بالکل بیچ دکھائی دیتے ہیں اس کے اہم ترین امور میں سے اللہ جل شانہ کا ماننا۔ اس کو اسماءِ حسنیٰ اور صفات و محامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے جس کا خلاصہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں موجود ہے جس کا نام افضل الذکر ہے اور جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کُل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اور آج میں بھی کہتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَخَدَا لَا شَرِيكَ لَهُ۔ اس کی حقیقت یہ ہے انسان اللہ کی ہستی کی برابر اور ہستی کو یقین نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسماء میں افعال میں یکتا۔ وجود و بقا میں یکتا۔ تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معور یقین کرے۔ وہی معبودِ حقیقی ہے اُس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت جائز نہیں۔ عبادت کا مادہ ہے حسن و احسان پر۔ پھر یہ دونوں باتیں ہدایہ کامل کس میں موجود ہیں۔ اللہ ہی میں۔ احسان دیکھ لو۔ تم کچھ نہ تھے تم کو اُس نے بنایا۔ کیسا خوبصورت تنومند اور دانش مند انسان بنا دیا۔ بچے تھے تھے ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کیا۔ سانس لینے کو ہوا۔ پینے کو پانی۔ کھانے کو قسم قسم کی لطیف غذائیں۔ طرح طرح کے نفیس لباس اور آسائش کے سلمان کس نے دیئے؟ خدا نے! میں کہتا ہوں۔ کیا چیز ہے جو انسان کو فطرۃً مطلوب ہے اور اس نے نہیں دی۔ سچی

بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسان اور انصاف کو کوئی گن ہی نہیں سکتا۔ دیکھو تو کیسا اکل۔ ایک ناپاک قطرہ سے کیسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ انسان محو ہو ہو کر رہ جاتا ہے۔ پاخانہ سے کیسی سبز اور نرم دل خوش کن کو نپل نکالتا ہے۔ انار کے دانے کس لطافت اور خوبی سے لگاتا ہے۔ ادھر دیکھو۔ ادھر دیکھو۔ آگے پیچھے۔ دائیں بائیں۔ جدھر نظر اٹھاؤ گے اُس کے عجب کا ہی نظارہ نظر آئے گا اور یہ بالکل سچی بات پاؤ گے یُسْتَحْمُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (المجموعہ ۶۳) ساری دنیا میں جس قدر مذاہب باطلہ ہیں۔ انہیں دیکھو گے تو معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کا انکار کیا ہے اور اسی انکار نے انکو بطلان پر پہنچا دیا ہے۔ ایک بت پرست اگر خدا تعالیٰ کو علیم۔ خبیر۔ سمیع۔ بصیر۔ قادر جانتا ہے تو کیوں پتھر۔ شجر۔ ہوا۔ سورج۔ چاند اور انڈل ترین چیزوں کے سامنے سجدہ کرتا اور اسکی مُستی کرتا ہے اور کوئی جواب نہیں ملتا تو یہی عذر تراش لیا کہ ہماری عبادت صرف اس لئے ہے کہ یہ اُصنام و معبود ہم کو اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچا دیں اور مقرب بارگاہِ الہی بنادیں۔

اصل یہی ہے کہ وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر عزیز و گنہگار کی آواز سنتا ہے اور ہر ایک دُور شدہ کو نزدیک کرنا چاہتا ہے۔ اونچی آواز سے پکارو یا دھیمی آواز سے۔ وہ سمیع ہے۔ اگر ایسا مانتے تو کبھی بھی وہ مخلوق عاجز اور ناکارہ مخلوق کے آگے، ماں اب اشياء کے آگے جو انسان کیلئے بطور خادم ہیں سر نہ جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے ....

سچے پرستارِ الہی اور مخلص عابد تو۔ خدا کی طرف قدم اٹھاؤ۔ یہاں بھی رَضِیْتُمْ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فرمایا۔ اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ موجودہ حالت میں ہم نے (ہم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے) اور مسلمانوں سے بڑھ کر امتیاز پیدا کیا ہے۔ ہم میں کلمہ ہے۔ ہم میں ہادی اور امام ہے۔ ہم میں وہ ہے جس کی خدا تائید کرتا ہے۔ جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں۔ اس کو حکم اور عدل بنا کر خدا نے بھیجا ہے مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو۔ کیا مدد اور عمل درآمد کیلئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا جیسا کہ واجب ہے۔ (الحکم ۵ مئی ۱۸۹۹ء ص ۳ تا ۵)

جو دین لے کر یہ خدا کا پناہی صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اس کا نام اسلام رکھا جس کے معنی ہی میں سلامتی موجود ہے یہی وہ دین ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اظہار یہ کہہ کر فرمایا: وَ رَضِیْتُمْ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور اس اسلام پر عمل درآمد کرنے والے سچے مسلمان کو جس نتیجہ پر پہنچایا



یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا تو کوئی بتائے کہ ولوی غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاں پہنچ سکتے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے۔ مگر نہیں۔ وادی غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لئے کہ انسانی عقل اُن اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی جو اس انتخاب میں تھی۔ اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرے منتخب نہیں ہوا۔ اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیا دلوں کا حال ہے کہ وہ ہر روز غلطیاں کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں آخر خائب اور خاسر ہو کر بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں لیکن جناب الہی کا انتخاب بھی تو ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ بدھ صرمنہ اٹھاتا ہے اُدھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل۔ شفا۔ نور اور رحمت کہلاتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَنفَخْنَا لَعْنَةً کَیْ صَدَاکُمْ کُوْنُوْا اَنْتُمْ وَاٰلُکُمْ اٰفَاقًا کیا اپنی دانش اور عقل کے انتخاب کو یا ولوی غیر ذی زرع میں اللہ تعالیٰ کے انتخاب کو؟ جناب الہی ہی کا منتخب بندہ تھا جو دنیا سے نہ اٹھا جب تک یہ صدا نہ سُن لی۔ پس یاد رکھو کہ مامور من اللہ کے انتخاب میں جو جناب الہی کا کام ہے چون و چرا کوئی درست نہیں ہے۔ ہزار ماصائب و مشکلات آئیں وہ اس کو ہر وقت کو جیش نہیں دے سکتیں آخر کامیابی اور فتح ان کی ہی ہوتی ہے۔

(الحکم ۱۰، فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے اور ایسا عجز و عقیدہ کیا کہ اپنے خیال بدلے سب سے آخر دست بر وار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے آیات یتنات ہیں اور کیسے برکات ہیں۔ کیا کوئی قریشی آپ کا مخالف دنیا میں موجود ہے۔ آپ کی ساری قوم آپ کے سامنے آپ کے چلتے جی اس دین میں داخل ہو گئی جس میں داخل کرنے کا آپ نے بڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپ نے وعظ شروع کیا (قرابت شوم) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ الہام سن لیا اَلْیَوْمَ یُثَبِّتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یہ نصرت کسی با دئی مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی تو اس کی نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کے خرقِ علوت ہونے میں کون سا شبہ ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۴۱-۴۲)

دنیا میں صرف آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہی اکیلے ایسے کامیاب ہوئے ہیں جنہوں نے  
اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي كى آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے  
سنی۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۵۰۰)

قرآن کریم حسب ارشاد الہی اکمال کیلئے آیا ہے۔ جیسے اس نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ  
دِينَكُمْ۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۳۲)

۵۔ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ

الطَّيِّبَاتُ، وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ، فَكُلُوا مِمَّا

اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَاتَّقُوا

اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ □

مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ : پوچھتے ہیں۔ کیا کیا حلال ہے؟ ہم نے حرام بتادیئے ہیں۔ ہاں سب  
حلال ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ طیب ہوں۔ فطرتِ صحیحہ بتا دیتی ہے کہ طیب کیا ہے۔ مثلاً پاخانہ ہے۔ یہ بدن  
سے نکالا گیا ہے۔ پس اسے واپس کرنا فطرت کے خلاف ہے۔

طَيِّبَاتُ : جس سے تمہارے بدن اور اخلاق و مذہب کو ضرر نہ پہنچے۔

(ضمیمہ اخبار ہدایت گویان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۶۔ اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ، وَطَعَامُ الَّذِينَ

اَوْتُوا الْكِتَابَ لَكُمْ، وَطَعَامُكُمْ حُلٌّ لَّهُمْ،

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ

الَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا

اتَّيْتُمُوهُنَّ أَجُودَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ  
مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ  
بِآلِ يَمَانَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنْ

الْخَسِرِينَ ﴿١٧﴾

طَعَامَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ: یعنی اہل کتاب تہمدی دعوت کریں تو حلال ہے۔ بشرطیکہ کوئی  
حرام چیز نہ ہو۔

غَيْرَ مُسْفِحِينَ: شہوت کے مٹانے کیلئے ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا اور نہ ان کو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ بعض  
جگہ گائے کا دودھ اور جو کے ستر اور ساگ نہیں مل سکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے  
بزرگ چکروٹی راہب تھے۔ وہ اُجَلْ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ  
کا متر کس طرح سمجھے۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان ہے۔ بیان کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ کتاب  
بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو  
آپ کی خاطر کیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا پر پھر یہ مذہب رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ  
نے دماغ۔ برین اور اعصاب میں مختلف خواص رکھے ہیں ان خواص کو مد نظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۳۴)

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ: نکاح سے یہ غرض ہو کہ  
تم پابندی میں رہتے والے ہو نہ مستی نکالنے والے اور نہ یارانہ کے طور پر عورتوں کو رکھنے والے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۵۰)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ

وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى  
الْكَعْبَيْنِ، وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا، وَإِنْ  
كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ  
مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا  
مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا  
بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ، مَا يُرِيدُ اللَّهُ  
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ  
لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ

### تَشْكُرُونَ □

سورۃ نساء میں معاشرت کا ذکر ہے جو اپنی بی بی۔ بچے ذکر۔ ماں باپ کے ساتھ تعلقات میں عہدگی کا نام ہے اور تمہارا ذکر ہے جو کسی گاؤں یا شہر میں مل کر رہنے کے اصول کا نام ہے۔ کچھ باتیں پچھلے رکوع میں بتائی ہیں۔ اب کچھ اور فرماتا ہے کہ عمدہ معاشرت میں یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ بل کر نمازیں پڑھیں اور نمازوں کے لئے وضو کرو جس کا طریق سکھاتا ہے۔

فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ : اپنے منہ و حوہ۔ ہاتھ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہ فطری بات ہے۔ کوئی ہاتھ ناپاک ہو تو منہ نہ دھوئے گا۔

الْغَائِطِ : باہر سے آئے۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ ریح۔

لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ : چھونے کے دو معنی ہیں۔ صرف ہاتھ لگانا۔ دوم صحبت کرنا۔ دونوں

معنی بہت عمدہ ہیں۔

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً : اللہ تعالیٰ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اگر پانی نہیں ملتا یا ملتا ہے۔ مگر اس کے لینے میں خوفِ نقصان مال یا جان یا عزت ہے تو پھر مٹی سے تیمم کرو۔ اس بات میں بحث ہے کہ صاف پتھر پر کہ از جنسِ ارض ہے تیمم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

وَلَعَنَ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ، ایسی باتیں بتا کے اللہ  
طہارت کی روح تم میں پھونکنا چاہتا ہے۔ ان ذرائع سے ترقی کرو۔ تو اللہ تم پر اپنی نعمت کامل کر دے گا  
شریعت نے ہر ظاہر کیلئے ایک باطن رکھا ہے مثلاً ہر چیز کو دائیں ہاتھ سے لینے کا حکم ہے۔ دائیں کو فاری  
میں راست اور اردو میں سیدھا۔ عربی میں یَمِین اور بائیں کو چپ۔ اَلْأُ - شمال کہتے ہیں۔ اس  
میں ایک نصیحت ہے۔ کہ لیہویں میں ہمیشہ راستی کو نہ نظر رکھو۔ سیدھا دو۔ اُلٹے ہاتھ سے نہ دو۔ نہ لو  
ایسا ہی انسان کو اپنی قومیت کا گھمنڈ ہوتا ہے۔ اس میں اصلاح فرماتا ہے کہ تم کو ماریا تراب سے پیدا  
کیا۔ آخر تم انہی میں ملے والے ہو۔ ضرورت کے موقع پر انہی سے ظاہری جسم پاک کرنے کا ارشاد کیا جیسا  
کہ انہی اصلیت کا خیال باطنی خیالات کو پاک کرنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدقادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

أَيُّدِيكُمْ بَيْنَهُ : شَوَاحِبُ مِنْ بَعْضِهِ بَتَلَتِ فِي حَنَفَى ابْتِدَائِهِ۔  
(تشمیذالذہان جلد ۷ نمبر ۹ ص ۴۵)

۸۔ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ

الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، وَ

اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۱۳﴾

وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ : أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (۱۱۳)

بھی ایک عہد ہے۔

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ : ظاہر داریوں سے کام نہیں چلے گا۔ وہ تمہارے سینہ کی باتوں  
سے واقف ہے۔ اب چونکہ معاشرت میں تعظیم لائے اللہ کے سوا شفقت علی خلق اللہ بھی چاہیئے اس لئے  
اسکی نسبت ہدایت فرماتا ہے کہ چونکہ معاملات میں مقدمات بھی ہوتے ہیں اس لئے جب تم ان میں گواہی  
دو تو۔

۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ

شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاَنُ قَوْمٍ عَلَى



أَلَّا تَعْدِلُوا إِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

کُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ، تو تہدی گواہیاں اللہ کیلئے عدل کیساتھ ہوں  
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا، کسی کی دشمنی انصاف کی مانع نہ ہو۔  
مثلاً آریہ لوگ تم کو دفتروں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تو اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ تم ان کے  
مقابلہ میں بھی ایسی کوشش کرو۔ جہاں تمہیں اختیار حاصل ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ تقویٰ کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے  
کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قایان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٢﴾

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا، چونکہ پھر بھی انسان کمزور ہے اس لئے فرمایا کہ میں مومنوں کے  
اعمال پر عملہ زیادہ ہوں ان کیلئے مغفرت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قایان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ هَكَذَا نِعَمَتْ اللَّهُ

عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ

أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ، وَاتَّقُوا اللَّهَ

وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾

إِذْ هَمَّ قَوْمٌ، حدیبیہ میں بھی ایسا معاملہ ہوا کہ دشمن کی ضرر رسانی سے مسلمانوں کو بچایا  
تبوک کے راستے میں بھی یہ فضل ہوا۔ مدینہ طیبہ میں بھی جب یہود نے چٹکی کا پاٹ گرانا چاہا تو آپ  
محفوظ رہے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں خدا کے برگزیدوں اور ان کی جماعت کو مشکلات پیش آتے ہیں مگر

دشمنوں سے بچائے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ  
وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي  
مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ  
وَأَمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَرْتُمْ أَوْحَامَهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ  
اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ  
وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءً

### السَّيْلُ □

وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کبھی یہود کا ذکر کرتا ہے کبھی عیسائیوں کا  
کبھی مشرکوں کا۔ کبھی ابراہیم و موسیٰ کا۔ ہمارے سامنے نہ یہود ہیں۔ نہ موسیٰ ہیں۔ پس ہم کو اودم کو سناتا  
ہے۔ فرعون کس طرح فرعون بنا۔ اودم موسیٰ کیونکر موسیٰ ہوا۔ فرماتا ہے۔ ہم نے نئی اسرائیل سے وعدہ لیا  
تھا اور ان میں بارہ سرطرت لائے۔ چھانوئوں کو اب تک بارہ پتھر کہتے ہیں۔ حضرت مسیح کے بھی بارہ مولوی بنائے  
ہمارے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بارہ شخص قریشی بڑے خلیفہ ہوں گے حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں کوئی اسلامی ملک  
ایسا نہ تھا جو حضرت ابو بکرؓ کے تحت تصرف سے باہر ہو۔ اسی طرح حضرت عمرؓ عبد العزیز اور ائمہ محضوں  
تک دنیا کے مسلمانوں کا ایک سردار ہوتا تھا۔ دوسرا وعید لارہ تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے  
زمانہ میں قطعاً خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔

آتَيْتُمُ الزَّكَاةَ، زکوٰۃ کے فرض کا لوگوں کو بہت کم خیال ہے۔ میں نے سوائے ایک کے  
کسی مولوی کو زکوٰۃ دیتے نہیں دیکھا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۴۔ فِيمَا نَقُضُهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعْنُهُمْ

وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ  
عَنْ مَوَاضِعِهِ، وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ، وَلَا  
تَرْأَوْا تَعْلِيمًا عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ  
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ  
الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴﴾

فِيمَا نَقُضُهُمْ بِمِيثَاقِهِمْ لَعَنُوهُمْ: مسلمانوں میں عیاشی حد سے بڑھ گئی تو خدا نے  
ایک شخص کو مسلط کیا جس کا نام ہلاکو تھا۔ اسلام جہاں جہاں بادشاہ ہوا اُس نے غیر قوموں کو سہنے دیا لیکن  
عیسائیوں کے تین زمانے ہیں، ایک زمانہ تو اس کا وہ ہے کہ انہوں نے زبردستی لوگوں کو عیسائی بنایا۔ اور ظلم  
کئے۔ دیکھو۔ اسلام کا حال سپین میں۔ پھر شہباز۔ شکوک دوسروں کے مذہب میں ڈالنے شروع کئے  
یہ بھی ایک چیز ہے۔ پھر یہ کہ خاص عہد سے عیسائیوں کیلئے مخصوص ہوں گے۔ (ضمیمہ بار بار پڑھنا ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء)  
فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ، پس ان سے عفو کر اور صاف کر۔  
بے شک احسان والے خدا کو پیارے ہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۵۴)

سوائے عہد توڑنے پر ہم نے انکو لعنت کی۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۷)

۱۵۔ وَ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرَى أَخَذْنَا  
مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ۔  
فَاخْرَجْنَاهُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ أَعْدَاءَ وَابْغَضَاءَ إِلَى يَوْمِ  
الْعِيمَةِ، وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا  
يَصْنَعُونَ ﴿۱۵﴾

اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں۔ ہم نے پختہ اقرار لیا ان کا اس یاد دلائی گئی بات  
پر عمل کرنا مجہول کئے۔ پھر ہم نے ان میں عداوت اور بغض کو اگسٹایا۔ سوچو اگر ان میں اتفاق ہوتا تو تمام دنیا

پر جو چاہتے کرتے۔ مگر جو مسیح سے فرانس۔ روس سے انگلستان کو جو کچھ کھٹکا ہے ظاہر ہے۔ باہیں کہ سب عیسائی ہیں! مسلمانو! تمہارا مالک مذاق اللہ ایک۔ تمہاری کتاب ایک۔ تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ایک۔ عیسائی تین کے بندے ہیں۔ آریہ چار کتابوں کے تبع ان میں اختلاف ہوتا تو ہوتا۔ ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ بھی کیوں ہوا؟ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۳)

جب لوگوں نے ترک کر دیا اس پاک راہ کو جس کی انکو تعلیم دی گئی تھی تو پھر ہم نے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کر دیا۔ بھلا شیر ادا کے شکار بلی چمبے کا خالق کوئی صلح کرنے والا ہے یا لڑاکا؟ جو کوئی قوم باہمی محبت و نیکی و بھروسہ و اخلاص اور دوستانہ برتاؤ کی تعلیم کو ترک کر دے اور نہ مانے تو ان میں باہمی عداوت و بغض لا بدی ہے یا نہیں؟ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۳)

۱۷۔ يَهْدِي بِرَبِّهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ  
السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ  
بِإِذْنِهِ وَيَهْدِي لَهُم إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۱۷﴾

تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ پر لانا ہے جو کوئی تابع ہو اس کی رضا کا۔ بچاؤ کی راہ پر۔ اور ان کو نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا ہے سیدگی راہ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۵)

يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ: ہر شخص کو دیکھتا ہے کہ اگر وہ روزانہ غفلت سے نکل کر نور کو نہیں چاہتا۔ تو وہ مومن نہیں۔ (ضمیمہ اخبار مہذبہ قادیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ  
ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا  
إِنْ أَرَادَ أَنْ يُنْزِلَ إِلَيْكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَنَهُ  
مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَيَلْبِسُ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۵﴾

شرک کیا ہے! جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا۔ سنو۔ دوسرا مرتبہ صفات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
ازلی ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفات کسی غیر کیلئے بنانا ترک ہے  
آریہ قوم نے پانچ ازلی مانے ہیں ۱۔ اللہ قدیم انلی ہے ۲۔ نوح ازلی ہے ۳۔ مادہ انلی ہے  
۴۔ زمانہ ازلی ہے ۵۔ قضاء ازلی ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں لگی ہیں اس واسطے یہ قوم مشرک ہے۔  
عیسائی قوم نے کہا ہے کہ میثا ازلی ہے۔ باپ ازلی ہے۔ روح القدس انلی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (المائدہ: ۳) ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے  
علم میں اور تعریف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کپڑا پرست  
ہے حالانکہ رسول کریم سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ (بدھ ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۲)  
إِن لَّآدَاءَ ۖ إِنَّ تَاكِيدَهُ ۖ جب ارادہ کیا اللہ نے مسیح اور اسکی ماں اور اس ملک کے لوگوں کے  
ماننے کا۔ (تشمید الافغان جلد ۹ نمبر ۴۵)

۱۹۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ  
وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ  
أَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ  
يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿۱۹﴾

یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور وحی پر ایمان لانے سے جو چیز مانع ہوئی وہ یہی  
تکبر علم تھا فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (المومن: ۴۷) انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے  
پاس ہدایت کا کافی ذریعہ ہے۔ صحف انبیاء اور صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی  
قوم کہلاتے ہیں۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَ أَحِبَّاؤُهُ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم عربی آدمی کی کیا پرستش



کر سکتے ہیں اس تکبر اور خود پسندی نے انہیں محروم کر دیا اور وہ اس رحمت للعالمین کے فائدے سے انکار کر بیٹھے جس سے حقیقی توحید کا معنی اور شیریں چشمہ جاری ہوا۔ (الحکم، ۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء ص ۶)

بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے پہل ان کو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا۔ پھر جب شرارت پر کمر باندھی تو فراغہ کی نظر میں بہت ذلیل ہوئے مگر خدا نے رحم کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ان کو نجات ملی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے تئیں نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ وَاجِبَاتُہُمْ سمجھنے لگے لیکن جب انکی حالت تبدیل ہو گئی۔ ان میں بہت ہی حرص و مکاری، شرک اور بد ذاتیاں پھیل گئیں تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا۔ (بد ۴، فروری ۱۹۰۹ء ص ۳)

نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰهِ، اس جمل سیدوں کی بھی یہی حالت ہے۔ کوئی کبریائی ایسی نہیں جو ان میں نہیں حالانکہ بعض ذلیل ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۱۔ وَ اِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمِہٖ اِذْکُرُوْا

نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ

وَجَعَلَکُمْ مَّلُوْکًا وَّ اَتٰکُمْ مَّا لَمْ یُوْتِ اَحَدًا

مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝

کیسا ہی بد قسمت ہے وہ انسان جو اسباب کو ہتیا نہیں کرتا۔ اور وہ انسان تو بہت ہی بد قسمت ہے جس کو اسباب میسر ہوں لیکن وہ اس سے کام نہ لے۔ اب میں تمہیں توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گھر کی حالت پر۔ تمہیں یا مجھے یا ہماری موجودہ نسلوں کو وہ وقت تو یاد ہی نہیں جب ہم اس ملک کے بادشاہ تھے۔ سلطنت بھی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا ہے جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مَّلُوْکًا یعنی اے میری قوم خدا نے تمہ میں انبیاء کو مبعوث فرمایا۔ اور تمہ کو بادشاہ بنا دیا۔

جب قوم کی سلطنت ہوتی ہے تو قوم کے ہر فرد میں حکومت کا ایک رنگ آجاتا ہے۔ ہاں ہمیں تو وہ وقت یاد نہیں جب ہم بادشاہ تھے۔ اچھا تو قوم کی سلطنت اب ہے نہیں اور خدا کا شکر بھی ہے کہ نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتی تو موجودہ نا اتفاقیوں۔ یہ لاپہاریاں۔ یہ بیکیسی ادا ہے بسی۔ خود رانی اور خود بینی ہوتی ضروریات زمانہ کی اطلاع نہ ہوتی تو کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا۔ اور کیسے دکھوں میں پڑتے۔ بیرون ملک اور

اندرونی بنیادوں کو دیکھ کر حائلہ آدھرتے اور ہلاک کر دیتے تو یہ خدا کا رحم ہے جو اس نے سلطنت لے کر دوسروں کے حوالے کی اور ہم کو اس دکھ سے بچایا جو اس وقت موجودہ حالت کے ہوتے ہوئے ہمیں پہنچتا (الحکم ۳۱، ماہ ۱۹۰۲ء ص ۶۷)

۲۲۔ یَقْوِمُوا اَدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي

كُتِبَ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰی اَدْبَارِكُمْ

فَتَنْقَلِبُوا خِسِرٰٓیْنَ ﴿۲۲﴾

بندے ایک وہ ہوتے ہیں جو کو الہام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فہم عطا کرتا ہے اور اپنے فہم سے خدا تعالیٰ کی باتوں کو سمجھتے ہیں۔ ایک وہ ہوتے ہیں کہ جن کو نہ الہام ہوتا ہے نہ خدا ان کو تفہیم کرتا ہے لیکن ان کو دستِ نظر حاصل ہوتی ہے اور علم وسیع ہوتا ہے۔ تیسرے وہ ہوتے ہیں جو نہ علم ہوتا ہے نہ تفہیم الہیہ۔ ان تیسری قسم والوں کو پہلی دو قسم والوں کی اطاعت کرنی چاہیے۔ یہاں اسی کے متعلق فرمایا کہ یَقْوِمُوا اَدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ موسیٰؑ فرماتے ہیں اگر میرا کہنا نہ مانو گے تو گھٹا پاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یَا مُوسٰی اِنَّ فِیْہَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ (المائدہ: ۲۳) آپ کو خبر نہیں کہ وہاں طاقتور لوگ رہتے ہیں اور وہ اپنے بگاڑ کی اصلاح جلد کر سکتے ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ ان باتوں میں تجربہ کار ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ وہ رَجُلَانِ ہیں جن کے نام یوشع بن نون اور کلب ہے جنہوں نے کہا۔ بسرو چشم حاضر ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی دھمکیاں۔ (اخبار بدیع ۱۵، ۱۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۳۔ قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنَّ فِیْہَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۝

وَ اِنَّا لَنْ نَدْخُلَہَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْہَا ۚ فَاِنْ

یَخْرُجُوْا مِنْہَا فَاِنَّا نَدْخُلُوْنَ ﴿۲۳﴾

۲۴۔ قَالُوْا یٰمُوسٰی اِنَّا لَنْ نَدْخُلَہَا اَبَدًا مَّا دُمُوْا

فِیْہَا ۚ فَذٰھَبَ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا ۖ اِنَّا

## هَمُنَا قَاعِدُ وَنَ ۝

جو لوگ آپ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم سے تیار ہوئے۔ وہ کیسے نمونہ تعلیم محمدی کے تھے۔ اور جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی تعلیم میں تھے وہ کیسے نمونہ تھے۔

ایک نمونہ وہ ہیں جن کو فرعون کی غلامی سے موسیٰ کے سبب آزادی ملی۔ مصر کے آہنی تودے۔ (یرمیاہ باب ۲) بہت کچھ مال و اسباب لے کر بڑے سمندر سے خشکی پر نکلے موسیٰ کے ذریعہ منی و سلوی کھایا جب موسیٰ نے حکم دیا حالانکہ موسیٰ بنی اسرائیل کیلئے خدا ساتھا (خروج ۴ باب ۱۰) تو صاف انکار کر گئے۔ (گنتی ۱۳ باب ۲۳ و گنتی ۱۴ باب ۱-۳) قرآن شریف میں بھی اشلہ ہے۔

قَالُوا يَمُوسَى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ۔ وَإِنَّا لَنَنذُرُكَ خَلْقًا حَقًّا يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا نَلْعَنُكَ لَعْنًا۔  
قَالُوا يَمُوسَى إِنَّ لَكَ لَأَمَادًا مُّوَافِقَةً قَائِمَةً تَأْتِيكَ وَتَأْتِي قَوْمَكَ وَإِنَّا لَنَنذُرُكَ خَلْقًا حَقًّا يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا نَلْعَنُكَ لَعْنًا۔

بولے اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے جب تک وہ نہ نکل چکیں وہاں سے۔

بولے اے موسیٰ۔ ہم ہرگز وہاں نہ جاؤں گے جب تک وہ اس میں رہیں گے۔ سو تو جا اور تیرا رب اور دونوں ٹرو ہم یہاں ہی بیٹھیں گے۔ ....

اور ادھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دیکھئے۔ آپ کی اتباع میں وطن سے نکلے گئے۔ اموال و اسباب سے محروم ہو گئے۔ کمال مصیبت کی حالت میں پوری کزوری کے وقت میں کہتے ہیں لَا تَقُولُ كَمَا قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِذْ هَبَ آتَتْ وَرَبُّكَ فَقَاتِلْ إِنَّا نُنْقِطُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ (بخاری جلد ۲۔ کتاب الفتن۔ مطبوعہ مصر) ہم نہیں کہتے جیسے موسیٰ کی قوم نے کہا۔ جاؤ موسیٰ اور تیرا رب اور دونوں ٹرو۔ لیکن ہم تیرے واسطے اور تیرے بائیں اور تیرے آگے اور تیرے پیچھے تیرے دشمنوں سے لڑیں گے۔  
(فصل الخطاب حصہ اول صفحہ ۲۳-۲۴)

۲۴۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرِقْ

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝

قَالَ نَبِيَّيْ لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي، اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن علیہ السلام کو کس قدر نیک پنا  
(ضمیمہ اخبار بدعتیہ، ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً،

يَتِيمُونَ فِي الْأَرْضِ، فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ

الْفَاسِقِينَ □

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ، یہ ہے نبی کی نافرمانی کا نتیجہ۔  
بعض لوگ غلطی کر لیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ ابد بخشونا۔ معافی کرو۔ خدا کا یہاں کا رعاۃ الگ ہے۔ اللہ  
نے فرمایا کہ اب اس میں جانا چالیس برس کیلئے بند ہے۔  
يَتِيمُونَ فِي الْأَرْضِ، یونہی جنگلوں میں جھک مارتے مرجائیں گے۔ ہاں ایک قوم پیدا ہوگی۔ یعنی  
ان کے بچے جو اس خطا میں شریک ہی نہ تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ، ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَاثُلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِي آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا

قَرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ

مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَا قُلُوبَ لَكَ، قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ □

ابْنِي آدَمَ، آدم کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ یہ نام قرآن شریف میں نہیں۔ توہدات میں  
ہیں۔ انکا کوئی وجہ نہیں اور نہ ایسے مواقع پر تعریف کا گلا ہے۔  
قَرْبَانًا، قربانی۔ وہ قربانی کیا تھی۔ یہ نہیں بتایا۔ کچھ ہوگا۔  
فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا، قبولیت کا پتہ معلوم ہو۔ کلام الہی سے یا آدم علیہ السلام کو ہدیہ  
کلام الہی علم ہوا۔

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ، یہ آیت قابلِ غور ہے اعمال نیک بھی نیکوں ہی کے  
قبول ہوتے ہیں۔ دوسرے موقع پر فرما چکا ہے۔ کہ جو رِثَاءُ النَّاسِ (النساء، ۳۹) پر عمل کرتے ہیں

انکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی پتھر پر مٹی بچا کر تخم ریزی کرے۔ بارش آئے وہ کھیتی کو مع زمین پہلے جاٹے اور صاف چٹیل چھوڑ جائے۔ (ضمیمہ اخبار بدّ قلیان ۵، اگست ۱۹۰۹ء)

اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے؟ سوا اول انسان قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ اس کا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس سے قربانی کا لفظ نکلا ہے۔ تشریح کرتے ہیں۔ سنو اس لفظ قربان کے لغت عرب میں کیا معنی ہیں۔

قَرِبَ الشَّيْءُ قُرْبَانًا : خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز۔  
الْقُرْبَانُ بِالضَّرِّ مَا قَرِبَ إِلَى اللَّهِ وَمَا تَقَدَّسَتْ بِهِ۔ قربان پیش کے ساتھ جو اللہ کی طرف نزدیک کرے۔

وَالْقُرْبَانُ جَلِيسٌ أَوْ خَاصَّةٌ : قربان بادشاہ کا مجلسی اور اس کا ممتاز۔  
وَمِنْهُ الصَّلَاةُ قُرْبَانٌ كُلِّ تَقِيٍّ : اسی پر مملو ہے کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہے۔  
اور حدیث میں آیا ہے :

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَائِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ۔ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْتَطِشُ بِهَا وَيَجْلِسُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا۔ (بخاری) میرا بندہ نفلوں کے ذریعہ میرے قریب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے پیار کرتا ہوں۔ اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے چلتا ہے۔

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا مند یوں میں اپنے آپ کو محو کر دینا اور اس ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کے نزدیک کرنا اور اس کے خاصوں میں ہو جانا۔ جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اس کو کسی کے ساتھ مخلوق میں ذاتی رنج و غضب ہوتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ مخلوق میں سے ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس کی محبت خلق سے ہوتی ہے مگر باللہ۔ وِیَّ بِاللَّهِ۔ وَفِي اللَّهِ ہوتی ہے۔ اور اس کا بغض بھی ہوتا ہے مگر باللہ۔ وِیَّ بِاللَّهِ۔ وَفِي اللَّهِ ہوتا ہے۔ وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا صرف اس لئے ہوا کرتا ہے کہ جناب الہی نے کُلُوا كَمَا حَكَمَ دِيَارُہے اور ایسے آدمی کو پینا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو پینے میں ارشاد الہی ہے وَاشْرَبُوا اور اس کا باقی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُ ذَوَاتِهَا تَمَعُّدُوفٍ کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب۔ طمع و جزع۔ عجز و کسل۔ بے استقلال و غیرہ ذائل اس میں نہیں رہتے



وہ انصاف کے وقت اگر شکر کرتا ہے تو ارشاد الہی ہے۔ اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضوان الہی کیلئے ہے۔  
 لپٹا ہوا دوسرے کے سامنے ہر اس لئے نڈا صحت ہوتا ہے کہ اسکا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہے۔ وہ مشرکوں کے ایمان  
 شریعوں پر تلوا اٹھتا ہے مگر الہی اختیار ہے کہ۔ یہی قربانی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے۔

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتَقَبَّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ . قَالَ  
 لَا تَنْتَفِكْ . قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ .

جب ان دونوں نے قربانی دی۔ آخر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے  
 کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا۔ اللہ متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔

دوسری انسانی قربانی جس کو اسلام نے جائز رکھا ہے جو انانہ قوم اور مذہبوں کی قربانی ہے۔  
 مگر اس وقت کے بڑے بڑے سیاسی بلاد یورپ و امریکہ۔ ہاں عالم بلاد کا ذکر کیوں کریں۔ خود انگلستان  
 نے میری ذمہ سی شخصی زندگی میں جہاں انڈیا۔ کابل۔ پنجاب۔ دہلی کے قدر۔ سوڈان۔ خرطوم۔ ٹرانسوال  
 اور صومالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو حکومت کیلئے لاکھوں نیڑ اور ڈیڑھ قربانی کئے ہیں تو  
 وہاں ان ترشے گلوں نے اپنے ملک و قوم کو تو دنیا کے صراط پر سے کیا گھٹا۔ دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے  
 اور وید کی تعلیم نے تو ہزار ہا منستروں میں اس نرمیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

اولاد آدم (یہاں اس امر سے بحث نہیں کہ کتنے آدم گزرے ہیں۔ بہر حال ایک آدم کی اولاد ہونے  
 قربانی کی۔ قربانی کہتے ہیں اللہ کے قرب کے حصول اور اس میں کوشش کرنے کو۔ میرا ایک دوست تھا کہ  
 کبوتروں کا بہت شوق تھا۔ شاہ جہاں پور سے تین سو روپے کا ایک جوتا منگوا یا اسے اڑا کر تماشہ کر رہا  
 تھا کہ ایک بھری نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹ دیا۔ میں نے کہا دیکھو یہ بھی قربانی ہے باز ایک جانور ہے  
 اس کی زندگی بہت سی قربانیوں پر موقوف ہے۔ اسی طرح شیر ہے اس کی زندگی کا انحصار کئی دوسرے جانوروں  
 پر ہے۔ لی ہے اس پر چم ہے قربان ہوتے ہیں۔ پھر پانی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مچھلیوں میں بھی یہ طریق قربانی  
 جاری ہے۔ ویل مچھلی پر ہزاروں مچھلیوں کو قربان ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح اردن ہے کہ جس پر مرغ قبان  
 ہوتا ہے۔ غرض اعلیٰ ہستی کیلئے اپنی ہستی قربان ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح انسان کی خدمت میں کس قدر  
 جانور لگے ہوئے ہیں۔ کوئی ہل کیلئے۔ کوئی بگھیوں کیلئے۔ کوئی لہذا قذا کیلئے۔ پھر اس سے اوپر بھی ایک سلسلہ

چلتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی دوسروں کیلئے اپنے مال یا اپنے وقت یا اپنی جان کو قربان کرتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لڑائیوں میں ادنیٰ اعلیٰ پر قربان ہوتے ہیں سپاہی قربان ہوتے جاتے مگر افسر بچ رہے۔ پھر افسر قربان ہوتے جاتے اور کمانڈر انچیف کی جان سلامت رہے۔ مگر پھر کئی کمانڈر انچیف بھی ہلاک ہو جاویں مگر بادشاہ بچ رہے۔ غرض قربانی کا سلسلہ دودھ تک چلتا ہے اس پر بعض ہندو مجذوب اور قربانی پر معزز ہیں ان سے ہم نے خود دیکھا کہ جب کسی کے ناک میں کیڑے پڑ جاویں تو پھر ان کو جان سے ملنا کچھ عیب نہیں سمجھتے بلکہ ان کیڑوں کو مارنے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ شکریہ کے علاوہ مالی خدمت بھی کرتے ہیں۔ پھر اس سلسلہ کائنات سے آگے اگلے جہان کیلئے بھی قربانیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اگلے زمانہ میں دستبرد تھا کہ جب کوئی بادشاہ مرتا تو اس کے ساتھ بہت سے معززین کو قتل کر دیا جاتا تھا اگلے جہان میں بھی اس کی خدمت کر سکیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جس ملک میں تھے شام اس کا نام تھا وہاں آدمی کی قربانی کا بہت رواج تھا اللہ نے انہیں آدمی کر کے بھیجا اور اللہ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں دیکھا جب کہ انکی ۹۹ سال کی عمر تھی کہ میں بچہ کو قربان کروں ایک ہی بیٹا تھا۔ دوسری طرف اللہ کا وعدہ تھا۔ کبھی مردم شماری کے نیچے تیری قوم نہ آئے گی۔ اور عمر کا یہ حال ہے اور بچہ چلنے کے قابل ایک ہی ہے اسے حکم ہوتا ہے کہ ذبح کر دو۔ دنیا کا عام مسئلہ ہے اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھے تو اس کی بجائے کوئی بکرا وغیرہ ذبح کر دے۔ اسی طرح یہاں لوگوں کو کہائیں بیٹے کو ذبح کرتا ہوں مگر وحی الہی ہے حقیقت معلوم ہوئی کہ ذبح کرنا چاہیئے۔ پس لوگوں کو سمجھایا کہ اسے لوگوں کا تہلہ سے بند گوں نے جو کچھ دیکھ کر انسانی قربانی شروع کی اس کی حقیقت سمجھ رہی ہے کہ آدمی کی قربانی چھوڑ کر جانور کی قربانی کی طرف توجہ کر دو۔ اس کی برکت یہ ہوئی کہ ہزاروں بچے ہلاک ہونے سے بچ گئے کیونکہ انہیں ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کرنے کا سبق پڑھایا گیا۔ یہ قربانی کا سلسلہ پسندوں پسندوں میں بھی پایا جاتا ہے پھر نبوی سلطنتوں میں..... ادنیٰ محبوبوں کو اعلیٰ محبوبوں پر قربان کرنے کا نظارہ ہر سال دیکھتا ہوں اس لئے ادنیٰ محبت کو اعلیٰ محبت پر قربان کرتا ہوں مثلاً سڑک ہے جہاں درخت بڑھانے کا مشاء ہوتا ہے وہاں نیچے کی شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں پھر درخت پر پھول آتا ہے اور وہ درخت متحمل نہیں ہو سکتا تو عمدہ حصے کیلئے ادنیٰ کو کاٹ دیتے ہیں میرے پاس ایک شخص سرورہ لایا اور ساتھ ہی شکایت کی کہ اس کا بچل خراب نکلا۔ میں نے کہا قربانی نہیں ہوئی۔ چنانچہ دوسرے سال جب اس نے زیادہ بچل اور خراب پودوں کو کاٹ دیا تو اچھا بچل آیا۔ لوگ حسدانی چیزوں کیلئے تو اس قانون پر چلتے ہیں مگر روحانی عالم میں اس کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور اصل غرض کو نہیں دیکھتے..... جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔ اللہ اس کا ولی بن جاتا ہے پھر اسے محبت

کا مظہر بناتا ہے پھر اللہ انہیں عبودیت بخشا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہو سکتی ہیں.... قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کیلئے بہت مفید ہے اپنے اعمال کا مطالعہ کرو اپنے فعلوں میں۔ باتوں میں۔ خوشیوں میں۔ غمناکیوں میں۔ اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیلئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو۔ تو مبارک ہے۔ ہمارا وجود عیب و لر قربانیاں چھوڑ دے۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو۔ نہ سینگ کٹے ہوئے۔ نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کیلئے تین راہیں ہیں ۱۔ استغفار ۲۔ دعا ۳۔ صحبت صلحاء۔ انسان کو صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔ قربانی کیلئے تین دن ہیں۔ پر رُوحانی قربانی والے جانتے ہیں کہ سب ان کیلئے یکساں ہیں۔ میں تمہیں وعظ تو ہر روز سناتا ہوں۔ خدا عمل کی توفیق دے۔

(بدر ۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۷-۸)

تقویٰ ایسی چیز ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کے لائق بنا دیتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ بلکہ اسکے ہر فعل میں قبولیت ہوتی ہے۔ (الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۲)

۳۱-۳۲۔ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْا بِاِثْمِیْ وَاِثْمُکَ

فَتَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ وَ ذٰلِکَ جَزَاُ

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ

فَقَتَلَتْہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْا بِاِثْمِیْ : یعنی میرے قتل کا جو گناہ ہے وہ بھی تو حاصل کرے۔ یہ بھی ایک جذباتِ رحم کو براہِ نیکی و درخواست اور نصیحت دینے والی بات تھی کہ اور ہر طرح سے گوشہ نشین تو ہے ہی۔ اب یہ ایک گناہ ہے۔ یہ بھی کر لے اور دوزخی بن جا۔ میں نے کیا کہنا ہے۔

فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ : ایسا ٹوٹا پانے والا ہوا کہ جس خاندان نے اس سے شادی کی وہ بھی تباہ ہوا۔ معلوم ہوا۔ شادی صلحاء میں کرنی چاہیئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

بِاِثْمِیْ : وہ بڑی جو مجھے قتل کرنے سے تو حاصل نہ کریگا۔

وَاِثْمُکَ : اور تیری اور بدیاں بھی تیرے ذمہ ہیں۔

اس قصہ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا۔ اس کے دو بیٹے اسمعیل و اسحاق

تھے۔ اسرائیلیوں نے وہ نبی (اسمعیل) کا قتل کیا۔ اس قصہ سے متنبہ فرمایا۔  
(تشیذ الاذکار ستمبر ۱۹۱۳ء جلد ۸، ص ۹۵)

۳۳-۳۲ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ

لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوَاءَ أَخِيهِ، قَالَ

يُوَيْلَتِي أَعْجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ

فَأُوَارِي سَوَاءَ أَخِي، فَأَصْبَحَ مِنَ الثَّمِيمِينَ ﴿٣٣﴾

أَجَلَ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنَّهُ مَن

قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ

فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا، وَ مَن أَحْيَاهَا

فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا، وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ

رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ، ثُمَّ إِنْ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ

فِي الْأَرْضِ لَمُشْرِقُونَ ﴿٣٤﴾

فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا: کوئے میں تین صفتیں عجیب ہیں۔ ۱۔ کوئے کو کسی نے جماع کرتے کم دیکھا ہے۔ ۲۔ ایک ٹکڑا بھی کھانے کو بل جلتا کر اوروں کو اطلاع ضرور کرے گا۔ کہ یہاں کچھ ملنا ہے۔ ۳۔ کسی کوئے کو صد مہینے سب وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے شور و غل کو ہماری زبان پنجابی میں ”لاواں رولی“ کہتے ہیں۔ ہم نے ایک بڑے شکاری سے پوچھا۔ کبھی کسی کوئے کی لاش تمہ نے جنگل میں دیکھی ہے۔ تو اُس نے کہا۔ نہیں۔ اس سے تین باتیں نکلیں۔ ۱۔ شرم و حیا بھی کوئی چیز ہے ۲۔ نیک برتاؤ کرنا چاہیئے اور ہمدردی۔ ۳۔ مرنے کی لاش کو دبائے کی فکر۔ یہ قصہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ابراہیم بھی ایک آدم تھا (اُسے ابو الانبیاء کہتے ہیں) اس کے دو بیٹے تھے اسحق اور اسمعیل۔

میینہ کے یہود جو بنو اسحاق تھے انہوں نے نبی کریم اسمعیل کی اولاد کو قتل کرنا چاہا۔ سوا نہیں بتلایا گیا کہ دیکھو اس سے پہلے ایک بجائی نے دوسرے بجائی کو قتل کر کے کیا لیا۔ سوا اسکے کہ خاسر و نادم ہوا۔ اور انہیں سمجھایا کہ **مَنْ أَجَلَ ذَٰلِكَ** صرف اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو پہلے سے یہ حکم دے رکھا ہے کہ **مَنْ قَتَلَ نَفْسًا** جو ایسے عظیم الشان نفس کو قتل کرے گا وہ گویا سارے جہان کے قتل کا مترکب ہوگا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

نَفْسًا: نفس محمد رسول اللہ۔  
(تشیخ الاذکار جلد ۹ نمبر ۹ ص ۴۵)

۳۴۔ **إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ**

**وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا**

**أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُعَطَّ سَائِرُيَهُمْ وَأَنْ يَكْفُلَهُمْ مِّنْ**

**خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ، ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي**

**الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۳۴﴾**

سزا انکی جو جنگ کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول سے اور زمین میں بگاڑ پیدا کرنے کیلئے ریشہ دہنیاں کرتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا صلیب دیئے جائیں۔ اس خلاف ورزی یا مخالف سمتوں سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں۔ یا ملک سے نکلے جائیں۔ یہ سزا اس لئے ہے کہ دنیا میں انہیں رسوائی ہو اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۵۷)

سوائے اسکے نہیں کہ جزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کو دہشتے ہیں۔ یہ ہے کہ قتل کئے جاویں یا سولی دیئے جاویں یا اس زمین سے جلا وطن کئے جاویں۔ یہ واسطے ان کے رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۸۳)

**يُحَارِبُونَ اللَّهَ**؛ اللہ کے دین کا مقابلہ کرتے ہیں۔

**مِنْ خِلَافٍ**؛ بوجہ انکی خلاف ورزی کے۔ امام ابو حنیفہؒ نے لکھا ہے کہ مجرموں کی کئی قسمیں ہیں پس انکے موافق ان سزائوں میں سے کوئی سزا دی جائیگی۔

**خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا**؛ یہ نشان ہے آخرت میں عذاب کا۔ دنیا میں حسب پیشگوئی جب



لگ گیا تو آخرت کی خبر درست ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۵ اگست ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا

إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ

تَفْلِحُونَ ﴿۳۶﴾

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ : اصل مقصد ساری تعلیم کا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی ابتداء یہ ہے کہ ایمان بالغیب خدا پر ہو۔ دعا میں لگا ہے۔ کچھ مانگے دے۔ پھر اس سے بڑھ کر کسی نبی پر یگانہ نہ ہو۔ الہی کتابوں پر ایمان رکھے۔ قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے جانے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے جو رکوع سورۃ بقرہ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِیْ (البقرہ : ۱۲۰) میں اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر کتب پر۔ انبیاء پر ایمان ہو۔ ذَوِی الْقُرْبٰی۔ یتامی۔ مساکین وغیرہ کو دے۔ صبر و استقلال سے سہر کرے تیسرا مرتبہ۔ آخری یہ ہے کہ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (خم سمعہ : ۳۱) اور قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (انعام : ۹۲) اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ یاد رکھو معاشرت کے اصولوں میں سے اعلیٰ اصول یہ ہے کہ حکموں کا پابند ہو۔ یہ بد معاش لوگوں کا اصول ہے کہ دنیا کماٹے مکر سے۔ ایسے لوگ کبھی سکھ نہیں پاتے۔

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ : وسیلہ کے دو معنی ہیں۔ ایک تو حاجت۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اپنی حاجتیں جناب الہی میں لے جاؤ۔ دیکھو سورۃ بنی اسرائیل اُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ (بنی اسرائیل : ۶۴) یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنی حاجتیں رب کے حضور مانگتے ہیں ابن عباسؓ کا ایک شعر

كُلُّ الرِّجَالِ لَهُمْ إِلَيْكَ وَسِيلَةٌ

دوسرے معنی ہیں ذریعہ کے۔ اور ذرائع چار قسم کے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو با ایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو عقل مند کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے ایمان کہتے ہیں۔

ایک ذریعہ جسے اختیار کیا جائے تو اختیار کرنے والے کو بے عقل کہتے ہیں۔

مثلاً اللہ کے حکموں کو ماننا۔ نیک بننا۔ ہدایت کی بات مان لینا۔ یہ تمام مذہبوں کا متفق علیہ مسئلہ ہے

پس اس ذریعہ پر عمل کر نیوالا با ایمان ہے۔

دوم مثلاً پارجانا ہے۔ دنیا میں موجوں پر موجیں آرہی ہیں۔ اب وہاں کشتی کا سامان کرنیوالا عقل مند کہلاتا ہے  
سوم مثلاً بٹ پرست بٹ کے آگے ناچتا ہے۔ عمدہ کھانے پکانے کے سامنے رکھتا ہے۔ قبر کو سجدہ  
کرتا ہے۔ اللہ کے نام کے سوا کسی کا روزہ طواف قربانی کرتا ہے۔ اس وسیلہ کو اختیار کرنیوالا بے ایمان ہے۔  
چہارم مثلاً ایک ایسا آدمی ہے جو ان وسائل کو جو قدرت نے کسی مطلب کے حصول کیلئے بنائے ہیں ان  
پر جھوٹا قیاس کرتا ہے مثلاً باریک سوئی ٹمل کو سیسے کی سیسے تو وہ سمجھے کہ ہل کا پھالا بطریق اولیٰ اسے جلد سی  
سکتا ہے یا جیسے بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب معمولی آدمی اس دنیا میں ہماری مدد کرتے ہیں تو نبی۔ ولی  
جسم سے الگ ہو کر بعد وفات بطریق اولیٰ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ کوئی شخص جہاز میں لوٹا سمجھ کر پھر بہت  
سا لٹا لے کر اس پر ہو بیٹھے اور سمجھے کہ میں اس پر پار کر جاؤں گا۔ یہ بے عقل ہے۔

پس الوسیلہ مفرا یا۔ یعنی ذریعہ ہو۔ مگر اس ذریعہ کو دیکھ لو وہ بے ایمانی کا تو نہیں عقل و تجربہ و  
ایمان کے موافق ہے یا نہیں۔ مکلف انسان عقل و تجربہ و ایمان سے تقویٰ کے سامان کرے مگر وہ عقل و تجربہ  
شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ پھر یہ کہ مجاہدہ فی سبیل اللہ کرے۔ جب ان تین کا مدد لے کر چلے گا تو منظر و منصور  
ہوگا۔ بعض لوگ حقیقی ذرائع سے کام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ گھر بیٹھے ہم کو عمدہ لباس۔ عمدہ مکان۔ راحت  
و آرام کی چیز مل جائے۔ ایسے لوگ انہو مثلاً چوری کا پیشہ وغیرہ ناجائز اختیار کر لیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَچود  
مرد اور چود عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ بدلہ ہے انکے کسب کا اور عبرت کا موجب ہے اللہ کی طرف سے۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۷۷)

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ : مرد ہو یا عورت ایسے پیشہ وروں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۴۱۔ اَلَمْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

الْاَرْضِ، يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ،

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْدٌ، رزق کیلئے ایسی بڑی راہ اختیار کرنا نہایت قیاس ہے وہ تو  
جائز طریقے سے رزق دینے پر قادر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۴۲۔ يٰۤاَيُّهَا الرّٰسُوْلُ لَا يَخْرُجُكَ الَّذِيْنَ

مُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا

بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْۙ وَ مِنَ

الَّذِيْنَ هَادُوْاۙ سَمِعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمْعُوْنَ

لِقَوٰى اٰخِرِيْنَ، لَمْ يَأْتُوْكَۙ يُخْرِفُوْنَ

الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ�ْ، يَقُوْلُوْنَ اِنْ

اَوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُۙ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتُوْهُ

فَاَحْذَرُوْاۙ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْعًاۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ

اَنْ يُطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْۙ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌۙ

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۲﴾

اے رسول نہ غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑھتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے

مونہوں سے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور ان کے دل ایمان نہیں لائے۔ لوگ کالہ لگاتے ہیں کہ یہاں سے سن کر باہر جا کر جھوٹ پھیلائیں۔ یا دوسرے مخالفوں کی بھی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے۔ ٹھیک موقعوں سے بات کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم کو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو اور جسے اللہ عذاب دینا چاہے تو اسے اللہ سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۷۹-۸۰)

جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذرائع عالم پر ایک تصرف ملتا ہے اسکی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں جو نیکیوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ایسی فطرتوں کا ذکر آیا ہے سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ سَمْعُونَ يَقُولُ أَخْرِئِينَ۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ جب دوسروں کے پاس جا بیٹھتے ہیں تو پھر انکی باتیں قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ متقیوں کی صحبت میں رہیں اور وقت ملے تو استغفار لا محول اور دعا کریں۔ دعا کی حقیقت سے لوگ کیسے بے خبر ہیں۔ (بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۹)

لَا يَخْذُنَاكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ : بعض وقت کفر کرنے والے کو آرام میں دیکھ کر ضعیف مومن کا دل گھبرا اٹھتا ہے کہ یہ بے ایمان ہو کر کیسے آرام اور عزت میں ہے۔ یہ دھوکہ ہوتا ہے ورنہ ہم نے کئی ایسے لوگوں کو بظاہر دیکھا ہے کہ اتنا بڑا امکاں ہے اور اس میں ایک ہی بڑی دری ہے مگر ساتھ مرگی کا عارضہ ہے جو کثرتِ نساء کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ایک اور کو دیکھا۔ ہر وقت وہاں راگ و رنگ رہتا۔ آہستہ آہستہ موقع آیا کہ اس نے آتشک سے اپنا بالکل تباہ ہونا مانا۔ اور یہ صرف غم میں دل بہلانے کیلئے تھا۔

إِنْ أُوتِيتُمْ خُذُوا خُذُوا : یعنی اگر یہ بات ان میں پائی گئی تو سچے۔ ورنہ نہیں۔ لوگ گھر ہی سے باتیں بنا کر لے آتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس ایسے آدمی آئے جو گھر سے یہ مشورہ کرائے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ اگر انہوں نے کہا جائز نہیں۔ تو سچے ورنہ جھوٹے۔ ایسی خود ساختہ باتوں میں بہت دھوکہ لگتا ہے۔ لَنْ يُرِيدَ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ (اللہ ۴۲) فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصفا ۶۱) سے اس کی تشریح ہوتی ہے یعنی خدا ان کے دلوں کو پاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا جو خود طیر چاہیں اسے اس حالت کو پہنچ گئے کہ پھر سید سے نہیں ہونا چاہتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

۴۵۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيْهَا هُدًى وَنُوْرٌ  
يَّحْكُمُ بَيْنَ النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ  
هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُوْنَ وَالْاَحْبَارِ بِمَا اسْتَحْفِظُوْا مِنْ  
كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءُ، فَلَا تَخْشَوُ  
النَّاسَ وَاخْشَوْنَ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا  
وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

### هُمُ الْخٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو آسان رکھا ہے۔ دین کا مدار تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ پر ہے  
دیکھئے ایک طرف نماز کیسی اعلیٰ عبادت ہے کہ تمام مذاہب کی عبادتوں کی جامع ہے دوسری طرف زکوٰۃ۔ قرآن مجید  
میں دونوں کی تاکید ہے۔ اس کے علاوہ اور جو عیوب لوگوں میں ہوں۔ انکی اصلاح فرماتا ہے۔ جوں جوں زمانہ  
پیچھے جاتا ہے۔ نبوت کے ثبوت بڑھتے جاتے ہیں۔ آدم کے وقت میں اگر کوئی مسئلہ الہام و نبوت پر اڑ بیٹھا  
تو جواب دینا مشکل تھا لیکن ہمارے زمانے میں کوئی مشکل نہیں۔ انبیاء اولیاء مطہرین گزر چکے ہیں امام کا مشترک  
تعالیٰ موجود ہے۔ پھر سب سے زیادہ سہولت یہ ہے کہ تمام دنیا کے مذاہب کے دلائل۔ حالات۔ اخلاق۔ بارگاہ  
ہم کو میسر آسکتے ہیں۔ زہد و ستائے نہتے۔ اب چند بیسویں ہوتے ہیں۔ ویسوں کیلئے ایک زمانہ تو وہ تھا  
کہ احمد بیرونی، ایک شخص انجمن تحقیق مذاہب کا ممبر ۴۰ سال ہند میں رہا۔ وہ ہندوؤں کے حالات کے سلسلہ میں  
لکھتا ہے کہ انکی ایک اور کتاب ہے جس کو یہ لوگ زبانی بعض مقامات سے پڑھتے ہیں اور میں نے اسے دیکھا نہیں  
دیکھئے یا تو وہ زمانہ کہ ۴۰ سال ایک شخص محض اسی تحقیق کیلئے رہتا ہے اور سنسکرت کی تحصیل میں ایسی سرگرمی  
دکھلاتا ہے کہ وہ اسکی مادری زبان کی طرح ہو گئی۔ مگر وہ دیکھنے نصیب نہیں۔ یا اب یہ زمانہ کہ چاروں ویسے  
دہریہ پر ملتے ہیں۔ یہی حال بائبل کا ہے کہ ایک دہریہ تک مل سکتی ہے۔

پس تحقیق کیلئے بہت آسانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تورات والوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تم تورات ہی کو غور  
سے پڑھو ہم نے اسی میں ہدیٰ نازل کی یعنی اس عہد نامہ کے رسول کی طرف راہنمائی کی چنانچہ بتا دیا کہ موسیٰ کا شیل  
آئے گا اور وہ بت پرستی کا دشمن ہوگا۔ اس سے خلاف کرو گے تو تم سے حساب لیا جائے گا۔



فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ ۖ إِنْ تَخْشَوْنَ اللَّهَ ۖ يَنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ سَمَوَاتِهِ أَسْفُودًا ۚ وَمَا يَنْزِلُ إِلَّا فِي الْقُرْآنِ ۚ وَاللَّهُ يَخْتَارُ مَا يَشَاءُ لِقَوْمٍ يُحِبُّونَ ۚ

مطلق پر وہ نہ کر کے مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کو حکم بناؤ۔ صاف معلوم ہو گا کہ محمد رسول اللہ ہیں۔ مگر تم نبی پر ایمان لانا تو کجا اس کی ایذا رسانی اور قتل کی فکر میں ہو حالانکہ تورات ہی میں دسج ہے کہ نفس کے بدلے نفس مل جائے گا۔ بلکہ آئکھ کے بدلے آئکھ۔ ان آیات میں بتایا ہے کہ تم تورات کے اور احکام بھی چھوڑ چکے ہو۔ نبی کی مخالفت میں۔ تو یہ بتاتے ہیں کہ ہمیں اپنا دین بڑا عزیز ہے ہم اپنے دین پر قائم ہیں مگر واقعات اسکے خلاف ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قانونی ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

هَدًى وَنُورٌ ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریم کی پیشگوئی ہے اور نور یہ کہ اس میں توحید بھی سکھائی  
(تشیذ الاذیان جلد ۱ ص ۹ صفحہ ۴۵۰)

-4-

٣٩- وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا  
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهِيمًا  
عَلَيْهِ فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا  
تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ  
جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَاءَ وَلَوْ شَاءَ  
اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ لَكِنْ  
لَيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَأَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ  
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ  
فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٣٩﴾

پَاٰلِۂٖ سَرِاٰی حَقِّ۔ بعض کتابیں بالکل باطل ہوتی ہیں۔ بعض میں حق و باطل ملا جلا۔ بعضوں میں حق زیادہ ہوتا ہے اور باطل کم۔ مگر قرآن سرِاٰی حَقِّ ہے۔

مُصَيِّمًا : جامع - محافظ۔

شِدْعَةُ وَمِنْهَا جَوَّ : شرعہ کہتے ہیں پانی کے گھاٹ کو۔ اور منہاج خشکی (کے راستہ) کو کہتے ہیں۔ انسان کو دو ضرورتیں ہیں۔ ایک ضرورت تو اللہ کی پاک شریعت ہی سے حل ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کی ضرورت کو اللہ نے انسان کے عقل و فہم پر چھوڑ دیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم زراعت کرو۔ اب کھیتوں۔ بیج بونے کے طریق کو شریعت میں داخل نہیں کیا۔ ایسا ہی کپڑے پہننے کا حکم ہے مگر اب ہر ملک کے موسموں کے سبب جیسا کپڑا چاہیے یہ انسان کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔

لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً : یعنی تمہیں ایک ہی مذہب پر بنادیتا۔ مگر یہ جبر ہو جاتا۔ لیکن ہم نہ تمہیں ان قویٰ میں جو ہم نے دئے ہیں۔ لِيَبْلُوكُمْ انعام دینا چاہتا ہے پس تم نیکیاں بڑھو کر کہہ دو اجر لو۔ اگر اپنے اختیار سے تم نیکی نہ کرو بلکہ فطرتاً تو پھر اجر کیسا ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء) میں دنیا پرست واعظوں کا دشمن ہوں کیونکہ ان کی اغراض محدود، ان کے حوصلے چھوٹے۔ خیالات پست ہوتے ہیں۔ جس واعظ کی اغراض دینی ہوں وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی واعظ سب اس کے اندر آجاتے ہیں کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے۔ ہر محلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے مُصَيِّمًا فرمایا۔ یہ جامع کتاب ہے جس میں جیسے ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقوں اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے تو ایسے نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجہ کے بتائے گئے ہیں۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے اصول یہ بتاتا ہے۔ (الحکم، ۱۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

۵۱۔ اَفْحُكُمَا الْجَاهِلِيَّةُ يَبْغُونَ، وَمَنْ أَحْسَنُ

مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝

اَفْحُكُمَا الْجَاهِلِيَّةُ يَبْغُونَ : یعنی شتر بے ہمار بنا چاہتے ہیں۔  
(اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۵۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ

وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَمَنْ

يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٣﴾

اُولِيَاءَ، ول کا متصرف (ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)  
لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ: یہ جنگ کے وقت کا ذکر ہے۔ سورۃ متحذہ ویکو (تشیخ الاسلام جلد ۱ ص ۴۴)

۵۳۔ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ

فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا آيَةٌ ۚ

فَعَسَىٰ أَلَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ

فِيُصِيحُوا عَلَىٰ مَا اسْرَوْا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٤﴾

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ، الہ میں شامل ہونے کے لئے جلد بازی کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ

عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ

يُحِبُّوهُمْ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى

الْكُفَرِيِّنَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا

يَخَافُونَ لَوْمَةً لَّئِيمَةً ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ

مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ: اس آیت میں جو معاملہ ہے  
وہ ظاہر تکلیف دہ ہے کسی شخص کا بھائی۔ بیٹا۔ دوست۔ بچے مذہب سے پھر جائے تو اس قدر رنج نہ پڑتا

ہے۔ پھر صحابہ کرام کو اپنے قلت تعداد کی حالت میں اس قدر محنتوں سے مسلمان بنانے کے بعد پھر بھی کسی کا استداد دیکھنا پڑے تو کیا کچھ دکھ پہنچنا چاہیے تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اس معاملہ میں مومنوں کیلئے ایک بشارت بتاتا ہے۔ کہ ایک مرتد ہو تو میں تمہیں اس کے بدلے میں ایک قوم دوں گا۔ اور وہ قوم بھی ایسی کہ میں اُن سے محبت کروں گا اور وہ مجھ سے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے نے (جس کی بڑھائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا) مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ مجھے بہت دکھ ہوتا اگر یہ آیت میرے ذہن میں نہ آجاتی۔

اذلتہ: موصول مقوڑوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ مقوڑے عاجز ہوتے ہیں اس لئے مطلب یہ ہے کہ نرمولہ یہ آیت شیعہ کیلئے کاڑی حربہ ہے۔ عرب میں بھی جب سلسلہ استداد شروع ہوا تو جو قوم ان کے مقابلہ میں اٹھی جسے یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَہُ کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہو۔ وہ بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ اور ان کے پیرو تھے وہی کافروں پر غالب آئے۔ وہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے اور وہی کسی سے نہیں ڈرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر فلوریان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

ایک تارک اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

” ہمارے لئے تمہارا استداد بھی خوشی کا باعث ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایسے استداد اور مرتدوں کے بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے مَنْ یَّتْرَدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہِ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَہُ۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۴)

یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مرتد ہو جاوے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ ایک بڑی قوم لائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کریں والی اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں والا ہوگا۔ اس تارک اور اس کے اور مرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الہی ہوں گے عطا کریگا اور ضرور عطا کرے گا فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۵)

۵۶۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ

اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ

الزَّکٰوۃَ وَهُمْ رَاٰعُوْنَ ۝

یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَهُمْ رَاٰعُوْنَ، کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کی جناب کے

فرماں بردار ہیں۔ اس آیت کو شیعہ نے حضرت علیؓ پر لگایا ہے اور ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آپؓ نے بحالت رکوع زکوٰۃ دی تھی۔ مگر یہ الکی غلطی ہے۔ ہمارے دوست حکیم فضل دین صاحب نے ایک دفعہ ایک شیعہ کو خوب جواب دیا۔ پہلے اس سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے درمقابل میں تھے اس نے کہا۔ ہاں۔ انہوں نے خلافت غصب کی وغیرہ وغیرہ۔ تب حکیم صاحب نے کہا تم ہوش کرو! اسی آیت کے ساتھ لکھا ہے فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ۔ (المائدہ، ۵۴) پس غالب تو تم خود ابوبکرؓ کو مانتے ہو۔ حزب اللہ سے بھی وہی ہوا۔ اور یہی نشان ہے ان لوگوں کا جو یُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاجِعُونَ کے مصداق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

وَهُم رَاجِعُونَ، خدا کے حضور عاجزی کرنیوالے۔ (تشنیدالاذعان جلد ۱ ص ۴۵)

۵۹۔ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا

وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۵۹﴾

قرآن کریم.... تذلیل اور امانت کے طور پر ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بدنتائج میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا: وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هُزُؤًا وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ اور جب تم انہیں نماز کو بلاتے ہو۔ اُسے حقارت اور کھیل میں اڑاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ (نورالدین ایضاً سورہ مائدہ)

۶۰۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَتَّقُمُونَ مِنَّا لَا

أَنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنَّا

قَبْلُ ۖ وَأَنَّا أَكْثَرُكُمْ فِسْقُونَ ﴿۶۰﴾

انہیں کہہ۔ اے کتاب والو! تم اس لئے ہم سے بیزار ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے کہ تم حدود الہیہ کو توڑنے والے ہو۔ (نورالدین ایضاً سورہ مائدہ ۱۸۸-۱۸۹)

۶۱۔ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ مِّنْ ذَلِكَ مَثُوبَةً



عِنْدَ اللَّهِ، مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَ  
 جَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ  
 الطَّاغُوتَ، أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ  
 سَوَاءً السَّبِيلِ ۝

قَدْ هَلُ أَنتِيكُمْ بِشَرِّ مِّنْ ذَٰلِكَ - فَمَا إِلَّا نَسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَلَعَنَهُ  
 وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ط وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي  
 أَهَانَنِ - (الفجر: ۱۶، ۱۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء دو قسم کے ہیں۔ ہمارے ملک میں اگر کسی سے  
 پوچھتے ہیں کہ کیا حال ہے تو وہ کہتا ہے۔ بڑا افضل ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ مال مولیٰ ہے۔ اولاد سب  
 کچھ ہے۔ اسی طرح فضل الہی کے چھن جانے سے بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ  
 اسی سورۃ میں فرماتا ہے کہ فضل کا دار و مدار تو یتیم کے ساتھ سلوک کرنے۔ کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی  
 ترغیب پس ہے اور یہ کہ مال سے زیادہ محبت نہ ہو۔ اس رکوع میں بعثت کے نشان فرمائے ہیں۔

ترجمہ یہ ہے کیا ہم اطلاع دیں تمہیں اس کی جس کو ایک بڑا نتیجہ ملا ہے۔

جَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ، وہ ذلیل کر دیئے گئے۔ چنانچہ یہودیوں کی نسبت  
 ارشاد ہے۔ إِلَّا يَحْبِلُ مِنَ اللَّهِ وَيَحْبِلُ مِنَ النَّاسِ (آل عمران: ۱۱۳) اور لَا تَقْسُرُونَ (ہود: ۱۱۳)

وَالْخَنَازِيرَ: مال دنیا کا حریص اور شہوت کا حریص۔

عَبَدَ الطَّاغُوتَ: حد سے نکلنے والے کافراں بردار۔

سَوَاءً السَّبِيلِ: پاک عمدہ، قریب راہ۔

(ضمیمہ اخبار بندہ قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

ان سے کہہ میں تمہیں ان قوموں کی خبر دوں جنہیں خدا کی طرف سے ان کے ایسے افعال کا بہت بُرا  
 بدلہ ملا۔ وہ ہیں جنہیں خدا نے بندہ اور سوار اور شیطان کے پرستار بنا لیا۔ یہ بہت بُرے پایہ کے لوگ  
 ہیں اور سب سے زیادہ راہِ حق سے دُور بھٹکے ہوتے ہیں۔ (نور الدین ایڈیشن سوم صفحہ ۱۸۰)

وہ جو اپنے آپ کو ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے ان کی نسبت قرآن ہی نے خود شہادت دی ہے۔  
 أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (آل عمران: ۱۱۱) ان میں اکثر لوگ فاسق تھے اور یہاں تک فسق و فجور نے ترقی

کی ہوئی تھی کہ جَعَلَ مِنْهُمْ الْقِدْرَةَ وَالْخَنَازِيرَ یہ اس وقت کے کلمے پڑھے سجادہ نشین۔ خدا کی کتاب مقدس کے وارث لوگوں کا نقشہ ہے کہ وہ ایسے ذلیل و خوار ہیں جیسے بندہ۔ وہ ایسے شہوت پرست اور بے حیا ہیں جیسے خنزیر۔ اس سے اندازہ کرو ان لوگوں کا جو پڑھے لکھے نہ تھے جو موسیٰ کی گدی پر نہ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر یہ تو ان کے اخلاقِ بد، عاداتِ بد یا عزت و ذلت کی حالت کا نقشہ ہے۔ اگرچہ ایک دشمنِ اخلاقی حالت اور عرفی حالت کو ہی دیکھ کر روحانی حالت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ مگر خود خدا تعالیٰ نے یہی بتا دیا ہے کہ روحانی حالت بھی ایسی خراب ہو چکی تھی کہ وہ عبد الطاغوت بن گئے تھے۔ یعنی حدودِ الہی کے توڑنے والوں کے عہد بنے ہوئے تھے۔ ان کے معبود طاغوت تھے۔ اب خیال کرو کہ اخلاق پر وہ اثر۔ روح پر یہ صدمہ۔ عزت کی وہ حالت؟ یہ ہے وہ قوم جو نَحْنُ ابْنُو اللّٰہِ وَاجْتَبَاؤْہُ کہنے والی تھی۔ اس چھوٹے درجہ کی مخلوق کا خود قیاس کر لو۔ یہ نقشہ کافی ہے۔ عقائد کو سمجھنے کیلئے یہ کافی ہے۔ عزت و آبرو کے سمجھنے کے لئے کہ جو بندہ کی عزت ہوتی ہے۔ پھر یہ نقشہ کافی ہے۔ اخلاق کے معلوم کرنے کیلئے جو خنزیر کے ہوتے ہیں کہ وہ سارا بے حیائی اور شہوت کا پتلا ہوتا ہے۔

جب ان لوگوں کا حال میں نے سن لیا جو نَحْنُ ابْنُو اللّٰہِ وَاجْتَبَاؤْہُ (المائدہ: ۱۹) کہتے اور ابراہیم کے فرزند کہلاتے تھے تو عیسائیوں پر اسی کا قیاس کر لو۔ ان کے پاس تو کوئی کتاب ہی نہ رہی تھی۔ اور کفار کے اعتقاد نے انکو پوری آزادی اور اباحت سکھادی تھی اور عربوں کا حال تو ان سب سے بدتر ہو گا میں کہ پاس آج تک کتاب اللہ پہنچی ہی نہ تھی۔ اور پھر یہ خصوصیت سے عرب ہی کا حال نہ تھا۔ ایران میں آتش پستی ہوتی تھی سچے خدا کو چھوڑ دیا ہوا تھا اور اہرمین اور یزدان دو جہاں خدا ماننے لگے تھے۔ ہندوستان کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ جہاں پتھروں، درختوں تک کی پوجا اور پرستش سے تسلی نہ پا کر آخر مردوں اور عورتوں کے شہوانی قوی تک کی پرستش جاری ہو چکی تھی۔ غرض جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو۔ جہر نگاہ دوڑاؤ۔ دنیا کیا بلالہ اخلاقی فاضلہ۔ کیا بلحاظ عبادات اور معاملات ہر طرح ایک خطرناک تہذیبی میں مبتلا تھی اور دنیا کی یہ حالت بالطبع چاہتی تھی کہ ۴

مردے از غیب بروں آید و کارے میکند

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک رسول کو عربوں میں مبعوث کیا جیسا کہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ (الجمعة: ۳) یہ رسول صرف عربوں ہی کے لئے نہ تھا۔ یا وصفیکہ عربوں میں مبعوث ہوا بلکہ اس کی دعوت عام اور کل دنیا کیلئے تھی جیسا کہ اُس نے دنیا کو مخاطب کر کے سنایا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف: ۱۵۹) اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں اور پھر ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۱۰۸)

یعنی ہم نے تم کو تمام عالموں پر رحمت کیلئے بھیجا ہے اسی لئے وہ شہر جہاں سرورِ دو عالم فرزندِ نبی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور پایا ام القریٰ ٹھہرا اور وہ کتاب میں جس کی شان ہے لَا تَبْفِیْہِ (البقرہ: ۳) ام الکتاب کہلائی اور وہ لسان جس میں ام الکتاب اتری وہ ام اللسان ٹھہری۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو آدم زلو پر ہوا۔ اور بالخصوص عربوں پر اس رسول نے آکر کیا۔ (الحکم، ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۵)

۶۲۔ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ خَلَوْنَا

بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۲﴾

جب تمہارے پاس آتے ہیں۔ امنا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل میں لے کر آتے ہیں اور کفر کو لے کر نکلتے ہیں۔ اور جو کچھ دل میں مخفی رکھتے ہیں اُسے خدا خوب جانتا ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸)

۶۳۔ وَتَرَىٰ هَكْثًا مِّنْهُمْ يَسَارِعُونَ فِي

الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَآخِلِهِمُ السُّخْرٰتُ ۚ لَيْسَ

مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۶۳﴾

وَالْعُدْوَانِ : عدندیوں سے نکلنے والے۔

آخِلِهِمُ السُّخْرٰتُ : حرام خودی۔ میں بار بار بتا چکا ہوں کہ ان کی نیکی اور تقویٰ کا پتہ مالی معاملات میں لگتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

بہت سے ان میں سے تم خوب دیکھتے ہو۔ بدکاری اور بغاوت اور حرام خودی میں بڑھ بڑھ کر قدم دیتے ہیں۔ بہت ہی بُرے کام ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸)

۶۴۔ لَّا يَنْهٰهُمْ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَخْبَارُ عَنْ

قَوْلِهِمْ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ الشَّجَرَةَ لَيَبْسُوسَنَّ مَا  
كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۳۷﴾

۱۔ عالموں اور درویشوں کو چاہیے تھا کہ انہیں ناجائز باتوں اور حرام خوری سے روکتے۔ بہت ہی  
بڑی کرتوتیں ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸۰)

۶۵۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ  
أَيْدِيهِمْ وَ لُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدُهُ  
مَبْسُوطَتْنِ، يَنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ، وَلَيَزِيدَنَّ  
كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ  
طُغْيَانًا وَ كُفْرًا وَ أَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ  
الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ، كُلَّمَا  
أَوْقَعُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ، وَيَسْعَوْنَ فِي  
الْأَرْضِ فَسَادًا، وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿۳۸﴾

یَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ: نادان لوگ جبت تک ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔ خدا کے ہاتھ پھلے  
لئے شل ہو گئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)  
یَدُهُ مَبْسُوطَتْنِ، ہر ایک صفت موصوف کی شان کے مطابق ہے۔ (تشیخ الذلیل جلد ۱ ص ۳۸۱)

۶۷۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَلَا نَجِثَل  
وَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ

فَوْقَهُمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ أُمَّةٌ  
مُقْتَصِدَةٌ ۚ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ سَاءَ مَا يَحْمِلُونَ ﴿۶۸﴾

مِنْ فَوْقِهِمْ : میرے نزدیک اس سے مراد مکالاتِ الہیہ ہیں۔ (ضمیمہ بغدادیہ، قاریان ۱۳، اگست ۱۹۸۹ء)

۶۸۔ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ  
رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَ  
اللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

### الْكَافِرِينَ ﴿۶۹﴾

میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ سورۃ نساء و مائدہ معاشرۃ و تمدن کے مسائل کیلئے ہے کہ آدمی آرام  
میں کیونکر گزارے۔ چنانچہ بیوی۔ بچوں۔ یتیموں۔ یتیموں۔ بیواؤں سے جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ اسکا ذکر ہو چکا ہے  
اب فرماتا ہے کہ آرام میں اللہ کی کتاب اور اصلاح میں الناس کی طرف متوجہ ہو۔ لڑائیاں اگر فتوحات کے لئے  
ہوں، تو آرام ان فتوحات کے انتظام کیلئے۔

بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ : یہ آیت بہت قابلِ غور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سات  
بلکہ دس مشکلات میں تھے۔ ایسی حالت میں آپ تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۔ مکہ کے دشمن تو موجود تھے ہی  
آپ ۱۲۰ میل پر ان چالاکیوں سے کیونکر واقف ہو سکتے تھے۔ ۲۔ یہود..... بنو قینقاع جو بڑی بے رحم  
قوم تھی۔ ۳۔ قرینہ جس کا مکہ کے گھر گھر میں دخل تھا۔ ۴۔ بنو نضیر جو گندے تعویذ وغیرہ بھی دیتے تھے۔  
۵۔ عیسائیوں کا گروہ۔ ۶۔ اوس و خزرج دونوں میں منافق۔ ۷۔ مشرکانِ مدینہ۔ ۸۔ پھر عیسائی حمد و ثناء  
کی سلطنت کو ابھارتے تھے۔ ۹۔ یہود ایران والوں کو ابھارنے والے۔ ایسی مشکلات کا سامنا تھا۔  
۱۰۔ مکہ کا دشمن بدستور بلکہ آگے سے زیادہ تیز۔

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ : اور اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ جس وقت یہ آیت  
اُتری آپ کے خیمہ کے گرد پہرہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سب چلے جاؤ۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ اس  
آیت پر مجھے ایک مضمون سوجھا کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کیسے بڑے آدمی کیسے مدیر تھے اور بارِ عجب۔  
حضرت عثمانؓ ایک چلتا پڑھتا قوم بنو امیہ میں سے تھے۔ جن میں بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کار تھے



حضرت علیؓ بڑے شجاع و بہادر تھے۔ مگر قتل کر نیوالوں نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کو مارنے والوں نے تمام صحابہ کرام کے سامنے مار دیا۔ حضرت عمرؓ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک اکیلے شخص نے خنجر لگا دیا۔ حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی پوری شوکت کا زمانہ تھا۔ ان لوگوں کے پاس حفاظت کے سامان بھی تھے اور گود سب خیر خواہ تھے۔ مگر پھر بھی قتل کر ہی بیٹھے گئے۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی مشکلات میں۔ عرب کا اکثر حصہ اور اپنے پرانے دشمن۔ پھر کس تحدی سے جاہلوں کو لٹکار کر پیشگوئی کی جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ اور یہ پیشگوئی پھر پوری نکلتی ہے۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ، منکر لوگوں کو تیرے قتل کرنے کی کوئی راہ نہ سوجھے گی۔ شیعہ قوم پر مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو ابو بکرؓ کا خوف تھا حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان نہ فرماتے تھے۔ اسی لئے بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ كَانُزُولِہَا۔ نادانوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کا وعدہ موجود۔ پھر دو تین آدمیوں کا کیا خوف تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع الدیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

لکھا ہے کہ اوائل میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کو برعایت ظاہر اپنی جان کی حفاظت کے لئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ یعنی خدا تجھ کو لوگوں سے بچائے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ (الحکم ۲۴، اگست ۱۸۹۹ء ص ۲)

اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اس پاک کتاب کے پہنچانے میں کیا کیا مصائب اور مشکلات برداشت کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک لائف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس پاک کلام کو لوگوں تک پہنچانے میں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کی۔ مکی زندگی میں مشکلات کا مجموعہ ہے۔ وہ سب کی سب اسی ایک فرض کے ادا کرنے کی وجہ سے آپؐ کو برداشت کرنی پڑی ہیں۔ لکھا ہے کہ جب مکہ کے شریروں اور کفار نے آپؐ کے پیغام کو نہ سنا تو آپؐ طائف تشریف لے گئے اس خیال سے کہ ان کو سنائیں اور شاید ان میں کوئی رشید اور سعید ایسا ہو جو اس کو سن لے اور اس پر عمل درآمد کرنے کو تیار ہو جائے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف پہنچے تو آپؐ نے وہاں کے عمائد سے فرمایا کہ تم میری ایک بات سن لو۔ لیکن ان شریروں۔ قسی القلب لوگوں نے آپؐ کا پیچھا کیا اور نہایت سختی کے ساتھ آپؐ کو روک دیا۔ ایٹھیں اور پتھر مارتے جاتے تھے۔ اور آپؐ آگے آگے دوڑتے جا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ بارہ کوس تک بھاگے چلے آئے۔ اور پتھروں سے آپؐ زخمی ہو گئے۔ ان تکالیف اور مصائب کو آپؐ نے کیوں برداشت کیا؟ آپؐ خاموش ہو کر اپنی زندگی گزار سکتے تھے پھر وہ بات کیا

تھی۔ جس نے آپ کو اس امر پر آمادہ کر دیا کہ خواہ مصیبتوں کے کتنے ہی پہاڑ کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔ لیکن امر الہی کے پہنچانے میں آپ تساہل نہ فرماویں گے۔ قرآن شریف سے ہی اسکا پتہ چلتا ہے۔ آپ کو حکم ہوا تھا بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ۔ جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے مخلوق الہی کو پہنچا دے اور فاضلہ بِعَاثُؤُمَدِّ الْحَجَرِ (۹۵) جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اس کو کھول کھول کر سنا دے۔ اس پاک حکم کی تعمیل آپ کا مقصود خاطر تھا۔ اور اس کیلئے آپ ہر ایک آفت اور مصیبت کو ہزار جان برداشت کرنے کو آمادہ تھے۔ پھر قرآن شریف کے توتیس سپارے ہیں اور ان میں ہزاروں ہزار مضامین ہیں۔ جن کو پہنچانا آپ کا ہی کام تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تائید شامل حال نہ ہو اور اس کی نصرت ساتھ نہ ہو تو نشت شکن امور پیش آجاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ ایک توفی کے امر کو پیش کرنے میں کس قدر دقتیں پیش آرہی ہیں اور کیا کیا منصوبے اور تجویزیں مخالف کی طرف سے آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ اور وہ شخص جو سچ موعود کے نام سے آیا ہے اور اس پیغام کو پہنچانا چاہتا ہے وہ بھی بالمقابل اُن کی تکلیفوں اور اذیتوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ وہ تھکتا اور ماندہ نہیں ہوتا۔ اُس کا قدم آگے ہی آگے پڑتا اور اس مضمون کے پہنچانے میں کوئی کُستی نہیں کرتا۔ کوئی ذکر ہو۔ اندر ہو یا باہر ہو۔ آخر اس کے کلام میں یہ بحث ضرور آجاتی ہے۔ پھر مخالفوں کی کوششیں اور ادھر اس کی مساعی جمیلہ اس پر دعائیں کرتا ہے۔ غرض کیا ہے؛ اِنِّیْ مُتَوَقِّئُکَ اٰلِہٖمُ الْعٰلِیْنَ کے حقیقی معنے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائیں کیوں؛ اس موت سے خدا تعالیٰ کی زندگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات۔ اسلام کی زندگی اور قرآن کریم کی زندگی ثابت ہوتی ہے اور یہ قرآن شریف کی اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے۔

غرض قرآن شریف وہ پاک اور مجید کتاب ہے جس کی اشاعت اور تبلیغ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو وہ محنت کرنی پڑی اور آج اس زمانہ کے امام اور خاتم الخلفاء کو وہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔  
(الحکم ۲۴، اپریل ۱۹۰۴ء ص ۱۲)

۷۰۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ هَادُوا  
وَالصّٰیغُوْنَ وَالنّٰصِرِیْنَ مِّنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْیَوْمِ  
الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ  
یَحْزَنُوْنَ ﴿۷۰﴾

وَالَّذِينَ هَادُوا : ہر قوم کو آخر اسلام کی طرف جمع کیا پڑتا ہے۔ صالحی حضرت ابراہیم کو عظیم الشان مانتے ہیں۔ حضرت یحییٰ کو بھی۔ وضو کرتے۔ نماز قبلہ رخ ادا کرتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے ملنے میں تامل ہے۔

فرمایا کہ وہ جو اللہ پر ایمان لاتے اور آخرت پر اور نیک عمل کرتے ہیں ان پر زمانہ آتا ہے۔ کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ہونگے۔ خوف و حزن سے محفوظ ہوں گے یعنی آخر اسلام غالب آئے گا۔۔۔ دیکھو جو بتوں کے حامی تھے۔ جو اپنی اپنی خود ساختہ روایات کے پابند تھے۔ ان کو بتوں کے کارخانے بکڑنے اور اپنے دین کے کمزور ہو جانے کا کس قدر خوف تھا اور پھر جب سب کچھ تباہ ہو گیا تو کیسا حزن لاحق ہوا۔ عرب کے ملک سے عیسائیت کا اور یہودیت کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک اسلام ولے ہی رہ گئے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۲ اگست ۱۹۰۹ء)

۷۲۔ وَحَسِبُوا إِلَّا تَكُونُ فِتْنَةً فَعَمُوا وَصَمُوا

ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۷۳﴾

تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ : رجوع رحمت کیا اللہ نے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔  
ثُمَّ عَمُوا وَصَمُوا : پھر بھی نہ حق کے پیار ہے نہ حق کے شنوا۔

۷۳۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن أَنْصَارٍ ﴿۷۴﴾

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا

لِظَلَمِیْنٍ مِّنْ أَنْصَارٍ : یہ بختہ بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔  
( نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۱۰ نیز فصل الخطاب حصہ اول ص ۵ )

۴۔ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ  
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَنِ  
الطَّعَامَ أَنْظَرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ  
أَنِّي يُؤْفَكُونَ ﴿۱۹﴾

مسیح بھی ایک رسول تھا قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کیا کوئی رسول اس سے پہلے  
اللہ۔ ابن اللہ۔ دائمی زندگی والا ہوا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس ایسا ہی یہ بھی ہے۔ جیسے پہلے رسول ہو گئے  
یہ مسیح بھی مر چکا۔

كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ : اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ وہ بگتے اور مومتے تھے۔ کیا بگتے اور  
مومتے والا خدا ہو سکتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)  
یہود نے نہ عیسیٰ کو مارا اور نہ پھانسی دیا بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اڑ گئے جس لفظ کا ترجمہ  
ہو سکتا ہے۔ وہ لفظ قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سنو۔ وہ کہتا ہے۔ مَا الْمَسِيحُ  
ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مسیح ابن مریم رسول تھا اور اس  
سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے۔ اس آیت میں قَدْ خَلَتْ کا لفظ ایسا صاف ہے کہ ہمارے  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اول نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرام کو  
جن کو وفات میں تامل ہوا تھا اپنے نبی کی وفات کا قائل کر دیا چنانچہ وہ آیت جس میں ویسا ہی قَدْ  
خَلَتْ موجود ہے یہ ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۵)

محمد ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قَدْ  
خَلَتْ کو یکساں دیکھ کر جس کا ترجمہ یہ ہے ”مر چکے“ حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی وفات میں فرق اور شک کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک گزشتہ نبیوں کے حالات سر بسطہ کے

حل کیلئے ہمارے نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات کلید ہیں۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۷۱)

۷۸۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْعِثْبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ

الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ

وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ﴿۷۸﴾

قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا، جو بہک گئے ہیں آگے۔ اور بہکائے گئے بہتوں کو  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۶)

۷۹۔ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى

لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَ

كَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿۷۹﴾

لعنت کئے گئے وہ لوگ جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے۔ داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۹)

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، انہی میں سے وہ تھے جن کا ذکر ہل  
آتاکَ نَبَأُ الْخَصْمِ (ص ۲۲) میں آیا ہے اللہ تعالیٰ و ماں فرماتا ہے يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ  
خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ (ص ۲۴) کہ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے۔

بعض وقت غلطی سے انسان کسی عظیم انسان مقرب عند اللہ کی تحقیر کر بیٹھتا ہے۔ اس وقت وہ  
خدا کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور لعنوا کافر و مجرم اس پر لگتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ ذکر مسلمانوں کو سنانے  
کیلئے آیا ہے۔ اسلام کو بادشاہت مقصود نہیں۔ شاہی مذہب نہیں۔ یہ تو ایمان سکھانے کیلئے آیا ہے۔  
اسلام میں کوئی خاص زبان۔ لباس نہیں۔ وہ تو تمام لوگوں کو خدا منوانا چاہتا ہے۔

بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ، آدمی پہلے چھوٹے چھوٹے گناہ کرتا ہے پھر بڑے بڑے گناہوں  
میں گرفتار ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے کسی کو بد نظری سے دیکھ لیا۔ پھر دوسری بار دیکھنے کو دل چاہا۔ پھر آہستہ آہستہ  
اس کا پتہ دریافت کیا۔ آخر زمانہ میں گرفتار ہو گیا۔ پھر حدود اللہ سے بھی آگے بڑھتا ہے اور ایک چڑھی ہو



جاتی ہے اس وقت لُغَتُوا کا زمانہ آتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِمَا نُنَزِّلُ إِلَيْهِمْ فَسَيُفْسِدُونَ ﴿۸۲﴾  
اُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مَا اتَّخَذُوا آلِئَاءَ وَلَدٍ كَثِيرًا  
مِنْهُمْ فَسَيُفْسِدُونَ ﴿۸۲﴾

اَتَّخَذُوا آلِئَاءَ: اگر کچھ بھی غیرت ہوتی تو اللہ۔ رسول۔ امام کو برا بھلا کہنے والوں سے  
پیار نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۸۳۔ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ  
آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا. وَلَتَجِدَنَّ  
أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا  
إِنَّا نَحْرُى. ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَسِيصِينَ وَ  
رُحَبَاءَ نَافَا أَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۸۳﴾

أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً: یہود نے کبھی کسی سچے مسلمان کو پناہ نہیں دی۔  
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا: مشرک کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ آریہ کا بھی یہی حال نظر آتا ہے  
حضرت صاب ایک مقدمہ کی مشکلات میں اڑھائی سال رہے۔ حالانکہ وہ ایسا مقدمہ تھا کہ چند منٹوں  
میں عیسائی حاکم نے اس کا فیصلہ کر دیا۔

أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ بھی ہجرت کر کے گئے تو ایک  
عیسائی سلطنت نے پناہ دی اور نیک سلوک کیا۔

قِسِّيسِيْنَ : سَوَاصِلِ مَنَ هِيَ . یعنی وہ لوگ جو بزرگوں کے قسے کہانیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے اثر سے بعض نیک صفات باقی رہتی ہیں۔  
 دُھبَانًا : تَارِكِ الدُّنْيَا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۲، اگست ۱۹۰۹ء)

۸۶، ۸۵، ۸۴۔ وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى

الرَّسُولِ تَرَىٰ أُغْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ  
 مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ . يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا  
 فَاغْتُثِّنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۶﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ  
 بِمَا آتَاهُ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ : وَنَطْمَعُ أَن  
 يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿۸۷﴾ فَأَتَاكَ بِهِمُ  
 اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
 خَالِدِينَ فِيهَا . وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۸﴾

رشک اور غبطہ بھی ایک نعمت ہے۔ کسی کو علم آتا ہے اور وہ اس علم کو رات دن اللہ تعالیٰ کیلئے بڑھاتا ہے کسی کے پاس مال ہے اور وہ اسے صبح و شام رضوا الہی میں خرچ کرتا ہے تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس کی حالت قابلِ غبطہ ہے۔

اب دیکھو اللہ جس بات کی تعریف کرے وہ کیوں مومن کیلئے قابلِ رشک نہ ہو۔ اس رکوع میں عیسائی حبشیوں کا ذکر ہے کہ جب صحابہؓ ان کے پاس ہجرت کر کے گئے اور جعفرؓ نے قرآن سنایا تو ایسے روئے کہ گویا آنکھیں بھی جاتی تھیں۔ تم لوگ جو مسلمان کہلاتے ہو۔ اپنے دل میں سوچو کہ کیا تمہاری حالت ہے۔ ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ قرآن شریف کے سُنے سے روٹ گئے کھڑے ہوتے ہیں اور تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ (الزمر: ۲۳) میں نے ایسے کئی نظامے دیکھے ہیں ایک امیر اپنے خادم پر نہایت سخت ناراض ہوا۔ جوش غیظ و غضب میں

خادم کو مارنے اٹھا۔ ایک پاؤں دھیز کے باہر تھا اور ایک اندر کہ میں آگیا۔ میں نے پڑھا اَلْكَافِرِينَ  
 الْغَيْظَ (آل عمران: ۱۳۵) میرا یہ کہنا ہی تھا کہ وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ اور دیر تک کھڑا رہا۔ اس کا چہرہ زرد  
 رہ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں ایک امیر آیا۔ اس نے اس بات کو بہت مکروہ سمجھا کہ ایک دس برس کا  
 لڑکا بھی بیٹھا ہے۔ کہ ایسی عالی شان بارگاہ میں لونڈوں کو کیا کام؟ اتفاق سے حضرت عمرؓ اس امیر کی  
 کسی حرکت پر ناراض ہوئے۔ جلاؤ کو بلایا۔ وہی لڑکا پکار اٹھا۔ اَلْكَافِرِينَ الْغَيْظَ اور پڑھا وَاعْرِضْ  
 عَنِ الْجَاهِلِينَ (الاعراف: ۲۵۰) اور کہا هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ۔ حضرت عمرؓ کا چہرہ زرد ہو گیا  
 اور خاموش رہ گئے۔ اس وقت اس کے بھائی نے کہا۔ دیکھا اسی لونڈے نے تمہیں بچایا جس کو تم حقیر  
 سمجھتے تھے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ؛ اِنْسَانٌ كَرِهَ يَهُدًى كَمَا بَيْنَ سُنَّةِ اَوَّلِ شَهَادَتِ حَقِّ دَعَا اَوَّلِ صَلَاةٍ دَاخِلِ هَوْنِ  
 کی تڑپ رکھے۔ اب تو مسلمانوں کی محبت قرآن سے ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانے کیلئے نکال لیا۔ قال دیکھ  
 لے کوئی عمل یا وظیفہ پڑھ لیا۔ کوئی ترکیب یا صیغہ دیکھ لیا۔ عمل مقصود نہیں رہا۔  
 وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ؛ ہر محسن کیلئے یہی جزا ہے۔ یہ مت سمجھو کہ انعامات اگلوں  
 کے لئے ہی تھے اور تم محروم ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۸۸، ۸۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا

اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْاۤ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ  
 الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنۡعَمَ بِہٖۤ اٰمِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنۡعَمَ بِہٖۤ اٰمِنُوْنَ  
 مؤمنون: اور کھاؤ اس میں سے جو دیا تم کو خدا نے حلال اور ستھرا اور خدا سے ڈرو جس پر تمہارا  
 یقین ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۹)

لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ؛ انسان بدکاری میں ترقی کر کے خدا کے انعاموں  
 سے محروم نہ جاتے ہیں۔

لَا تَعْتَدُوْا؛ ہر ایک چیز کیلئے ایک حد مقرر ہے حتیٰ کہ نیکی کی بھی چار رکعت نماز مقرر ہے

کوئی پانچ پڑے تو جائز نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ، ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

لَا تُحَدِّمُوا: حلال چیز کو حرام کر دینے کی کئی صورتیں ہیں۔ ۱۔ اللہ کی نافرمانی کی جس کی وجہ سے وہ بیمار ہوا اور اچھی چیزوں سے محروم رہ گیا۔ ۲۔ قوم کے پاس سلطنت ہو تو بہت سی طیب چیزیں اس کے پاس رہتی ہیں۔ پس اپنے آپ کو قرآن کے خلاف چل کر سلطنت سے محروم نہ کرنا۔ ۳۔ اس زمانہ میں مسیح موعود آیا اگر تم سب کے سب اس کے مطیع ہوتے تو پھر ان طبیات سے حق پرستے میں سے اسلامی محروم ہو چکے۔ ۴۔ بعض لوگ مجاہدہ کے طور پر بعض طیب چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں۔ (تشمیذ الافکار، جلد ۱، ص ۱۵۱)

۹۰۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ ذَلِكَ  
يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ. فَكَفَّارَتُهُ  
إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ  
أَهْلِيكُمْ أَفْكَشَوتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ. فَمَنْ لَمْ  
يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ  
إِذَا خَلَفْتُمْ. وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ. كَذَلِكَ يُبَيِّنُ  
اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ: اور نگاہ رکھو تمہیں اپنی پر۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۲)  
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ: انسان کسی غصب میں آجاتا ہے اور کسی عادت  
قسم کھا لیتا ہے کسی ایک چیز کو واقعی سمجھتا ہے اور وہ واقعی نہیں ہوتی۔ کسی شریعت کے خلاف کسی امر  
پر قسم کھاتا ہے۔ اس پر گرفت نہیں۔

مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ: اکثر نے اس کے معنی میانہ درجہ کے کئے ہیں مگر بعض مفسرین  
نے اوسط کے معنی اعلیٰ درجہ کے کئے ہیں۔

كَشَوْتُهُمْ: جس میں کم از کم دو چادریں ہوں۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ، ایک مقدمہ جیتنے کیلئے تمام جائیداد تباہ کی جاتی ہے۔ ناکامی پر ناکامی اٹھاتے ہیں۔ مگر پر یوی نوسل تک جاتے ہیں۔ کیا دیہ کے لئے بھی ایسی کوشش کی ہے؟  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۹۱﴾

اے ایمان والو۔ شراب اور کھڑا اور بت اور فالیں گندی باتیں شیطان کا کام ہیں۔ پس بچو تاکہ نجات پاؤ۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۶)

شراب اور کھڑا اور بت اور قرعہ کے تیر پیدا شیطان کا کام ہیں۔ ان سب سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۴۵-۴۶)

۹۲۔ إِنَّمَا يَرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوَفِّعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ

وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ

اَللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ، فَمَا لَآ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۲﴾

شیطان کا ارادہ یہ ہے کہ مجھے اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض و عداوت ڈلا دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ اب بھی باز آؤ گے؟ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۸۳)  
اَنْ يُّوَفِّعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ، بغض و عداوت ایسی بُری چیز ہے کہ اس کے جس قدر ذرائع ہیں وہ بھی حرام ہیں چنانچہ خمر۔ ميسر۔ انصاب۔ ازلام کو حرام فرمایا کہ ان سے باہمی تباعد پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان تو ان چیزوں سے بچتے ہیں۔ پھر بھی ان میں بغض و عداوت ہے۔ اس کی وجہ مجھے تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مسلمانوں نے چھوڑ دیا ہے فَتَسُوْا حِطًا مَّآذُكُمْ ذٰلِكَ فَلَا غَرْبَ بَيْنَهُمْ



الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ (المائدہ: ۱۵) (ضمیمہ اخبار بدر مکیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۶۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

وَأَنْتُمْ حُرُمٌ. وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ

بِمِثْلِ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ

مِنْكُمْ هَدْيًا بَلِغًا الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ

مَسْكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ

أَمْرِهِ. عَفَا اللَّهُ عَنْكَ سَلَفٌ. وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ

اللَّهُ مِنْهُ. وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۶﴾

ظاہر و باطن کا تعلق ضرور ہے۔ اگر کسی کے دل میں خوشی ہو تو اس کا اثر اس کے چہرے پر ضرور پڑے گا۔ اگر غم ہوگا تو بھی بشرہ پر اس کا اثر ہویدا ہوگا۔ اگر کسی کے دل میں محبت ہو۔ تو جب وہ سامنے آئیگا۔ ضرور چہرہ کی کیفیت بدلے گی۔ کسی سے دشمنی ہوگی تو بھی۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں اور پھر اسکے پاس تک نہیں بیٹھتے! انبیاء نے اس حقیقت کو خوب سمجھا ہے۔ نمازوں میں دیکھئے دل میں اگر غم و نیاز ہے تو اس کے اظہار کو ظاہر جسم پر بھی ایک رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کر کے انسان جھک جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت کا مطالعہ کرتے کرتے متاثر ہو کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ اسی طرح دیکھو جو شاعر اللہ میں اللہ ان کی عظمت و جبروت کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ مکہ ایک بے نظیر شہر ہے۔ وہاں حضرت ہاجرہ نے بڑے صبر سے کام لیا اس ولوی غیر زرع میں خاوند سے الگ ہو کر رہیں۔ وہیں صفا مودہ جہاں بے تابانہ آپ گھومی تھیں۔ اب وہاں اتنی بھڑ ہے کہ جگہ نہیں ملتی۔ وہ تو عودت تھی حضرت ابراہیم کو دیکھو۔ اِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى (النجم: ۲۸) کا سر ٹیفکیٹ پایا۔ آپ نے خدا جانے کس اخلاص و جوش توحید کے ساتھ لہٹیں لا لاکر پھیرے دئے اور دیواریں بنائیں کہ اب جو جاتا ہے اس عظمت کا مطالعہ کرنے کیلئے طواف کرتا ہے۔ پس ایسے مکہ کی تعظیم و تکریم کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو! ہم تمہارے لئے امتحان رکھ کر انعام دینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ وہاں شکار مت کرو بحالت احرام۔

ذَوَاعْدِلٍ مِّنكُمْ: صاحبان عقل و فہم۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۹۸۔ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِبْلًا

لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْحَرَامَ وَالْهَذْيَ وَالْقَلَابِدَ، ذَلِكَ

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي

الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۹۸﴾

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ: یہاں اللہ تعالیٰ ثبوت دیتا ہے اس بات کا کہ میں ہوں اور میں علیم اور قادر مطلق ہوں۔ ابراہیمؑ نے بھی ایک گھر بنایا۔ لوگ بھی گھر بناتے شہر بساتے ہیں۔ مگر کئی گھر، کئی شہر برباد و تباہ ہو چکے لیکن وہ جو توحید و عظمت الہی کی خاطر بنایا گیا۔ اب تک قائم ہے۔ اسی واسطے فرماتا ہے اللہ نے اس گھر کو عزت والا بنایا۔

قِيَامًا لِلنَّاسِ: جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی رہے گا۔ یہ نہ ہوگا تو دنیا بھی نہ ہوگی۔ وَالشَّجَرَةَ الْحَرَامَ وَالْهَذْيَ وَالْقَلَابِدَ: عزت والے ہینوں میں لوگوں کی آمد و رفت رہے گی۔ قربانیاں یہاں ہوتی رہیں گی اور اس مطلب کیلئے جانور آتے رہیں گے۔ یہ سب اس لئے ہوگا تا تم جانو کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے۔ دیکھو ایرانیوں کا بڑا معبد..... آتش کدہ برباد ہوا۔ یہودیوں کا معبد بیت المقدس تباہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک عورت مسیحؑ سے پوچھتی ہے کہ ہیکل کہاں تھی جواب کیا خوب دیا جاتا ہے نہ یہ رہے گی۔ نہ وہ۔ غرض تمام معبد خاتمہ جو انسانوں نے بنائے وہ تباہ ہوئے۔ پھر بنائے تو مفتوح ہوئے مگر عرب کا معبد مکہ اب تک خدا کے سچے بندے مسلمانوں کا ہے۔

عرب ایسا ملک ہے کہ مقدونیہ کا بادشاہ ہند تک آیا مگر مکہ وہ بھی فتح نہ کر سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھی فتح کیا۔ مفتوح بنائے پھر سب کو فتح بھی بنا دیا۔ ایسا کہ پھر مفتوح نہ ہو سکیں۔ جنگوں میں ۸۳-۸۴ سال قبضہ رہا۔ یورپ کی مجموعی طاقت تھی مگر مدینہ ایسے معمولی گاؤں پر قابو نہ پاسکے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ: اللہ نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا گھر بنایا۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۴۹)

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ: یہ ہستی باری تعالیٰ اور اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ بلجوہ تبدل

قوانین و سلاطین یہ معزز و مکرم ہوگا۔

قِيَامًا لِلنَّاسِ : جب تک کعبہ ہے اُس وقت تک دنیا والے قائم ہیں۔ (تفسیر القرآن جلد ۹ ص ۴۵۱)

۹۹۔ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۹۹﴾

اَنَّ اللہ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللہ غَفُورٌ رَحِيمٌ، اس آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ صحیح واقعہ سنا تا ہوں۔ یہاں ایک شخص آیا۔ کشمیر میں ملازم تھا۔ حضرت صاحب سے بیعت کی۔ بیعت کو کہنے لگا۔ جواب میں گناہ کروں تو خدا کی جو مرضی ہے سزا دے لے۔ وہ توبہ کہہ کے چلا گیا۔ مگر میرا دل کانپ اٹھا۔ آخر ایک معمولی جیلہ سے اس کے پاس تین ہزار جمع ہو گیا۔ پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ یہ رشتہ یوں ہے۔ میں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں۔ جس پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا۔ یہاں اس نے بڑے عجز و الحاح سے دعا کیلئے لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا دعا کیلئے دل توجہ نہیں کرتا۔ ابتلاء معلوم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تین ہزار بھی مقدمہ ہی میں خریج ہو گیا۔ اور اخیر قید کا حکم ہوا۔ اس وقت کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ خدا ہی کوئی نہیں۔ نہ کوئی دعا ہے نہ فقیر۔ نماز بھی چھوڑ دی۔ دہریہ ہو گیا۔ اس وقت اُسے رات کو خواب آیا کہ تو کہتا تھا کہ اب کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے لے۔ مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے خدا ہی سے منکر ہو بیٹھا۔ اس وقت وہ اٹھا۔ اور بہت استغفار کی۔ کلمہ شہادت پڑھا۔ نماز پڑھی۔ اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کسی نے اسے مشورہ دیا کہ نظر ثانی کراؤ۔ کہنے لگا نہیں۔ اب تو خدا پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے رشتہ دار نے نظر ثانی کرائی۔ مٹی اتنے میں مر گیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا۔ چند سو تنقیح طلب باقی ہیں۔ مٹی مر چکا ہے اس لئے اسے رہا کر دیا جائے۔

دیکھا وہ شدید العقاب بھی ہے۔ مگر اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرے تو غفورٌ رَحِيمٌ بھی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۳/۱۰۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَآءٍ

اِنْ تُبَدِّلَكُمْ تَسْوُفُكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْأَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ

يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبَدِّلَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۚ وَاللّٰهُ

غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۴﴾ قَدْ سَأَلْنَا قَوْمَ مِّنْ قَبْلِكَ

ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ﴿۱۵﴾

انسان ضعیف ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ان احکام کی تعمیل فرض کی ہے۔ جو خالق فطرت نے اس کے مناسب حال بنائی۔ اگر کوئی خواہ مخواہ سوال کر کے اپنے تئیں بیچ و پرچ مسائل کا مطیع بنائے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ حضرت صاحب نے بیعت کا اشتہار دیا۔ اور آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں سے بیعت لو۔ تو آپ چونکہ جانتے نہ تھے۔ کہ بیعت کیونکر لی جاتی ہے اس لئے دس ماہ اسی فکر میں بیٹھے رہے اور باریک و درباریک راہوں سے معلوم کر لیا کہ یوں کر تا چاہیے۔ ہمارے ایک دوست کو اس بات کی ٹوہ متھی کہ بیعت میں کیا کیا شرائط ہوں۔ میں نے انہیں سمجھایا کہ ممکن ہے کہ ہم ان کے پابند نہ ہو سکیں اس لئے ایسی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ مگر اس نے نہ مانا۔ سر دست تو وہ مخالف ہے۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ لوگ عجیب عجیب سوال کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہماری مخفی دولت کا پتہ لگا دو۔ یا فلاں کام کی نسبت دریافت کر دو۔ ہوگا یا نہیں؟ گویا ہمیں خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ نبی کریم کے سامنے ایک شخص نے پوچھا مَن اَپنی؟ دوسرے نے کہا۔ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو آپ نے جبرک دیا تھا! علماء میں بھی تحقیقات ہوتی رہتی ہے کہ آدم جس شجرہ کے نزدیک گیا تھا اس کا نام کیا تھا۔ گیہوں انگور اور پھرانکی تشبیہات تک گئے ہیں۔ ۲۔ نوحؑ نے جو کشتی بنائی تھی اس کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ ۳۔ وہ شخص جس نے ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا اس کا کیا نام تھا۔ ۴۔ عَالِی الَّذِی مَرَّ عَلٰی قَزَیۃٍ (البقرہ: ۲۶۱) والا کوئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے اسے ولی اللہ۔ بعض نے نبی اور بعض نے کافر بھی کہا ہے۔ ۵۔ موسیٰؑ کے زمانہ میں جس بقرہ کے ذبح کا حکم ہوا تھا۔ وہ گائے تھی یا بیل۔ یہ سوال تو بنی اسرائیل کو بھی نہ سوجھا۔ اصولاً کہف کے کتے کی شکل اور رنگ کیا تھا۔ ۶۔ شداد کا باغ کیسا تھا۔۔۔ براق کی شکل کیسی تھی؟ ایسی یہودہ تحقیقوں میں پڑنے سے وقت ضائع ہوتا ہے اور منسلواہلی جو شریعت کے نزول سے متا جا تا رہتا ہے۔ اصل غرض قرآن کی تو تقویٰ اور اعمالِ صالحہ خشیت اللہ کا پیدا کرنا اور خودی خود پسندی اور خود رائی۔ عجب۔ بد نظری۔ دنیا پرستی سے بچنا ہے۔

ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ : پہلے بڑے جوش و خروش سے دعویٰ اطاعت کیا جاتا ہے پھر اس کو نباہ نہیں سکتے۔

ایک دوست نے بڑے زور سے اپنے افسر کیلئے دعا کی جو اس کا مخالف تھا۔ الہام ہوا۔ تو کوری نہ چھوڑنا

صبح کسی بات سے ناراض ہوئے۔ جھٹ کہہ دیا۔ میرا استغفار لے لو۔ جو لے لیا گیا۔ تو بعد میں افسوس ہوا۔  
ہمارے ایک شاگرد تھا۔ اُس نے جب ابراہیمؑ کی نسبت ہم سے سنا کہ خدا نے اسے فرمایا۔ اَسْلِمْتُ  
تو اس نے کہا اَسْلَمْتُ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (البقرہ: ۱۳۲) تو وہ جھٹ بول اٹھا۔ میں بھی آپ کا ایسا  
مطیع ہوں۔ ہم نے آزمائش کیلئے یوں کیا کہ وہ گھر میں کھانا کھاتا تھا۔ کہہ دیا۔ اب تم طالب علموں کے ساتھ  
کھانا کھایا کرو۔ اس پر اسے ایسا صدمہ ہوا کہ وہ کہے مجھے واپس گھر بھجواؤ۔ مجھے اپنی تذلیل منظور نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا  
وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ، وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ  
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ، وَآكَثُهُمْ هُمُومًا ۚ

بَحِيرَةٌ: جس اونٹنی سے بارہ بچیاں پیدا ہو جاویں۔ اسے آزلو کر دیتے۔ نہ دودھ لیتے۔ نہ  
بال کاٹتے۔ ہاں مہمان کو دودھ پلاتے۔ اگر تیرہویں بچی بھی ہو جاتی تو اسے بھی آزلو سمجھتے۔ خدا نے اس سے  
منع فرمایا۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے ہیں۔

سَائِبَةٌ: تین طرح پر جانور چھوڑے جاتے ہیں ایک تو جب واپس پڑے تو ایک جانور لیکر اُسے  
سیندھود وغیرہ ملا جاتا ہے۔ پھر اس پر غلہ وغیرہ رکھ کر شہر سے باہر نکال دیتے ہیں۔ ۲۔ بڑے بڑے  
امراء اپنے جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنی عظمت۔ جبروت۔ رُعب داب دکھانے کیلئے کہ اسے بھلا کوئی پھیر  
سکتا ہے؟ عرب میں ایک شخص نے دُنبہ چھوڑا تھا اس کے گلے میں چھری بھی باندھ دی تھی کہ کسی کو جرأت  
ہے کہ اسے ذبح کرے۔ ۳۔ نروں کو چھوڑ دیتے ہیں تاکہ نسل بڑھائیں۔ سکھوں کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا  
رہا ہے۔ مگر یہ سائد وغیرہ تو بجائے فائدہ کے نقصان کرتے ہیں اور وہ قوت نسل کشی کی ان میں رہتی  
ہی نہیں۔

وَصِيلَةٌ: ایک بکری ہو۔ جب پانچ دفعہ جنے دُودھ میمنے۔ تو اس بکری کو چھوڑ دیتے۔

حَامٍ: اونٹ جس سے دُش کے قریب نسل ہو چکی ہو۔

لَا يَتَعَلَّقُونَ: رسوم کے تابع ہو کر اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ پھر اپنے تئیں روک نہیں سکتے  
ہماری ایک قریبی رشتہ دار ایک شادی پر امداد کی درخواست کرنے لگی۔ ہم نے کہا۔ ان رسوم کی ادائیگی کئے



ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ایک ماہر کا کہنا ہے اس بات کو سن لیا اور کہا کہ میں سب کچھ دوں گا۔ چنانچہ اس نے پیسہ دیا۔ تب قریبی رشتہ دار نے مجھے کہا کہ تم سے تو وہی اچھا ہے۔ لیکن جب اُس نے سود و سود اور اصل کا مطالبہ کیا اور زمین تک جانے لگی تو معلوم ہوا کہ خیر خواہ کون تھا!

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء نیز تشیید القرآن جلد ۹)

۱۰۶۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا

يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ

جَمِيعًا فَمِنْكُمْ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰۶﴾

لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ چالیس برس کا عرصہ گزرتا ہے۔ میں نے جب مسند احمد بن حنبل پڑھی تھی تو پہلی حدیث حضرت ابو بکرؓ سے اسی آیت کی تفسیر کے متعلق پڑھی تھی آپ فرماتے ہیں کہ إِذَا رَأَيْتَ شَخْصًا مَطَاعًا وَهُوَ مُتَّبِعًا وَاعْتَجَبَ عَلَى ذِي رَأْيٍ بِهَذَا ۖ جب ایسا وقت آجائے کہ انسان بخل کن ہو یا مطیع ہو اور خواہشوں کا تابع اور ہر ایک شخص اپنی رائے ہی پسند کرنے لگے تو پھر تو اپنی جان کا فکر کر۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب تم ہدایت پا جاؤ تو پھر تم لوگوں کو ہدایت دینا شروع نہ کرو گے۔ پھر اتمام حجت کے بعد اگر کوئی پھر بھی نہ مانے تو پھر اس کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء نیز تشیید القرآن جلد ۹)

۱۰۷۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا

حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنِ

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرِينَ مِمَّنْ غَيْرُكُمْ إِن

أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ

مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوهُنَّ مَعَكُمْ بَعْدَ الصَّلَاةِ

فَيُقْسِمُنِي بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا  
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ. وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةً أَلَّوْنَا إِذَا

### لَمِنَ الْأَشْيَاءِ ۝

شَهِادَةً بَيْنَكُمْ: اللہ نے پہلے اسلام۔ دین۔ ایمان۔ آخرت کی تاکید کی ہے اور مختل یہاں  
فرمایا ہے۔ کہ جو حکیم الہی جناب الہی سے آویں انکی پابندیاں کرو۔ اور سواری قبیلہ کو چھوڑ دو۔ دین کے بعد  
دنیا کی اصلاح کے متعلق فرماتا ہے کہ اے ایماندارو! جب حَضَرَ لَحْدَكُمْ الْمَوْتُ تم میں سے کسی  
کی موت کے علامات ظاہر ہوں۔ حَضَرَ کے یہاں معنی ہیں تو تمہیں حاضر ہونا چاہیے شہادت کے معنی حضور  
کے ہیں۔ اضافت طرف کی طرف ہے جیسے فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ (البقرہ: ۱۷۹) اور بَلْعَمْرُ الثَّلَاثِ  
وَالنَّهَارِ (البقرہ: ۱۸۲) اور شہادت بمعنی حضور جیسے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُدِّهِ  
(البقرہ: ۱۸۶) وَلْيَشْهَدْ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ (النور: ۳)

جِئْنَا الْوَصِيَّةَ اثْنَيْنِ: حاضر ہونا کسی کا۔ دُکَا۔ وصیت کے وقت۔

کبھی کبھی اسم کو رکھ لیتے ہیں اور فعل کو حذف کر دیتے ہیں جیسے کَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (النمل: ۸۰)  
میں اَكْتَفَى۔ كَفَى بِاللَّهِ۔ اَكْتَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا کیونکہ کَفَى کا صلہ یہ نہیں آتا اسی طرح یہاں يَشْهَدُ  
مخدوف ہے۔ وہ دو کیسے ہیں ذَوَا عَدْلٍ۔ صاحبانِ برادر عقل۔

مِنْكُمْ: تم میں سے دین کا تعلق رکھنے والے۔

اِنْخَرَابٍ: مسلمان نہ ہوں۔

قاضی شریح نے کہا ہے کہ سفر اور وصیت کے معاملہ میں غیر مسلم گواہ بھی لے لئے جاتے ہیں۔

إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ: اِنْ کے بعد اسم نہیں آتا۔ پس یہاں فعل (ضَرَبْتُمْ)

مخدوف ہے یعنی اِنْ ضَرَبْتُمْ أَنْتُمْ۔

لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا: یہاں اعتراض کیا گیا ہے کہ جب وہ گواہ ہیں۔ تو گواہ سے قسم کیسی۔ ہم

کہتے ہیں بصورتِ شبہ وہ گواہ نہیں رہے۔ بلکہ مال الہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ پس وہ اس صورت میں مدعا علیہ  
ہو گئے۔ ورنہ مدعی ہیں اور یہ مدعا علیہ۔ مقدمہ کے دوران میں ایسا ہو جاتا ہے۔

ایک تیم داری نصرانی تھا اور ایک عدی بن ہاسمی۔ مکہ میں تجارت کیلئے آتے۔ عدی ایک تاجر

ان کے ساتھ گیا۔ راہ میں مر گیا اور اپنا مال ان کے سپرد کر گیا۔ عمرو بن قاص اس کے وارث تھے۔ انکو ایک

جام کے متعلق شبہ ہوا۔ ایک لڑکے کی ایک نالی میں فہرست بھی مل گئی۔ جس پر توں کے متعلق شبہ تھا وہ بھی اس میں درج تھا۔ جو دیا نہیں گیا اور یہ پہلے پوچھ لیا گیا کہ اس نے کوئی چیز تمہارے آگے بھیجی تو نہیں اور پھر جام جہاں بیچاؤں سے مجید کھل گیا۔ اس صورت میں وہی عیسائی گواہ مدعا علیہ ہو گئے۔  
 نَشْتَرِي بِهِ فِي كَامَرَجِ الثَّوْبِ يَاقَسْمَ۔ یعنی ہم نہیں لیتے اللہ کے نام کے بدلے۔ یا قسم  
 کے بدلے کوئی دنیاوی فائدہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۸۔ فَإِنْ عُرِّرَ عَلَىٰ أَنْتُمْمَا اسْتَحَقَّ إِثْمًا فَأَخْرَجَ

يَقُومُونَ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ  
 الْأُولَٰئِينَ فَيُقْسِمُونَ بِأَلْسِنَةِ شَهَادَةٍ نَّحْنُ أَهْلُ  
 مِنْ شَهَادَتِهِمَا دَمًا عَتَدْنَا وَإِنَّا إِذَا لَمِنَ

الظُّلُمِ مَيِّتٌ ۖ

إِنْ عُرِّرَ: اگر مطلع ہو گئے۔ عَثَرَ کے معنی ہیں کسی کے اوپر گرنا۔ عَثَرْتُ مِنْهُ عَلَىٰ  
 حَيَاتِهِ ایک محاورہ ہے۔  
 أَنْتُمْمَا اسْتَحَقَّ إِثْمًا: اسی استوجب الاثم یعنی انہوں نے واجب کر لیا اپنے ذمے اِثم۔  
 اِثم کہتے ہیں غیر کا مال بلا وجہ لے لینے کو۔

فَأَخْرَجَ يَقُومُونَ مَقَامَهُمَا: اور دو قسمیں کھائیں مدعیوں کی طرف سے۔  
 مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأُولَٰئِينَ: اس کا ترجمہ غور سے سنو۔ اکثر لوگوں نے غلطی کی  
 ہے۔ دو قسم کھانے والے ان وارثوں میں سے ہوں (دو وارث کیسے ہیں) ایسے وارث ہیں کہ ثابت کر دیا ہے  
 ان پہلوں نے وارثوں کیلئے طلب حق کو (یعنی اس بات کو کہ تم اپنا حق لے لو) اور یہ (کیسے ہیں ثابت کر نیوالے)  
 بہت قریبی ہیں اس میت سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۰۹۔ ذَلِكَ أَذَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا

أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ آيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا

اَللّٰهُ وَاسْمَعُوْا ۚ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْفٰسِقِيْنَ ﴿١١٠﴾  
 وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۚ وَاسْمَعُوْا كَمَا مَنَ لَوْ (تشمین اللہ جل و علا) ﴿١١٠﴾  
 ۱۱۰۔ یَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ۔

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿١١١﴾  
 کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے ذلت نہیں چاہتا۔ جب ایک کے سامنے نہیں چاہتا۔ تو جہاں  
 اولین و آخرین جمع ہوں گے وہاں اپنی ذلت کیونکر برداشت کر سکتا ہے۔ اللہ کے ایمان کے ساتھ آخرت  
 کے ایمان کا ذکر ہے۔ بلکہ ملائکہ کے ایمان کو بھی اس کے پیچھے رکھا ہے۔ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ  
 وَاتْلٰى حِكْمَةً (البقرہ: ۱۷۸) اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت پر ایمان ہو تو پھر انسان بدی کی برأت نہیں کر سکتا کیونکہ  
 اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری تمام منصوبہ بازیوں خدا کے حضور پیش کی جاویں گی۔  
 مَاذَا اُجِبْتُمْ؟ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۚ یعنی علم کی نفی خدا کے علم کے مقابلہ میں ہے۔ کیا معنی؟  
 پہلا علم کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ جو کچھ جانتے ہیں وہ تو بخوبی جانتا ہے۔ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ: ۱۷۸)  
 دوسرے معنی یہ کہ میں اود یہ ظاہر ہیں۔ کہ یہاں تو دل کا معاملہ ہے اور ہم کسی کے دل کی باتیں نہیں جانتے  
 کہ اس نے ہمیں کیسا مانا۔ (ضمیمہ اخبار بدتہ قادیان ۱۱ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۱۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اٰمَنْ مَّزِیْعًا ۙ كُنْ نَصْرَتِیْ  
 عَلٰیكَ وَ عَلٰی وَاٰلِ دَیْنِكَ۔ اِذْ اَمَدْتُكَ بِرُوحِ  
 الْقُدُسِ ۚ تُعَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَسٰدِ وَكُمَلًا ۚ وَ اِذْ  
 عَلَّمُوكَ الْیَحْتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰتَ وَ الْاِنْجِیْلَ۔  
 وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَيْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ  
 فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَ تُبَوِّئُ  
 الْاَعْمٰیةَ وَ الْاَنْہٰرَ بِاِذْنِیْ۔ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتِی

يَا ذَرْنِي . وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ  
جَعَلَهُمْ بَابِلُونًا فَمَكَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ

هَذَا لَا يَحْزَنُ مَسِينٌ ۝

قَالَ اللَّهُ ، فرطے گا بعد قیامت ۔

يَرْجِعُ الْقُدُسُ ، کلام پاک ہے ۔

عَهْلًا ، اُنْجَلِيْنَا یعنی عقل مند ہو کر ۔

عَلَّمْتُكَ الْعَجَبَ ، معلوم ہوا کہ خدا کی کتاب کا علم بھی الہی فضل ہی سے آتا ہے ۔

الْعِصْمَةُ ، بچی باتیں ۔ تَخَلَّقُ ، اقلیدہ کرتا تھا

طَبِيبٌ : یعنی ایسی سیدہ جس میں جوہر قالب میں گیلی ملنے کی طرح دھسل جانے والی ہوں ۔

طَبِيبًا ، عمار کے حضور پہنچ جاوے ۔ بلند پرواز انسان ۔

فَتَنَّفَعُ فَيْتَهَا ، تو خدا کا کلام اس میں سمجھ گئے گا ۔

تُشِيرِي ، بری کرتا تھا ۔ وہ لوگ مبروں اور اندھے کو پاک سمجھتے تھے ۔

الْأَخْمَةُ : موزوں اور دھایا جھے شب کو دی کا مرض ہو ۔

تُخْرِجُ الْعَوْتِي ، یعنی شہر اور کفر میں مرے لوگ ۔

كَفَفْتُ عَنْكَ ، یعنی معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل پھانسی پر قلعہ نہیں ہو سکے ۔

يَسْحَرُ ، مالا آصل لہ جس کی حقیقت وہ نہ ہو جو بظاہر معلوم ہو ۔

(ضمیمہ اخبار بیت المقدس ۱۹ اگست ۱۹۱۱ء نمبر شہزادہ اذہان جلد ۹ء ص ۱۰)

جب تو مٹی سے پرندہ کی سی ایک چیز بناتا ۔ میرے اذن سے اور اس میں پھونک دیتا پھر وہ اٹنے

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۵۸)

والا ہو جاتا میرے اذن سے ۔

۱۱۲ - وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسٍ ۖ فَلْيُقِيمِ الْكَافِرُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَيْسًا ۚ

وَقَالُوا أَأَمْسَا وَاهْمَدًا نَحْنُ مُسْلِمُونَ ۝

أَوْحَيْنَا إِلَى النَّبِيِّينَ ، نبی کریم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون اٹھتے مانی الاذہن



جَمِيعًا مَا آتَيْنَا بَيْنَ قُلُوبِهِمْ (الانفال: ۳۳) اور صحابہؓ کو فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (آل عمران: ۱۰۳) پس اسی طرح ارشاد ہوا کہ حواریوں کا ایمان ہمارے ہی فضل سے تھا۔  
(ضمیمہ اخبار ہدیہ قلوب ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء)

۱۱۳۔ اِذْ قَالَ الْحَوَارِثُ بَنُو نَحْمَسَ ابْنُ مَرْيَمَ هَلْ

يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ

السَّمَاءِ . قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ اِنَّ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۳﴾

هَلْ يَسْتَطِيعُ: کیا تیرا کہا مان لیا ۱۱۳ اس کے یہی معنی ہیں۔ ہر نبی کے واسطے ایک دعا ایسی ہوتی ہے کہ وہ ضرور قبول کی جاتی ہے۔ نوحؑ نے وہ دعا اپنی قوم کے لئے مانگی کہ لَا تَذَنْعَلِ الْاَنْفُسُ مِنَ الْغُفْرِينَ دِيَارًا (نوح: ۱۲۷) حضرت نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا۔ فرمایا۔ میں نے وہ دعا دنیا میں نہیں کی۔ قیامت کے دن کہوں گا شَفَاعَةٌ لِأُمَّتِي (بَابِ اَنْتَ دَائِمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! رُوحِي فِيكَ تَهْلِكُ) مرزا صاحب سے بھی میں نے پچھلایا تھا مگر وہ ہنس پڑے اور سکوت کیا۔ (ضمیمہ اخبار ہدیہ قلوب ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء)

۱۱۴، ۱۱۵۔ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَتِّنَا اَنْزِلْ

عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِمْدًا

لَا وَّلَيْنَا دَاخِرِنَا دَائِمَةً مِّنْكَ . وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ

الرَّازِقِينَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللَّهُ اِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ . فَمَنْ

يُخَفِّرُ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّي اُعَذِّبُهُ عَذَابًا

لَا اُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ﴿۱۱۵﴾

مِنَ السَّمَاءِ . اَلَمْ يَذِقْ .

لَا وَّلَيْنَا دَاخِرِنَا: اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کا اثر حواریوں کیلئے نہیں تھا اور نہ اللہ کوئی ایسی چیز ہے کہ صرف حواری ہی اس سے مستفیض ہوں گے بلکہ عام رزق مرلوس ہے جیسے کہ آگے خود

تشریح کی ہے۔ وَازْدُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔

اِنِّیْ مُنْزِلُهَا عَلَیْكُمْ، یہاں ملوک کی بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهُ عَذَابًا  
سُحًّا کہ وہ ڈر گئے۔ مگر میرے نزدیک یہ دُعا کی گئی اور یقیناً قبول ہوئی۔ دیکھتے نہیں عیسیٰؑ کے نام یہوں  
کے پاس کتنا نزدیک ہے۔ کتنی دولت ہے۔ یہاں تک کہ دنیا میں کئی بار لباس تبدیل کرتے اور نئے سے نئے  
کھانے کی وجہ سے گویا ہر روز ان کے اہل عید ہوتے ہیں۔ عِیْدٌ اِلَّا وَلَیْنَا وَ اٰخِرُنَا کے لفظ کا اثر ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء)

۱۱ اِذَا قَالَ اللهُ يُعِیْسٰی اٰمِنْ مَرْیَمَ اَنْتَ قُلْتَ

لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاَرْحَمِ الْمَیْمِیْنَ مِنْ ذُوْنِ اٰلِهٖ

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ

بِحَقِّیْ اِنْ هُنْتُ قُلْتُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِیْ

نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ

### الْخُیُوبِ ۝

میں نے دنیا میں بہت سے حالات دیکھے ہیں۔ غریبی، امیری، امیر جو کہ غریب ہوتا اور غریب جو کہ  
پھر امیر ہوتا دیکھا۔ اُمّاروپہ ماہولہ کی آمد بھی دیکھی اور ہزار ہا روپیہ کی۔ دونوں حالات میں خدا کے فضل سے  
یکساں خوشحال رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ دنیا کوئی بڑی چیز نہیں پس بڑے ہی احمق ہیں وہ لوگ جو دنیا کیلئے ہیں  
کو برباد کرتے اور موت اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ انسان اولاد کیلئے یہ دنیا جمع کرتا ہے۔ لیکن اگر اولاد نہ لائے  
ہے تو اس کے جمع کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اور اگر لائق ہے تب بھی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء)  
بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ مکانوں کی لاشیں اکٹروا تے بھی کالی دیتے ہیں کہ بھڑوے نے ایسا سخت مصالہ  
لگایا ہے۔ جو اکٹری بھی نہیں سکتا اور اگر لائق ہے تو اسے اپنے باپ کی کچھ پرواہ نہیں۔ ایک شخص نے بحیرہ  
میں تین لاکھ روپیہ عملہ توں پر خرچ کیا۔ میں نے اس کی اولاد کو دیکھا کہ سات سات فالتے گرتے ہیں۔ پس  
انسان فانی دنیا کیلئے کیوں خدا کو بھلا دے اور تکبر کیوں کرے؟ جس قدر آسودگیاں اور نعمتیں خدا نے دی  
ہیں ان کی نسبت ضرور سوال ہوگا۔ اور تو اور انبیاء سے بھی باز پرس ہوگی۔ بعض لوگ یوں کفرانِ نعمت

کرتے ہیں کہ انعاماتِ الہی کو انعام ہی نہیں سمجھتے۔ ایک عورت مجھ سے کہنے لگی۔ خدا نے جو کچھ مجھے دیا تھا سب کچھ لے لیا۔ میں نے کہا۔ کیا تمہاری آنکھیں نہیں۔ کان نہیں۔ ناک نہیں۔ ہاتھ نہیں۔ پاؤں نہیں۔ اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ اس رکھٹا میں ایک نیلی سے باز پرس کا ذکر ہے۔ مجھے خدا بتایا گیا۔

وَأُتِيَ الْغَيْثِي؛ مریم کو بھی خدا کی ماں کہتے ہیں اور وہ منیٰ کی تھوک اس کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں لاٹری نے اپنی جیب سے ہندو تصویریں بوتل کی دکانی تھیں۔ ہمارے آج نے مجھے کہا یہ تو ہمارے ہی جہان ہیں آپ ان کو اہل کتاب بنائے پھرتے ہیں۔

مَا فِي نَفْسِي؛ میری باتیں۔

مَا فِي نَفْسِكَ؛ تیری باتیں۔

(ضمیمہ اخبار بدلتہ قلیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۱۱۸۔ مَا قُلْتُ لَكُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ أَعْبُدُوا

اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ، وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

مَا دُمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَقَّعْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ

الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

اَبِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ؛ انبیاءِ تعہد ذاتی پر نہیں بلکہ صفاتی پر زور دیتے ہیں کیونکہ اس کے متعلق قوموں میں غلط فہمیاں ہیں۔ شرک کا مسئلہ باریک ہے۔ ایک طرف خدا کا حکم ایک طرف نفس کی تحریک۔ اب جو نفس کا کہا جاتا ہے وہ بھی شرک میں گرفتار ہے۔ اسی واسطے جھوٹے پورے والے۔ زانی چور۔ بد معاملہ۔ سست۔ حرام خورد۔ سب مشرک ہیں (ضمیمہ اخبار بدلتہ قلیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء) تَوَقَّعْتَنِي؛ جان کو قبض کر لیا۔

اور جب کہے گا اللہ۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں کو کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہراؤ۔ وہ بولا۔ تو پاک ہے۔ مجھ کو سزاوار نہیں ہے کہ کہوں وہ بات جو مجھے پہنچتی نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا۔ تو تجھے معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے۔ جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی

میں ہے۔ بیشک تو ہی چھپی باتیں جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تونے مجھے حکم کیا تھا یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اللہ تمہارا رب ہے۔ اور میں ان پر خبردار ہوں۔ جب تک میں ان میں رہا اور پھر جب تونے مجھے وفات دے دی تو ان پر خبردار تھا اللہ تو ہر چیز پر خبردار ہے۔

(فصل الخطاب ص ۱۵۶)

۱۲۰، ۱۲۱۔ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الشَّادِقِينَ

يَوْمَ قُضِيَ لَهُمْ جَنَّتُكَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

عَنْهُ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱﴾ يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خَالِدَةً فِيهَا

وَأَلْأَرْضُ وَمَا فِيهَا خَالِدَةٌ ﴿۲﴾ وَهُمْ فِيهَا

اس سورۃ میں معاشرت کے اصول بتائے۔ بیویوں بچوں، قیموں، اپنے ہم مذہبوں، غیر مذہبوں

برتاؤ بتایا اور سمجھایا کہ سب سے مقدم اللہ کی رضا مندی ہے۔

ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ، لوگ پاس پاس لئے پھرتے ہیں۔ سب سے بڑھک پاس ہوتا تو یہی ہے

پھر فرماتا ہے۔ تم خواہ کتنے بھی بڑے جاؤ گے پھر بھی خلا سے نہیں بڑھ سکتے۔ زمین و آسمان اسی کہے

بلکہ مافیہا بھی اور پھر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہے تو اسکا مگر متصرف کوئی اور ہے بلکہ فَهُوَ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۶، اگست ۱۹۰۹ء)

## سُورَةُ الْأَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ

يَسْأَلُوهُ الرِّحَافُ الرِّحِيمُ

سورة انعام میں پندہ کے قریب رسالت پر دلائل ہیں۔ نبی کریمؐ کی تعلیم اس میں خصوصیت سے  
(تشیخ الاذقان جلد ۹ نمبر ۹ صفحہ ۲۵۲)

آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ سورہ بقرہ و آل عمران میں خانہ جنگیوں کے متعلق ہدایت ہے اور یہ کجبار میں  
متفق ہی کامیاب ہوں گے۔ پھر نسل اور مائدہ میں معاشرت کے متعلق ہدایت ہیں۔ اب اس سورہ انعام  
میں حضرت نبی کریمؐ کی رسالت کی نسبت ثبوت اور اعتراضوں کے جواب ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ

كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ : اوپر دیکھو اور مختلف ستاروں کی مدد سے اور حالات کی طرف توجہ کرو  
پھر نیچے زمین اور مافوقہا پر نظر کرو۔ سوئی کے ایک ناکہ پر جو پانی کا قطرہ ہے۔ اس میں بھی صد لاکھ  
ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ پہلے انسان نے بڑے بڑے جانوروں سے مقابلہ کیا۔ اب چھوٹے چھوٹے  
جانوروں۔ طاعون کا کیرا۔ ہیضہ کا کیرا۔ مرگی کا کیرا کا مقابلہ ہے۔ دیکھو۔

جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ : روشنی اور اندھیرے کا فرق دوپہر اور آدھی رات کے وقت معلوم

ہو سکتا ہے۔ روشنی میں تیز اور اندھیرے میں بے تمیزی ہوتی ہے۔

يَعْدِلُونَ : پس خالق السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اور جاعل الظلمات سے بڑھ کر

کون ہو سکتا ہے اور اس میں اشد ہے کہ بے تمیزی سے تیز دینا بھی اسی اللہ کا کام ہے۔ اور اسی میں  
ثبوت ہے بشت نبوت کا۔ عالم روحانی میں جب ظلمات بڑھے تو نور ضرور نکلتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)



۳۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلَهُ

وَأَجَلَ مُّسَمًّى عِنْدَهُ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ﴿۳﴾

وَأَجَلَ مُّسَمًّى عِنْدَهُ : موت سے بعثت تک کا زمانہ اَجَلَ مُّسَمًّى کہلاتا ہے۔ جو اللہ ہی کو معلوم ہے۔  
(تفسیر القرآن جلد ۹ نمبر ۱ ص ۲۵۲)

۴۔ فَقَدْ كَذَّبُوا بِمَا نَعُقْ لَمَّا جَاءَهُمْ فَنَسَوْفَ

يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴﴾

يَسْتَهْزِءُونَ : ہنرے کسی چیز کو خف سمجھنا (ضمیمہ اخبار بیدار کلیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)  
فَنَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ : پہلی دلیل ہے نبوت کی، مخالفین نبوت ہلاک ہوں گے۔

(تفسیر القرآن جلد ۹ ص ۲۵۲)

اس آیت میں بدوں میں علم و معینہ کے مطلق تکذیب پر ہلاکت کی خبر دی۔

(فصل الخطاب جلد ۲ ص ۳۱۱ ایدیش دوم)

۵۔ أَلَمْ يَذَرُوا كَمَا أَخْلَقْنَاهُمْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرْنٍ

مَكَانَهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ يُمْكِنُوا لَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا أَرْسَلْنَا السَّمَاءَ

مَلَكًا مِنْ قَبْلِنَا أَنْ يَنْهَىٰ عَنْ تَجْرِئِهِمْ

تَخَوُّهُمْ فَأَخْلَعْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِنْ

بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿۵﴾

أَلَمْ يَذَرُوا : اعتقاد کرنا۔ سبق حاصل کرنے۔ (ضمیمہ اخبار بیدار کلیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

كَذَّبُوا : جھٹلا چکے حق بات کو کہ جب ان تک نہ بھی۔ اب آگے آئے گا ان پر حق اس بات کا جس پر ہنستے تھے۔ کیا دیکھتے نہیں۔ کتنی ہلاک کہیں ہم نے پہلے ان سے سنگتیں۔ ان کو جلیا تھا ہم نے ملک میں جتنا تم

کو نہیں جلیا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان برستا۔ اور بناوی نہریں اٹکئیے۔ پھر ہلاک کیا ان کو انکے گناہوں پر اور کھڑی کی اٹکئیے اور سنگت۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۳۱)

۹۸۔ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ لَّخَفَا بِهَا السَّيْرُ ۚ وَلَئِن نَّزَّلْنَاهُ عَلَىٰ سَبْعِينَ مِائَةِ أَلْفٍ أَلْفٍ فَلَمْ يَغَيِّرْهَا شَيْءٌ وَلَا يَذَرُهَا ۚ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّنَا أَتَيْنَاهُمُ الْيُسْرَىٰ ۖ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ أَمْ لَمْ تُنْزَلْ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

بِأَنفُسِهِمْ لَقَالُوا أَلَمْ تَأْتِنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنَحْنُ نَعْتَدُكَ كَاذِبًا ۚ وَلَوْ أَنزَلْنَاهُ عَلَىٰ سَبْعِينَ مِائَةِ أَلْفٍ أَلْفٍ فَلَمْ يَغَيِّرْهَا شَيْءٌ وَلَا يَذَرُهَا ۚ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّنَا أَتَيْنَاهُمُ الْيُسْرَىٰ ۖ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ أَمْ لَمْ تُنْزَلْ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

مُتَبِّينَ ۚ وَقَالُوا لَوْ أَنزَلَ عَلَيْنَا مِثْقَالُ ذَرَّةٍ لَّخَفَا بِهَا السَّيْرُ ۚ وَلَوْ أَنزَلْنَاهُ عَلَىٰ سَبْعِينَ مِائَةِ أَلْفٍ أَلْفٍ فَلَمْ يَغَيِّرْهَا شَيْءٌ وَلَا يَذَرُهَا ۚ وَالَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّنَا أَتَيْنَاهُمُ الْيُسْرَىٰ ۖ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ أَمْ لَمْ تُنْزَلْ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

مَلَكًا لَّقِضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ ۚ

سِحْرٌ مُّبِينٌ ۚ وَلَرَبَّاتٍ بِهِ مَكْرُومٌ مِّنَ الْمَلَكِ الْمَكِينِ ۚ

لَوْ أَنزَلَ عَلَيْنَا مِثْقَالُ ذَرَّةٍ لَّخَفَا بِهَا السَّيْرُ ۚ فرشتوں کا نزول دو طرح ہے۔ ایک تو عذاب کیلئے۔ سوائے لئے فرمایا کہ اگر فرشتہ اترتا تو پھر فیصلہ ہو جاتا۔ اور ایک وحی کیلئے۔ سورہ تمہیدے سامنے کس طرح آئے لا محالہ مرد کی صورت میں آئے گا۔ پھر وہی التماس میں پڑے گا کہ یہ فرشتہ کیونکر ہے۔ ممکن ہے کوئی آدمی ہی ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر تاویان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ لَّخَفَا بِهَا السَّيْرُ ۚ دوسری دلیل ہے۔

لَقِضِيَ الْأَمْرُ ۚ یہ تیسری دلیل ہے۔ (تشمید الاذقان جلد ۹ ص ۴۵۲)

۱۱۔ وَلَقَدْ اسْتَفْهَزُوا بِرُسُلِهِمْ مِّن قَبْلِكَ فَخَاقَ

بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَفْهِرُونَ ۚ

۱۲۔ قَدْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۚ

فَخَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا ۚ چوتھی اور پانچویں دلیل ہے۔ (تشمید الاذقان جلد ۹ ص ۴۵۲)

یہ سورہ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ رسالت کے ثبوت میں ہے جو لوگ اپنا مال۔ اپنی جان۔ اپنی

اولاد۔ اپنی عزت برباد کر چکے ہیں۔ وہ ہرگز عقلمند نہیں ہیں۔

کَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ..... فرا کر بتایا ہے کہ تم سوچو اور فراغتہ مصر کا انجام کیا ہوا؟ کیا ان کا نام و نشان باقی ہے۔ ابراہیمؑ کے مکتب کا کیا انجام ہوا۔ جس کے نام کی نسبت بھی مفسرین کو اختلاف ہے۔ وہ بے نام و نشان ہوا اور اس کے مقابلہ میں ابراہیمؑ کو دیکھو کہ اس وقت یوں امریکہ۔ ایشیا۔ کے عیسائیوں۔ یہودیوں۔ مسلمانوں کا پیشوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء) زمین میں سیاحت کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ کوئی دیکھ لے جو حالت انبیاء علیہم السلام کے مکتبوں کی ہوئی اس سے بڑھ کر پہلے حضور علیہ السلام کے ناہم مکتبوں کی ہوئی۔ جہاں سے مکتبوں نے آپؐ کو نکالا۔ وہاں سے خود ہی ابدال آباد کے واسطے نکل گئے۔ یہ ہے عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۶)

۱۴۱۳۔ قَدْ لِمَنْ مَكَانِ السَّمُوتِ دَاكَا رِضْ۔

قَدْ يَلُوْهُ، كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرِّحْمَةَ،

لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ،

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳﴾ دَلَّهِ

مَا سَكَنَ فِي النَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَهُوَ السَّحَابُ الْعَلِيمُ ﴿۳﴾

فرماتے ہیں لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ؛ اس قیامت کے دن کا ہی فکر کرو۔ جہاں اولین آخرین جمع ہوں گے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ عذاب غیر مقطوع ہے یا نہیں؟ میں نے کہا میرے نزدیک غیر مقطوع نہیں۔ اس نے کہا پھر تو ہم بھی آپ سے آئیں گے۔ میں اس وقت خاموش رہا۔ مختصری دیر بعد میں اور وہ بازار میں گئے۔ میں نے چوک میں پوچھا۔ یہاں آپ کا کوئی واقف ہے؟ کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھی کوئی واقف نہیں۔ پس یہ لو دو روپے۔ اور مجھے ایک محبت سر پر مل لینے دو۔ بول اٹھا۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے اسے کہا۔ او نادان! چند واقفوں میں تو اپنی ہتک گوارہ نہیں کر سکتا تو وہاں جہاں سب جمع ہوں گے۔ اپنی ہتک کیونکر گوارہ کر سکے گا۔

مَا سَكَنَ فِي النَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّحَابُ الْعَلِيمُ؛ تمہارے اقوال و اعمال کا سننے

اور جاننے والا ہے کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)  
تہذیب نے اپنے اوپر رحمت کو رکھ لیا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۶)

۱۶، ۱۵۔ قُلْ اَغْنِيَنَّ اللهُ اَتَّخِذُ وَلِيًّا قَا طِر السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطِيعُ وَلَا يُطَعُّهُ. قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ  
اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ  
الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

اَغْنِيَنَّ اللهُ اَتَّخِذُ وَلِيًّا، ہر ایک کو اپنے حامی و مددگار کی ضرورت ہے اور دنیا کے  
حامیوں میں تعالوت ہے۔ پس جس نے آسمان و زمین بنایا اسکے سوا اور کسی کو حامی بنانا کیا کوئی دانشمندی ہے؟  
اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ، اول صحابہ کرام بدو ہوں اور منہیات سے بچنے والا ہوں۔  
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، فطرۃ انسان دکھ سے بچتا ہے۔ پھر عید و میلے کے دن تو کوئی بھی  
رنج و ہنگ پسند نہیں کرتا۔ فرماتا ہے۔ اس عظیم الشان دن میں نافرمانی کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ اس سے  
ڈرتا ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا  
هُوَ. وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ ۝

فَلَا كَاشِفَ لَهُ: سب سے بڑھ کر تو ماں غم خوار ہے۔ مگر ایک ادنیٰ دکھ بھی (مثلاً شکم  
میں درد) بانٹ نہیں سکتی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۲۰۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً، قُلِ اللهُ شَهِيدٌ

بَيِّنِي وَبَيِّنْكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ  
لَأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ  
مَعَ اللَّهِ آيَةً أُخْرَىٰ ۚ قُلْ لَا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا  
هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ قَرَأْتُ فِي مِصْرَ ۚ وَمَا تَشْرِكُونَ ﴿٢١﴾

قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ : ہمارا تہمرا مقدمہ ہے پہلی کتابوں میں شہادت  
موجود ہے۔ تم دیکھ لو کہ کتنی ہی رسل کا انجام کیا ہوا ہے تازہ شہادت چاہتے ہو تو اپنے اور میرے اتباع کو  
دیکھ لو۔ بوعلی سینا ایک طبیب تھا۔ امام غزالی و امام رازی اچھی عربی لکھنے والے ہیں۔ مگر یہ بھی ان سے  
کم نہیں۔ ایک دن اس نے عمدہ تقریر کی۔ ایک اٹو کا پٹھا اسکا شاگرد بیٹھا تھا۔ اُس نے کہا آپ نبوت کا  
دعوئی کرتے تو آپ کو زیبا تھا۔ اس وقت ابھی سینا خاموش ہوا۔ ایک دن مری تھی۔ ٹھنڈی ہوا اویس بہتر  
پانی موجود۔ اسی شاگرد سے کہا۔ ذرا کپڑے اندر کر اس میں ہواؤ۔ وہ کہنے لگا۔ غیر ہے کیا آپ جنوں تو نہیں  
ہو گئے؟ کہا۔ کیا اسی ہمت پر مجھ کو غیر بنانا تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو گھسانوں میں جانے  
کا حکم دیتے تھے۔ کیا وہ یہی جواب دیتے تھے؟ غرض یہاں اتباع کو مقابلہ میں پیش کیا گیا۔

وَأُوحِيَ إِلَيَّ : امد میرا دعویٰ تو یہ ہے کہ قرآن مجید پر وحی ہو رہی ہے۔ مگر یہ صرف وحی ہی نہیں بلکہ  
اس کے ساتھ یہ خطرناک بات ہے کہ لَأُنْذِرَكُمْ بِهِ۔ جو اس وحی کے خلاف کرے گا وہ یقیناً عذاب  
میں گرفتار ہوگا اور نہ صرف تم بلکہ مَنْ بَلَغَ میں لوگوں تک یہ قرآن پہنچے گا اگر وہ اس کی ہدایات پر  
کار بند نہ ہوں گے تو خوار ہوں گے۔ تباہ ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)  
اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ : یہ چھٹی دلیل ہے۔ (تشیذ الاذیان جلد ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء ص ۴۵)

۲۱۔ الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْعِثَابَ يَعْرِفُونَ كَمَا

يَعْرِفُونَ ابْنَاءَهُمْ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٢﴾

الَّذِينَ اتَيْنَهُمُ الْعِثَابَ یعنی نقرہ (جن کے سینوں میں کتاب ہوتی ہے) علماء (جن



کے ہاتھوں میں کتاب ہوتی ہے، قتلہ (محاکمہ کی زبان پر کتب ہوتی ہے) حق سمجھ تو لیتے ہیں مگر شبہات میں رہتے ہیں۔ حالانکہ ایسے شبہات وہ اپنی اولاد کی نسبت بھی کر سکتے ہیں۔ پر پھر بھی اپنی اولاد کو مانتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

الَّذِينَ اتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ، اَللّٰہی کتب میں پیشگوئی اعمال ۲۳ آیت ۳۱۔ ساتویں دلیل۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۹، ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۴۵۲)

۱۰  
۲۲

۲۲۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ

كَذَّبَ بِآيَاتِهِ، إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۲﴾

منفری اور غیر منفری کی شناخت کا معیار بتایا ہے کہ منفری ظالم ہے وہ کبھی مظفر و منصور نہیں ہوتا۔ انسان تنہا بیٹھ کر تو بہت سی عملیات بنا لیتا ہے۔ مگر نہیں سمجھتا کہ خدا بھی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ، مشرک تیرے مقابل میں مظفر و منصور نہ ہوں گے۔ آٹھویں دلیل۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۹، ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۴۵۲)

۲۳، ۲۴۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ

اَشْرَكُوا اَيْنَ شُرَكَاءُكُمْ اَوْ كُذِّبُوا الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۲۳﴾

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا وَاللّٰهُ رَبِّنَا

مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۴﴾

تَزْعُمُونَ، جنہیں تم اپنے زعم باطل میں شریک باری تعالیٰ سمجھتے ہو۔  
فِتْنَتُهُمْ، عذاب اور قول الہی کا فتنہ کے معنی عذر کے اس لئے کہ میں کہیے عذر بھی ان کے فتنہ و شرارت کے ضمن کی بات ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۴۔ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ، وَجَعَلْنَا عَلَىٰ

قُلُوبِهِمْ لَعْنَةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا  
وَأَنْ يَسْمَعُوا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا حَتَّىٰ إِذَا  
جَاءَ ذَلِكَ يُجَادِلُواكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ  
هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝

يَسْتَمِعُ، سماع وہی ہے جو دل کے کانوں سے سنا جائے اور قبول کر لیا جائے۔  
وَقْرًا، یوں تو سُن لیتے تھے مطلب یہ ہے کہ حق نہ سُنتے تھے۔

آسَاطِيرُ: سطوریاں ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا یقین کے ساتھ بتاتا ہوں کہ قرآن میں کوئی قصہ نہیں  
بے شک آدم، نوح، یعقوب، ابراہیم، موسیٰ، صالح، ہود، شعیب کا بیان ہے۔ مگر صرف حضرت  
رسول اللہ علیہ وسلم کے حال سے مطابقت کرنے کیلئے۔ گویا ان واقعات کے ذریعے پیشگوئی کی گئی ہے کہ تمہاری  
ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پس وہ قصے نہیں بلکہ تشبیہ و تمثیل ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ دُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا أَلَيْسَ بِنَا

نُزْدٌ وَلَا نُنْكَدُ يَا بَنِي رَبِّنَا وَنَعْمُونَ مِنَ

الْمُؤْمِنِينَ ۝

دُقِفُوا عَلَى النَّارِ: جنگ کے سامنے یاد دہان کے۔ (تشمید الاذقان جلد ۹ ص ۴۵۲)

۳۰۔ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا

نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا، مُنہ سے نہ کہیں۔ مگر اکثر لوگ اپنے اعمال سے بھی ظاہر کرتے ہیں اور یہی

گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ ہے دنیا ہی دنیا ہے۔

قَالَ: عام ہے، جو چیز صرف بولنے کے لئے مخصوص نہیں بلکہ جس طرح کوئی امر ظاہر ہو۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایم ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا

جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْشَرْتَنَا عَلَىٰ

مَا قَرَّرْنَا فِيهَا، وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ

ظُهُورِهِمْ، إِلَّا سَاءَ مَا يَزِيدُونَ ﴿۳۲﴾

مَا قَرَّرْنَا، جو ہم نے کتاب ہی کی۔

أَوْزَارَ: جمع وِثْر۔ اُٹم۔

يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ: کفارہ کی تنبیہ۔ (تشمیذ الذلّال جلد ۱ ص ۴۵۲)

۳۳، ۳۴۔ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ،

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ، أَفَلَا

تَعْقِلُونَ ﴿۳۳﴾ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزَنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ

اللَّهِ يَجْعَدُونَ ﴿۳۴﴾

لَعِبٌ، بے حقیقت چیز

لَهْوٌ، خدا سے غافل کرنے والی۔

پس مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر کام سوچے کہ یہ بے حقیقت خدا سے غافل کرنا والا تو نہیں۔ اور انجام

کے لحاظ سے اچھا ہے یا نہیں۔

لَيَحْزَنُكَ، جس طرح باپ بیٹے کیلئے۔ بادشاہ رعایا کیلئے یہ چاہتا ہے کہ وہ فرماں بردار ہوں۔ اسی

طرح انبیاء میں کو اٹھتے بیٹھے خدا کی عظمت مد نظر ہوتی ہے۔ یہی چاہتے ہیں کہ تمام لوگ خدا کے نیک بندے بن جاویں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی قوم کے افراد کو کفر و شرک، چوری، زنا، شراب، قہر، کہانیوں اور طرح طرح کے گناہوں میں مشغول دیکھتے ہوں گے تو بہت بہت کڑھتے ہوں گے چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے  
لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ (کہف: ۷۰)

يُكَذِّبُوكَ، تجھے تو یہ جھوٹا نہیں کہتے کیونکہ دعویٰ نبوت سے پہلے انہوں نے کسی تجھے ایسا نہیں کہا۔ ادب دوسرے معاملات میں جھوٹا نہیں کہتے۔ صرف وحی الہی کو جھٹلاتے ہیں۔ یہ زبردست شہادت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)  
فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوكَ، تجھے جھوٹا نہ کہا۔ بلکہ جب تم نے دعویٰ کیا تو انہوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا تیری زندگی پر کوئی حرف نہ لاسکے۔ یہ نویں دلیل ہے۔ (تشمیذ اللذالان جلد ۸، ص ۹۷)

۳۵۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ

مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَنَسُّهُمْ نَصْرُنَا، وَلَا

مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ، وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَايَ

الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۵﴾

جب اس کتاب تکذیب کو دیکھا تو وہ کل مکتب یاد آگئے جو آدم سے لیکر ہمارے ہادی (فلہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپ کے اور آپ کے سچے اور نیک فرماں بردار اور جاں نثاروں کے مقابل گزریں مگر وہی الہی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کلام اہل ایمان اور راست باز ہی فتح یاب ہوتے ہیں میرے واسطے جالغزنا۔ راحت بخش ہوا۔ ہمارے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَنَسُّهُمْ

نَصْرُنَا، وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ، وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَايَ الْمُرْسَلِينَ۔

بیشک جھٹلائے گئے رسل تجھ سے پہلے۔ پھر صبر کیا انہوں نے تکذیب پر اور دکھ دیئے گئے یہاں

تک کہ آئی اس کے پاس مدد ہماری۔ اور الٰہی باتیں کوئی نہیں بدل سکتا اور بے ریب آپھی تجھے خبر پہلے رسول کی۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵)

لَا مُبَدِّلَ لِعِلْمِ اللَّهِ: یعنی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کوئی نہیں بدل سکتا۔ یہ دسویں دلیل ہے۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۲۵۲)

۳۶۔ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ رَاغَرَا ضُهُمْ فَاِنْ

اَسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ، وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ

عَلَى الْهُدَى فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ □  
لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى، مگر عرب والے سب مسلمان ہو گئے گی یہی دلیل ہے۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۲۵۲)

۳۷۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَيْرٍ يَطِيرُ

يَجْنَا حَيْثُ اِلَّا اُمَمٌ امثالُكُمْ، مَا فَزَّطْنَا فِي

الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ □

اُمَمٌ امثالُكُمْ، جس طرح تم میرے نبی کے تباہ کرنے کے صپے ہو۔ اسی طرح زہریلے جانور اور مندرے تمہارے دشمن ہیں۔ عتریب لاشیں کھا جائیں گے۔ یہ بارہویں دلیل ہے۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۲۵۲)

۳۸۔ بَلْ اِيَّاكَ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ

اِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ □  
بَلْ اِيَّاكَ تَدْعُوْنَ، صرف خدا کو پکارنے سے چھوڑو گے۔ یہ تیرہویں دلیل ہے۔ (تشیذ الافان جلد ۹ ص ۲۵۲)



۴۳۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ  
فَاَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ

يَتَضَرَّعُونَ ۖ

اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات اپنے اپنے وقتوں میں اپنا کام کر رہی ہیں۔ مثلاً ایک وقت دن کا ہے۔ ایک رات کا۔ ایک نوحہ کا ایک ظلمات کا۔ الدافع۔ الخافض۔ الضار۔ النافع اللہ تعالیٰ ہی کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں سَنَفَرُغُ لَعْنَهُ (الرحمہ ۳۲) میں بعض لوگوں کو دیم گنہا ہے کہ خدا کسی کام میں ایسا مصروف ہے کہ دوسری طرف توجہ نہیں اور پھر توجہ ہوگی۔ یہ بات نہیں بلکہ ہر کام کیلئے ایک وقت ہے ایک ہزار برس آتا ہے۔ کہ نافرمانوں کی سزاؤں کا وقت ہوتا ہے اور اس میں ہر مجرم کو سخت پکڑ ہوتی ہے دوسرے ہزار برس میں ایسا نہیں ہوتا۔

میں نے ایک شخص کو زندہ و غیرہ سے منع کیا۔ اس نے مجھے نہایت محنت سے جواب دیا۔ کہ ٹلا یا ہم تو اتنی مدت سے ایسا ہی کر رہے ہیں۔ کوئی تکلیف نہیں پائی۔ اس وقت میں سمجھ گیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اپنے کئے کا پھل پائے۔ چنانچہ کچھ دن بعد دیکھا کہ ہائے ہائے کرتا آ رہا ہے۔ دیکھا تو خطرناک قسم کی آتشک اس کو متقی جو تین دن میں ہلاک کر رہی ہے ہم نے اس کے زخم کو جلادیا۔ لیکن اس نے اپنے معالجہ کی پرواہ نہ کی اس لئے مرض اندہی اندہ بڑھتا گیا اور اُسے چپ سی لگتی گئی۔ اب اس کے گھر والے اس کا علاج نہ کرتے یہ سمجھ کر کہ بدستی کی وجہ سے چپ ہے۔ یہی بات اس کی ہلاکت کا نشانہ ہوئی۔ چنانچہ آخر بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر مر گیا۔

غرض اس رکوہ میں بتایا ہے کہ ہم رسول بھیجتے رہتے ہیں اور ان کے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشانہ ہوتا ہے کہ تمام اقوام کو بَأْسَاءِ قسم قسم کی بیماریوں میں پکڑ لیتے ہیں۔ غرض کیا ہوتی ہے لَعْنَهُ يَتَضَرَّعُونَ تضرع اختیار کریں۔

کبر بہت بڑی چیز ہے۔ بہائیوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دلی لگ جائیں بشیر شاہ پاس کھڑا تھا۔ الگ ہو گیا کہ یہ تو بے پایاں ہے۔ آخر بہائیوں پر ذلت کا وہ زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کو جگہ نہ ملی۔ ایران چلا گیا۔ کبر کے کلمے یوں کر دیتے ہیں۔ یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ کئی ایسی جگہوں میں عذاب کیوں آتا ہے جہاں اس وقت کے رسول کی اطلاع تک نہیں پہنچی۔ ہم کہتے ہیں۔ وہ وقت رسالت کے پہنچانے کا نہیں وہ تو مجرموں کی گرفتاری کا

ہے۔ اوریوں بھی بائبل کا ترجمہ ۲۸۰۰ زبانوں میں ہو چکا۔ اور احکام الہی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی رنگ میں تمام اقطارِ عالم و اکنافِ جہاں میں پہنچ چکے ہیں۔ آری یہ ہو بھی تو حید کا پرچار کرتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ اس وقت تفرع چاہتا ہے۔

یہاں قادیان میں پچھلے دنوں طاعون پھیلنے لگا۔ میں نے خدا کی جناب میں نہایت تفرع سے دعا کی کہ اسی تیری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اب تو اس جماعت میں اس وجہ کا دعا کرنا لامعی نہیں۔ پس تو اپنا فضل کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ طاعون مٹا چلا گیا۔ جو بیمار تھا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ یہ تفرع کا نتیجہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدّ قادیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

فَآخَذَ نَهْمًا بِنِسَاءٍ وَالضَّرَاءِ : جب کوئی نبی آتا ہے تو یہ لیاں اور قحط ضرور پڑتے ہیں یہ چودہویں دلیل ہے ہرنبی کے وقت ایسا ہوا۔ (تشیذ اللذان جلد ۸، ۹ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۴۵۲)

۴۴۔ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَ حُزْبَانَا تَضَرَّعُوا وَلَكِنْ

فَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَذَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾

جَاءَ حُزْبَانَا : یہ باتیں (جنگ و جدال) جس میں کئی کئی طرح کی مصیبتیں آتی ہیں۔ ناس کے مقابلہ میں ہے۔ آج کل بھی جنگ و جدال عجیب عجیب رنگ میں ظاہر ہوتا ہے قسطنطنیہ کی جو حالت ہے۔ ایران کی جو حالت ہے۔ وہ تم انہدوں میں پڑھتے ہو۔ چالباز مدبر عرب والوں کو سمجھ ہے میں۔ تم الگ ہو جاؤ۔ ترکوں کے ماتحت نہ رہو۔ مطلب یہ کہ متفرق ہو کر طاقت کم ہو جاوے پھر قبضہ میں آسانی ہونے لگے لَعْنَةُ الشَّيْطَانِ اَعْمَالَهُمْ : ایک اصل بتایا جاتا ہے کہ دنیا کے کام یوں کرو۔ گویا مڑا ہی نہیں۔ یہ بھی اسی مثل سے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدّ قادیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۴۶۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا، وَالْحَمْدُ

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۶﴾

دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا : ساری قوم ہلاک نہیں ہوتی۔ جو بدترین ہیں وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ : یعنی مابعدِ یومِ الدین کی صفت اپنا جلوہ دکھا چکتی

ہے تو پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور اسلام نہایت نازک حالت میں ہے۔ اس طرف آئیہ زندہ لگا رہے ہیں۔ ادھر عیسائی۔ ادھر کالجوں سے دہریہ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ فرمایا۔ تختی صاف نہ ہو۔ نقش خوب نہیں پھبتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلوبان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ قُلْ اَرَاۤءَ یَسْتَفْرِثُ اَخَذَ اللّٰهُ سَعۡفَکُمْ

اَبَصَارَکُمْ وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوۡبِکُمْ مِّنۡ اِلَہٗ غَیۡرِ اللّٰہِ  
یَاۡتِیۡکُمْ بِہٖۤ۔ اَنْظُرْ کَیۡفَ نَصَرَفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ هُمۡ

یَضِدُّوۡنَ ﴿۱﴾

(تشمید القرآن جلد ۹، ص ۴۵۲)

یَضِدُّوۡنَ، روکتے ہیں۔

۴۸۔ وَمَا نُرِیۡدُ الْمُرْسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَ

مُنذِرِیۡنَ، فَمَنۡ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیۡہِمْ وَلَا

هُمۡ یَخۡزَنُوۡنَ ﴿۲﴾

اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنذِرِیۡنَ، رسول عذاب کیلئے نہیں آتے۔ بلکہ وہ تو پاک لوگوں کو تیار کرتے ہیں۔ جن کو بشارت کامیابی دیتے ہیں اور کچھ گندے لوگ تیار ہوتے جاتے ہیں۔ ان کیلئے مُنذر ہوتے ہیں۔ مَن اٰمَنَ وَاَصْلَحَ، جو ایمان لائے۔ زبان ہی سے نہیں بلکہ اصلاح بھی کرے میں پتہ کہتا ہوں کہ واقعی مومن لَا خَوْفٌ عَلَیۡہِ وَلَا یَخۡزَنُ ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور ہم کو یہ دُکھ ہے دُکھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلمہ پر غور کرو لَعَنَ الْمُتَنَفِقِیۡنَ لَا یَفۡقَہُوۡنَ (المناقصہ) ایک شخص نے مقدمہ میں مجھ سے سفارش کرانی چاہی۔ میں نے کہا کَذِبُکَ نُوۡتِیۡ بَعْضَ الظَّالِمِیۡنَ بَعْضًا۔ آپ کوئی ظالم ہوتا ہے تو اس پر ظالم کو متولی کرتا ہے۔ پس تم اپنے ظلم کو دفع کرو۔ میں نے سفارش بھی نہ کی مگر وہ حاکم بدل گیا۔

سنو! اس نے جب استغفار کی کثرت کی تو اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز اس کا مقدمہ پیش ہوا متعلقہ

حاکم کسی کو چارج دے گیا اور قائم مقام نے اس کے حق میں فیصلہ کیا۔

يٰۤاَيُّهَا كَاٰلُ اَيْفُسُقُوْنَ ۚ بَدْعِہٖۤیْ كِیْ وَجِہِہٖۤیْ فِیْ ذٰلِکَ اِلٰہِیْ اَتَاہِہٖۤیْ ۔ ہمارا بادشاہ ایسا نہیں کہ اسے  
 کچھ خبر نہیں۔ اس کی تخییر پولیس ہر وقت عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ (المائدہ: ۳۸) موجود رہتی ہے  
 اور مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (ق: ۱۹) (ضمیمہ اخبار بدعتیہ جلد ۳، اگست ۱۹۰۹ء)

۵۰۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ

يٰۤاَيُّهَا كَاٰنُوْا يٰۤاَيُّهَا كَاٰنُوْا يٰۤاَيُّهَا كَاٰنُوْا يٰۤاَيُّهَا كَاٰنُوْا

يَعْتَمِدُ الْعَذَابُ : مکذبین پر ضرر و عذاب آئے گا۔ یہ پند ہویں دلیل ہے۔  
(تشیخ الاسلام جلد ۹ ص ۴۵۲)

۵۱۔ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا

أَعْلَمُ الْغَيْبِ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ رَاقٍ مَلَكٌ، إِنْ أَتَيْتُمْ

إِلَّا مَا يُؤْتَىٰ إِلَيْهِ. قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ

وَالْبُوسَيْرُ أَفْلَا تَتَفَعَّرُونَ ﴿٥٥﴾

لَا أَقُولُ لَكُمْ، اس آیت نے میری رسول کریم سے بہت ہی محبت بڑھائی ہے۔ ایک دفعہ میں ایک کنوئیں پر گیا تو زمیندار نے میری بڑی خاطر کی۔ میں حیران تھا کہ کیا وجہ ہے؟ آخر اس نے بتایا کہ آپ کے باپ نے ہمیں ایک تعویذ دیا تھا۔ جس سے پیرا پار ہو گیا۔

عرب جیسا مشترک ملک لوگوں کو یقین کہ یہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مقرب بارگاہ الہی بنتا ہے۔ پس یہ تو سب کام کرا دیگا۔ آپ انکی شرک آمیز قوت سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ صلیف کہتے ہیں۔ میرے پاس خزانے نہیں۔ میں غیب دان نہیں۔ میں دیوتا کا اوتار نہیں۔ میں تو ایک بشر ہوں۔

جو حکم آئے اس کی تابعداری کرتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ (ضمیمہ نمبر ۲۶، ۲۷ اگست ۱۹۰۱ء)

لَا اَقُوْلُ لَكُمْ: ایک مشرک ملک میں پیدا ہونے والا کیا صفائی سے اعلان کرتا ہے۔ اس آیت سے مجھے نبی کریمؐ سے بہت محبت ہوئی۔ (تشیع الاذکار جلد ۱ ص ۴۵۳)

إِنَّا نُنَبِّئُ الْآمِينَ نُوْحِيَ إِلَيْنَا فِي سُبْحٍ مُّبِينٍ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۱)

۵۳، ۵۲ - وَأَنذِرْهُمُ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَن تُمْخَرُوا  
إِلَى رَيْبِهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنَ دُونِهِ دَلِيلٌ وَلَا شَهِيدٌ  
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥٣﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ  
رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ  
مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ  
شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٤﴾

اَنذِرْہِمُ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ : وعظاں کیلئے مغید ہوتا ہے جنہیں یوم المشرق کا خوف ہے۔  
وَلِیٌّ : ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا۔  
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ : انبیاء ایک آدمی کو دفع نہیں کرتے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ فحاشی چلا جاوے۔ اس  
لئے وہ عام مجلس میں سمجھاتے ہیں۔ تاکہ کوئی سعادت مند صبح نجات پاوے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے رَبِّ  
مُبِیِّنٌ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ

وَجْهَهُ۔ اس کی ذات۔ اور توبہ۔ (ضمیمہ اخبار بدیعہ قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)

۵۴، ۵۵ - وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ  
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ  
مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ  
أَصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ  
لِلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٦﴾

تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَأَصْلَحَ : توبہ کے ساتھ اصلاح کی قید ہے۔

الْمُجْرِمِينَ : جناب الہی سے قطع کر نیوالے۔ (ضمیمہ اخبار بدیعہ قادیان ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء)



۵۹۵۸۔ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ

مَا عِنْدِي مَّا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ ۚ يَقْضُ

الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۚ قُلْ لَّوْ أَنَّ عِنْدِي مَا

تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ

أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ۚ

قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم بِهِ ۚ مَا عِنْدِي مَّا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ

بیشک و شبہ میں اعلیٰ درجہ کے نشان اپنی راستی اور صداقت پر اپنے رب کی طرف سے رکھا ہوں اور تم اس راستی کی تکذیب کر چکے۔ میری تکذیب کے بدلہ میں جو عذاب تم پر آنے والا ہے۔ تم چاہتے ہو وہ عذاب تم پر جلد آجائے۔ سو اس عذاب کا تم پر آنا میرے قبضہ قدرت میں نہیں۔

إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ ۚ يَقْضُ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۚ : اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں مگر یاد رکھو۔ منکر و کفر پاویں گے۔ اللہ ظاہر کرتا ہے گا اس حق کو جو میں لایا ہوں اور بیشک و شبہ (اللہ تعالیٰ) ہے بہت ہی بڑا۔ جھوٹ اور سچ میں فیصلہ کرنے والا۔ جھوٹے کو دلیل سچے کو فتور دے گا۔ (ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات ص ۴۹)

۶۰۔ وَعِنْدَہَا مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُہَا إِلَّا هُوَ ۚ

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَ مَا تَسْقُطُ مِن

ذَرَّةٍ إِلَّا لَا يَعْلَمُہَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمٍ إِلَّا اَرْضُ

وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۚ

نبی کریم جس ملک میں جس وقت رہتے تھے وہ ملک۔ وہ وقت عظیم الشان بت پرستی کا تھا منکر کے اندر ۳۶۰ بت پوجے جاتے تھے۔ عیسائی جو تھے وہ حضرت مریم کے بچاری تھے۔ ایک کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ مریم کے بت کو روپہلی گٹے کناری کے کپڑے بھی پہنائے جاتے تھے۔ بت پرستی کی عقل

عجیب طو پر ماری جاتی ہے۔ ایک عظیم انسان بُت پرست کا ذکر ہے کہ وہ اکتوبر کے آخری دنوں میں توشہ خانے میں تنہا بڑے اہتمام کے ساتھ دندنی سے کچھ کپڑے پٹینے کے سلاسا تھا۔ میں ان کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ وہ کپڑے کسی انسانی قد کے معلوم نہیں ہوتے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سیتامی کے میں نے دندنی سے کہا اس میں دُوتی بھی ڈال دیتا۔ سوئی کا موسم ہے..... اس پر وہ غامض رہ گیا۔ سوا اس کے کچھ نہ کہا۔ آپ مذہبی معاملہ میں بھی ملتے نہیں۔ بُت پرستوں کی عجیب عجیب حکمتیں ہیں۔ کہیں گری سے بیہوش ہو کر گرہٹے۔ خون نکلنے سے ہوش آیا۔ تو اسی پتھر کو پوجنا شروع کر دیا کہ یہی ہوش میں لایا۔ میرے تھپڑ کے مرچکے تھے۔ ایک ہندو دوست نے مجھے کہا کہ میرے باپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ دُپتے میری ماں کو کھوٹے گئے۔ تب میں اود میرا بھائی ہوئے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ پس آپ بھی آزمائیے۔ جیسے دلوں کو آرتے ہیں۔ اگر آپ کو شریعت مانع ہو تو آپ کی طرف سے میں تو کٹھا دیوی کی منت کرتا۔ میں نے کہا آپ تکلیف نہ کریں۔ دیوی نے آپ کے باپ کو آپ جیسا دائم المریض۔ آپ کے بھائی جیسا پاگل دیا۔ مجھے ایسی اولاد نہیں چاہیے غرض بُت پرستی میں عقل بالکل ماری جاتی ہے۔ بُت پرست یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا کی سب چیزیں میری خادم بنائی گئی ہیں اور پھر اپنے خدام کو خدام بلکہ معبود بناتا ہوں۔

مَقَاتِیْمُ : جمع ہے مفتاح کی۔ جس کے معنی خزانے کے ہیں۔ تلمیذ کہ بیان میں بھی مَقَاتِیْمُ آیا ہوا ہے جس سے مراد خزانے ہیں۔ مَقَاتِیْمُ نہیں کہ چابیاں اس کے معنی ہوں۔ (ضمیمہ نمبر ۱۲۰ قاریاں اور مکتبہ فی کتب مبینہ، اللہ کی مخالفت میں ہے) (تشیذ القرآن جلد ۱ ص ۴۵۳)

۶۲۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ

حَفَظَةً، خَافِيًا إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

رُسُلُنَا وَهُدًى لَا يُفْرِطُونَ □

ہمارے ملک میں بعض الفاظ کے معنی غلط کرتے ہیں۔ مثلاً قاہر ہے۔ اس کو قبر و غضب کے معنوں میں لینا سنت غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ یعنی قاہر کے معنی میں کہہ دے دوسری مخلوق پر غالب ہیں تو خدا بندوں پر۔

حَفَظَةً : انسلاخ سے پیدا ہوا ہے۔ اپنی نگہبانی کے سامان جیسا کہ ملاحظہ ہے۔ موت سے بچنے کیلئے کئی دوائیں تلاش کیں۔ جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو بی بی کو اپنا جوڑا بنایا تا میں نہ رہوں تو اولاد ہی ہے

لیکن خدا فرماتا ہے میرے ہی بچانے سے بچتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا جَب مَوت آتی ہے۔ ہمارے فرستادے رُوح قبض کر لیتے ہیں۔ مگر رُوح کو فنا نہیں اس لئے فرمایا ثُمَّ رُدُّوْا اِلٰی اللّٰهِ (الاحقاف ۶۳) پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ وہاں اسخت میں بھی نجات خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ثبوت میں دنیا کی مشکلات کی نہات کیلئے فطرت کی گواہی پیش کی ہے (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۶۴۔ قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

تَدْعُوْنَهُ تَضَرَّعًا وَخُفْيَةً، لَّيِّنًا أَنجَيْنَا مِنْ

هَذِهِ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ﴿۶۴﴾

تَدْعُوْنَهُ تَضَرَّعًا وَخُفْيَةً : معلوم ہوتا ہے اس زمانہ میں مشرک نہیں تھے۔ کیونکہ مسلمانوں کا شرک اس حد تک میں نے دیکھا کہ دریا میں کشتی خطرے میں پڑے تو ہماری طرف بہاء الحق مہم لیتے ہیں عدل کے قریب یا اور دس کہتے ہیں۔ افسوس مسلمانوں میں کوئی عبادت خدا سے مخصوص نہیں ہی طواف مسجد۔ ہاتھ باندھ کر دُعا۔ قربانیاں۔ روزے۔ مال کا عشر حقی کہ صلوٰۃ غوثیہ۔ سب نبی کے لئے کہتے ہیں۔ ایک بڑا پیر تھا میں نے دیکھا کہ وہ جنوب کی طرف جھک کر نماز پڑھتا ہے۔ پوچھا تو کہا۔ ہمارے حضرت اسی طرف ہیں۔ ہمارا قبلہ تو وہی ہیں۔ اب ان کا قبلہ کوئی اور ہو تو خیر۔ اس وقت مجھے یہ آیت یاد آئی۔ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ (البقرہ: ۱۴۴) (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۶، اگست ۱۹۰۹ء)

۶۶۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤی اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذٰبًا

مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ

شِيْعًا وَيَذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَآسَ بَعْضٍ، اُنْظُرْ كَيْفَ

نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۶﴾

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ: فوق کے تین معنی ہیں۔ کوئی ظالم بادشاہ مسلط کر دے۔ بیرونی

دشمن حملہ آور ہو۔ ہوائیں ایسی آویں گی سے لوگ پہاڑوں کے نیچے دب کر مر جائیں۔

اَوْ مِنْ تَحْتِ اَنْجُلِكُمْ، اس کے بھی تین ہی معنی ہیں۔ زلزلوں سے زمین پھٹ جائے خسف ہو جائے۔ اپنے نوکرؤں کے ہاتھوں سے ہلاک ہو جائیں۔ بھی کو ذلیل سمجھا ہوا ہے۔ وہی تسلط پا جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ الہی میری قوم کو میری دشمنی سے بچا کہ اس کا استیصال نہ کر دے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے قبول کیا۔ پھر عرض کیا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا استیصال نہ ہو۔ یہ دُعا بھی قبول ہوئی۔ پھر باقی رہ گیا یَذِيقُ بَعْضُكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ چونکہ یہ نتیجہ تحاقق فرمائی کا۔ فَتَسْوَاحَطًا مِمَّا تَحَدُّوا بِهِ فَأَعْزَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدُوَّةَ الْبَيْنَاءَ (اللہ ۱۵) اس لئے یہ برقرار رہا۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ فیروں سے تم نے لڑائی کی کہ انہوں نے مسیح کو زندہ کہہ کر قرآن کو چھوڑا۔ گویا تَسْوَاحَطًا مِمَّا تَحَدُّوا بِهِ کے مصداق ہوئے مگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو تو ان اللہ ہی پر ہنسنا چاہیے۔ اس میں بیشک کوئی بھی تھی۔ یہ تمام عذاب اہل مکر پر آئے ہیں پھر سے نبی کریم نے حملہ کیا کیا محمد اپنے ہاتھوں سے مشرک قتل ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتعلیماں ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۷، ۶۸۔ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَّسْتُ

عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿۶۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اَنْتَ مُشْتَقَرٌّ وَ سَوْفَ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور تیری قوم نے اُسے جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے تو کہہ دے اے محمد میں تم پر وکیل نہیں ہوں ہر ایک خبر کا یہ ایک وقت مقرر ہے۔ پس عنقریب تم جان لو گے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۳۱)  
اور اس کو جھوٹ بنایا تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ کہ میں نہیں تم پر واروغہ۔ ہر چیز کا ایک وقت طہر رہا اور آگے جان لو گے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹۹)

كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ: اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مالیر کو ملک میں شیعہ بہت ہیں۔ سلوٹھوہ سے ایک اشتہار آیا کہ کوئی مسیحی ابوبکر کا ایمان ثابت کر دے۔ ایک حدیث مسلمہ اہل سنت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو بڑی تکلیف کس سے پہنچی؟ آپ نے فرمایا تیری قوم سے۔ اب قوم کسی آدمی کے باپ دادے سے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ابوبکر سے آپ کو بڑی تکلیف پہنچی (نعوذ باللہ) میں نے کہا كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ کے معنی بھی حل ہو گئے۔ آخر

نما کریم کی قوم عبداللہ ابوطالب اور علی ہی تھے۔ اس پر شیعہ ایسے شرمندہ ہوئے کہ پھر اشتہار پھپھایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

بِکُلِّ نَبَاءٍ مُّسْتَقَرٌّ، صراحتہً عذاب کی خبر دی ہے۔ (تشمید الاذیان جلد ۱ ص ۲۵۳)

۶۹۔ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آبِنَا

فَاعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ.

وَإِنَّمَا يُنِيسُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدَ بَعْدَ

الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۷۰﴾

يَخُوضُونَ، گھوس کا ترجمہ ٹیٹ پنبائی زبان میں کچھ بہت مندر ہے۔

لَا تَقْعُدَ: بالکل نہ بیٹھے یا بیٹھے تو رعب یاد آئے اٹھ جائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۰۔ وَذُرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لُحُوبًا

لَهُمْ وَأَعْرَتَهُمُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَذُفِرَ بِهِ

تُبَسَّلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ

اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ. وَإِنْ تَعْدِلْ كُلُّ عَدْلٍ

لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا

كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۷۱﴾

لَيْبًا: بے حقیقت۔

لَهُمْ: خدا سے قاتل۔



کابلوں میں کس قدر غفلت کا سامان موجود ہے اور دنیا کو کیا بے حقیقت سمجھا جاتا ہے اس لئے  
کالمیٹیٹوں کو بڑے ہی استغفار کی ضرورت ہے کیونکہ ان لوگوں کے سامنے یہ لگ تو غفلت اور سیامندی کا  
سامان ہوتا کہتے ہیں۔

تُبْسَلُ کے پانچ معنی صحابہؓ اور تابعین سے مروی یاد ہیں۔ تَسْلَمُ (سوچا جائے) تَجَسَّ (نبہ  
کیا جائے) تَرْتَهَنُ (رہن پر جائے) تَجَزَى (سزا دیا جائے) تَحْذَرُ (حرم کیا جائے)  
(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ستمبر ۱۹۰۹ء)  
اُبْسِلُوا: ہلاک ہو گئے۔ (تشمیذ الانباں جلد ۸، ص ۹۷)

۴۳، ۴۲۔ قُلْ اِنَّكُمْ عِندَ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ  
وَلَا يَضُرُّكُمْ وَتُرَدُّ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ بَعْدَ اِذْ هَدٰىكُمْ  
اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيْطٰنُ فِى الْاَرْضِ  
حٰىرًا ۚ لَّهٗ اَصْحٰبُ يَدْعُوْنَہٗ اِلٰى الْهُدٰى  
اٰثِمًا ۚ قُلْ اِنَّ هُدٰى اللّٰهُ هُوَ الْهُدٰى ۚ وَ اَمْرًا  
لِّنُّسُلٍ ۚ لِّرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱﴾ وَاَنْ اَقِمْوْا الصَّلٰوةَ وَ  
اَتَقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْہٖ تُخْشَرُوْنَ ﴿۲﴾

استہوٰتہ: نیچے اتار دیں۔  
الشَّیْطٰنُ: بد معاش۔ اللہ سے دُور۔ ہلاکت والی رو میں۔ مسافر کو نیچے کھڑے میں اتار دیں  
تو پھر حیران رہ جاتا ہے۔

جو بدکار ہیں یا بدکاروں کے آشنا۔ ان کو کیا ہدایت مل سکے۔ بد صحبت سے بچو۔ جہاں تسخیر ہو رہا  
ہو۔ وہاں کوئی بھلا مانس چلا جائے تو وہ بھی کوئی بات تسخیر میں کر دیگا۔ پس ایسی صحبت ہی میں نہ بیٹھو  
حدیث میں آیا ہے کہ کسی شخص کے حالات معلوم کرنے ہوں۔ اس کے دوستوں کو دیکھو۔ اِنَّ الْمَرْءَ  
عَلٰی دِیْنِ حَبِیْبِہٖ۔ مومن کو چاہیئے کہ دعا کرے کہ شہر والے مجھ سے محبت کریں پر میں طلبہ محبت کا

اُمِرْنَا لِنُسَلِّمَ، یہ بُدّی اللہ کے پانے کی راہ بتائی ہے۔

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اگر کسی کا قصور ہو جائے تو انسان اس کے سامنے نہیں ہوتا پر خدا کے حضور ضرور جاتا ہے۔ اِنْ تَنْفُذُوا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمن: ۳۳) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

1/2

۴۳۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ۔

وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُوْنُ: قَوْلُهُ الْحَقُّ، وَلَهُ

الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ، عَلَيْهِ الْغَيْبُ وَ

الشَّهَادَةُ، وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ، وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُوْنُ: اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں۔ بلندیوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ اور جب کہے گا کُنْ تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑیں گی۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۹۲) عَلَيْهِ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ بَغِيْب۔ جواب نہیں۔ شہادت جو موجودہ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۶، ۴۵۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اِذْ دَا تَتَّخِذُ

اَصْنَامًا اِلٰهَةً، اِنِّیْۤ اَزْكٰ وَكَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝

لِاَبِيْهِ: اَب عام ہے۔ مراد کوئی بزرگ رشتہ دار۔ والد مراد نہیں۔ کیونکہ ابراہیمؑ نے آخر عمر میں جود عاکی ہے۔ اس میں آئے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِّیْ وَلِیِّیْهِ وَلِیِّیْهِ (نوح: ۲۹) حالانکہ دوسری جگہ وَ اغْفِرْ لِّاَبِّیْ (الشعراء: ۸۷) کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

كَذٰلِكَ: یہ سبب اسی فرماں برداری اور جوش توحید کے۔

وَلْيَكُونَنَّ ۱۔ انجام یہ ہوا کہ ہوا یقین کرنے والوں میں سے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب سے میں نے پوچھا۔ یقین کی کوئی انتہاء بھی ہے۔ فرمایا۔ جب میں بچہ تھا تب بھی خدا پر میرا ایمان تھا۔ جب جوان تھا۔ تب اور ایمان بڑھا۔ جب کچھ بڑھا۔ تب اور ایمان بڑھا۔ پھر جب الہام ہوا پھر اور ایمان بڑھا۔ پھر الہاموں کو پورا ہوتے پایا۔ پھر اور ایمان بڑھا۔ پس یقین کی کوئی حد نہیں اور مراتب یقین کی کوئی حد نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۹ تا ۷۷۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ

هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْإِفْلَاقَ ۚ

فَلَمَّا رَأَىٰ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا

أَفَلَ قَالَ لَيْسَ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَا كُنتُ مِنَ

الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ۚ فَلَمَّا رَأَىٰ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ

هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَغْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يُقَوْمِ إِنِّي

بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۚ

کوکبا، مگر کی۔ اس کی بہت پرستش ہوتی ہے۔ ہندو کام دیوتا اسی کو کہتے ہیں۔

هَٰذَا رَبِّي، یہ اشارہ بطور تحقیر کے ہے۔

لَمْ يَهْدِنِي، اگر مجھے ہدایت نہ کی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ آپ اس سے پہلے ہدایت یاب تھے۔ یہ نہیں کہ

اس وقت بھول سے تارے چاند کو رب کہہ رہے تھے۔

رَأَىٰ الشَّمْسَ بَازِغَةً، جب سورج بوجھل میں آتا ہے۔ تو مجوسی۔ آتش شیشے کے آگے

سیاہ کپڑا رکھ دیتے اور چندن کی لکڑیوں کو آگ لگاتے۔ پھر وہ آگ برس تک محفوظ رکھتے اور وہ پتیلیں

شام کے وقت اس سے جلاتے اور کہتے۔ اے سورج تو غروب ہو چلا۔ پر یہ تیری ہی آتش کا فیض ہے

کہ بتیاں روشن ہوئیں۔ یہ دراصل چوٹ کی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۰۔ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۸۳﴾

میں نے اپنا منہ کیا اس کی طرف جس نے بتائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کہ اور میں نہیں شرک کرنے والا۔

اس آیت کا افتتاح (نماز - نازل) میں پڑھنا خوب اشکار کرتا ہے کہ اہل اسلام کا باطنی رخ اور قلبی توجہ کدھر ہے۔ کعبہ حقیقی اور قبلہ تحقیقی انہوں نے کس چیز کو ٹھہرا رکھا ہے۔

(فصل الخطاب جلد دوم (ایڈیشن دوم)، ص ۱۳)

اگر قربانی کہتے ہو تو ابراہیمی قربانی کرو۔ زبان سے اپنی وحی و حقیقت و جہنم یلذوی فطر السموات والأرض کہتے ہو تو روح بھی اس کے ساتھ متعلق ہو۔ اِنَّا صَلَوَاتِي وَنُصْرَتِي وَمَعَايِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الانعام: ۱۰۴) کہتے ہو تو کوئی بھی کھٹولا حکم، ارادہ یا ۱۹۰۳ء ص ۱۷)

۸۳۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمَنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿۸۴﴾

لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، اس کے معنی صحابہؓ نے نبی کریمؐ سے پوچھے ہیں کہ اَيُّنَا لَمْ يَظْلَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۴۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا ابْنَهُمُ عَلٰی

قَوْمِهِ، نَزَفَهُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأُ وَإِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ

عَلَيْهِمْ ﴿۸۵﴾

تِلْكَ حُجَّتُنَا، یہ بات خوب یاد رکھو کہ کبھی اپنی طرف سے مباحثہ کی ابتداء نہ کرو اور اپنے علم پر مغرور نہ ہو جاؤ بلکہ جب چاروں طرف سے بات لگے پرجاؤ تو اس وقت دعا کرے کہ میرا علم میری قدرت۔ میری عقل ناقص ہے۔ تو ہی اپنے فضل سے میرا معین و ناصر ہو۔ میں پچاس سال سے تجربہ کر رہا ہوں۔ اسی طرز میں ہمیشہ کامیاب ہوا ہوں۔ تِلْكَ حُجَّتُنَا میں بتایا کہ وہ ہذا آیت کی دلیل خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔

ہذا آتی؟ یہ بطور استہقام ہے۔

نَزَعُ دَجَبٍ مِّنْ تَشَاءُ: اس میں بتایا ہے کہ یہ کوئی ابراہیم کی خصوصیت نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۲۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ

الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ

تَجْعَلُونَهُ قُرْآنًا طِينٍ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا

وَعُلِمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ قُلْ

اللَّهُ شَدَّذٌ حَرَفٍ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ﴿۹۲﴾

مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ: لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں جانی۔ اس کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ۔ اللہ نے کسی بندے پر کچھ نازل نہیں فرمایا۔ ہمارے ملک میں ایک فرقہ ہے برہمن سماج۔ وہ تمام مذاہب عالم کے ساتھ نہایت ہی نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ مگر جب گند بولنے پر آتے ہیں تو ایسا گند بولتے ہیں کہ سب انبیاء کو کذاب قرار دیا ہے کیونکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ انبیاء نے بڑی تحدی کے ساتھ باصرار کہا کہ ہم پر یہ خدا کی وحی نازل ہوئی اور ہمارا اس کلام میں کچھ دخل نہیں یہ لوگ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ (العنکبوت: ۶۹) کی مد میں آتے ہیں۔

چونکہ ایک یہودی نے ایسا کہا اس لئے اس کو جواب دیا گیا۔

مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ: کہ وہ کتاب جو موسیٰ پر اتری تھی اور جسے

تم مانتے ہو وہ کیا وحی الہی نہ تھی۔

برہمنوں کیلئے بھی یہی جواب ہو سکتا ہے کہ موسیٰ کو فرعون کے مقابلے میں جو نصرت ہوئی کیا ایک کذاب

مغتری کی ایسی نصرت ہو سکتی ہے۔

قَدَّاطِينَسَ، معمولی کا غد قرار دے رکھا ہے۔



مَا لَمْ تَعْلَمُوا، احمدی قوم کو مخاطب فرما کر حضرت مولانا نے قرآن مجید اور اس کی تفاسیر اور اس کے پڑھنے کے متعلق تمام سہولتوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ اس سے پہلے زمانے کے لوگوں کیلئے یہ اسباب تھے۔ پھر آپ نے وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ (القر، ۱۸) کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے طور پر تحقیق حق کے لئے بیٹھتا۔ تو اس کیلئے ضروری تھا۔ تمام مذاہب عالم کی کتابوں کو اول سے آخر تک مطالعہ کرتا۔ مطالعہ کرنے کیلئے ان کی زبان کا صحیح علم حاصل کرتا۔ پھر انتخاب کرنے کے بعد جو کام ایک انجمن سے ہو سکتا ہے، کچھ صداقتیں اکٹھی کرتا۔ پھر بھی ان کے فیصلہ کرنے میں عاجز تھا لیکن قرآن مجید نے دنیا کے مذاہب کی تمام صداقتوں کو نہ صرف جمع کیا بلکہ ان دعویٰ کے دلائل بھی دیئے ہیں جو صرف اسی کتاب کا خاصہ ہے۔ دیکھئے اس پہلو سے قرآن کریم حصول صداقت و حق کے لئے کس قدر آسان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۳۔ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ

الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ

حَوْلَهَا، وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ

بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۹۴﴾

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ : یہ آیت ان لوگوں کے لئے جو صرف ایمان باللہ و ایمان بالآخرت کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ ایک حجت قوی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں ان کے ایمان کا نشان یہ ہے کہ وہ قرآن کی بات پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر نماز کی پابندی کرتے ہیں اور نماز ہی ایسی چیز ہے جو مسلمانوں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔ بعض لوگ مَنَ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (المائۃ، ۷۰) آیت کو قرآن مجید سے پیش کیا کرتے ہیں لیکن وہ اس آیت کو نہیں پڑھتے۔ ایسوں کیلئے چھٹے پارہ کے پہلے رکوع میں خدا نے فرمایا ہے :  
يُذِيبُهُمْ أَنْ يَقَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُوا نَحْنُ مُسْلِمُونَ وَيَقُولُوا نَحْنُ مُسْلِمُونَ وَيَقُولُوا نَحْنُ مُسْلِمُونَ

يَبْعُضُ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا - أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا - (النساء: ۱۵۲-۱۵۳)  
(ضمیمہ اخبار بدہ قلیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو آخرت پر ایمان لے آتا ہے اور جزا و سزا کے اعتقاد کے بعد ضرور ہے کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے (حس کے ساتھ ملائکہ و کتب کا ایمان بھی آگیا) اور پھر مومن۔ نماز کا پابند ہو جاتا ہے۔ (بدہ ۳۱ مارچ ۱۹۱۰ء ص ۵)  
فرماتا ہے جو لوگ کسی قسم کے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خواہ وہ یہی ہوں۔ فرض پابند ہوں کسی چیز کے۔ کسی اصل کے۔ پھر وہ خواہ یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا صابی۔ جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔

ان دو باتوں کا ذکر اس لئے کیا کہ ایمان کی جڑ اللہ پر ایمان ہے۔ اور ایمان کا منتہی آخرت پر ایمان۔ اور جو آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اس کا نشان بھی بتا دیتا ہے (وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ) وہ ایک تو تمام قرآن مجید پر ایمان لاتا ہے۔ دوم اپنی صلوٰۃ کی محافظت کرتا ہے۔ آج ہی ایک نوجوان سے میں نے پوچھا۔ نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا صبح کی نماز تو معاف کرو (بھلا میرا باوا معاف کرنے والا ہے) باقی پڑھتا ہوں۔ یہ مومن کا طریق نہیں ہے۔ ایک مقام پر فرمایا۔ اَفْتَوْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ - (البقرة: ۸۶)  
(الفضل ۵ مارچ ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

۹۴، ۹۵۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

أَوْ قَالَ أَدْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُؤَخَّرِ إِلَيْهِ عَنِّي ؕ وَمَنْ قَالَ  
سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ؕ وَلَوْ تَرَىٰ  
إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ  
بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ ؕ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ ؕ الْيَوْمَ  
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَىٰ

اللَّهُ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾  
 وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فِرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ  
 تَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَى مَعَكُمْ  
 شُفَعَاءَ كُذِّبُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ  
 لَقَدْ قَطَعْنَا بَيْنَكُمْ وَحَلَّلْ عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ  
 تَزْعُمُونَ ﴿٩٤﴾

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ، ایسے ظالم جو افتراء وحی کے  
 مدعی ہوتے ہیں وہ ضرور ہلاک ہوتے ہیں اور قلت کی موت مرتے ہیں جیسا کہ فرمایا تُجَزَوْنَ  
 عَذَابَ الْهُونِ۔  
 خَوَّلْنَاكُمْ، اَتَيْنَاكُمْ، أَصْلَحْنَاكُمْ۔ جو کچھ مال مویشی وغیرہ تمہاری بھلائی کے  
 لئے دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۶۔ إِنَّ اللَّهَ فُلِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ، مُخْرِجُ الْحَيِّ

مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ، ذَلِكُمُ اللَّهُ

فَإِنِّي تُؤْفِكُونُ ﴿٩٧﴾

کیسی قدرت نمائی ہے۔ ایک دانہ ہوتا ہے اس سے کئی دانے بنا دیتا ہے۔ بڑا بیج کیسی بڑیک  
 چیز ہے مگر اس سے خدا بڑا بیسا عظیم الشان درخت نکالتا ہے۔ تخم ریزی جو ہوتی ہے تو گویا جو کچھ  
 ہوتا ہے۔ گھر سے باہر نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر پندے چرندے کیڑے ہزاروں بلائیں ہیں۔  
 ان سے محفوظ رکھ کر کیا سے کیا بن جاتا ہے اسی طرح خدا ادنیٰ سے اعلیٰ بنا دیتا ہے۔ پھر اسی طرح غنمٹھی  
 کیا چیز ہے مگر اس سے کیا کیا درخت بنتے ہیں۔

فُلِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ، ہے اس کے سوا کون؟ ہے جو کیمیاوی ترکیب سے یا کسی کل کے

ذریعے بچکے سے آنا بڑا درخت لگا دے؟  
میں نے ایک مشکل کے وقت یہی دعا کی تھی کہ ہودانہ سے گٹھلی سے آنا بڑا درخت بنا دیتا ہے مجھے  
بھی بار آور کر۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ، گندل کے گھر میں پاک پیدا کر دیتا ہے۔  
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ: بڑے بڑے زندوں سے مرنے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھو آدم  
کا ایک بیٹا۔ نوح کا بیٹا۔ سلیمان کا بیٹا۔ اس میں ہم کو دلائل و قیاس دلائل۔ کہا۔ کہ اگر ہمارے ہندو  
سُست تھے تو پرواہ نہیں ہم چُست ہو سکتے ہیں۔ اور ہم چُست ہیں تو گھنڈہ نہ کریں۔ کیونکہ ممکن ہے  
ہماری نسل سُست ہو۔

فَإِنِّي تَوَفَّكُونُ، خدا تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ جیسے دانہ سے درخت اور درخت سے گٹھلی۔ کافر سے  
مومن۔ بے نام و نشان سے نام و نمود والے بناتا ہوں۔ ویسے میں اپنے چند مسلمانوں کو بہت بڑی قوم  
بناسکتا ہوں۔ یہ ذلیل سمجھے جاتے ہیں پر میں انہیں عزت دوں گا۔ (ضمیمہ اخبار بد قلوبان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
قرآن شریف میں فلق کا لفظ تین طرح پر استعمال ہوا ہے فَالِقُ الْإِصْبَاحِ۔ فَالِقُ الْوَحْشِ  
وَالنَّوَى پس خدا تعالیٰ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ۔ فَالِقُ الْوَحْشِ اور فَالِقُ النَّوَى ہے۔ دیکھو رات کے وقت  
خلقت کیسی ظلمت اور غفلت میں ہوتی ہے بجز موزی جانوروں کے عام طور سے چرند و پرند بھی اس  
وقت آرام اور ایک طرح کی غفلت میں ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید فرمائی کہ  
ہے کہ رات کے وقت گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو۔ کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک رکھا کرو خصوصاً  
جب اندھیرے کی ابتداء ہو اور بچوں کو ایسے اوقات میں باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ وہ وقت شیاطین کے غور  
کا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ رات کی ظلمت میں عاشق اور معشوق۔ قیدی اور قید کنندہ بادشاہ اور فقیر ظالم اور مظلوم  
سب ایک رنگ میں ہوتے ہیں اور سب پر غفلت طاری ہوتی ہے اور صبح ہوئی اور جانور بھی پھر چلنے  
لگے۔ مرغے بھی آوازیں دینے لگے بعض خوش الحان آنے والی صبح کی خوشی میں اپنی پیاری راگنیاں گانے لگے  
غرض انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند سب پر خود بخود ایک قسم کا اثر ہوتا ہے اور جوں جوں روشنی زور پکڑتی  
جاتی ہے توں توں سب جوش میں آتے جاتے ہیں۔ گلی کوچے بازار و کافین جنگل ویرانے سب جو کہ رات  
کو بھیانک اور سنسان پڑے تھے ان میں چل پھل اور رونق شروع ہو جاتی ہے گویا یہ بھی ایک قسم کا  
قیامت اور حشر کا نظارہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ میں ہوں۔  
حَبِّ: گیہوں۔ جَو۔ چاول وغیرہ اناج کے دانوں کو کہتے ہیں۔ دیکھو کسان لوگ کس طرح سے

لپٹنے گھروں میں سے نکال کر باہر جنگلوں میں اور زمیں میں پھینک آتے ہیں۔ وہاں ان کو اندھیرے اور گرمی میں ایک کیڑا لگ جاتا ہے اور دانے کو مٹی کر دیتا ہے اور پھر وہ نشوونما پاتا۔ پھیلتا پھولتا ہے اور کس طرح ایک ایک دانہ کا ہزار در ہزار بن جاتا ہے۔

اسی طرح ایک گٹلک کیسی رڈی اور ناکارہ چیز جانی گئی ہے۔ لوگ آم کارس چوس لیتے ہیں گٹلک پھینک دیتے ہیں۔ عام طور سے غور کر کے دیکھ لو کہ گٹلک کو ایک رڈی اور بے فائدہ چیز جانا گیا ہے مختلف پھلوں میں جو چیز کھانے کے قابل ہوتی ہے وہ کھائی جاتی ہے اور گٹلک پھینک دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں فالق الحب والنوی ہوں۔ اُس چیز کو جسے تم لوگ ایک رڈی چیز سمجھ کر پھینک دیتے ہو اس سے کیسے کیسے درخت پیدا کرتا ہوں۔ کہ انسان۔ حیوان۔ چمند۔ پرند سب اس سے مستفید ہوتے ہیں ان کے سائے میں آرام پاتے ہیں۔ ان کے پھلوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میوے شربت۔ غذائیں۔ دوائیں اور مقوی اشیاء خوردنی اُن سے ہتیا ہوتی ہیں۔ اُن کے پتوں اور ان کی لکڑی سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو گٹلک کیسی ایک حقیر اور ذلیل چیز ہوتی ہے۔ مگر جب وہ خدا کے تصرف میں آکر خدا کی ربوبیت کے نیچے آ جاتی ہے تو اس سے کیا کایا بن جاتا ہے۔

(بد ۶ جولائی ۱۹۰۸ء)

۹۷۔ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ، وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسُ

وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا، ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۹۷﴾

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ : اب یہ چوتھی مثال دیتا ہے کہ میں صبح کے وقت رات کو پھاڑ کر دن دکھانے

والا ہوں۔

جَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا : رات اندھیری ہے۔ قیدی بادشاہ کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ خوبصورت بدصورت۔ بیمار۔ تندرست۔ سب یکساں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض وقت بادشاہ خواب دیکھتا ہے میں قید ہو گیا ہوں اور قیدی خواب دیکھتا ہے۔ میں بادشاہ ہو گیا۔ نیند کے بھی عجائبات بے شمار ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ خواب کے عجائبات کے متعلق حکماء کی کیا رائے ہے۔ میں نے کہہ ہم کتاب کیوں دیکھیں جب کہ ہم بھی سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اس نظارہ میں حکماء کی تخصیص نہیں۔ اب اس



سے بڑھ کر ایک اور نظارہ قدرت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا: حُسْبَانًا کے معنی ہیں اپنے محور پر گردش کرنا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۹۷ء)

۹۸، ۹۹- وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا

بِهَآ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، قَدْ فَصَّلْنَا آيَاتِ

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِنْ

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ، قَدْ فَصَّلْنَا

الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۹۹﴾

جَعَلَ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا: ایک ستارہ تو وہ ہے جس پر تمام جہاز رانی موقوف ہے  
یعنی قطب۔ قطب نما ایسی چیز ہے کہ آجکل تمام جہاز اسی پر چلتے ہیں۔ عرب دوسرے ستاروں سے  
بھی بہت کام لیتے اور راہ پاتے۔

خدا تعالیٰ یہ تمام نظارے اپنی قدرت کے بیان فرما کر سمجھاتا ہے کہ بڑا ہی نادان ہے جو مسئلہ نبوت  
کا منکر ہے۔

ان معمولی پڑاؤں اور منزلوں کیلئے تو اس نے راہنمائی کا اتنا بڑا سامان دیا کیا اور اس کی سنت ہو  
کہ ظلمت کے بعد روشنی عطا کرے لیکن اپنے حضور پہنچنے کیلئے کوئی شمس کوئی قمر کوئی ستارہ نہ ہو یہ  
ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اے منکرانِ نبوت جب تم فعلِ الہی سے نفع اٹھا رہے ہو تو قولِ الہی سے بھی اٹھاؤ۔ میں تو دیکھتا  
ہوں کہ جب سے ریل۔ تار۔ موٹر وغیرہ بنے ہیں اس وقت سے خدا تک پہنچنے کی راہیں بھی سہل ہو گئی  
ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ صحابہؓ کے لئے بہت سخت مجاہدہ تھا یہاں تک کہ جان بھی دینا پڑتی تھی۔ مگر اب  
تو یہ باتیں نہیں۔

مُسْتَقَرٌّ: جہاں ٹھہرنا ہے یعنی بہشت۔

مُسْتَوْدَعٌ: جہاں بطور امانت عارضی قیام تھا۔ ماں کا پیٹ۔ پھر ماں کی گود۔ پھر گھر کا

معن۔ پھر وطن سب عارضی ہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ، فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا، وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالزُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ، انظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً: جیسے آسمان پر سے پانی اترتا ہے۔ اسی طرح وحی کا نزول بھی ہے۔ ادرقرآن رسول کریم کی پاک تعلیم ہے۔ اور ادر دلوں کی سرنہ میں اس آپ حیات کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ جیسے پانی اترتا ہے تو ہر قسم کی روئیدگی اگتی ہے اور ایک نیا لباس عطا ہوتا ہے۔ اسی طرح وحی الہی کے وقت ہر چیز میں نشوونما آتا ہے۔ اور زمانہ میں ایک تبدیلی پیدا ہونی چاہتی ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا پھر اس پانی سے قسم قسم کے درخت اور طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح وحی الہی سے ہر قسم کے علم و ہنر و تہذیب میں ترقی ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ایک دانہ کے بیجے کے وقت ایک نادان کہہ سکتا ہے کہ اوہو یہ تو مٹی میں مل گیا۔ اسی طرح اس رسول کی قوم پہلے حقیر و ادنیٰ سی معلوم ہوتی ہے مگر وہ فائق الحب و التّوای اس کو ادنیٰ سے اعلیٰ۔ بے برکت سے بابرکت۔ ناچیز سے چیز بنا دیتا ہے۔ لوگ خدا کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں مگر میں تو دیکھتا ہوں۔ اس نے ایک وقت میں ایک بے جان لکڑی سے جو چند پیسوں کی ہوگی خدا اکہلانے والوں کا تختہ الٹ دیا (موسیٰ کا عصا) ہمارے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میرے پاس مال ہے۔ کسی کو خوشی ہے کہ میری اولاد بہت ہے اور کسی کو خوشی ہے کہ میرا جتنا بہت ہے۔ پر میں خوش ہوں کہ میرا خدا جو ہے وہ قادر مطلق ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱۔ وَجَعَلُوا إِلَهُهُ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَ  
خَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحَنَهُ

وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۱۰۱﴾

وَجَعَلُوا إِلَهُهُ شُرَكَاءَ: احمق لوگ خدا کو جب چھوڑتے ہیں تو پھر پتھروں کی۔ پھر ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ یسپ امریکہ نے اس خدا کو چھوڑا تو ایک انسان کو خدا ماننے پر مجبور ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲۔ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنۡفٰی يَكُوۡنُ لَهٗ ذَكَرٌ  
وَلَمْ يَكُنۡ لَهٗ صَاحِبَةٌۭ ۚ وَخَلَقَ عَلٰی شَيْءٍ وَهُوَ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۲﴾

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: پہلے رکوع میں یہ بات ذکر کی ہے کہ دانہ کو میں کھوتا ہوں۔ گٹھلیوں سے درخت۔ میت سے جی بناتا ہوں۔ دانہ سے گٹھلی بڑی۔ پھر آگے جاندار اس سے بھی بڑا۔ پھر اس سے بڑھ کر شمس و قمر۔ اب اس سے بڑھ کر بناتا ہوں آسمان و زمین۔ باوجود قدرت کے نظائری کرنے کے پھر بھی خدا کا بیٹا ایک انسان کو قرار دیتے ہیں۔

انجیل کی بات "جوابات تو نے حکیموں کی نظر سے چھپائی وہ بچوں کو دکھائی" صادق آتی ہے۔ انگریز کیسے غلط اور پھر اس معاملہ میں کیسے کون نکلے۔ کفار اور تثلیث جس پر اڑے ہیں کوئی چیز ہے؟ لَمْ يَكُنۡ لَهٗ صَاحِبَةٌ: نتیجہ یہ ہوتا ہے دو چیزوں کے ملنے سے۔ پس عورت کا ہونا لازمی ٹھہرا۔ تم صاحبہ مانتے نہیں اور بیٹا بناتے ہو۔

ایک عورت مسیح کے پاس آئی کہا۔ میرے بیٹوں نے تمہارے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ جب تو بادشاہ بنے۔ ایک کو دائیں اور ایک کو بائیں بٹھائیو۔ کہا یہ تو مولیٰ کے اختیار میں ہے۔ پھر قیامت کے ہمارے میں کہا اس گھڑی کا علم مجھے نہیں۔ الوہیت کا مدار صفاتِ کاملہ پر ہے اور مسیح میں اس کے اس بیان سے علم و قدرت ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اس کے کہاں سے بیٹا ہوا۔ اس کا تو کوئی ساتھی نہیں۔ اس نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور وہ

کل چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یہی تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ کل اشیاء کا خالق ہے اور وہ سب کا کارساز ہے۔۔۔۔۔ گویا قرآن کریم کہتا ہے کہ مسیح ابن اللہ کن معنوں پر ہیں۔ آیا عرفی اور حقیقی معنوں پر مسیح ولد اللہ یا کسی اور معنوں پر۔ اگر عرفی اور حقیقی معنوں میں ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی حمد و اور اس کا ساتھی ماننا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اور تلمحہ عسائی اور سامیہ عقلاء سیدہ صدیقہ مریم کا اللہ تعالیٰ کی صاحبہ ہونا اعتقاد نہیں رکھتے۔ اگر مجازی معنی ولد اللہ اور ابن اللہ کے لیتے ہو تو مجازی معنی نہایت وسیع ہیں۔ ولد اللہ کے معنی خدا سے مجسم خدا کے ساتھ ذاتاً متحد ہستی تجویز کرتا ہرگز ہرگز صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ معنی لوگے اور مسیح کو اللہ اور اللہ کا بیٹا کہو گے تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات و صفات میں خدا ہو۔ خدا کے برابر اور صفت معبودیت اور صفت خلق اور علم وغیرہ میں جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہیں خدا کے سے صفات رکھتا ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ صفات کاملہ خدا کی طرح موجود نہ تھیں۔ غور کرو۔ (ابطال الوہیت مسیح ص ۳)

۱۰۴۔ لَا تُذِرْكُهُ الْآبَصَارُ وَهُوَ يُذِرُكَ الْآبَصَارُ

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۰۴﴾

لَا تُذِرْكُهُ الْآبَصَارُ: اب رو الوہیت کی ایک اور دلیل فرماتا ہے کہ مسیح کو تو آنکھ نے احاطہ کر لیا۔ حالانکہ اللہ کا احاطہ نہیں ہوتا۔

وَهُوَ اللَّطِيفُ: یہ لَا تُذِرْكُهُ الْآبَصَارُ کا ثبوت ہے۔

الْخَبِيرُ: یہ هُوَ يُذِرُكَ الْآبَصَارُ کا ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۱۴ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۵۔ قَدْ جَاءَكُمْ بِصَافِرٍ مِنْ دَرِكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ

فَلِنَفْسِهِ. وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا. وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ

بِخَفِيظٍ ﴿۱۰۵﴾

بَصَافِرٍ: انسان کی فہم و فراست کا سب سلمان موجود ہے۔

وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا: کوئی کہے کہ ہمیں نفع کی ضرورت نہیں۔ فرمایا۔ نفع نہ اٹھاؤ گے تو اندھے

ہو کر دکھ پاؤ گے۔

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِخَفِيظٍ: تم جان بوجھ کر اندھے بنو گے۔ تو میں تمہارا لامٹھی پکڑنے والا نہیں کہ ذمہ دار ہوں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۷۔ اِثْبِطْ مَا أُذِجِي إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا

هُوَ، وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

اِثْبِطْ: یہ خطاب عام ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ: یہ تمام وحیوں کا خلاصہ ہے کہ وہ معبود ہے جس کے فرمان پر عمل کیا جائے۔ ایک طرف رسم عادت۔ احباب بلاتے ہیں۔ دوسری طرف اللہ کا حکم۔ اسی وقت معلوم ہوتا ہے کہ بدو اللہ کا فرمان بردار ہے یا نفس کا اور احباب کا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ: کس دل سے مانا ہے۔ یروشلم کے محاصرہ میں پادریوں نے کہا۔ تمہارا خلیفہ آؤ تو اسے ہم دخل دیدیں۔ حضرت عمرؓ اسی سادگی میں روانہ ہوئے۔ غلام کے ساتھ باری باری اونٹ پر چڑھتے آتے تھے۔ ابو عبیدہؓ نے عرض کیا آپ کپڑے بدل لیں، گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ نے یہ عرض مان لی مگر گھوڑی دور جا کر گھوڑے سے اتر بیٹھے۔ کہا میرا وہی لباس اور اونٹ لاؤ۔ آپ جب گئے تو بطریق وغیرہ نے رعب میں آکر چابیاں پھینک دیں۔ کہا۔ اس سپہ سالار کا مقابلہ ہم نہیں کر سکتے۔ پس میں کس طرح الناس بالتبائس کہنے والوں کا قائل ہو جاؤں۔ وجہ کیا تھی۔ تو اللہ کا فرمان بردار رہی۔ سب مخلوق تیری فرمان بردار ہو جاوے گی۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۸۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ، كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ

أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اب ایک اخلاقی تعلیم پیش کرتا ہے کہ حق بات کہو۔ دین کی تبلیغ کرو۔ مگر کسی بزرگ کو کالی نہ دو نہ رام چندر کو۔ نہ کرشن کو۔ نہ بدھ کو۔ اور نہ کسی لاد کو۔



كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِعَمَلِكُمْ اُمَّةً عَمَلَهُمْ: ..... کسی معبود کو بُرائی نہ کہو ورنہ ہمارے مولیٰ کو بُرا کہیں گے۔ اسی طرح خوبصورت خوبصورت کر کے دکھایا ہے۔ ہم نے ہر قوم کیلئے وہ کام جو ان کو کرنا چاہیے یعنی جو عمل ہم اللہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی خوبصورتی ہم نے اسی طرح بیان کی۔ دیکھو اللہ کا بیٹا نہ بنانے اور شرک کی بُرائی کے لئے کیسے معقول دلائل دیئے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ج ۱، ستمبر ۱۹۹۰ء)

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہیں جس کا حکم اور کوئی بُری اور ناپسندیدہ بات نہیں جس کی ممانعت نہ کی ہو۔..... اخلاق وہ کیسی نبی پر کوئی اعتراض نہیں سب کا ماننا۔ سب کا ادب اسلام میں ضرور ہوا۔..... وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ سے بڑھ کر کون سا حکم ہے جو اخلاق کا مصدر ہی سکے۔ تعجب آتا ہے۔ انسانی طبع پر بھی قرآن عظیم کا اشارہ نہیں کرتا۔

(فصل الخطاب جلد اول ایڈیشن دوم ص ۷۷)

پسندت سوامی دیانند نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کیا ہے کہ دوسرے مذاہب کو بُرا کہنا ان کا شیوہ نہیں اور یہ تہذیب شخص کو وہ بہت بُرا سمجھتے ہیں۔..... اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے۔ کہ اباطل سے جنگ کرنے کے وقت اس کے قابلِ اکرام معبودوں اور معظم مقصودوں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیے۔ جیسے فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فِیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ (ترجمہ تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو۔ وہ اس کے عوض میں جہالت اور نیادتی سے اللہ کو گالی دیں گے۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض برہنہ ہیں۔ اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ ان میں نہیں ملے گا کہ وکیلوں اور حامیوں کے منہ میں لاریب سیاہ زہر وار کوبہ کی دو شاخیں نہیں ہیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف و اسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور اہل اس پر اتفاق کر لیں کہ تمام علمی و دینی اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اکتفاء کریں اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے تو یقیناً اس میدان میں گوئے سبقت قرآن کریم کے ماتھے میں ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۵۶)

قرآن کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودوں کی دشنام دہی سے جن کو بت پرست پکارتے ہیں حکماً قطعی ممانعت کر دی ہے جہاں فرمایا ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فِیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ

اُن کو جنہیں اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں بُرا مت کہو۔ پھر وہ ضد اور نادانی سے اللہ کو برا کہیں گے..... ایک نے جس کو عربیت کا دعویٰ ہے مجھے فرمایا ”قرآن کریم نے اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتوں کے توڑنے کا کیوں تاکید کی حکم کیا“ اس وقت ان کی خدمت میں کہا گیا کہ آپ قرآن وانی کے بڑے مدعی ہیں۔ اندازہ مہربانی آیت کا نشان دہی مجھے جس میں قرآن کریم نے بتوں کے توڑنے کا تاکید کی حکم دیا ہے۔ ہاں کسی تاریخی واقعہ کے بیان میں اگر قرآن نے کہا ہے کہ فلاں موقع بہت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہ امر اور ہے اور ایک واقع اور نفس الامر کا بیان ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۳۳-۳۴)

تمام مذاہب کے بڑوں کی بے ادبی سے منع کیا اور فرمایا وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ کبھی برا نہ کہنا ان کو جن کو لوگ پوجتے ہیں اور جنہیں لوگ اللہ تعالیٰ کے ورے پکارتے ہیں اگر تم برا کہہ بیٹھو گے تو بت پرست تمہارے مقابلہ میں نہ سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کو برا کہہ بیٹھیں گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۸۳-۲۸۴)

۱۱۰۔ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن

جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لِّیُؤْمِنُوا بِهَا، قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ

عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا

يُؤْمِنُونَ ﴿۱۱۰﴾

لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ : معجزات کے منکر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ یہ بات غلط ہے۔ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ میں تو ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ میرے اللہ کے پاس تو ایک چھوڑ کئی آیات ہیں۔ میں کیوں نہ تمہیں نشان دکھلاؤں گا۔ جس مولیٰ نے مجھے بھیجا۔ اس کے پاس تو آیات ہیں۔ پس وہ نشان کیوں نہ دکھلائے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۱۔ وَنُقَلِّبُ أَفْعَادَهُمْ دَابَّارَهُمْ كَمَا لَمْ

يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي

## طُغْيَا نِهْمَرِيعَمُوتٌ ۝

حَمًا : کیونکہ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۔ انسان تیز دریا بہتا دیکھ کر دوڑتا پہلا آئے کہ اس سے پار نکل جاؤں تو وہ بیوقوف ہے۔  
۲۔ کسی شخص نے مرغے کو بازو پھر پھرا کر اذان دیتے دیکھا۔ کہا۔ میرے سامنے اگتا ہے میں بھی ایسا کروں گا۔ پھر مرغا ایک دیوار سے دوسری دیوار پر چلا گیا۔ اس نے بھی زقند لگائی۔ تو گر پڑا اور مر گیا۔ یہ حد سے بڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۳۔ قرآن نے مثال دی ہے کہ ایک شخص دُور سے کھردیکھ کر اسے پانی سمجھا۔ پانی کے لئے دوڑا جب وہاں تک پہنچا تو کچھ بھی نہ پایا۔ بلکہ پیاس اور بھی بڑھ گئی۔ دیکھو پارہ ۱۸۔ الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ مَاءً (النور: ۴۰) بعض لوگ غلطی سے جو چیز مفید نہیں اسے مفید سمجھتے ہیں اور مفت کی شیخیاں بگھارتے ہیں۔ جیسے مسلمان آگے قلعہ فتح کرنے پر ناز کرتے تھے۔ اب بعض ایسے ہیں کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق میں کامیاب ہوں تو کہتے ہیں۔ ہم نے قلعہ فتح کر لیا۔

۴۔ بدویا نئی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ جو معمار ہیں۔ وہ جان بوجھ کر عمارت ناقص بناتے ہیں پوچھو تو کہتے ہیں۔ ہمارا کام کس طرح چلے اور پھر ہمیں کون بلائے حالانکہ ایسے لوگ ہمیشہ غریب رہتے ہیں۔ غرض انسان جس راہ پر اپنے تئیں ڈال لے۔ اسی کے موافق نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو جی کو نہ ماننے کا نتیجہ یہ نکلا نَقِيبُ أَفْئِدَتِهِمْ وَأَبْصَارُهُمْ، سمجھ بھی اُلٹی ہو گئی اور حق کی سنانہ رہے پھر بڑھتے بڑھتے سرکشی میں بہکتا رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۲۔ وَلَوْ أَنَّا نَزَّلْنَاهُ إِلَيْهِمُ الْمَلِیْکَةَ وَكَلَّمَهُمُ

الْمَوْتِی وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا

كَانُوا الْیُؤْمِنُوْنَ إِلَّا أَنْ یَشَاءَ اللّٰهُ وَلَٰكِنْ

أَعْتَرَهُمْ بِجَهَلُوْنَ ۝

وَلَوْ أَنَّا نَزَّلْنَاهُ إِلَيْهِمُ الْمَلِیْکَةَ : یہاں تک کہ اگر فرشتے بھی آتیں۔ موتی کلام کریں تو بھی نہ مانیں۔ بڑے بڑے بدکاروں کو بدی کرتے کرتے نیکی کا خیال اٹھتا ہے یا کسی وقت

ان کے دلوں میں بھی نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ اور پھر باوجود اس کے نزولِ ملائکہ نہیں مانتے۔  
 عَلَّمَهُمُ الْمَوْتِ : یہ بھی اکثر لوگوں کو اتفاق ہوتا ہے کہ خواب میں کچھ ہدایت ہوتی ہے۔ مردہ  
 کچھ ان کو بتاتا ہے۔ مگر پھر بھی نہیں مانتے۔

حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ : ہر بدکار کو کسی نہ کسی سزا کے نیچے دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی  
 عبرت نہیں پکڑتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلِئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتِ : مامورِ اللہ کے وقت القادریا خواب میں  
 مردوں کے ذریعہ ہدایت کی بات سُنتے ہیں یا دیگر دلائل و حجج و نشانات دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی نہیں مانتے۔  
 (تشنید الاذیان جلد ۹ نمبر ۱ ص ۴۵۳)

۱۱۳۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

شَيْطَانٍ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى  
 بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا . وَلَوْ شَاءَ

رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝۳۳

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا : ایسے ہی بدکار لوگ پھر بڑھتے بڑھتے انبیاء کے انکار پر کمر باندھ لیتے ہیں۔  
 شَيْطَانٍ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ : بعض اپنے تئیں ظاہر طور پر مقابل کرتے ہیں۔ بعض چھپے رہتے  
 ہیں اور خبیثتِ رحوں کا ان سے تعلق ہو جاتا ہے۔

زُخْرُفَ الْقَوْلِ : کلمے سازی کی باتیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

الْإِنْسِ وَالْجِنِّ : اوسط درجے کے لوگ اور اعلیٰ درجے کے لوگ۔ (تشنید الاذیان جلد ۹ ص ۴۵۳)  
 وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ : یہ جملہ شرطیہ ہے اور اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر ہم چاہتے  
 تو ایسا کر سکتے۔ لیکن باری تعالیٰ نے علی العموم لوگوں کو ہدایت محض اور ضلالت محض پر مجبور نہیں کیا۔ اور  
 نہ حکمتِ ایزدی اس امر کی متقاضی ہو سکتی تھی۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو وہ شرک  
 نہ کرتے (انعام، ۱۰۸) یعنی ان کو ہدایت محض پر مجبور و مخلوق کر دیتے۔ (فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد ۱ ص ۱۶۳)

۱۱۵-۱۱۶۔ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكْمًا وَهُوَ الَّذِي

أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا، وَالَّذِينَ  
اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابُ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ  
رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٥﴾  
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدًا، لَا

مُبَدَّلٍ لِكَلِمَتِهِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٦﴾  
اَنْزَلَ اِلَيْكُمْ الْكِتَابَ، بکاریوں کے علم کے لئے فرماتا ہے کہ اس کتاب کی طرف توجہ کرو۔  
مُفَصَّلًا، جس میں نیکی بدی کی تفصیل جدا جدا دی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
الْكِتَابَ مُفَصَّلًا، قرآن یا آیات کو مجمل کہنے والے غور کریں۔ (تشیخ الذہان جلد ۹ ص ۲۵۳)  
وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَعَدًا لَا مُبَدَّلَ لِكَلِمَتِهِ، تیرے رب کی بات  
پوری سچ ہے۔ انصاف کی۔ کوئی بدلنے والا نہیں اس کے کلام کو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴۴)

۱۱۷۔ وَإِنْ تَطِعْ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ  
إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٨﴾

إِلَّا الظَّنَّ، اکثر لوگ اپنی ٹکل بازی سے نیکی بدی کی تشریح کرتے ہیں اور یہ راہ بالکل غلط ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کی راہ سے ہٹا کر تباہ کر دیں۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۷)

۱۱۹۔ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِّرَ اسمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ

بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾  
فَكُلُوا، جس طرح ایک جانور خاموش مالک کے آگے گردن رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح مومن کو



چلہیئے کہ وہ اپنے مولیٰ کے آگے سر رکھ دے۔ چونکہ جانور پر مولیٰ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں اس کے ذریعہ میں ایک تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔

حرمت کے چار قاعدے ہیں۔ ایک وہ حرام ہے جو انسان کی جان کو ہلاک کر دے مثلاً مردار۔ دوم وہ جو اخلاق میں شہوت و غضب کو بڑھائے مثلاً سوڑ۔ سوم وہ جو طبعی قوتوں کو برباد کر دے مثلاً لہو۔ چہرہ تشنچ۔ استرخا پیدا کرتی ہے۔ جو قومیں مردار۔ خون۔ سوڑ۔ غیر اللہ کے نام کا استعمال کرتی ہیں۔ ان میں الہیات کے سمجھنے کی قوت نہیں رہتی۔ چہارم جو غیر اللہ سے تقرب اور حاجت روائی کے لئے ذبح کیا جاوے اور یہ شرک ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۱۔ وَذُرُوا ظَاهِرَ الْأَثَمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ

الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْأَثَمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا

يَفْتَرِفُونَ ۝۱۳۱

وَذُرُوا ظَاهِرَ الْأَثَمِ وَبَاطِنَهُ : گناہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ظاہر کسی کا مال چرایا۔ دکھانے دیا۔ جھوٹ بول لیا۔ ایک باطن یعنی مخفی گناہ مثلاً کینہ، بغض، حسد، تکبر، دوسرے کی تحقیر، حرص، کفر، بعض لوگ خدا کے منکر ہیں بعض منکر نہیں۔ مگر مان کر پروا نہیں کرتے بعض اس خدا کے برابر کسی اور کو بھی قرار دیتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ جیسے بادشاہ کے پاس بغیر وزیر نہیں جاسکتے ویسے ہی خدا کے حضور بجز وساطت نہیں جاسکتے۔ یہ مثال غلط ہے کیونکہ بادشاہ بوجہ بشریت و عدم اطلاع معذور ہے۔ مگر خدا تو سب کی سُنا ہے۔ چھت کے لئے بے شک سیرھی کی ضرورت ہے مگر خدا تو اقرب سے اقرب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ : اب عام اصول بتلاتا ہے۔ کہ جو گناہ کرے اس کے نتائج ضرور جگتے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ عفو نہ کرے۔ جن لذتوں کیلئے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہی اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۲۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَكُمْ يَذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ

عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِشْقٌ ۚ وَإِنَّ الشَّيْطَانِ لَيُؤْخَذُ

إِلَىٰ أَوَّلِيَّيْنِهِمَا لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ  
إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿۱۳۳﴾

لِيُجَادِلُوْكُمْ: مثلاً چوڑے کہتے ہیں کہ خدا کی مادی حرام اور تمہاری ذبح کی ہوئی حلال؟ حالانکہ یہ انکی غلطی ہے۔ ایک محبوب کے نام پر گشتہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۳۔ اَوْ مَنْ كَانَ مِثْلًا فَاحْيَيْنَهُ وَجَعَلْنَاهُ نُورًا  
يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ  
لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا، كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْغَافِرِينَ  
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۴﴾

مِثْلًا: أَخَذَ جُكْمٌ مِنْ بَطُونٍ أُمَمَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا (نحل: ۹۰) میں اس کی تفسیر ہے۔ جب تک انسان خدا کی فرماں برداری کی تہ کو نہیں پہنچتا۔ مڑو رہی ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں خدا کی عظمت و جبروت کو سمجھتا ہے۔ زندہ ہوتا جاتا ہے۔

وَجَعَلْنَاهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ: عقل و سمجھ و سچائی و کتاب الہی کا علم۔ لوگوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو افراد قوم۔ ملک کی بہتری تو کجا اپنی بہتری کو بھی نہیں سمجھتے۔ جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا: ہر روز سوچو کہ یہ نسبت کل کے تم نے خدا سے نزدیک ہونے یا مخلوق پر شفقت کرنے میں کیا ترقی کی؟ تا سمجھ آئے کہ ظلمات سے نور میں یعنی بے تمیزی سے تمیز میں کہاں تک پہنچے۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے مَنْ اسْتَوَا يَوْمًا فَهُوَ مَغْبُوتٌ۔ پس تم ضرور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اور ایک پہچان "نبوت" کی بتلائی ہے۔ وہ یہ کہ اکابر جو ہوتے ہیں وہ انبیاء سے قطع تعلق کرنے والے ہوتے ہیں۔ تم خدا کی بڑائی کیلئے دعا کرو۔ پھر تمہارے بھی دشمن ہو جائیں گے۔

میرے سامنے کسی نے سوال کیا۔ کیشپ دیانند۔ سرسید۔ مرزا صاحب چاروں اصلاح کے مدعی ہیں ان میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا یہی کہ اکابر صرف مرزا صاحب کے دشمن ہیں!

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۵۔ وَإِذَا جَاءَ ثَمَرُ أَيْسَ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ

حَتَّى نُوْثِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ۚ اللَّهُ

أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۚ سَيُصِيبُ

الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ

شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝

حَتَّى نُوْثِيَ، ہم کو بھی الہام ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے زمیندار مال گزری دھول کر نیولے کو کہے۔ اگر بادشاہ نے یہ روپیہ لینا ہے تو وہ خود میرے گھر کیوں نہیں آتا؟  
۱۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی پہچان کا ذکر کرتا ہے۔

۲۔ بعض صحبتیں۔ مکان۔ دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے تعلق بدی کی طرف رغبت و لاقاہ ہے ۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں ستر بار سے زیادہ استغفار فرماتے تھے تاکہ قلب پر زین لگ سکے۔ ۴۔ استغفار بہت ضروری ہے۔ ورنہ ریت پڑتے پڑتے ختم۔ قفل تک نوبت نہیں ہوتی ہے۔ ۵۔ جو لوگ ہدایت پانے کے قابل ہوتے ہیں وہ حق بات کے ماننے کیلئے ہر وقت بشرح صدر تیار ہوتے ہیں جیسے ابراہیمؑ نے اسلمہ کے جواب میں اسلمت (البقرہ ۱۲۲) کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ، جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے پھر جی لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا۔ انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔ (الحکم، ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء ص ۳)

سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا، اب پیچھے کی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے یہاں اور عذاب سخت بدلہ حیلہ بنانے کے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۷)

۱۲۶ تا ۱۲۸۔ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ

صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُخْلِعَ يَجْعَلَ  
 صَدْرَهُ ضَيْقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ  
 كَذَلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا  
 يُؤْمِنُونَ ﴿٣٨﴾ وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا  
 قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَكْذِبُونَ ﴿٣٩﴾ لَهُمْ  
 دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا  
 يَعْمَلُونَ ﴿٤٠﴾

حَدَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ : پہاڑ میں مصلوان۔ تنگ راستہ۔ خاردار جھاڑیوں سے  
 پر۔ پھر اس بُندی پر چڑھنا پڑے تو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی اس آدمی کا حال ہے۔  
 لَا يُؤْمِنُونَ : اضلال کن کا ہوتا ہے۔ جن کا سینہ حق بات کے مننے سے تنگی کرے۔  
 يَكْذِبُونَ : اُنہی یَتَذَكَّرُونَ اُمِرَی۔ (جو میرے احکامات کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ مرتب)  
 لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ : احکام الہی کے مننے کا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دنیا میں۔ قبر میں۔ قیامت میں  
 پُل صراط میں۔ جنت میں سلامتی کا گھر ملتا ہے۔ پھر خدا اس مومن کا والی ہو جاتا ہے۔  
 هُوَ وَلِيُّهُمْ : ایسے مومن پر خواہ کس قدر مصیبتیں آئیں وہ سلامتی سے نکل جاتا ہے۔ وہ ظلمات  
 سے بتدریج نکلنا رہتا ہے۔ کئی قسم کی ظلمتیں ہیں۔ ۱۔ ظلمتِ جہل۔ ۲۔ ظلمتِ رسم و عادت۔ ۳۔ ظلمتِ حب  
 (حُبِّكَ الشَّيْءِ يُعْمَى وَيُصَدِّقُ) ۴۔ ظلمتِ افلاس و دولت ۵۔ ظلمتِ مجلس ۶۔ ظلمتِ شرک (جس نے  
 عیسائیوں کی عقل دین کے بارے میں باوجود اس درجہ ترقی صنعت و حرفت کے مار دی ہے)

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

يَشْدَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ : فرماں برداری کے لئے سینہ کھل جاتا ہے۔ وہی ہدایت پاتا ہے۔  
 (تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۲۵۳)

وَكَذَلِكَ نُورِيْكَ بَعْضَ الظُّلُمَاتِ ۱۳۰۔

بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۳۱﴾  
 نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا: جب تم پر حکم ظالم ہو تو استغفار کرو کیونکہ ظالموں پر حکم ظالم  
 ہوتا ہے۔ (تشیذ الاذان جلد ۹ ص ۴۵۳)

۱۳۱، ۱۳۲۔ يَمْشِرَ الْجِبَ وَالْكَائِبِ الْفَرِيَا تَكُمُ

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ اٰمِيَةً  
 يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوا شَهِدْنَا  
 عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمْ الْحَيٰوةُ الْمَدْنٰى وَشَهِدُوْا  
 عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنْهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ ذٰلِكَ اَنْ  
 لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْفَرٰى يَظْلِمُ رَّ

اٰهْلًا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

انسان میں دو قسم کے قوی ہیں۔ ایک جن پر انسان کو مقتدرت ہے۔ دوسرے جن پر کوئی مقتدرت نہیں  
 پہلی قسم کے متعلق شریعت ہے۔ دوسری کے متعلق ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شریعت اس کے بارے میں حکم  
 دے تو وہ شریعت جھوٹی ہے۔ دیکھ لو رنگ۔ قد۔ اندرونی پٹھوں۔ ہڈیوں کے بارے میں کسی شریعت جھوٹ  
 نے حکم نہیں دیا۔ ہاں مشرک قوموں نے ایسے مسئلے گھڑے ہیں۔ مثلاً عیسائی کہتے ہیں "تین خدا ہیں مگر ایک  
 ہے" اس بات کو کوئی انسانی عقل باور نہیں کر سکتی۔ بت میں منتر پڑھنے کے بعد خدا آجانے کا مسئلہ بھی  
 ایسا ہی ہے۔

زبان دونوں قسم کے قوی کا مظہر ہے۔ کھٹے کو میٹھا نہ کہے گی۔ مگر خدا کو گالیاں دلو۔ اسی  
 آخری قدرت و تصرف کے متعلق اصلاح کے لئے اللہ رسول بھیجتا ہے۔ چنانچہ اس رکوع میں جن دونوں  
 امراء اور غریاء دونوں کو مخاطب کرتا ہے۔

رُسُلٌ مِّنْكُمْ: تم ہی میں سے رسول ہوئے۔ انبیاء امراء بھی ہوئے ہیں۔ جیسے سلیمان  
 غریاء بھی جیسے یحییٰ علیہ السلام۔



برہم سلسلہ رسالت کے منکر ہیں۔ وہ تمام انبیاء کو منقری قرار دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ انبیاء نے یہ کہنے میں کہ ہمیں خدا سے وحی ہوئی ہے دودھ مصلحت آمیز سے کام لیا ہے۔ پھر وہ ملائکہ کے منکر ہیں نہایت لطیف پیرائے میں اس اعتقاد کو انہوں نے شرک عظیم قرار دیا ہے۔ گویا تمام قسم کی نیکی کی تحریکوں کے مخالف ہیں۔

عَذَّتْهُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا، دنیا نے ان کو بڑا دھوکہ دیا ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی کھانا طلب کرتا ہے۔ پھر اس میں غضب پیدا ہوتا ہے پھر حرص۔ چنانچہ ایک پستان چوستا دوسرے پر ہاتھ رکھتا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے بھر پیدا کر لیتا ہے۔ پھر غضب کے ساتھ ساتھ حُب بھی بڑھتی جاتی ہے یہ سب قوتیں بھیجی کے کرشمے ہیں۔ پھر شہوت میں ترقی ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ ہم نوجوانوں کے ہر روز آنے والے خطوط میں پڑھ رہے ہیں۔ غرض کھانا پینا، بغض، عداوت، حُب، شہوت، حرص تو اپنے قبضہ جا لیتے ہیں اور انبیاء کی تعلیم اور عقل بعد میں آتی ہے۔ پھر یورپ، امریکہ کے لئے تو اور بھی مشکل ہے۔ وہ جب ہوش سنبھالتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی انسان کو خدا بنایا گیا ہے تو وہ اس لغو عقیدے کو دیکھ کر ان میں ہوش والے مذہب ہی کو ایک لغو اور جھوٹی چیز خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے توحید کی پاک تعلیم نہیں آئی۔ پھر موجودہ ساز و سامانِ رہائش کچھ کم غافل کر نوالا نہیں۔

غَافِلُونَ، جب تک خدا کی طرف سے غافلوں کو خبردار کر نوالا آنے جائے۔ عذاب نہیں آتا۔

(ضمیمہ اخبار ہدایت قادیان، ۲، ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۴: ۱۳۵- وَرَبُّكَ الْغَفِيْرُ الرَّحِيْمُ . اِنْ يَّشَأْ

يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢكُمْ مَّنۢ بَعْدَكُمْ مَّا يَشَآءُ

عَمَّا اَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمْ اَوْ اٰخَرِيْنَ ؕ

اِنَّ مَا تُوعَدُوْنَ لَآ ئَتِيْكُمْ

بِمُعْجِزَاتِنَا ؕ

اِنْ يَّشَآءُ يُذْهِبْكُمْ : چاہے تو کسی قوم کو تباہ کر دے۔

يَسْتَخْلِفُ : ایک قوم چلی جاتی ہے دوسری قوم اس کی جانشین ہوتی ہے۔ ان کا بڑا خلیفہ کہلاتا ہے۔ آدم کی خلافت کے مسئلہ پر اس آیت سے روشنی پڑتی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے اولمروں کو

بھیجتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۶۔ قُلْ يٰقَوْمِ اَعْمَلُوا عَلٰی مَا نَنْحِكُمَاۤ اِنِّیْ

عَامِلٌۢ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۚ مَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ

الدَّارِۤہِ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظَّالِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

عَلٰی مَا نَنْحٰکُمْ، اپنی پوری طاقت۔ پسے زور سے کام کرو پھر دیکھو۔ انجام بخیر کس کا ہوتا ہے ایک طرف ایک بیکس۔ کسمپرس انسان۔ ہے۔ دوسری طرف تمام امر لو و رو و ساو پھر دیکھو۔ کس تھدی سے کہا جاتا ہے۔ تم پورا زور لگاؤ۔ یہ نبی کی نبوت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء) جو مامور اور مرسل آتے ہیں وہ خدا ہی کے انتخاب سے آتے ہیں۔ مخالفت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہو اور وہ بتلاوے کہ یہ ہمارا انتخاب اور ہمارے لائے کا پورا ہے اسی لئے ان لوگوں کے بیرونی اور اندرونی دشمن پیدا ہو جاتے ہیں جن کو یہ لوگ بڑے زور سے حملہ دیتے ہیں۔ اَعْمَلُوا عَلٰی مَا نَنْحٰکُمَاۤ اِنِّیْ عَامِلٌۢ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ کہ تم اپنی جگہ کوئی دقیقہ میری تباہی اور ناکامی کا ہرگز نہ چھوڑو اور کام کئے جاؤ۔ اور میں اپنا کام کر رہا ہوں انجام کار خود پتہ لگ جاوے گا۔ کہ مظفر و منصور کون ہے۔ (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء ص ۱۲)

۱۳۷۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَّآءُ مِنَ الْحَرْثِ

وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِہِمْ

وَهٰذَا لِشُرَکَآئِنَاۤ ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَکَآئِہِمْ فَلَا

یَوصِلُ اِلٰی اللّٰہِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰہِ فَہُوَ یَوصِلُ اِلٰی

شُرَکَآئِہِمْ ۚ سَاءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

وَجَعَلُوا لِلّٰہِ، جو لوگ شریعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہیں بھی کسی نہ کسی اصل یا رسم پر چلنا ہی پڑتا ہے۔ پس انسان کیوں شریعت کا پابند نہ ہو۔ جس کی پابندی مشرک ثمرات کثیرہ و برکات متعددہ ہے۔

ایک شخص کو جو قرآنی احکام کی تعمیل کو بہت بھاری سمجھتا تھا۔ میں نے قائل کیا کہ تم جس سررشتہ کے ملازم ہو۔ اس کے، پھر میونسپلٹی کے قوانین کے، پھر گورنمنٹ کے قوانین کے ماتحت ہو۔ کیا ان سب کا حجم قرآن سے زیادہ نہیں۔ اس پر اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ ورنہ میں نے اسے کہنا تھا۔ تم نیچر کے ذوق کے قوانین کے ماتحت ہو۔ قرآن کریم نے کیا لطیف فرمایا ہے۔ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَنْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (الرحمان: ۳۳)

غرض جو لوگ شریعت کو چھوڑتے ہیں۔ وہ اس سے دوچند۔ سہ چند رسوم کی مشکلات میں پھنستے ہیں اور دکھ اٹھاتے ہیں۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ : دیکھئے زکوٰۃ نہ دی تو کس گمراہی میں پڑے۔

بِشُرَكَآءِنَا : ہمارے قرار داد مہیا خدا فرماتا ہے، ہمارے شرکاء  
يَصِلُ اِلٰی شُرَكَآءِهِمْ : خدا کا حصہ بھی انہی ہنشتوں کو دے دیا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدلتہ قلوباں ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ وَكَذٰلِكَ ذَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

قَتَلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآءُهُمْ لِيُزِدُوْهُمْ وَا

لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ، وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا

فَعَلُوْهُ فَذَرٰهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

قَتَلَ اَوْلَادِهِمْ : ہندوؤں میں ایسے کئی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک ہنست آیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ ہم ماس کھاتے ہیں۔ اور ماس بھی تمہارے بیٹے کا۔ شرط یہ ہے کہ قیمہ بناتے ہوئے خوشی کے گیت گاؤ۔ اس پر معتقد یہ نے ایسا کیا ہے۔ پھر تم نے سنا ہوگا کہ یہ فلاں بزرگ کا تو شر ہے۔ اس میں فلاں فلاں آدمی شریک نہیں ہو سکتے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتہ قلوباں ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ : اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کلم نہ کہتے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۳)

۱۳۹۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ جَنَّتٍ مَّعْرُوْۤسَتٍ

وَاٰخَرُ مَعْرُوْۤسَتٍ وَالتَّخْلُ وَالزَّرْعُ مُخْتَلِفًا

أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالزُّمَانُ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ  
 مُتَشَابِهٍ، كُلُّوْا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ  
 يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا، إِنَّهُ لَا يُحِبُّ  
 الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۳﴾

مَعْرُوضَتِ، چھری والے جیسے انگور کی بیل۔ گلو کی بیل۔  
 غَيْرَ مَعْرُوضَتِ، حمہ کی بیل نہیں ہوتی۔ مثلاً گلاب، خنبیلی۔ انب۔ سنگترہ۔ کھجور۔  
 مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ، پاول کامزہ اور ہوتا ہے باجمے اور مکی کا اور۔  
 وَالزَّيْتُونَ، مثلاً بادام۔ اخروٹ اور چکنائی والے درخت۔  
 لَا تُسْرِفُوا، خطا کاری مت کرو۔ یعنی کھانا اور کھانا مگر بھوکوں کا خیال نہ کرنا۔  
 (ضمیمہ اخبار ہند قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۳، ۱۴۴- وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا، كُلُّوْا  
 مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ،  
 إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۳۴﴾ ثَمَنِیَّةَ أَزْدَاجٍ، مِنْ  
 الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ، قُلْ ذَا  
 الذِّكْرَيْنِ حَرَّمَ مَا مَلَآ الثَّيْبَيْنِ أَمَا اسْتَمَلْتُمْ  
 عَلَيْهِ أَثَحَامَ الْأُنْثَيَيْنِ، نَبِّغُوْنِي بِعَلْمٍ إِنْ  
 كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۵﴾

حَمُولَةٌ: لادو جانور ۱۔ جو سواری کے قابل ہیں ۲۔ بار برداری کے لائق ۳۔ ہل جوتے یا کنواں چلانے کیلئے۔

فَزَشًا: وہ جانور جو چلے اور زمین کو لگے۔ مثلاً بھیڑ۔ بکری۔ خرگوش۔

(ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
(تشیذ اللذبان جلد ۹ ص ۲۵۳)

الضَّانُّ: دُنبے

ثَمْنِيَّةٌ اَزْوَاجٌ مِّنَ الضَّانِّ اثنین و مِّنَ الْمُعْزِ اثنین: پیدا کئے آٹھ تر لود مادہ  
بھیڑ میں سے دو۔ اور بکریوں میں سے دو۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۳۵)

۱۴۶۔ قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰی

طَاعِعٍ يَّطْعَمُهُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلَهُ اَوْ دَمًا

مَسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خَنْزِيْرٍ فَاِنَّهُ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا

اَوْ اَهْلًا يَغْيِرُ اللّٰهُ بِهِۦۤ، فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ

لَا عَادَۃَ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

عَلٰی طَاعِعٍ يَّطْعَمُهُ: شرفلو میں جو کھائی جاتی ہے۔ ان میں کوئی حرام نہیں۔ سوائے  
دَمًا مَسْفُوْحًا۔ خون باریک عضو کو ہلاک کرتا ہے اور اس میں زہر ہوتی ہے۔

لَحْمَ خَنْزِيْرٍ: کیونکہ اس سے شہوت، غضب، الہیات سے دودی ہوتی ہے خنزیر خود  
قوموں کو دیکھ لو۔ (ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہے اس کی تفصیل بھی کر دی ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔

قُلْ لَا اَجِدُ فِي مَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِعٍ يَّطْعَمُهُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلَهُ

دَمًا مَسْفُوْحًا۔ تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کھانے والے پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے  
مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو۔

اگر وید کو پڑھو۔ اس میں بھی تو لکھا ہے کہ خون میں اقسام اقسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب

کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں۔ منجملہ ان کے کاربالک ایسڈ اور ٹوین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا سترخلہ



اور تشنچ پیدا ہوتے ہیں۔ (نور الدین ایلیش سوم ص ۱۵۰)  
غیر باغ، ولی خواہش نہ ہو۔ (تشیخ الافان جلد ۹ ص ۲۵۳)

۱۴۷۔ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ.  
وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا  
حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَامِ أَوْ مَا اخْتَلَطَ  
بِعَظْمٍ ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَإِنَّا  
لَصَادِقُونَ

جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ: جس طرح یہ لوگ انسان کو بعض چیزیں بتائی جاتی ہیں اور وہ  
وقتی بات ہوتی ہے۔ اسی طرح یہودی قوم پر ایک وقت وہ تمام چیزیں حرام کر دی تھیں جن کے ناخن  
تھے اور منجملہ ان کے اونٹ بھی تھا اور انکی چڑیاں سوائے پیٹ کی چربی کے باجوہ انٹرویلوں سے ملی ہوئی  
ہو یا پڑی سے لگی ہوئی ہو۔ یہ سب منہا ہی صرف وقتی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۱۰ء)

۱۴۹۔ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا  
أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ.  
كَذَلِكَ كَذَبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّى  
ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ  
فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ  
أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ

مشرک بول اٹھیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا سے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی  
شے کو حرام کرتے۔ ان سے پہلوں نے ہی ایسا ہی کہا۔ یہاں تک کہ ہماری سزا کا مزہ چکھا۔ اسے نبی الٰہی سے

کہہ تمہارے پاس کوئی اس بارہ میں علم ہے تو لاؤ ہمیں نکال کر دکھاؤ۔ تم تو ظن کے نیچے لگے ہو اور انگلیں لگا رہے ہو۔ اے نبی کہہ (جب تمہارے پاس اس اپنے دعویٰ کے کہ اللہ کی مرضی سے شرک ہوتا ہے، کوئی دلیل نہیں اور تم جھوٹے نکلے) تو پورا غلبہ اللہ کو حاصل ہے۔ اگر اسکی مشیت ہوتی تو تمہیں ہدایت دیتا۔ (نہ یہ کہ شرک کروانا جیسا تمہارا گمان ہے) شَاءَ (تصدیق برائیں احمیہ ص ۱۳۷)

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا، اس اعتراض کے مفصلہ ذیل جواب دیئے ہیں۔ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (الانعام: ۱۵۰)  
 ۱۔ اَشْرَكُوا کہا ۲۔ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ (الانعام: ۱۴۹) ۳۔ ذَاتُوا بَاسَنَا (الانعام: ۱۴۹) ۴۔ فَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (الانعام: ۱۵۰) ۵۔ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمْ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ (الانعام: ۱۵۱) ۶۔ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ (الانعام: ۱۵۱) ۷۔ وَهُمْ يَرْتَابِعُهُمْ تَعَادُلُونَ (الانعام: ۱۵۱)

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ: یعنی کہی اللہ تعالیٰ نے اپنی طاقت سے تمہیں کان سے پکڑ کر نیکی سے روکا ہے یا بدی کی طرف چلایا ہے؟ اگر ایسی بات ہے تو ثبوت پیش کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا، جبری مذہب آج کل بڑھ گیا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ انکی محنت باری دینی کاموں میں ہوتی ہے۔ مگر دنیا کے کاموں میں ہوشیار۔

دلائل دیئے ہیں۔ ۱۔ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۲۔ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۳۔ أَبَاؤُنَا اپنے بڑوں کو بھی لپیٹ لیا۔ ۴۔ خَدَمْنَا ۵۔ كَذَّبَ الَّذِينَ يَعْنِي تَم نے سببیوں کو جھٹلادیا ۶۔ ذَاتُوا بَاسَنَا۔ ایسے لوگوں کو سزا ملی ۷۔ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ اپنا علم دلائل دیکھو کیا وہ جبراً تمہیں شراب خانوں یا چوریوں کی طرف لے جاتا ہے؟ اور نیکیوں سے روکتا ہے؟ علم کی بات کرو۔ إِلَّا الظَّنَّ اس دعویٰ کی بنیاد ظنیات پر ہے

إِلَّا تَخْذُلُون، انکل پچو باتیں کرتے ہو۔ (شہید الاولیاء جلد ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۴۵۳)

۱۵۰۔ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ، فَلَوْ شَاءَ

لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ □

لَقَدْ سَكُنْتُمْ أَجْمَعِينَ، جب وہ ہدایت پر جبر نہیں کرتا۔ تو بانی پر کیوں جبر کرنے لگا۔ اگر ہم مجبور کرتے تو بہر حال نیک بات پر کرتے۔ کیونکہ ہم مقدس ہیں۔ نیکی پسند کرتے ہیں۔  
(تشمیدالاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۱۵۲۔ قَدْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَا لَوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا،

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ كُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَزَرُكُمْ

بِمَا هُمْ، وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ

مَا بَطْنٌ، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا

بِالْحَقِّ، ذَلِكُمْ وَضَعَتْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۲﴾

دنیا میں وہ قسم کے لوگ ہیں اول جو دوسرے لوگوں کے تجاربے سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی باتوں کو مانتے ہیں۔ دوم وہ جو اپنے تجربے اور اپنی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ عقل مندی کا کام یہ ہے کہ جو صدائیں دنیا میں تسلیم ہوئی ہیں۔ ان کو مان لیں۔ پس انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے (جو صدائیں اور تجربات کا مجموعہ ہیں) ضرور فائدہ اٹھاؤ۔

أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، شرک چار قسم کا ہے۔ ۱۔ شرک فی الذات ۲۔ شرک فی الصفات شرک فی الافعال ۳۔ شرک فی التعظیم۔ یہ چوتھا شرک عام ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، ۱۔ ایسی دعا کھانا کہ حمل گر جائے ۲۔ دختر کشی ۳۔ اولاد کی بربادی

نہ کرنا۔

مَا ظَهَرَ مِنْهَا، زنا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ گالیاں۔

وَمَا بَطْنٌ، کینہ۔ کپٹ۔ بغض (ضمیمہ اخبار بدہر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں سانچہ کرنے کو۔ کسی کو کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تَعَالَى الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْلَمُونَ (الانعام ۱۸۱) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اس کی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہو۔ یہ شرک میں

نے کسی سے نہیں سنا۔ ثنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں دنیا کے مدد خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا۔ ایک نور کا۔ مگر  
 برابر وہ بھی نہیں کہتے۔ (بند ۱۲، ج ۱، ص ۱۹۱)

۱۵۳۔ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالنَّهْيِ رَحِمٍ  
 أَحْسَنَ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ . وَ آذُوا الْكَفَلَ  
 وَالْيَتِيمَ بِالْهَيْسِ . لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا  
 وُسْعَهَا . وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ .  
 وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا . ذَٰلِكُمْ وَضَعَتْهُ لَعَلَّكُمْ

تَذَكَّرُونَ ﴿۱۵۳﴾

لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا . اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیتا جو اس کے لئے  
 موجب تکلیف ہو۔ (ضمیمہ اخبار بندہ قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اور جب بات کہو تو حق کی کہو۔ اگرچہ ہو اچھے ناتے والا اور اللہ کا قہر پیدا کرو۔ یہ تم کو کہہ دیا  
 ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۲)

۱۵۴، ۱۵۵۔ وَأَن هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ .  
 وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ .  
 ذَٰلِكُمْ وَضَعَتْهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۵۴﴾ ثُمَّ آتَيْنَا  
 مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَ  
 تَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ  
 يُلَاقُوا رَبَّهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۵﴾

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ - لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (مکتبہ)۔ اس کا اختلاف نہیں۔ ہدایت کی راہیں اور گمراہی کی راہیں الگ الگ ہیں۔

عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ: اس بات کے بدلہ میں دی کہ وہ محسن بنا۔ (تشیخ القرآن جلد ۱ ص ۱۹۳)

۱۵۶- وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۵۶﴾

کِتَابٌ: کتاب بہت سی چیزوں کی جامع۔ کتبہ لشکر کو بھی اسی واسطے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو کتاب فرمایا ہے۔ کہ اس میں تعلیم اور دفعِ شبہات کیلئے ایسے شکر موجود ہیں جو شبہات مٹانے کیلئے بہت ہیں۔

مُبَارَكٌ: اپنی برکتوں میں بڑھتی ہے گیدڑکے کا لفظ جس کے معنی حوض کے ہیں اسی سے نکلا؟  
(ضمیمہ اخبار ہند قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۲- قُلْ إِنِّي هَدَيْتُنِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ ۖ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا.

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۱۶۲﴾

رسول اللہ ﷺ کے اپنے دعویٰ نبوت میں متروکہ نہ ہونے پر دلائل پیش کرتے ہوئے فرمایا۔  
قُلْ إِنِّي هَدَيْتُنِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۖ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا۔ بیشک وہی مجھے راہ بتائی میرے رب نے سیدھی راہ۔ ٹھیک اور درست دین کی جس کا نام ابراہیمی دین ہے (اسلام)۔ ایک طرف کلاویں۔ ہر طرح کے شرک سے بالکل پاک۔

(ایک عیسائی کے تین سوال اور انکے جوابات ص ۵)

۱۶۳، ۱۶۴- قُلْ إِنِّي صَلَّيْتُ وَأَسْكُنْتُ وَمَخَيَّيْتُ وَمَمَّارْتُ

بِلِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۳﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ



## وَأَنَا أَذِلُّ الْمُسْلِمِينَ □

کہہ میری نکلنا اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنے اللہ کیلئے ہے۔ جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۲)

میری نکلنا۔ میری قربانی۔ میرا جینا اور میرا مرنے اللہ کے ماتھے پر جو پروردگار ہے جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا فرمان بردار ہوں۔

..... جیسے ہمارے سب کام الہی رضامندی کیلئے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں۔ سجدہ ہو تو اسی کا۔ تعظیم ہو تو اسی کی۔ ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۴۸)

## سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ الْقَصَصُ ﴿۱﴾

اَنَا اللَّهُ اعْلَمُ : صادق القول - صادق الوعد (ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
 ص کے معنی اَقْبَلُ - اَصْوَرُ - اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائل نبوت دیئے۔  
 (تشیذ القرآن جلد ۹ نمبر ۹ ص ۲۵۳)

۳۔ اَتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا

تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ اَوْيَاءَ قَلِيلًا مَّا

تَذَكَّرُونَ ﴿۲﴾

مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ : صرف نبی کریم پر انزال نہیں ہوا۔ بلکہ کُتُب ظاہر کرتا ہے کہ اور بھی اس  
 نعمت سے سرفراز ہوئے۔ گویا الکی طرف بھی نازل ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۔ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ اِذْ جَاءَهُمْ بِاسْمِنَا اِلَّا

اَنْ قَالُوْا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ ﴿۳﴾

دَعْوَاهُمْ : ان کا عند (ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۹۔ وَالْوِزْنُ يَوْمَئِذٍ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنْ ثَقُلَتْ

مَوَازِينُهُ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۴﴾

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ : یعنی جس کی میزانیں بھاری ہوں گی۔ (نور الدین پیدیشی ص ۱۳۳)

جب انسان سکھ میں اور عیش و عشرت اور ہر طرح کے آرام میں ہوتا ہے۔ سب قوی اس میں موجود ہوتے ہیں۔ کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔ اس وقت استطاعت اور مقدرت ہوتی ہے جو خدا کے حکم کی نافرمانی کر کے حظ نفس کو پیدا کرے اور کچھ دیر کے لئے اپنے نفس کو آرام دے لے۔ پہاگر اس وقت خدا کے خوف سے بدی سے بچ جاوے اور اس کے احکام کو نگاہ میں رکھے تو اللہ ایسے شخص کو وہ موت دیتا ہے جو مسلمان کی موت ہوتی ہے۔ اگر وہ اس وقت مرے گا جب کہ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ یعنی جب اس کی ترازو زور والی ہوگی تو وہ باہر لو ہوگا اور مسلمان کی موت مرے گا۔ ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ مرتے وقت عورتیں پوچھتی ہی رہتی ہیں کہ میں کون ہوں؟ دوسری کہتی ہے۔ دس کھان میں کون ہوں؟ تیسری پوچھتی ہے دستو کھان جی میں کون ہوں؟ اور اسی میں ان کی جہان نکل جاتی ہے۔ (الحکم ۳۱، اگست ۱۹۰۷ء ص ۱۱)

۱۰۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ﴿۱۰﴾

ہا ایتینا یظلمون، آیات سے مراد ہے اللہ کے پاک انسان۔ اللہ کا پاک کلام۔ ساری دنیا اور تمام نبوت۔ (ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲، ۱۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدْوا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبٰلٰیْسَ ۖ لَمْ يَخُفْ مِنْ السَّجْدَةِ ۙ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذَا اَمَرْتُكَ ۙ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ۖ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

نور محمد کعبہ کا طوائف ننگے ہو کر کرتے تھے یہ سمجھ کر کہ جو کپڑوں میں ہم نے گتہ کئے ہیں ان کے ساتھ کیسے طوائف کریں۔ اس لئے ان دو رکوعوں میں لباس کے متعلق ذکر آئے گا۔

اَسْجُدْ ذَا الْاِلاٰهَةِ : یاد رکھو۔ آدم کا والد بھی آدم ہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدّہ قادیان ستمبر ۱۹۹۹ء)  
اِذَا مَرَّتْكَ : شیطان کو خصوصیت سے حکم سجدہ! یاد رکھو۔ (تشیخ القرآن جلد نمبر ۱ ص ۴۵۴)

قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٥﴾ قَالَ

إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ﴿١٧﴾

مجھے بعثت کے دن تک مہلت دے (کہا یہ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک مدد حاصل دی گئی۔

تصدیق پراپیسی احمدیہ ص ۲۲)

إِلَى يَوْمٍ يَبْعَثُونَ، یعنی وہ وقت جب انسان خدا تعالیٰ کے ماتھے سے از سر نو زندہ ہوگا ہے اور شہوت غضب کے ساتھ مقابلہ کر کے فخر مند ہو جاتا ہے۔

مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ : یہ قابلِ غصہ ہے کیونکہ اس کے ساتھ یَبْعَثُونَ نہیں فرمایا۔ پس اگر یَبْعَثُونَ سے قیامت مراد ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۱۳ ستمبر ۱۹۹۰ء)

قَالَ فِيمَا آغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ - ۱۸۱۷

صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ لَا تَجْنَهُنَّ مِنْ بَيْنِ

أَيُّ يَوْمٍ دَمِنَ خَلْفِهِمْ دَعْنِ أَيَّمَا يَوْمٍ دَعْنِ

شَمَاءِ عَلَيْهِمُ. وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٨﴾

فِيمَا اَغْوَيْتَنِي : یہ شیطان کا قول ہے اور وہ مجھوتا ہے۔

لَا تَيِّنُّهُمْ : اوپر کی طرف کا ذکر نہیں کیا کہ وہاں شیطان کا غلبہ نہیں۔

(تشعین الافان جلد ۹ نمبر ۲۵۴)

عَنْ شَمَّائِيلٍ، أَتَنِي دَائِمًا بِأُثْنَيْنِ كَاذِبَيْنِ، مَكَرٍ أَوْ بَرٍّ كَاذِبَيْنِ، لَيْسَ بِنَاسٍ

نہ سمجھے کہ شیطان سے گھر گیا۔ بلکہ آسمانی فضل اور خوف الہی کی جانب شیطان سے بھڑا اللہ خالی ہے

( اخبار دبیر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء )

۲۲- وَقَا سَمَهُمَا رِئِي لَكُمْآ لِمِنَ التَّوْحِيدِ ﴿۱۷﴾

حضرت آدم شیطان کی ناراستی اور قسم پر دھوکا کھا جاتے تو ممکن تھا کیونکہ نیکوں کے نیک گمان چوتھیں نیک آدمی غیور کی باتوں پر اپنے گمان کے سبب غلطی کھا سکتے ہیں۔ شیطان نے تو حضرت آدم سے قسم کھائی تھی جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔

وَقَاَسَمَهُمَا اِنِّي لَعَلَّمَا لِمَنِ النَّصِيحَيْنِ فَاذْلَمَا بَعْضُهُمَا

اُن سے قسم کھا کر کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکے کی راہ دکھائی۔ مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نہ شیطان کے دھوکے میں آئے۔ ہاں جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بھول گئے جیسے عنقریب آئے اور اس درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حرم اور عدم احتیاط کے باعث اس ملک کے قیام سے روکے گئے جہاں مقیم تھے۔

(تصدیق برائیں ص ۱۲۶)

۲۲۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَان لَّنَا تَغْفِرْ لَنَا

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

حضرت آدم علیہ السلام نے ..... اپنی کمزوری اور نقصان نہ ہونے کا اقرار کیا اور خدا کی کمزوری سے محفوظ رکھنے والی اور نیک اعمال پر پاک نتائج مرتب کرنیوالی صفت سے استدعا کی ہے۔

(تشمیذ اللغات جلد ۱ ص ۱۳۲)

انسان کو چاہیے یہ دعا کرے۔ اپنا منعم علیہ بنائے مگر ان انعام کے گیوں سے کہ جس پر تیرا نہ غضب کیا گیا۔ نہ وہ مجھ سے بھٹکے۔ قرآن کی اتہام دعا یہ ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اول البشر آدمؑ نے بھی دعا کی رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔ ہمارے نبیؐ کا آخری کلام بھی دعا ہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحَقْنِيْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ جو لوگ دعا کے ہتھیار سے کام نہیں لیتے۔ وہ بد قسمت ہیں۔ امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ (بدرد ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۱)

۲۶۔ قَالَ فِيْهَا تَخْيُوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا

تُخْرَجُوْنَ ﴿۳۴﴾

میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل



کہ اور فرمایا کہ قرآن کے بعد اگر کوئی کتاب ہے تو بخدا ہے۔ اس نے تین دعوے کئے اول حضرت عیسیٰ مر گئے اس کے دلائل و اصول بتائے اور قرآن سے ثابت ہوئے کہ واقعی مر گئے جیسے فیتھائٹھون و فیتھائٹھون و فیتھائٹھون۔ اَللّٰہُ نَجْعَلِ الْاَنْفُسَ كِفَلًا وَاَمَّا اَنْفُسُکُمْ (۱۲) دوم ایک عیسیٰ کی آمد ہے اور فرمایا کہ وہ میں ہوں۔ ہم نے اس کو نشانوں سے ماما اور میں خود بھی نشان ہوں اور میرا گھر بھی نشانوں سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا جو کبھی موت سے بھاگتے ہیں وہ اس دنیا میں پھر نہیں آتے اس کو بھی ہم نے واضح طور سے اور بالکل قرآن کریم کے مطابق پایا۔

(الفصل ۱۲، نومبر ۱۹۱۳ء ص ۱۳)

۲۷۔ یَمَیْنِیْ اَدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا

یُوَارِیْ سَوَاطِیْعَکُمْ وَرِیْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰی

ذٰلِکَ خَیْرٌ، فَلَکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمْ

یَذْکُرُوْنَ

تین قسم کے لباس ہیں ۱۔ یُوَارِیْ سَوَاطِیْعَکُمْ ۲۔ وَرِیْشًا وہ لباس جو کہ جمع کے وہ عید کے دن۔ بیاہوں شادیوں کے موقع پر لیا جاتا ہے۔ یعنی زینت کا لباس ۳۔ تَقِیْعَکُمْ بَاسَکُمْ (النمل: ۸۲) جو لڑائی سے تم کو بچائے لِبَاسُ الْخَیْرِ وَالْبِرِّ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی

(ضمیمہ اخبار ہند، کلوان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ یَمَیْنِیْ اَدَمَ لَا یَفْرِتَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَا

اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا

لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا سَوَاطِیْعَہُمَا، اِنَّہٗ بِرُءُوسِکُمْ

ہُوَ وَفِیْہِ لَکُمْ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَہُمْ، اِنَّا

جَعَلْنَا الشَّیْطٰنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

مِنَ الْجَنَّةِ، جنت سے۔ بارغ سے۔ (ضمیمہ اخبار ہدیہ قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
سَوَاتِیْمَا : کمزوری۔ (تشیذ الزمان جلد ۹ ص ۴۵۳)

۲۹۔ وَإِذَا فَعَلُوا فَاجِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا

آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا، قُلْنَا اللَّهُ لَا يَأْمُرُ

بِالْفَحْشَاءِ، اتَّقُوا اللَّهَ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾

اور جب کریں عیب کا کام۔ کہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ  
حکم کیا تو کہا اللہ حکم نہیں کرتا عیب کے کام کو۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۶)

۳۱، ۳۰۔ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا

وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ

لَهُ الدِّينَ، كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿۳۲﴾ قَرِيبًا

هَذَا وَفَرِيقًا حَقٌّ عَلَيْهِمُ الْضَلَالَةُ، إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا

الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ

أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ﴿۳۳﴾

وَجُوهَكُمْ، اپنی ساری توجہ

حَقٌّ عَلَيْهِمُ الْضَلَالَةُ، اس فرجیم لگنے کے اسباب ہیں۔ ۱۔ ماں باپ بگاڑیں

۲۔ خوراک حرام کی ۳۔ پرورش بگاڑوں میں ۴۔ صحبت بد ۵۔ قمار بری ۶۔ حرام کھانا

(ضمیمہ اخبار ہدیہ قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ، انہوں نے بگاڑ شیطان کو رفیق اللہ کو چھوڑ کر

اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۱، ص ۱۶۲)

۳۲۔ یَسْرِقْ أَوْ مَخْذُ وَارِثَتَكُمْ عِنْدَ حُدِّ

مَسْجِدٍ وَكُلُّوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا، إِنَّهُ لَا

يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۲﴾

کُلُّوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ: کھاؤ اور پیو اور بے جا کھانے پینے سے بچو۔ اللہ نہیں پسند کرتا خطاکاروں کو۔ (نور الدین ایبٹش سوم ص ۱۳)

۳۳۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ

لِعِبَادِهِ مِنَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ، قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ

أَمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ.

كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾

تو کس نے منع کیا ہے وہ تو اللہ کی جو چیزیں اُس نے اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں کھانے کی۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴)

۳۴۔ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

وَمِنْهَا وَمَا بَطَّنَ إِلَّا أَنَا وَالنَّبِيُّ يَخْتَصِرُ الْحَقُّ وَإِنْ

تُشْرِكُوا بِاللهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَنًا وَإِنْ تَقُولُوا

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾

تو کہہ میرے رب نے منع کیا ہے حیاتی کے کام کو جو کھلے ہیں اُن میں اور جو چھپے ہیں اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کر دے اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ سمیٹ لوگو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۲۹ نیز حصہ اول ص ۵۵)

۳۵۔ قَالَ إِذْ خُلُوا فِي أُمُورٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

مِّنَ الْجِنَّةِ وَالنَّارِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ  
لَّعْنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا دَارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا  
قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولِهِمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا  
فَأْتِيهِمْ عَذَابًا مُّضْعَفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ يَكُلُّ يَضْعَفُ  
وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾

قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولِهِمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا: کہا پھلوں نے پہلوں کو۔ رب  
ہمارے! ہم کو انہوں نے گمراہ کیا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۹)

”اے عزیزو! اور دوستو۔ اپنی کمزوری کے رفع کرنے کیلئے کثرت سے استغفار اور لاجل پڑھو۔ اور  
رب کے نام سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تمہاری ربوبیت یعنی پرورش کرے۔ تم کو مظفر و منصور کرے تاکہ تم  
آئندہ آنیوالی نسلوں کیلئے نیک نمونہ بن سکو۔ وہ نہ ہو کہ خدا خواستہ لعنت اختہا کے مصداق ہو جاؤ جب  
دوزخیوں کا ایک گروہ دوزخ میں داخل ہوگا تو جو اس میں اول موجود ہوں گے وہ اسے لعنت کریں گے کہ ہم  
نے تو کچھ نہ کیا۔ تم ہی کرتے) جیسے آجکل کے رافضی ہیں۔ اس کا بچاؤ ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ سچی  
اتباع کرو۔ اپنے استغفار اور اپنے اجتہاد جس سے تم نفس کے دھوکہ میں آجاتے ہو دور کرو۔ آپس میں  
خوش معاملگی اور حسنی سلوک ہو تو۔ رنج و غل جسد کینہ سے بچو۔ (الحکم، ۱۷ جنوری ۱۹۰۵ء ص ۱)

۴۱۔ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا  
لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ  
حَتَّىٰ يُلَاحِظَ الْجَمَلَ فِي سِمَةِ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي

الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۲﴾

جَمَلَ: اونٹ کو بھی کہتے ہیں اور جہاز اور بڑی کشتیوں کے موٹے رستے کو بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۲۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ

نَفْسًا إِلَّا دُشَعَهَا: أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ، هُمْ فِيهَا

خَالِدُونَ ﴿۴۳﴾

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ: دجال نے اس شبہ کو بہت بڑھایا ہے۔ چنانچہ پوچھتا ہے کہ شریعت انسان کو کمزور ثابت کرنے کیلئے آئی ہے۔ یہ بالکل غلط ہیں۔ غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر اور نہایت بڑی معاملات پر اپنی رسوم میں عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے توشادی کو ایجاب و قبول اور غمی کو جتدہ اور اثاب اللہ پر ختم کر دیا ہے اور لوگوں کو ان کے دونوں امور میں جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں شریعت پر عمل مشکل ہے اور شادیوں کیلئے تو اپنی زمینوں تک رہی کر دینے سے نہیں جھکتے۔ کیا خط کے نام کچھ دیے کا حکم ناقابلِ برداشت کہا جاسکتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار سید قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۴۔ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ

تَجَرِيٍّ مِنْ تَحْتِهِمْ أَلا تَهْرُؤْ وَقَالُوا الْحَمْدُ

لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا ۖ وَكُنَّا لِنَهْتَدِيَ

لَوْ لَا أَن هَدانا اللَّهُ، لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا

بِالْحَقِّ، وَنُودُوا أَنِ اتَّبِعُوا الْجَنَّةَ أَذْهَبْتُمُوهَا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۴﴾

مِنْ غَلِيٍّ: دنیا میں دوزخ ہے کسی کا حسد و بغض۔ اہل جنت وہ ہیں جن کے سینے دنیا میں بھی بغض و کینہ سے صاف رہتے ہیں۔

نُودُوا: آواز دی جائے گی۔ عیسائی سوال کرتے ہیں کہ نہایت فضل سے ہے یا عمل سے؟ اگر فضل سے ہے۔ تو عملوں کی کیا ضرورت ہے۔ اگر عمل سے ہے تو پھر وہ خواستِ فضل کیسے؟ اس کا جواب یہ ہے



قرآن شریف سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اَلَّذِي نَحْنُ لَدَارُ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ (الفاطر، ۳۶) یہاں تو فضل کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک یہ آیت ہے اس میں بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ انسان عمل سے وارثِ جنت ہوتا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (المؤمن، ۲) جس کے اخیر میں ہے اُولَئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ (المؤمن، ۱۳) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سے انسان وارثِ جنت بنتا ہے۔ تطبیق دینے سے اصل معاملہ کھلتا ہے۔ کہ تینوں ضروری ہیں۔

نجات تو فضل سے ہے لیکن فضل کا جانب ہے ایمان۔ جیسے ہم ایک مکان میں ہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ روشنی آئے تو ضرور ہے کہ روشندان کھولیں۔ روشنی فضل ہے مگر فضل نہیں آتا جب تک فضل کا جاذب نہ ہو پھر جیسا کسی کا ایمان ہوتا ہے ویسے ہی اس کے عمل ہوتے ہیں۔ پس نجات کے لئے ایمان۔ عمل اور فضل تینوں ضروری ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

نیک اعمال کا نتیجہ اللہ کے فضل سے وہ آرام ہوگا جس کو اہل اسلام جنت اور تم لوگ (آریہ خوشی کا مقام کہتے ہو۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (الفردوس، ۳۴) اور یہی وہ جنت ہے جس کے وارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے۔ انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق۔ اپنے رازق۔ اپنے محسن رحیم اور کریم مالک کی حمد اور ثناء کرے اور اس کے شکریہ میں مشغول رہے۔ اور اس کے بعد تمام خلق سے عموماً اور ابناء جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع انسان سے ہر اور نہ بڑاؤ سے پیش آوے اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔

(تصدیق برائیں احمدیہ ص ۲۸-۲۹)

۴۶۔ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

وَيَبْغُونَ مِمَّا عَوَّجًا، وَهُمْ يَاسَ لَا خِرَّةَ كُفْرُؤَنَ ۝

عَوَّجًا، اللہ کی راہ میں شہادت نکالتے ہیں۔ چاہتے ہیں اس راستہ کیلئے کوئی پیڑھا پین پیدا ہو جائے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آدمی جھوٹ بولتا ہے۔ احکام شریعت کا پابند نہیں۔ پھر جنت چاہتا ہے۔ گویا پیڑھا کہ پھر ان انعمات کا وارث ہونا چاہتا ہے جو سچے مسلمانوں کے لئے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ وَبَيْنَهُمَا جَبَابٌ، وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ

يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسَيْمِهِمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

أَنْ سَلِّمُوا عَلَيْكُمْ دَلِمَا يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٩﴾

وَعَلَى الْأَعْرَافِ، اعراف کے متعلق مفسرین کو شکل پیش آئی ہے معتزلہ کہتے ہیں منزلتہ بین المنزلتین یعنی روزخ اور بہشت کے درمیان جگہ ہے۔ اہل سنت کا یہ خیال نہیں۔ صوفیوں نے غلے خوب حل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اعراف میں عارف لوگ ہوں گے۔ جو روزخ میں بہشتیوں کا تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔

اعراف کہتے ہیں اونچی جگہ کو۔ گویا وہ اونچی جگہ پر بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قلیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۹۔ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا لَا يَعْرِفُوهُمْ

بِسَيْمِهِمْ قَالُوا مَا آغَشَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا

كُنْتُمْ تَسْتَعْبِدُونَ ﴿٥٠﴾

جَمْعُكُمْ، تمہارا مال۔

مَا كُنْتُمْ تَسْتَعْبِدُونَ، وہ تمہارے تکبر کا بڑا ذریعہ ہے۔ خدمتگار۔ بھائی بند۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قلیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۰۔ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا مَنَالُهُم

اللَّهُ بِرَحْمَةٍ، أَذْخَلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا

أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٥١﴾

أَذْخَلُوا، داخل ہو۔ کہنے والے اصحاب الاعراف ہوں گے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ، سب سے بڑا خوف تو حشر میں ہوگا۔ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قلیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۲۔ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا

وَعَرَّثَهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا، فَأَلَيَوْمَ

نَنسِفُهُمْ كَمَا نَسَوُا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا، وَمَا

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۵۲﴾

الَّذِينَ اتَّخَذُوا : یہ کافرین کی تعریف ہے۔

لَهْوًا : جو غافل کر دے۔ ایسا وظیفہ بھی لہو ہے جس کو پڑھتے پڑھتے لوگ فرض قضا کر دیتے ہیں۔  
لَعِبًا : جو بے حقیقت ہو۔ یہ مرض اسجکل بہت زود پر ہے۔ لوگ دین کو بے حقیقت سمجھتے ہیں کسی  
حق کے لینے کیلئے وکیل سے مشورہ لیتے ہیں۔ پہلے یہ دیانت نہیں کر لیتے کہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟  
نَسَاهُمْ : آج ہم ان کو ترک کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۳۔ هَذَا يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ، يَوْمَ يَأْتِي

تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ

جَاءَتْ رُسُلُنَا بِالْحَقِّ، فَمَا لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ

فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا

نَعْمَلُ، قَدْ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا

كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۵۳﴾

يَنْظُرُونَ : انتظار کرتے ہیں۔

تَأْوِيلُهُ : بہت سے الفاظ کے قرآن کریم میں اور معنی ہیں۔ مخلوق میں اور معنی۔ مثلاً کلمہ  
کا لفظ ہے۔ اس کے معنی کرتے ہیں لفظ وُضِعَ بِمَعْنَى مُفْرَدٍ جو متحمل صدق و کذب نہ ہو مگر خدا تعالیٰ  
فرماتا ہے۔ تَمَّتْ حَكِيمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا (انعام، ۱۱۶) یہاں کلمہ کی صفت عدل فرمائی  
ہے۔ "أَلَا أَصَدَقُ حَكِيمَةً قَالَهَا لَيْبِنٌ" "أَلَا عُدُّ شَيْءٍ مَا خَلَقَ اللَّهُ بَاطِلٌ"

اسی طرح قرآن شریف میں علم کے اور معنی ہیں۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر، ۲۹) اور عام طور پر علم موجب کبر ہے۔

اسی طرح تاویل کے معنی لوگ پیر پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق بنالیتے کے کہتے ہیں مگر قرآن میں انجام حقیقت۔ اصلیت کے معنی ہیں۔ چنانچہ سورۃ یوسف میں ہے۔ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ۔ (یوسف، ۱۰۱) ایک اور جگہ فرمایا وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ (آل عمران، ۸) یعنی اس کی حقیقت کو۔ پس یہاں معنی ہیں کہ لوگ چاہتے ہیں۔ عذابوں کے نتیجے ظاہر ہوں۔ مگر جس سے خدا انجام ظاہر ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قلیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ  
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِی  
الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهُ حَثِیثًا وَّ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ  
وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ ؕ اَلَا لَہٗ الْخَلْقُ  
وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۵﴾

فی سِتَّةِ اَيَّامٍ : چھ وقتوں میں ۱۲ گھنٹے کا دن مراو نہیں۔ اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر لہما پھر کسونا العظمہ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَانَا خَلَقًا اَخْرَجَ (المومنہ، ۱۵) میں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ انگریزوں کو شریعت سے تعلق نہ تھا مگر ایم اے تک چھ درجے تکمیل کیلئے رکھے ہیں۔

زمین کو پہلے درست کرتے۔ پانی دیتے۔ بیجا ڈالتے ہیں۔ دودن میں یہ کام ہوا ہے۔ اور چار دن کے بعد بیج اگتا ہے۔ کل چھ دن ہوئے۔

قرآن کریم میں یوم بہت معنوں میں آیا ہے۔ ایک دن بارہ گھنٹوں سے لے کر سال۔ ہزار سال۔

پچاس ہزار برس تک کے معنوں میں آیا ہے۔ مطلق وقت کے معنوں میں بھی جتنے میں وہ واقعہ ہو گیا۔ جیسے یوم حنین۔ ذَٰلِکُمْ بِآيَاتِ اللّٰهِ (ابراہیم ۶۱)

اِسْتَوٰی کے معنی ہیں ٹھیک۔ یعنی اس کے تحت سلطنت میں کوئی نقص نہیں۔ پھر تمام کائنات کا وراۃ الوداء اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس لئے اس کے معنی علیٰ بھی درست ہیں۔ بعض نے کہا ہے معنی ظاہر ہیں۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اسکی مثال سنئے۔ جیسے بیٹھا۔ اب جیسا جیسا کوئی موضوع ہو ویسے ویسے معنی ہوں گے۔ ۱۔ مثلاً میں بیٹھ گیا ۲۔ دیوار بیٹھ گئی ۳۔ ساہوکار تھا اب بیٹھ گیا۔ ۴۔ ہندوستان کے تخت پر یورپ کا بادشاہ بیٹھا ہے۔ ۵۔ فلاں شخص کی محبت یا اس کا کلام یا بغض فلاں کے دل میں بیٹھ گیا۔ یہ سب ”بیٹھ“ الگ الگ معنی رکھتے ہیں۔ پس اسی طرح اِسْتَوٰی تو عام ہے مگر اللہ کا اِسْتَوٰء ایک خاص شان رکھتا ہے۔ وہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (شوریٰ ۱۲) پس اِسْتَوٰی بھی لَیْسَ کَمِثْلِهٖ ہے۔ خدا کی ہر صفت کا یہی حال ہے۔

حَثِثْنَا : لگاتار۔ مثلاً یہاں رات آتی ہے تو دوسرے بالمقابل بلا میں صبح کی تیاری ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ظلمت کے بعد نور۔ فترت کے بعد نبوت کا وقت آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ : سَمٰوٰت کے ساتھ آیام کا ذکر نہیں البتہ ارض کیلئے چھ وقتوں کا ذکر کیا اور یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ چھ وقتوں میں زمین بنتی ہے۔ فصل پکتی ہے۔ اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ : بے عیب تخت حکومت پر براجمان ہے۔

(تشیذ الاذکار جلد ۹ نمبر ۴۵۴)

اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ : سو۔ اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۳)

۵۶۔ اَدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَخُفِیَّةً ۚ اِنَّہٗ لَا

یُحِبُّ الْمُتَعَدِّیْنَ ﴿۵۶﴾

اَدْعُوا : تمام صفات کو بیان فرما کر دعا کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اس زمانہ میں تمہارے لئے دعا کا میدان وسیع اور خالی ہے۔

۱۔ بعض خدا کے منکر ہیں ۲۔ بعض خدا کو طنتے ہیں مگر اس کے متصرف ہونے کے قائل نہیں۔ ۳۔ بعض دعا کے قائل ہیں مگر اسباب پرستی میں منہمک ہیں۔ پس تم کامل امید۔ کامل یقین۔ کامل مجاہدہ سے دعا میں لگے



رہو۔ اور دعاؤں میں لغزش کا بہت استعمال کرو۔

خَفِيَّةٌ، چلتے بیٹھے بات کرتے پڑھتے سب حالات میں۔

اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ، ایک شخص نے بلند آواز سے دعا کی تو رسول اکرمؐ نے فرمایا لَا تَعْمُوْهُ  
اَصَدُّ وَلَا غَائِبًا۔ ایک شخص نے دعا کی کہ جنت میں ایسے ایسے کوٹھے مجھے دے۔ آپؐ نے فرمایا جنت مانگو  
حد سے نہ بڑھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ، چلا کر دعا نہ کرو۔ قرآن و حدیث کے خلاف دعائیں کرنا طلبِ محال  
صلہ رحمی کے خلاف نہ ہو رشتہ داروں کے حق میں بددعا نہ کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ کو حکم اُجیب  
کُلْ دُمَاتِكَ اِلَّا فِي شَرِّكَائِكَ اور نبی کریمؐ کو فرمایا لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ۔  
(تشیخ الاقان جلد ۹ ص ۲۵۴)

۵۷۔ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا، إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ

مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ، قبولیت کیلئے فضل کی ضرورت ہے۔ وہ محسنوں کے قریب ہے پس تم محسن  
بن جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ، بے شک ہر اللہ کی نزدیک ہے نیکی والوں سے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۳۳)

۵۸، ۵۹۔ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّحَ بُشْرًا

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، خَالٍ إِذَا أَقْلَّتْ سَحَابًا

ثِقَالًا سُقْنَهُ يَبْلُغُ مَقِيَّتٍ فَنَزَّلْنَا بِهِ

الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ۔

كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّهُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۳۹﴾  
 الْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرِجُ نَبَاتَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَ  
 الَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرِجُ إِلَّا نَجَسًا ۚ كَذَلِكَ  
 نَصْرَفُ الْأَيَّاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿۴۰﴾

يُذِیْلُ الْبَدِیْعَ : زمانہ بخت نبوت بہار کا وقت ہوتا ہے۔ جو کچھ کسی کھاندہ ہو۔ باہر نکلتا ہے۔  
 نَجَسًا : دُشْت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۴۰۔ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ

يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۚ

لَرِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۴۱﴾

مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ : یہ تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں  
 أَخَافُ عَلَيْكُمْ : اس قوم میں شفقت علیٰ خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے حضرت نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم طائف گئے۔ ایک نمبر طسے کہا۔ میں چند باتیں پہنچانی چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اکیلا کیوں  
 سنوں سب کو بلاتا ہوں۔ اس کے بعد وہ چند بد معاش اکٹھے کر لایا جنہوں نے آپ کو دھک دیا۔ آپ سر سے  
 پیر تک لہو لہاں ہو گئے۔ آپ فرطتے ہیں۔ بارہ کوس تک مجھے پتہ نہیں لگا کہ میں کدھر جاتا ہوں۔ ایک فرشتہ  
 نے کہا کہ حکم ہو تو طائف کو تباہ کر دیں۔ فرمایا یہ قوم ناولی ہے۔ اگر مجھے رسول اللہ جانتے تو لیسانہ کرتے  
 امید ہے۔ یہ نہیں تو انکی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ زید بن حارثہ ساتھ تھے وہ کہتے ہیں طائف والوں نے  
 بارہ کوس کے بعد پیچھا چھوڑا۔ آگے باغ تھا۔ باوجود مخالفت کے انہوں نے اپنے نوکر کے ہاتھ انگور بھیجے  
 جب اس نوکر نے انگور آپ کے آگے رکھے۔ تو آپ نے اللہ کا نام لیکر انگور اٹھایا۔ جس پر اس نے تعجب کیا  
 آپ نے اسے وعظ شروع کیا۔ اس نے کہا ایک یونانی گزرا ہے ہمارے ملک میں وہ ایسی ہی باتیں کہا کرتا تھا  
 آپ نے فرمایا۔ وہ میرا بھائی تھا۔ اس پر وہ مسلمان ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۶۱'۶۲ - قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي

ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

الْمَلَأُ: جو اشراف بنے پھرتے تھے۔

رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ: سارے جہاں کے پروردگار نے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ کیا میں گمراہ ہو سکتا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ: میں ضلالِ مبین کا جواب کیا نرمی سے دیا۔

(تشیذ اللغات جلد ۹ ص ۴۵۴)

۶۶'۶۸ - وَإِنِّي عَاذُ أَخَاهُ هُودًا، قَالَ يَقَوْمِ

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ، أَفَلَا

تَتَّقُونَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ

مِنَ الْخٰذِلِينَ ۝ قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ

وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اعْبُدُوا اللَّهَ: ایک تعظیم الٰہی شکل پر ہوتی ہے اور ایک خدا کے حکم کے ماتحت۔ انبیاء و افعال ذکر تعظیم کی تعلیم لاتے ہیں کہ ہر حرکت و سکون۔ ہر قول و فعل خدا کے حکم کے ماتحت ہو۔

الْمَلَأُ: مَلَأُ وہ لوگ جن کی بات دل کے اوپر گہرا اثر کرے۔ کیا معنی؟ ان کے کہنے کا اثر

پڑے اور رعب پڑ جائے۔ دنیا میں چار قسم کے لوگ ہیں۔ علماء۔ فقراء۔ امراء۔ عوام۔ یہ سب امراء ہی

کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور یہی انبیاء کا مخالف گروہ ہے۔

لَيْسَ بِیْ سَفَاهَةٍ: سوائے نبی کے کوئی ایسا نرم جواب نہیں دے سکتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۴۔ وَاللّٰی تَمُودَ اَخَا هُمُ ضَلِحًا قَالَ يَنْقُومُ

اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُۥ ۚ قَدْ

جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۚ هَذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ

اٰیَةٌ ۚ فَذُرُّوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

تَمْسُوْهَا بِسُوْءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ الْاَلِيْمِۙ

سورة اعراف میں نبوت کی بحث ہے۔ اور اس بات کے نظام پیش کئے ہیں کہ راست بازاروں کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ عدس سے لیکر مغربی طرف عرب کے مشرقی رقبہ میں رہتی تھی۔ جس قدر لوگ انبیاء سے دور چلے جاتے ہیں۔ ان میں اختلاف بڑھتا جاتا ہے اور جس قدر قریب ہوتے ہیں ان میں اتفاق ہوتا جاتا ہے مثلاً فلا سفر ان میں عجیب عجیب اختلاف ہوتے ہیں۔ نبیوں میں یہ بات نہیں۔ اسی لئے سب کی تعلیم اصولاً ایک ہی ہے۔ اسی واسطے اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهِ غَيْرُهُۥ۔ ہر نبی کی تعلیم لکھی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

نَاقَةُ اللّٰهِ: کوئی ایک اونٹنی لیکر فرادیا۔ یہ آیت ہے۔ ہر ولی اللہ ایک ناقہ ہے۔ جب صالح کی اونٹنی ناقہ اللہ تو کیا نبی کریم کے پیارے ناقہ نہیں۔ (تشیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۴)

قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکھا کہ خاص اونٹنی اس وقت پیدا کر دی۔ صرف اتنی بات قرآن میں ہے۔ هَذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةٌ ۚ فَذُرُّوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمْسُوْهَا بِسُوْءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ الْاَلِيْمِۙ۔ یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشان ہے اُسے خدا کی زمین میں چرنے چگنے دو اور دکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اس بات کے حل کرنے کیلئے خود تمہارے ملک کی رسوم اور عادات بڑی چابی ہیں۔ اس ملک میں جہاں جہاں سکھ مالک و نمبردار ہیں۔ وہاں کیا ہوتا ہے۔ کون نہیں جانتا۔ ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے مارا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدلہ میں کیا گت بنتی ہے؟ تمہارے بازاروں میں بیکار۔ نکمے

مال مردم خود میل پھرتے ہیں۔ بتاؤ؟ کوئی مسلم ان کو چھیڑ سکتا ہے۔ اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اس کے گرد ہوتے ہو۔ تم مقتوح۔ دلیل۔ نرم دلوں کا تو حال یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ جلوس کا حاکم ہے ہی کہہ دیا کہ میرے رسول صالح کی سچائی کا یہ نشانہ ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے اور اس اونٹنی کو جو اب خصوصیت رکھنے والی اونٹنی ہے۔ ستاؤ گے تو ہلاک ہو گے۔ عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر رعب ڈالنے اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف اونٹ چھوڑے جاتے تھے بلکہ گھوڑے اور دنبے بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں کے بچوں کو بھی اسی طرح آزاد کرتے تھے۔

میدانی نے ایشال میں لکھا ہے کہ حیرۃ کے بادشاہ کسری نے اپنی قوت سلطنت اور بطش کے باعث عربوں میں بڑا رعب جایا تھا اس کو مضطرب لکھتے تھے۔ اس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دنبہ کو خوب پالا اور پوسا پھر اس کے گلے میں چھری اور چھتاق ڈال دیا اور اُسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کہ کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے؟ عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر بنو شکر قوم تک پہنچا اور علیاء بن ارقم کی نظر پڑا تب وہ بول اٹھا۔ میں اس دنبہ کو کھا لوں گا۔ تب قوم کے لوگوں نے اُسے روکا اور ملامت کی۔ لیکن علیاء اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ تب انہوں نے اس بات کو اپنے سرور تک پہنچایا۔ اس نے یہ فقرہ کہا جو اب کہاوت کے طور مشہور ہے

إِنَّكَ لَا تَعْدِمُ النَّصَانَ وَلَكِنْ تَعْدِمُ النَّفْعَ۔ لوگوں نے ملامت تو بہت کی مگر علیاء نہ ٹلا۔ اور دنبہ کو ذبح کر کے کھا گیا اور بادشاہ کسری اس چلا گیا اور کہا کہ میں نے ایک بدی کی ہے۔ اور بہت بڑی بدی کی ہے لیکن آپ کا عفو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ تب بادشاہ نے کہا۔ اب میں تجھے قتل کر دوں؟ تب علیاء نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں ۵

وَإِنِّي أَلْبَسْتُ لِيَسْتَبْصِقَ وَلَكِنْ سَمَاءٌ تَمْطُرُ الْوَيْلَ وَالْدَيْمَ

(نور الدیہ ایڈیشن سوم ص ۱۶۳-۱۶۴)

۴۵۔ وَأَذْكَرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ

عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ

سُهُولِهِمْ قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا

فَإْذْ كُرُوا لِلَّهِ إِلَّا فِي الْأَرْضِ

مُفْسِدِينَ ۝



تَنْجِتُونَ الْجِبَالَ: اس زلزلے میں بھی میرے لوگ گرمیوں میں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۷۸-۷۹۔ فَعَقَرُوا الشَّاقَّةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ  
وَقَالُوا يُضِلُّهُ أَثِنَتُنَا بِمَنَاجِدِنَا إِنَّ كُنْتَ مِنْ  
الْمُرْسَلِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

فِي دَارِهِمْ جُثَمَيْنِ ۝

فَعَقَرُوا: یہ ان کے کفر کا ثبوت ہے۔

عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ: قرآنی محاسن میں جو بمعنی ابرہی اچالی ہے۔ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوءٍ۔  
اِثْنَا، گناہ کر کے پھر شوخی۔

جُثَمَيْنِ: مرغی جب زمین کید کید کر اپنا سینہ زک دیتی ہے تو اسے جثم کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَمْوَةً مِّنْ دُونِ

النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِفُونَ ۝

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ: اس کی سزا میں تین باتیں فرمائیں ۱۔ اس قوم کو ہلاک کر دیا ۲۔ اِنَّهَا  
لَيْسَ بِمَقِيمٍ (حجر ۱۷)، عذاب دیا پھر عذاب کا نشان قائم رکھا۔ ۳۔ کوئی نہیں چاہتا کہ عالی  
ہو کر سافل بنے مگر اس عذاب کیلئے فرمایا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۳۔ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا

أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ

يَتَطَهَّرُونَ ۝

يَتَطَهَّرُونَ : طزاً کہا۔ (ضمیمہ اخبار بد قلوبان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۸۶۔ وَلَی مَدَیْنٍ أَخَا هُمْ شَعِیْبًا، قَالَ یَقْوِمُ  
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ إِلَهِ غَیْرُهُ، قَدْ  
جَاءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَبِّکُمْ فَادْفُوا الْکَیْلَ وَ  
الْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْیَاءَهُمْ وَلَا  
تُفْسِدُوا فِی الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِکُمْ خَیْرٌ  
لَّکُمْ إِن کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۶﴾

فَادْفُوا الْکَیْلَ : جو پیمانہ خواہ ہو وہ اپنے بھائی کو اس کے عیب پر مطلع کرتا ہے  
چنانچہ شعیبؑ نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔  
برتن ویاں سے ٹکرا جاتا ہے جہاں سے کمزوری کا شہ ہو۔ اسی طرح مومن کو ابتلا و اسی بات میں  
آتا ہے جس میں وہ کمزور ہو۔

بَعْدَ إِصْلَاحِهَا : اب تو میں (شعیب) اصلاح کیلئے آچکا اب تو فساد میں تم معذور نہیں  
سمجھے جاسکتے۔ (ضمیمہ اخبار بد قلوبان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَلَا تَبْخُسُوا النَّاسَ أَشْیَاءَهُمْ : اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ  
پھاتے پھرو۔ (نور الدین ص ۱۸ و بیاض)

۸۷۔ وَلَا تَقْعُدُوا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَ

تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ  
تَبْخُونَهَا عِوَجًا، وَاذْکُرُوا إِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا  
فَکَثَرَتْکُمْ، وَاَنْظُرُوا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ  
الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۸۷﴾

تَبْتَغُونَهَا عِوَجًا، ان کے دین میں کوئی نہ کوئی شبہ و اعتراض ڈھونڈتے رہتے ہو۔  
(تشمید الاذیان جلد ۸ ص ۹۰۴)

۹۰۸۹۔ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعَبُ وَالَّذِينَ  
امَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودَنَّ فِي  
مِلَّتِنَا، قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا عَاكِرِ حِينٍ ﴿۹۰﴾ قَدْ  
افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكَ  
بَعْدَ إِذْ نَجَّيْنَا اللَّهَ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ  
نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا، وَسِعَ رَبُّنَا  
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا، رَبَّنَا افْتَحْ  
بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ

الْفَاتِحِينَ ﴿۹۱﴾

آپ نے فرمایا یاشعوب! اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان جبرور سے کبھی نہیں آتا۔  
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ، یہ اوب ہے کہ مشیت الہی کو بہر حال مقدم رکھا ہے۔ ایک مولوی  
نے حضرت صاحب کو لکھ بھیجا کہ ہم تمہارا مذہب کسی حدت میں نہ مانیں گے۔ خواہ تم کیا نشان دکھاؤ  
آپ نے فرمایا یاشعوب! کا قول ہی یاد کر لیتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا، انبیاء کا طرز دیکھو کہ کفر جو محال ہے اس کیلئے بھی إِلَّا أَنْ يَشَاءَ  
اللَّهُ رَبُّنَا کہتے ہیں۔ حضرت اقدس کو ایک مولوی نے لکھا کہ میں اگر انکار کروں گا تو پھر کبھی نہ مانوں گا  
آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ شعوب کے الفاظ پر غور نہ کیا۔ (تشمید الاذیان جلد ۸ ص ۹۰۵)  
حضرت صاحب کی خدمت میں کسی نے خط لکھا کہ اب تو خدا بھی آئے تو میں یہ بات نہ مانوں۔ فرمایا

دیکھو۔ یہ کیسے تکبر اور سب پر رواہ لوگ ہیں۔ شعیبؑ نبی کو جب لوگوں نے کہا اذلتَعُوذَۃً مِنَّا وَلَتُنَا  
تو انہوں نے جواب دیا مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ نَعُوذَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا یعنی ہم تو  
کبھی تمہارے مذہب میں نہ آئیں گے پھر فرمایا۔ ہاں اگر خدا چاہے تو۔ کیونکہ اس کا ارادہ زبردست ہے  
یہ پاس ادب ہے جو اسبکل کے گستاخوں سے جا چکا ہے۔ دیکھو۔ ایک ناممکن بات پر پیغمبر نے خدا کے  
عظمت اور جبروت و جلال کا ادب کیا ہے۔ تو افسوس اس انسان پر جو بلا سوچے سمجھے کہتا ہے کہ  
یہ کام یوں ہو جائے گا اور میں یوں نہ کروں گا۔ (بدر ۲۴، ستمبر ۱۹۰۸ء ص ۲)

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ۔  
اور لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ مچاتے پھرو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸-۱۹)

۹۷، ۹۶۔ ثُمَّ بَدَلْنَا مَا كَانَ الشَّيْطَانُ الْحَسَنَةَ

حَتَّى عَفَوْا وَ قَالُوا قَدْ مَسَّ ابْنَاَنَا الضَّرَاءُ

وَالسَّرَّاءُ فَآخَذَ نُهُمُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۹۷﴾

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرَى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ وَلَٰكِن

كَذَّبُوْا فَآخَذَ نُهُم بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۸﴾

حَتَّى عَفَوْا، بڑھ گئے۔ آسودگی کے ساتھ۔ تکبر۔ ظلم۔ تحقیر۔ پانچ گناہ آجاتے ہیں۔  
اتَّقُوا، مجرموں کو ہلاک ہوتے ہوئے دیکھ کر گناہوں سے اجتناب کرتے۔

بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ، الہامات۔ الہام کے صدق کا ایک یہ نشان بھی ہے۔ کہ اس کے  
ساتھ پہرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا  
(جن: ۲۸) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)۔

فَآخَذَ نُهُم بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ، تو پکڑا ہم نے ان کو بدلہ ان کی کمائی کا۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۷)

۹۸، ۹۹۔ اَفَاَمِنْ اَهْلِ الْقُرَى اَنْ يَّاتِيَهُمْ بَاْسُنَا

بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿۸۸﴾ أَوَامِنَ أَهْلِ الْقُرَىٰ إِنَّ

يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ﴿۸۹﴾

اَنَامِنَ : یہ تو کہتے ہیں کہ خدا غفور و رحیم ہے۔ پر نہیں جانتے کہ وہ شدید العتاب بھی ہے۔  
وَهُمْ نَائِمُونَ : ایک سانپ ہے جو سوئے ہوئے آدمی کو دستانہ ہے۔ پاس جو ہتھیار ہوئے  
ہٹا لیتا ہے۔

وَهُمْ يُلْعَبُونَ : بس عذاب الہی ایسے ہی لوگوں پر آتا ہے۔ استغفار کرنے والے۔ ڈرنے  
والے کو کوئی خطرہ نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ . فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ

إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۹۰﴾

مَكْرَ اللَّهِ : تدبیر الہی (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱۔ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ

أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ . وَ

نَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۹۱﴾

الْأَرْضَ : کسی زمین کے لئے۔

أَهْلِهَا : ان زمینوں کے مالکوں کے بعد۔

أَوَلَمْ يَهْدِ : زمین کے وارث ہونے والوں کو ہدایت آنی چاہیے۔ کہ جن کی زمین ہم نے لی  
ہے۔ آخر وہ کسی گناہ ہی میں پکڑے گئے ہیں اور دلیل ہوئے ہیں۔ اغلب ہے کہ ہم بھی ایسے گناہوں  
کی سزا میں ذلیل ہوں۔ پس نیکیاں کریں۔

وَنَطْبَعُ عَلَى قُلُوبِهِمْ : بلکہ گناہوں کی سزا میں یہاں تک نوبت پہنچے کہ دلوں پر مہر لگ  
جائے اور پھر کبھی حق بات سننے کے قابل نہ رہوں۔ آخر میں ہلاک ہو جاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)



۱۰۲۔ تِلْكَ الْقُرَى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

أَنْبَاءٍ مِمَّا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

فَمَا كَانُوا يُلْهِمُونُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿۱۴۱﴾

كَذَلِكَ يَطْبَعُ : نطبع علی قلوبہ کی تفسیر فرمائی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۳، ۱۰۵۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَآلِهِ فَظَلَمُوا بِهَا، فَأَنظُرْ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۲﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ

يُفْرِعُونَ إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۴۳﴾

ثُمَّ بَعَثْنَا : قریب کا تاریخی واقعہ بیان کرتا ہے۔

إِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ : تو تو صرف مصر کا بادشاہ ہے۔ میں تمام عالموں کے بادشاہ

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

بلکہ رب کا فرستادہ ہوں۔

۱۰۸، ۱۰۹۔ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ﴿۱۴۴﴾

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنُّظَرِ ﴿۱۴۵﴾

بَيْضَاءُ : بے عیب جیسے فرمایا۔ الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وَجُوهُهُمْ

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ : خدا نے دکھلایا کہ اب موسیٰ کی جماعت فرعونوں کو کھا جائے گی۔

بَيْضَاءُ لِلنُّظَرِ : روشن کتاب کلام قرآن مجید کو نور فرمایا۔

(تشیذ الافان جلد ۸ ص ۹۵۵)

۱۱۰- قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَذَا

لَسِحْرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱۰﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ.

فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿۱۱۱﴾

لَسِحْرٌ عَلِيمٌ: چالاک۔ مدبر۔

فَمَاذَا تَأْمُرُونَ: یہ ادب اپنے درباریوں کا اعلیٰ تدبیر شاہی پردال ہے۔

(تشمیذ الانفال جلد ۸، ص ۹، ۲۵۵)

۱۱۲- وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا

إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۱۲﴾

إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا: اس کو یاد رکھیں۔ بحالت کفر یہ خیالات مگر بحالت ایمان کیا جرأت ہو گئی!

(تشمیذ الانفال جلد ۸، ص ۹، ۲۵۵)

۱۱۶ تا ۱۱۸- قَالُوا يَمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ

نَكُونَنَّا نَحْنُ الْمُغْلِبِينَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ أَتَقُولُوا

الْقَوْلَ سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوا هَهُؤُلَاءِ

جَاءَ وَيَسْخِرُ عِزِّي ﴿۱۱۷﴾ وَآخِثِينَ إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ

أَلْقِ عَصَاكَ، فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿۱۱۸﴾

تَلْقَفُ: تباہ کر دے گا۔

جو لوگ علم النفس، علم توجہ، مسموم، اسپرچوئزم جانتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ موسیٰ اور ان لوگوں نے

توجہ خاص سے عصا اور رسیوں کی شکل سانپ کی دکھائی۔ موسیٰ کی قوت بڑھ کر تھی اس لئے وہ جیت گیا

اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ گولیاں آگ پر رکھنے سے سانپ کی شکل بن جاتی ہے اور سونٹا مارنے سے

کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض لوگ اسے استعارہ کے رنگ میں پیشگوئی سمجھتے ہیں۔

میں ایمانی رنگ میں تو بڑھیں گے ایمان کی طرح بلا دلیل مان لیتا ہوں مگر خصم کے مقابلہ میں قول  
موجہ کی ضرورت ہے۔ قرآن نے حضرت نبی کریم کو حضرت موسیٰ کا قیل اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكَ رَسُوْلًا  
شَٰهِدًا عَلَیْكَ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزل: ۱۶) وَ شَٰهِدًا شَٰهِدًا مِّنْ  
بَنِيْ اِسْرَآئِیْلَ (احقاف: ۱۱) فرمایا ہے۔ پس عصا کے سانپ ہی جانے کے بار بار ذکر میں حکمت ہے  
اِنَّ الْاِسْلَامَ لَیَاْرُزُّ اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَمَا تَاْرُزُّ الْحَیْةُ اِلَی جُحْدِهَا یہ اسلام مدینہ طیبہ  
میں اس طرح جمع ہوگا جس طرح سانپ اپنے بل میں۔ پھر مدینہ کیلئے فرمایا ہے۔ مجھے ایک شہر دکھلایا گیا۔  
تَاَعْلُ الْقُدْرٰی ایک طرف اسلام کو دشمن کے ہلاک کرنے کیلئے سانپ فرمایا ہے۔ دوسری طرف مدینہ کو سانپ  
کی جگہ۔ پھر ساحر کے ساتھ علیم کا لفظ موسیٰ کیلئے آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساحر کہا گیا  
ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساحر کی علیم سے تفسیر فرمائی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَلْسَّحَرَةُ اَلْعَالِمَةُ  
اَلْسَّحَرَةُ، عَلَمًا دَقٌّ وَ نَطْفَ مَآخِذُهُ۔ جس کا لوگ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اے ساحر کہہ دیتے ہیں  
موسیٰ نے جو کچھ پیش کیا وہ بے عیب تھا۔ پس مخالفین نے جو کچھ پیش کیا اس کے سامنے وہ کچھ بھی نہ تھا  
تَلَقَّفْ مَا یَا فِکُوْن۔

قَالَ اَلْقُوا : انبیاء پہلے حملہ نہیں کرتے۔

اِمَّا اَنْ تُلْقٰی : یہ ساحروں کا ادب ہے۔ جس نے انہیں مومن بنایا۔ حضرت صاحب الکر فرمایا  
کرتے تھے اَلطَّرِیْقَةُ عَلَیْهَا اَدَبٌ۔

دوسرا نکتہ صوفیاء نے یہ لکھا ہے کہ مومن و کافر میں کیا فرق ہے؟ ایک وقت ایسی کمزوری کہ  
فتحیاب ہو کر پھر بھی کمزوری کے طالب ہیں۔ انعام بھی نہیں کہا۔ دوسرے وقت یہ حالت کہ اسی فرعون  
کو ڈانٹ دیا اور اس کی کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ اس کی دھمکیوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ مال چھوڑ کر جان  
کی بھی پرواہ نہ رہی۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

ایک مکتب آریہ کے اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت موسیٰ کی لامٹی کو خدا نے سانپ بنا دیا  
ساحروں کے ڈنڈوں کو جو سانپ بن گئے تھے۔ کئی سومن وزن موسیٰ کی لامٹی سب کو کھا گئی۔ حضرت  
موسیٰ نے اپنے سانپ کو جو پکڑا پھر لامٹی کی لامٹی۔ آپ نے تحریر فرمایا۔

قرآن کریم میں فریوں آیا ہے۔

فَاِذَا حِجَابُهُمْ وَ عَصِیْتُهُمْ یُخِیْلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِھُمْ اَنَّمَا تَسْعٰی (طہ: ۶۷)

وَ سَحَرُوْا اَعِیْنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْھَبُوْھُمْ وَ جَآءُ وَاِیْسِحْرِ عَظِیْمٌ (اعراف: ۱۱۷)

ان کی رسیاں اور سونے قوت متخیلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے اور ایک جگہ فرمایا ہے اور ان  
ہتکنڈے بازوں نے لوگوں کی آنکھوں کو دھوکا دیا اور انہیں ڈرانے کی کوشش کی اور بڑا دھوکہ کیا۔  
اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ ساحروں کے ڈنڈے اور رستے واقعی سانپ  
بن گئے تھے۔ خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے رستے اور ڈنڈے ان کے واہموں اور تخیلوں کو چلتے  
نظر آئے۔ اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دھوکہ دیا۔ یہ  
نظارہ قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں  
..... جس لفظ کا ترجمہ تم نے "سانپ بن گئی تھی اور کھا گئی" کیا ہے۔ وہ لفظ ہے فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ  
مَا يَأْفِكُوْنَ..... اس میں تَلْقَفُ اور يَأْفِكُوْنَ کے معنی پر غور کرنی چاہیے تَلْقَفُ  
مجرور ہے۔ قاموس اللغة میں ہے۔ لَقَفَهُ كَسَمِعَ لَقْفًا وَلَقَفَانًا مُحْدَعَةً : تَنَادَلَهُ  
بِسُنْدَعَةٍ اس کا ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ يَأْفِكُوْنَ بھی مجرور ہے۔ اس کے معنی  
قاموس اللغة میں لکھے ہیں۔ اَفَكَ كَضَرَبَ وَعَلِمَ اِفْكًَا وَاَفُوْكًَا عَذَبٌ۔ ترجمہ جھوٹ  
بولا۔ جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا ترجمہ ہے کہ وہ انکی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنی  
ان کا تانا بانا ادھیڑ دیتا ہے۔

..... سائنس دانوں اور فلاسفرانِ یورپ کا مذہب اختیار کرو۔ مگر یاد رکھو تمہیں وہاں سے  
بھی دھتکہ ہی ملے گی۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے مسمریزم نے ان معجزات کی حقانیت کی طرف توجہ دلائی۔ اس  
کے بعد اسپرچوئزم نے ثابت کر دیا ہے کہ تمام صداقتیں ہیں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے  
اور جن کے دکھانے والے انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں  
وہاں بڑے مراض جوگی جن اور ان سب سے برتر جنابِ الہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور  
ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھرے آیات و معجزات دھوکے بازوں کے جھوٹ اور افتراء کو تباہ کر کے  
واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہیں۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو۔ اور جن کو کھاتے پینے۔ پہننے اور  
دیگر اغراضِ خسیسہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں۔ اس صداقت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ : میں نے اس مضمون کو قبل از نماز عشاء حضرت امام ہمام  
خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہے  
معجزات اور خوارق کا انکار۔ لوگ اسی ایک مد میں ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے نہجی بھی بد قسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا دوسو سو میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا ہے ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تندی سے دیا جاوے کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیقت کے ثبوت کرنے کیلئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجاہات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے۔ وہی عجاہات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود ہے اور تیار۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اٹھائے؟ غلام کے ہاتھ سے آفاکی صداقت کو دیکھو۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ۱۵۴-۱۵۶)

قَالَ اتَّقُوا ۱ پہلا پرچہ مباحثات میں دشمن کا ہو۔ (تشمید الاذعان جلد ۱ ص ۴۵۵)  
لَا قِطْعَةً اَيْدِيكُمْ وَاَنْجِلْكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَا صَلْبِيَّتَكُمْ اَجْمَعِينَ۔  
ثُمَّ لَا صَلْبِيَّتَكُمْ: یہ بھی دستور تھا کہ قتل کر کے پھر صلیب پر لاش لٹکا دیتے۔  
(تشمید الاذعان جلد ۱ نمبر ۴۵۵)

۱۲۸، ۱۲۹۔ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اتَذَرُ

مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَ

يَذَرُكَ وَالْمُتَكَبِّرُ قَالَ سَنُقَرِّبُ اَبْنَاءَهُمْ وَ

نَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ وَانَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿۳۸﴾ قَالَ

مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللهِ وَاصْبِرُوا ۚ اِنَّ

الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُدْرِسُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَ

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۹﴾



اِلْهَتَكَ : یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ وہ اپنے معبود کو ایسا کمزور خیال کرتے ہیں کہ موسیٰ اسے موقوف کر سکتا ہے۔ جو قومیں رب العالمین کو چھوڑ کر غیر کی طرف جھکتی ہیں۔ ان کی عقل ایسے ہی ماری جاتی ہے بعض ملکوں میں رعایا تو بادشاہ کی پوجا کرنے پر مجبور ہے اور بادشاہ خدا کی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ رعایا پر شرک کی وجہ سے ناراض رہے تو وہ ہمیشہ محکوم رہیں اور بادشاہ پر بوجہ توحید راضی رہے تو وہ ہمیشہ حاکم بنا رہے۔ بت پرستوں سے بدتر وہ ہیں جو بتوں کو چھوڑ کر نفس کی دیوی کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر ان سے بھی بدتر وہ ہیں جو یہی کہتے رہتے ہیں کہ فلاں فلاں فلاں فلاں کہ یہ قول ہے حالانکہ فلاں فلاں کا کسی بات پر اجماع نہیں ہوتا۔ میں نے ایک فلاں فلاں کا قول پڑھا ہے کہ وہ اپنے تئیں خدا سے اعلیٰ سمجھتا۔ وہ کہتا کہ گلاب کی جڑ سے گلاب کا پھول جو اس کا نتیجہ ہے۔ اچھا ہے۔

اَسْتَعِينُوا : اللہ کی توجہ۔ عنایت۔ اعانت چاہو۔

وَاصْبِرُوا : استقلال سے کام کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
وَالْعَاقِبَةُ عِنْدَ رَبِّكَ بِالْمُتَّقِينَ : یاد رکھو انجام کار کا میابی خدا ترسوں کے حصہ میں آتی ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۳)

۱۳۰۔ قَالُوا اُوْذَيْنَا مِنْ قَبْلُ اَنْ تَاْتِيَنَا وَنُ

بَعْدَ مَا جِئْتَنَا، قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يُهْلِكَ

عَذَابُكُمْ وَ يُسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ

كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۳۰﴾

قَالُوا : وہ جو سطلی خیالات کے تھے۔

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ : ایک جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ بنائیں گے۔ پھر دیکھیں گے تم کیسا عمل درآمد کرتے ہو۔ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۱۔ وَلَقَدْ اَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَ

نَقِصَ مِنَ الشَّمْرِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۳۱﴾

میں نے بار بار سنایا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کا جناب الہی میں ایک وقت ہوتا ہے۔ ابنِ نبلی کی کچہری میں ایک شخص کو سزا دی گئی۔ اُس نے کہا یہ میرا پہلا جرم تھا۔ سزا الکی دینی چاہیے تھی۔ آپ نے سزا بڑھا دی۔ وجہ یہ بتائی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ اگر یہ پہلی دفعہ کرتا تو پکڑا کیوں جاتا۔ خدا نے خود فرمایا ہے۔

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ (شوری: ۳۱)

وَلَقَدْ أَخَذْنَا، فرعون کی گرفتاری کا وقت آگیا۔

بِالسِّبْغِينَ: معلوم ہوا کہ قحط سالی اور کمی پیداوار اس لئے ہوتی ہے کہ لوگ ذکرِ الہی میں مشغول ہوں۔ خدا کی قدرتوں سے لوگ ایسے غافل ہیں کہ ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص کہہ دے کہ امریکہ میں ایسی کل نکلی ہے جس سے درخت چلتے ہیں۔ پتھر لوٹتے ہیں تو وہ مان لیتے ہیں مگر انبیاء کی نسبت ایسی باتیں سن کر صاف انکار کر دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۲۔ فَاِذَا جَاءَ ثَمَّ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا

هَذِهِ، وَاِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ و

مَنْ مَعَهُ، اَلَا اِنَّكُمْ طَرُّهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَعِنَ

اَعْرَاسُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۳﴾

يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ: ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہود نے کہا۔ مَذَاتَنَا غَلَّتْ سَعَارُنَا وَ قَلَّتْ لَمَطَارُنَا۔

طَائِرٌ: حظ۔ حصہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۳۔ ۱۳۴۔ وَ قَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ

لَتَسْحَرْنَا بِهَا، فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۵﴾

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ

الضَّفَادِ عَ وَالدَّمَآيَةَ مُفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا

وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۱۳۶﴾

لِتَسْحَرَنَا : دھوکہ دے ہمیں۔

الطُّوفَانُ : بہت سیلاب پانی کا۔

نوحؑ کے قصہ میں آتا ہے فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ (عنکبوت: ۱۵) طوفان موت اور طاعون کو بھی کہتے ہیں۔

الْجَرَادُ : جرود کہتے ہیں پھیل دینے کو۔

الْقُمَّلُ : گھن۔ سوس۔ ٹڈی دل کے چھوٹے بچے۔ چھڑی۔

الدَّمُ : نکسیر کا مرض۔ بعض کہتے ہیں پانی گندہ ہو کر سرخ ہو جاتا تھا۔ یہ معنی بھی صحیح ہیں بحرا حمر مشہور ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

الطُّوفَانُ : طغیانی۔ دباؤ طاعون۔

وَالْجَرَادُ : اب تو لوگ تماشا سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی نقص من الثمرات کو معمولی۔

حالانکہ یہ عذاب ہے۔

وَالدَّمُ : نکسیر کا مرض۔ (تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۴۵۵)

ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بار بار ٹڈی دل آیا اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے ہارشیں ہوتی ہیں اور نشیب زمین نم ناک ہو جاتی ہے۔ وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہاں قسم قسم کے ہوام۔ حشرات الارض۔ چھڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں۔ کیونکہ دکھ دایک امور میں ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہے۔ (نور الدین ص ۱۶۸ ایڈیشن سوم)

وَلَمَّا دَقَمَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا ۱۳۵-

يُمُوسَى اِذْ عَلَيْنَا رَبِّكَ بِمَا عَمِدْنَا لَكَ. لَيْتَ

كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ

مَعَكَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ﴿۳۵﴾

ہمّا: اس منتر کے ساتھ جو اس نے تجھے سکھایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ

مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا،

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي

إِسْرَآئِيلَ: بِمَا صَبَرُوا، وَدَمَرْنَا مَا كَانَ

يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

يَعْمُرُونَ ۝

اور ہم نے مالک بنایا موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا اور پوری ہوئی یہی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر اس لئے کہ صابر ہوئے۔ اور خراب کیا اس کو جسے بنایا فرعون اور اس کی قوم نے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۷)

بے بس نہایت خاکسار بنی اسرائیل کے گھرنے کے خاتم الانبیاء رسول مسیح ابیہرم علیہما السلام کے قسّی القلب دشمن کدھر گئے۔ کوئی ان کا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان "بے ایمان" "سانپوں" اور "سانپوں کے بچوں" پر فتویٰ لگ گیا۔ ان پر حکم ہو چکا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع جس جاہ و چشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکروں پر حکمران ہیں۔ اس سے ہندو لے کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۷)

اور ہم نے انہی لوگوں کو جنہیں وہ ضعیف سمجھتے تھے۔ زمین (مکہ) کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنایا۔ (فصل الخطاب، حصہ دوم، ص ۹)

۱۳۹۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَآئِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ

قَوْمٍ يَتَحَكَّفُونَ عَلَىٰ أَصْنَانٍ لَهُمْ، قَالُوا يَمُوسَىٰ

اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، قَالَ إِنَّكُمْ

## قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۳۹﴾

فَالْتَوَاعِلُ قَوْمٌ: صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰؑ کی قوم کی درخواست بھی دوسری قوم میں میل جول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہندوستان میں آئے۔ مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص باقی رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
اَصْنَامٌ لَّهُمْ: گائے کے بت تھے۔ (تشہید الاذعان جلد ۹ ص ۴۵۵)

۱۴۲/۱۴۱۔ قَالَ اَغْيِرَ اللّٰهُ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَهُوَ

فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنَاكُمْ مِّنْ اِلٰ

فِرْعَوْنَ يَسُومُوْنَ نَكَمًا سُوًّا الْعَذَابِ، يُقْتَلُونَ

اَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ، وَفِي ذٰلِكُمْ

بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾

اَغْيَرَ اللّٰهُ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ: احمقو! تم کہتے ہو کہ کوئی بت بنادو خدا کے سوا۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے۔ اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے۔ پھر آگ ہماری خادم ہے۔ ضرورت کے وقت اس کو جلاتے۔ اس سے کام لیتے اور جب چاہتے اس کو بجھا دیتے ہیں۔ علیٰ هذا القیاس۔ پانی۔ مٹی۔ ہوا۔ سوچا۔ چاند۔ لونا۔ پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتلایا۔ اس کے بُرے ہونے کی دلیل بتائی۔ (الحکم ۱۰، فروری ۱۹۰۵ء ص ۳)

فَضَّلَكُمْ: پھر کس قدر سو قوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ: مگر کے بے ایمان فرعون سے بڑھ کر تھے۔ کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۳۔ وَوَعَدْنَا مُوسٰی ثَلٰثِيْنَ لَّيْلَةً وَّاَتَمَمْنٰهَا



بَعَشْرَ فَنَمَّ مِمَّا تَدْبَعُ رَبِّي أَزْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ قَالَ

مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۴﴾

اَزْبَعِينَ لَيْلَةً : چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نطفہ چالیس دن میں صورت انسان اختیار کرتا ہے۔ ۴۰ دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قوی کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰ سے فرمایا۔ روحانی برکات کے حصول کیلئے عتیس دن ہماری طرف تبتل تمام کرو۔ اور اگر دشمن دن اور رہو تو یہ وجہ اکمل ہے۔

اُخْلُفْنِي فِي قَوْمِي : ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا ایک خلیفہ مقرر کر کے جائے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۴۔ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ ۚ

قَالَ رَبِّ ارِنِي أَنْظُرَا لَيْكَ ۚ قَالَ لَنْ تُرَیْنِي وَ

لَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ

فَسَوْفَ تُرَیْنِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ

جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۚ وَخَرَّ مُوسَى صَاحِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَّاكَی قَالَ

سُبْحَنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴۵﴾

جَعَلَهُ دَكَّاءَ : صوفیاء نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پہاڑ تو اب بھی ہر قدر ہے۔ پس وہاں دیدار الہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تھلی ربانی کو نہ برداشت کر سکا۔ اسی لئے جب اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ پورا نہ ہوا۔ تو لَنْ تُرَیْنِي کیونکر پورا ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۵۔ قَالَ يَمْوَسَّىٰ رَبِّي اضْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ

بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي ۖ فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ

الشَّاكِرِينَ ﴿۱۳۷﴾

وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ : قدر کرنے والوں میں سے ہو۔ یعنی اس پر عمل کرو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۸۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۸﴾

وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ : یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیب آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں جو  
اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۹۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ

عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُورَاءٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا

يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَفْقِدِيهِمْ سَبِيلًا ۚ وَاتَّخَذُوهُ

وَكَا نُؤَاظِلِمِينَ ﴿۱۳۹﴾

بچہ میں طبع۔ حق فیر اللہ۔ غضب۔ شہوت پہلے آجاتی ہے اور وقتِ مینرہ، انبیاء کی تعلیم  
بعد میں۔ یہ انسان کے لئے بڑی مشکل ہے۔ پھر رسم و عادت و صحبت کا اثر ہے۔ اس لئے خدا کی  
بات سمجھنے کیلئے فضل الہی درکار ہے اور بڑے مجاہدہ کی ضرورت۔ فرعون جس کا تاج بھی گٹھنکسی تھا  
اس کی قوم کے بد اثر سے بنی اسرائیل بھی نہ بچے۔ اسی لئے ان میں گاوڑ پستی کا خیال رہا۔

حُلِيِّهِمْ : خود اپنے زیوروں سے۔

لَهُ خُورَاءٌ : آجکل کی صنائی کے لحاظ سے یہ قابلِ تعجب امر نہیں۔

لَا يُكَلِّمُهُمْ : برہمن۔ نیچری۔ فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عام علماء غور کریں یہاں

معبودیت کی تردید اسی دلیل سے کی ہے کہ لَا يُكَلِّمُهُمْ پس وہ خدا کیونکر معبود ہو جو کلام نہیں کرتا  
لَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا؛ کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُورٌ؛ مطلب اتنا ہے کہ  
موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زلیخہ سے ایک بچہ بنا دیا تھا جو  
صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اسکی آواز تھی۔ (نور الدین ص ۱۶۹)

۱۵۰۔ وَلَمَّا سَقَطَ فِي أَيِّدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ

خَسَلُوا، قَالُوا الْيَتَنُ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۱۵۰﴾

سَقَطَ فِي أَيِّدِيهِمْ؛ اس کے معنی ہیں ”ندامت ہوئی“

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۱۔ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا،

قَالَ يَثَلَلٌ خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي، أَعْجَلْتُمُ

أَمْرَ رَبِّكُمْ، وَأَلْقَى الْأَثْوَاخَ وَآخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

يَجْرُؤُ الْيَهُودُ، قَالَ ابْنَ أُمِّانَ الْقَوْمَ اسْتَضَعِفُونِي

وَعَاذُوا بِغُلُوبِنِي، فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ

وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۵۱﴾

غَضْبَانَ أَسِفًا؛ دیکھا انبیاء علیہم السلام شرک سے کیسے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اصول  
کی طرف پہلے توجہ کرتے ہیں۔ ٹپرس سوسائٹیاں۔ ہمدردی حیوانات کی سوسائٹیاں اسی لئے کامیاب  
نہیں ہوتیں کہ فروع کی طرف توجہ کرتی ہیں۔

أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ: حضرت موسیٰ نے اپنے جانے کا دن نہ گنا تھا اس لئے قوم کو سامری نے دھوکہ دیا کہ وہ وعدہ مقررہ پر نہیں آئے۔ خدا بچھڑے میں آگیا۔  
أَتَقَى الْآتَوَاخَ، رکھ دیں۔

إِبْنِ أُمِّ: ماں میں ایک خاص قسم کی محبت ہوتی ہے۔ پیار کیلئے اسکی طرف منسوب کیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۲۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَرَاحَتِيْ وَادْخُلْنِيْ فِيْ

رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ﴿۳﴾  
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ: انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۳۔ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ

غَضَبٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَذَلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَ

كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۴﴾

اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور منظر و منصور کس طرح کوئی انسان فطرۃً ذلت کو نہیں چاہتا اور عزت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا۔ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔

ذلت کی جڑ شرک و افتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان و استغفار ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۴۔ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا

لِمِيقَاتِنَا، فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ

رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِنِّي

أَتُمَلِّكُنَا بِمَا فَعَلَ الشُّفَعَاءُ مِنَّا، إِنَّ هِيَ إِلَّا  
فِتْنَتُكَ، تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ،  
أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ  
الْغَافِرِينَ ﴿۱۵۴﴾

وَ اخْتَارَ مُوسَى : اس پر موسیٰ کی قوم نے کہا : ہم کس طرح یقین کریں۔ یہ باتیں خدا نے کہی  
ہیں آپ نے، آدمیوں کو منتخب کیا۔

أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ : وہ آتش فشاں پہاڑ تھا۔ زلزلہ آیا۔ توجہ الی اللہ کیلئے تھا۔ وہ  
ڈرے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کسی نہیں سننا چاہتے۔ اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسیٰ  
ایسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی۔

فِتْنَتُكَ : بھلے کو بُرے سے الگ کرنا۔ (ضمیمہ اخبار بدردقاویاں ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۴۔ وَ أَكْتُبُ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدَّنَا إِلَيْكَ، قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ

بِهِ مِنْ أَشْيَاءٍ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ،

فَسَاغَتْبُهَا لِلَّذِينَ يَشْقُونَ وَ يُؤْتُونَ

الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۵﴾

فَسَاغَتْبُهَا : اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملے گا۔

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ : سچی پاکیزگی، اپنے نفس کو مزگی و مطہر کر دینا۔

(ضمیمہ اخبار بدردقاویاں ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ : اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴۳)



۱۵۸۔ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ  
الَّذِي يَجِدُ ذُنُوبَهُ مَغْتُوبًا عِنْدَ هُدًى فِي التَّوْرَةِ  
وَالْإِنْجِيلِ: يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ  
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ  
الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي  
كَانَتْ عَلَيْهِمْ: فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ  
بِنَصْرِهِ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۵۸﴾

وَالْإِنْجِيلِ: اعمال ۳ باب ۲۱-۲۲ آیت میں۔ متی ۱۳ باب ۱۳-۱۴ آیت۔ یوحنا ۱ باب ۲۳ آیت  
يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ: ایک پہچان پیشگوئی سے ہوتی ہے۔ دوسری تعلیم سے چنانچہ  
اس کے اصحاب بیان فرماتے۔

إِصْرَهُمْ: بڑے عظیم الشان معاہدے کی خلاف ورزی سے جو عذاب آتا ہے۔ وہ  
نبی کریم کی متابعت سے ٹل گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ: باب ۱۸، اسٹنڈل آیت ۱۵، باب ۲۳، یرمیاہ۔ یسعیاہ ۴۰  
متی ۱۳ باب ۲۱-۲۲ اعمال ۳ باب ۲۱-۲۲ یوحنا ۱ آیت ۲۳۔ یسعیاہ ۵۴۔ قرنتیوں ۱ باب آیت ۴۔  
إِصْرَهُمْ: رسم و رواج (تشیخ الاذعان جلد ۹ نمبر ۹ ص ۴۵۵)

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ: اور اتارتا ہے  
ان سے بوجھ ان کے اور پہچانیاں جو ان پر تھیں۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۲۲)

۱۵۹۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ  
جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا

إِلَهًا لَا هُيُوعِي وَيُؤْمِنُ فَلَمِنْوَا يَا لَوْلَا رَسُوْلُهُ  
النَّبِيَّ الْاَلَمِيَّ الَّذِي يُؤْمِنُ يَا لَوْلَا كَلِمَتُهُ

وَاتَّبَعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۹۹﴾

وَعَلِمَتُهُ: اب تو قرآن گویا قسم کھانے کیلئے رکھ ہے یا عملِ حُب و بغض و حصولِ رزق کیلئے  
افسوس جو قرآن حُب لغیر اللہ کو چھوڑا کر الحُبِّ لِلّٰہ کیلئے آیا اس سے یہ امید رکھی جاوے۔  
ایک دفعہ ایک شخص نے جو میرا پیر بھائی تھا۔ مجھے ایک عمل لکھ بھیجا کہ اسے پڑھنے سے ڈیڑھ سو  
روپیہ آمدنی ہو جائے گی، جو میں نے کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ عرضِ حال پر اس نے مجھے لکھا کہ  
بمطلبِ مے رسد جو یاٹے کا آہستہ آہستہ پڑ دیا مے کشد صیاد و ام آہستہ آہستہ  
اس کے بعد جب میں نے وہ عمل کیا اور اپنی اوسط آمدنی نکالی۔ تو پچ پچ ڈیڑھ سو نکلی۔ مگر معا میرے  
دل میں آیا۔ یہ اس عمل کا نتیجہ ہے یا طبابت کا۔ اس بات کو صاف کرنے کیلئے میں نے ارادہ کیا کہ پہلے  
صرف طبابت کرتا ہوں۔ پھر دوسرے مہینے طبابت چھوڑ کر صرف یہ عمل کروں گا۔ پھر دیکھوں گا۔ کیا نتیجہ  
ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اس نے میری ہدایت کا سامان بہم پہنچایا۔ اس مہینے مجھے طبابت  
سے ۱۲۰۰ روپے کی آمدنی ہوئی۔ اس عمل کو میں نے اپنے خسارے کا موجب جانا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔ کچھ  
وقت بعد وہی عمل بتانے والا آیا جس نے آخر مجھ سے استدعا کی کہ ہمارا ج کئے پاس مجھے ساٹھ روپے کا ڈاکو  
ہی بنادو۔ حتیٰ کہ پندرہ روپے پر راضی ہو گیا۔ جس سے صاف کھل گیا کہ یہ فرقہ کیسا ذلیل ہے اور یہ راہ  
منعمِ علیم کی نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

انبیاءِ علیماتِ لام کی تعلیم کے لئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں سے کوئی خلیفہ اور کوئی یاد  
دلنے والا نائب نہ ہوتا تھا اس لئے لوگ بے خبر ہو جاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی تھی۔ مگر مولیٰ کریم نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اَلِیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ وَ سِیِّعَ کَرِیْمَہ ہے۔ اور آپ کا بھی  
دعویٰ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا ہے۔ اور ایسی مضبوط کتب آپ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا  
کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولیٰ کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری حفاظت  
کیلئے قراء اور حفاظ ہیں ایسے باطنی تعلیم کیلئے ایک سلمان ہتیا فرمایا..... یہ احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ  
کا جو اسلام سے مخصوص ہے۔ کہ بھولی بسری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے اس کے لحاظ سے اسکا  
یاد دلنے والا بھیجتا ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک تعالیٰ کا۔ (الحکم ۳۰ مارچ ۱۹۰۹ء ص ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت دیکھو تو قیامت تک وسیع، کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ میں ظاہر فرمایا کہ میں سارے جہاں کا رسول ہوں۔ یہ کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی صوفی کوئی مست قلندر۔ بالغ مرد۔ بالغ عورت کوئی ہو۔ اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ کوئی آدمی مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔ (الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء)

آپ کا دامن نبوت دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ کوئی نبی نیا ہو یا پرانا آہی نہیں سکتا کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں فرمایا کہ میں سارے جہاں کا رسول ہوں۔ یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی۔ کوئی آدمی نہیں جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الہی میں اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں کوئی صوفی۔ کوئی بالغ مرد یا بالغ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ (الحکم، تاریخ ۱۹۰۹ء)

۱۶۲۔ وَ اِذْ قِیلَ لَهُمْ اَسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْیَةَ وَ

كُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَ قُولُوا حِطَّةٌ وَ اِذْ خُلُوْا

الْبَابِ سَجْدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِیْئَتِكُمْ سَنَزِیْدُ

الْمُحْسِنِیْنَ ۝

حِطَّةٌ، استغفار جس کا نتیجہ نغفر لکم خطیئتکم ہے۔

سَجْدًا، فرماں برداری جس کا نتیجہ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۳ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۳۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَیْرَ

الَّذِیْ قِیلَ لَهُمْ فَارْ سَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزًا مِّنَ

السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۝

مِنَ السَّمَاءِ: اُٹل۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
 فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ يَجْدًا مِّنَ السَّمَاءِ: پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے  
 بدلہ ان کی شرارت کا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۷)

۱۶۳- وَشَلَّاهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ

حَاضِرَةً الْبَحْرِ إِذْ يَخْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ  
 تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّ عَاذِيَوْمَ  
 لَا يَسْبِتُونَ ، لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ  
 بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝۳۳

یہودیوں عیسائیوں کی باتیں مسلمانوں کی نصیحت کیلئے ہیں۔

عَنِ الْقَرْيَةِ: ۱۔ یاردون (اردن) کے کنارے، یروشلم۔ دوسرے معنی یہ کہ لوگوں کے  
 اجتماع سے جو فرعون کے غرق ہوتے وقت تھے۔

فِي السَّبْتِ: سبت کے معنی آرام کے بھی ہیں جس کو ذرا آرام ملا۔ حد سے گزرنا شروع  
 کر دیا۔

نفس ہر کس کتر از فرعون نیست ؛ لیکن اورا عون مارا عون است  
 دوسرے معنی سبت کے ہفتے کے ہیں۔ یہود کو اس دن شکار کی ممانعت تھی جیسے مسلمانوں میں جمعہ  
 نَبْلُوهُمْ: مخلصوں اور شریروں کا اظہار کرتے (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
 كَذَلِكَ ۝ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ: یوں ہم آزمائے لگے اُن کو اس واسطے کہ  
 (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۷) بے حکم تھے۔

نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ: ابتلاؤں میں قسم کے۔ ایک امام بننے کیلئے إِذْ ابْتَلَى  
 إِبْرَاهِيمَ ۝ بَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ نَبْلُوهُمْ  
 بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ (تشمیذ الافان جلد ۹ نمبر ۱ ص ۱۵۷)

ابتلاء کئی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ ۱۔ راستہ بازوں اور اولوالعزم نبیوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں۔

جیسے فرمایا وَلَا ذَرَّ ابْتَلَىٰ ابْنَاهُ يَمَ رَبُّهُ (بقرہ: ۱۲۵) ۲۔ بدذاتوں۔ بے ایمانوں۔ کافروں اور مشرکوں پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ بِمَا عَانُوا يَفْسُقُونَ ۳۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک اور گروہ بھی ہے ال پر بھی ابتلاء آتے ہیں جیسے فرمایا۔ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الاعراف: ۱۶۹) ۴۔ اور کبھی ابتلاء ترقی مدارج کیلئے بھی آتے ہیں۔ جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ..... الخ (البقرہ: ۱۵۶) (الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۸ء)

۱۶۷۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿۳۸﴾

جب وہ ہماری منع کردی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے۔ ہم نے کہا جاؤ ذلیل بندہ جاؤ۔  
(نور الدین ص ۱۶۹ ایڈیشن سوم)

كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ؛ کہتے ہیں تم میں دن کے بعد ہلاک کر دیا تھا۔  
قَطَعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ آلَ هَٰرُونَ فَنَخَلَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ يُّبَيِّئُ لَهُمْ  
(تشمید الاذعان جلد ۲ ص ۴۵۹)

۱۶۸۔ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ آلُ يَسُوءِ

الْقِيَمَةِ مَن يَسُوءُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، إِنَّ

رَبَّكَ لَسَرِيعٌ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۹﴾

اور تیرے رب نے خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا کہ میں قیامت تک ایسے لوگوں کو ان پر حکمران کروں گا۔  
جو انہیں برے عذاب دیں گے۔ بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم بھی ہے۔  
(نور الدین ص ۱۶۹ ایڈیشن سوم)

۱۶۹۔ وَقَطَعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِّنْهُمْ

الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُمْ



يَا حَسَنَاتِ لَعَلَّهِنَّ يَرْجِعُونَ ﴿۳۹﴾

اور ہم نے انہیں گروہ در گروہ بنا کر زمین میں منتشر کر دیا۔ بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف اور ہم نے بھلائی اور برائی پہنچا کر انہیں اتلوں میں ڈالا تاکہ باز آئیں۔

(نور الدین ص ۱۴۹ ایڈیشن سوم)

۱۴۰۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ

يَا خُذُوْنَ عَرَضَ هَذَا الْآذَى وَ يَقُولُونَ

سَيُغْفَرُ لَنَا، وَإِنْ يَأْتِيَهُمْ عَرَضٌ مِّمَّنْهُ

يَأْخُذُوهُ، أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ

لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ

وَالذَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ، أَفَلَا

تَعْقِلُونَ ﴿۴۰﴾

اور ان کے بعد ان کے ایسے جانشین اور کتاب کے وارث ہوئے جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے؟ ہم بخشتے جائیں گے۔ (نور الدین ص ۱۴۹ ایڈیشن سوم)

۱۴۱۔ وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ

ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ،

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ

تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا

غَافِلِينَ ﴿۴۱﴾

وَأَشْهَدُهُمْ : ہر ایک لڑکے کو جب ہوش آتا ہے تو وہ اپنے پرگاہ ہوتا ہے کہ میں اپنا رب نہیں ہوں بلکہ ایک اور مدبر بالا ارادہ ہستی ہے۔

میں تو اپنے آپ سے یہ سوال کر کے اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہوں کہ میرا رب وہی ہے جو رب العالمین ہے ایک شخص نے کیا ہی عمدہ دلیل دی ہے۔ اَلْبَعْدَةُ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيدِ۔ وَأَشْرُ الْقَدَمِ عَلَى السَّفَرِ مَا تَقُولُ أَنَّ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ تَدُلُّ عَلَى الْعَالَمِ الْقَدِيرِ؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء)

وَأَشْهَدُهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ : ہر بنی آدم کو عقل کے وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے۔

(تشیخ الاذیان جلد ۸ نمبر ۹ ص ۴۵۵)

مِنْ ظُهُورِهِمْ میں ظہور کا لفظ زبان عرب میں زائد آیا کرتا ہے۔ دیکھو قاموس۔ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ۔ اَنْی وَسَطِهِمْ۔ بَيْنَ کا لفظ وسط کے معنی دیتا ہے۔ اور اظہر کا لفظ زائد ہے معنی اس فقرے کے اُن کے بیچ یا ان میں۔ حدیث میں بھی یہ محاورہ آیا ہے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان صفحہ ۷۔ کُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا۔ آپ تھے ہم میں۔ محاورہ عرب میں دیکھو مَا أَفْصَحَكَ وَ مَا خَرَجْتَ مِنْ أَظْهُرِنَا تو کتنا فصیح ہے اور تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ اور عرب بولتے ہیں كَانَ يَشُدُّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهِ یعنی وہ دل سے یا از بر شعر پڑھتا تھا۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔

اصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ عادل رحیم و قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں ان کی بد فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست و بصیرت رکھا ہے جو ہمیشہ وجود الہی اور اس کی ربوبیت کا اقرار یا دولت رکھتا ہے یا اقلًا یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارض کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجہول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی بے ایمان کے اندر کسی باعث وہ قوت بالکل مر گئی ہو اور وہ کج بخت امتحا کنویں میں جا پڑا ہو اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اس نے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اُس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اسی کی فطرت کے اقرار کو اُسی ربوبیت الہی کے جملی معترف فطرت کو الہامی زبان بتانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو اس طرح پر انسان کو سمجھاتا ہے کہ انسان بد فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا جبلی اور فطری ہے۔ اور اس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے

لہ ترجمہ : طبعی اونٹ کے وجود پر دلیل ہے اور قدموں کے نشان کسی کے گندنے کی دلیل ہے تو یہ آسمان و زمین

کیوں خدا کے عظیم و قدیر کی ذات پر دلیل نہیں (مرتب)

قرآن کا یہ عجیب معجزہ طریتی ہے کہ وہ ایسے بائیک مسائل کو اس نہج میں ادا کرتا ہے کہ اس سے عالم و جاہل یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ عیسائی ظاہر ہیں الفاظ پرست ان اسرار کو کیا سمجھیں وہ تو کتب الہامیہ کے خصوصیات اور ان کے طرق اولئے مطالب سے آشنا ہی نہیں ہوئے۔ خواہ مخواہ ہر ایک حقیقت پر اعتراض جمانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ گو وہ انا جیل ہی میں کیوں نہ ہو۔ (فصل الخطاب ص ۱۲۸ ایڈیشن سوم) جب لی تیرے رب نے اولاد آدم سے، اُن سے اُن کی اولاد اور گواہ کیا ان کو ان کی جانوں پر۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ہم قائل ہیں۔ کبھی کہو قیامت کے دن۔ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔

یعنی آدمی کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں سے بنایا اور آدمی میں ایسی عقل اور فطرت رکھی جس سے وہ اپنے رب کا قائل اور اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار ضرور کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ محکمہ جزا و سزا میں ایسا نہ کہہ دے کہ مجھے تو خبر نہ تھی۔ مِنْ ظَهْرِ هَذِهِ كَاتِرَجْمَةٍ "اُن سے" کیا گیا۔ اس لئے کہ لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بَيْنَ اَظْهَرِهِ اَيَّ وَشَطِطِهِ اَوْر كُنْتَ بَيْنَ اَظْهَرِنَا اَيَّ بَيْنَنَا اس آیت کا ذکر اس لئے کیا کہ اس آیت شریف سے کوئی روح کا قبل الجسد موجود ہونا نہ سمجھے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۳۳)

۱۷۶۔ وَ أَتَىٰ عَلَيْهِمْ نَبَأُ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا

فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ

الْغَاوِينَ ﴿۸۹﴾

آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا: کچھ کتاب دی۔

فَانْسَلَخَ: اس پر عمل نہ کیا۔ الگ ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدرتاویان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۷۷۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَعَنْنَاهُ آخِلًا

إِلَى الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ هَوَاهُ، فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ

الْكَلْبِ، إِنْ تَحَمَلَ عَلَيْهِ يَلْمِثُ أَوْ تَرُكُهُ

يَلْمِثُ، ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا  
بِآيَاتِنَا، فَاقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۷۹﴾

آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعتِ شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ  
الگ مرتبہ رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جیسے خود رائی۔ خود پسندی۔ خود غرضی۔ تحقیر۔ بدظنی اور خطرناک  
بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے ان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے  
آیات اللہ دیکھے۔ مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَعَيْنَاهُ أَخْلَدَ  
إِلَى الْأَرْضِ۔ (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۱)

لَرَفَعْنَاهُ بِهَا، اس کو بہت ترقی دیتے۔  
در مسلخِ عشقِ جزا میں نہ کشند

مسلخ کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں جانور کی کھال اتاری جائے۔  
تَحْمِلُ عَلَيْهِ، دستکار نے کا پتھر اٹھاؤ۔

أَوْ تَنَادَّ يَلْمِثُ، یعنی بہر دو حال آرام ہے (ضمیمہ اخبار بدردقاویاں ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۰۔ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ  
وَالنَّاسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا، وَلَهُمْ  
أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا، وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ  
بِهَا، أُولَٰئِكَ كَانُوا لِنَعَامِ بَدَلًا ۖ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ  
هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿۱۸۰﴾

لَهُمْ قُلُوبٌ، اس آیت میں ان کے جہنمی ہونے کی وجہ بتائی۔

(تشیذ الازمان جلد ۱ ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۳۵)

۱۸۱۔ وَابْتَغُوا الْآسَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا۔

وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ.

سَيَجْزُونَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۸۱﴾

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ: جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اسی کے مقابل خدا کے نام سے دعا کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۶- أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ. وَ أَنَّ عَسَىٰ أَنْ

يَكُونُ قَدْ أَفْتَرَبَ أَجْلُهُمْ. فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ

يُؤْمِنُونَ ﴿۱۸۲﴾

فِي مَلَكُوتِ السَّمَوَاتِ: غور کریں کیا کوئی آسمانی بوتلیت (یعنی کلام الہی کے نزول کا اس سے پہلے مدعی تھا؟ پھر تم اگلی آسمانی کتب سے موازنہ کرو کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہے یا نہیں؟ وَالْأَرْضِ: پھر زمین والے گواہی دے سکتے ہیں کہ میرا کریکٹر کیسا ہے اور میرے پیرو کیسے ہیں وَ أَنَّ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُ قَدْ أَفْتَرَبَ أَجْلُهُمْ۔ آسمان میں ایک وقت خاموشی ہوتی ہے۔ دوسرے وقت بجلی کا کونڈنا۔ بادل کا گر جانا۔ اسی طرح زمین کا حال ہے۔ ایک وقت سیلاب دوسرے وقت مطلع صاف۔ پس یہ الہاموں کا زور۔ یہ مذہبوں کا آپس میں مباحثے ضرور ایک مفید نتیجہ رکھتے ہیں۔ یہ جھگڑے خود گواہ ہیں اس بات کے دنیا میں امنِ عالمہ آنے والا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۷- مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ.

وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۸۳﴾

مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ: جس کو اللہ بہکا دے۔ اُسے کوئی نہیں راہ دینے والا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶۵)

مَنْ يُضِلِلِ: یہ نتیجہ ہے انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا۔ دو خط جب زاویہ پیدا



کریں گے تو جوں جوں بڑھیں گے فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۸۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِمُهَا  
قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي، لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا  
هُوَ، ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، لَا تَأْتِيكُمُ  
إِلَّا بَغْتَةً، يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ خَفِيٌّ عَنْهَا، قُلْ إِنَّمَا  
عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾

عَنِ السَّاعَةِ، تیری کامیابی اور دشمنوں کی تباہی کا وقت ہے۔

ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، کیا کبھی کسی نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے  
کسی کی تمام قوم اور تمام ملک سب کے سب مسلمان ہو گئے ہوں؟ اس واسطے یہ عظیم بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۹۔ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا

مَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ

لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ، وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ

إِنِّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ مُّؤْمِنُونَ ﴿۳۹﴾

ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے

مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پرپرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ اور وہ

فرماتا ہے لَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ اور لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ

وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ پس کسی اور ولی کو کبھی یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے کہ اسے بھائی جان کہا جاوے

اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر و غیب ہماری پکار سنتے ہیں؟ یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو

علم غیب یا تصرف دے دیا ہے، صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنی ہیں سانبھی بنانا۔ خود ہی جلاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں وہ کسی اور میں نہیں بنائے چاہئیں۔

(بدر ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۷)

إِنَّا أَنَا لَا نَذِيْدٌ وَبَشِيْدٌ، ایں یہ بات ہے کہ حق کے دشمنوں کیلئے ڈرانے والا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۰۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ

جَعَلَ مِنْهَا ذَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا

تَغَشَّيَا حَمَلًا حَمَلًا خَفِيًّا فَوَلَدَتْ وَه.

فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا

صَاحِبًا تَنَكُّوْنَا مِنَ الشُّكْرِ ۚ [۱۹۰]

شرک بری بلا ہے۔ اس سے قوموں میں تفرقہ پڑتا ہے۔ مشرک کبھی سچے علم کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ سورۃ اب ختم ہوتی ہے اس لئے اخیر میں پھر رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔ جو توحید ہے مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ: ہر ایک شخص ایک آدمی کا نطفہ ہوتا ہے۔

مِنْهَا: اسی کی قسم کا۔ یہ ظاہر ہے۔ آدم زاد کے حیوانات سے نکاح نہیں ہوتے۔ کدئی بکری نوٹری سے اولاد نہیں لے سکتے۔

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا: دوسرے مقام پر فرمایا لِيَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (الرودم، ۲۲) عودت ذات بوجہ اپنی کم علمی۔ نا تجربہ بکری کے بہت ہی قابل رحم و قابل ہرمانی ہے۔ جن کے گھر میں آرام ہو اور بیوی ہو وہ بہت آرام پاتے ہیں۔ شہوت کے بد استعمال میں کم گرفتار ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَلَمَّا أَثْمَرَا صَاحِبًا جَعَلَا لَهُ

شُرَكَاءَ فِيمَا اتَّخَذُوا فَتَعَلَّى اللَّهُ عَمَّا  
يُشْرِكُونَ ﴿۱۹۱﴾

جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ: کئی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ حال ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء)  
جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ: عام میاں بی بی کا ذکر ہے نہ کہ آدم و حوا کا۔  
(تشیین الاذعان جلد ۹ ص ۲۵۶)

۱۹۷، ۱۹۸۔ اَللّٰهُمَّ اَرْجُلُ يَمْشُونَ بِمَا زَا اَمَلَهُمْ اَنْ يَّ  
يَبْطِشُونَ بِمَا زَا اَمَلَهُمْ اَعْيُنُ يَبْصُرُونَ بِمَا  
اَمَلَهُمْ اِذَاكَ يَسْمَعُونَ بِمَا قُلُ اِذَا عُوا  
شُرَكَاءَ كُمْ ثُمَّ عِيدُونَ فَلَا تُنْظِرُونِ ﴿۱۹۷﴾ اِنَّ وِلْيَ يَ  
اَللّٰهُ الَّذِي نَزَلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿۱۹۸﴾  
ثُمَّ عِيدُونَ: مجھ سے سب مل کر جنگ کرو اور ہمت بھی نہ دو۔ یہ جرات راستہ از نبی کے  
وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا  
يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَ لَا اَنْفُسَهُمْ  
يَنْصُرُونَ ﴿۱۹۹﴾

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ: وہ ان مشرکانِ عرب کی کچھ مدد نہ کر سکیں گے۔  
اَنْفُسَهُمْ: انکی اپنی بھی خبر نہیں۔ چنانچہ سب توڑے گئے۔ قطب شمالی یا جنوبی کی دریافت  
کوئی بڑا کام نہیں۔ کام تو یہ بے نظیر ہے۔ کہ آپ نے تمام عرب میں وحدت و یکجہتی کی رُوح پھونک دی۔ اور  
انہیں حیوان سے بااخلاق۔ باخدا انسان بنادیا۔ کوئی ہے جو اس کی نظیر دکھائے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء)

سو کسی میں نہیں ہو سکتی۔

هُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ : خدا کی توفیق کی علامت یہ ہے کہ ان لوگوں پر ہدایت و قیادت سے نکل کر نور کی طرف آتا ہے۔ فاتحین۔ مؤرخ۔ سائنس دان سب قرآن کی طاقت میں کمر بستہ ہیں اور مسلمان خفہ! (ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۹۔ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا

وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ [۱۹۹]

میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ آج قرآن شریف کا درس کہاں سے شروع ہوگا؟ تو اس نے کہا میں گو دس برس سے سنتا ہوں۔ مگر کوئی ٹیپو پی نہیں اس لئے مجھے معلوم نہیں۔ دوسرا جو پاس بیٹھا تھا۔ جب اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ علیٰ ہذا القیاس! مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا۔ خوشی اس لئے کہ بہت سی مخلوق ایسی بھی ہوتی ہے جو یَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور یَسْمَعُونَ وَلَا يَسْمَعُونَ کی مصداق ہے۔ غرض بعض تو ایسے ہیں جو سن کر بھی نہیں سنتے اور بعض سامعین ایسے ہیں کہ انہیں مجلس و عطا محض کسی کی دوستی یا ذاتی غرض لاتی ہے۔ بعض نکتہ چینی کے لئے جاتے ہیں۔ انکا خیال واعظ کی زبان کی طرف رہتا ہے۔ پس جو نہی کوئی انگریزی یا سنسکرت یا عربی لفظ اس کے مونہ سے نکل گیا تو یہ مسکرائے۔ پس ان کے سننے کا حاصل یہی ہے کہ وہ گھر میں آکر واعظ کی نقل نگاہ کریں۔ پھر ایک مشکل ہے وہ یہ کہ چور کی وارطی میں تنکا۔ واعظ ایک بات کتاب اللہ سے پیش کرتا ہے۔ اب اگر سننے والے میں بھی وہی عیب ہے جو اس واعظ نے بتایا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو سنا کر یہ باتیں کرتا ہے۔ اور گویا مجھے طعنے دے رہا ہے۔ حالانکہ واعظ کے وہم میں بھی یہ بات نہیں ہوتی۔ غرض دوطرفہ مشکلات ہیں۔ ایک طرف واعظ کو اور ایک طرف سامعین کو فطرت کا خالق چونکہ اس مجید کو سمجھتا ہے اس لئے اس نے فرمایا۔ یَصِلُ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (البقرہ ۱۷۹) (بدھ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۹)

۲۰۵۔ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ

وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [۲۰۵]

اس سے ظاہر ہے کہ یہاں مومن مخاطب نہیں (کیونکہ ان کیلئے وَرَحْمَتُهُ فرما چکا ہے۔ مگر لوگ ہیں کہ الحمد للہ کے پیچھے نہ پڑھنے کا جھگڑا لے بیٹھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہاں مومن مخاطب نہیں

پھر وہ کی صف میں کھڑا ہو تو سن ہی نہیں سکتا۔ پھر ظہر و عصر کی نمازوں میں تو جہری قنوت نہیں ہوتی۔ پس  
 خلف الامام الحمد پڑھنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)  
 لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، کفار و غافل ہیں کہ مومن کیلئے ہدایت و رحمت ضرور ہے۔ پس ان کافروں  
 تم بھی سنو تو تمہارے لئے رحمت کا موجب ہو جائے۔ اَلْعِنْدَ خَلْفِ الْاِمَامِ کا مسئلہ یہاں نہیں۔  
 (تشمیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۶)

۲۰۶۔ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً

وَذُؤَنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا

تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۳۸﴾

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑ گڑانے اور ڈرنے اور پکارنے سے کم آواز بولنے میں صبح  
 اور شام کے وقتوں میں اور مت رہ بے خبر۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۲۳)

۲۰۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَهُ يُسْجَدُوْنَ ﴿۳۹﴾  
 وَلَهُ يُسْجَدُوْنَ، اللہ کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)



## سُورَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲- یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ، قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ

وَالرَّسُولِ فَاَتَقُوا لِلّٰهِ وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ

وَاطِيعُوا لِلّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱﴾

سورۃ نفل۔ ماڈھ انسان کو تمدن و معاشرت سکھاتی ہیں۔ سورۃ اعراف۔ انفال رسول علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کرتی ہیں۔ ایک علمی بحث نبوت ہوتی ہے جس سے علامتہ الناس فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ عالی دماغ لوگوں کے متعلق ہے۔

یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ، تمہی لفظ ہیں فے۔ غنیمت۔ نفل۔

فے۔ جس مال پر مسلمانوں کا کچھ بڑا خرچ نہ ہوا ہو۔ جیسے کہ سورۃ محشر میں فَمَا اَوْجَفْتُمْ

عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِکَابٍ۔ (عشر، ۷)

۲۔ نفل وہ مال جو خرچ کے بالمقابل زیادہ ملا ہو۔

سد غنیمت ، اس لفظ کے معنوں میں عام لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ جیسے صاحبزادہ " اور حضرت گندے معنوں میں لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح غنیمت کے معنے ٹوٹ کے کئے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں غنیمت کہتے ہیں۔ مطلق حصول مال کو۔ عرب میں کسی کو رخصت کرتے ہیں تو کہتے ہیں سَالِحًا غَانِمًا وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ، ہر آدمی کا وہ تعلق جو دوسرے سے ہے۔ اس میں سنوار پیدا کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدد قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ : اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی اصلاح کرو۔

(نور الدین ص ۱۸ دیباچہ)

۶- کَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

وَأَنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكُرْهُوْنَ ۝

عَمَّا ہک معنی کیوں

لَعَدُّهُوْنَ، السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ خدا کے حکم سے کراہت کریں؟ ہرگز نہیں! اس کے معنی ہیں۔ مشکل سمجھنے والے۔ جیسے عَتَبَ عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ وَهُوَ كُذْرٌ لَّعَدٌ (بقرہ ۲۱۷) حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا (احقاف ۱۶) محل سے کوئی شریف عورت کراہت نہیں رکھتی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

عَمَّا أَخَذَ جَكَ، بمعنی کیونکہ۔

لَعَدُّهُوْنَ، مشکل سمجھتا تھا۔ (تشیخ الاذیان جلد ۹ ص ۲۵۶)

۷۔ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝

وَهُمْ يَنْظُرُونَ: کفار دیکھ رہے ہیں کہ مرنے کا مقام ہے۔

صحابہ کرامؓ کی ہرگز یہ حالت نہ تھی کہ وہ میدان جنگ میں جانے سے ڈرتے اور انکی حالت يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ ہوتی۔ انہوں نے تو کہا لَا نَقُولُ لَكَ عَمَّا قَالَتْ بَنُو إِسْرَءِيلَ لِمَوْتِي إِذْ هَبَّ أَنْتَ وَرَبُّكَ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۔ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

أَرْفَىٰ مُسَدًّا كُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ تَسْتَغِيثُونَ: پانی پر کفار قبضہ کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بادل مانگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۔ إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسُ أَمْنَةً مِّنْهُ

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَ كُمْ بِهِ وَ

يُذْهِبَ عَنْكُمُ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَ لِيَرْبِطَ عَلَىٰ

قُلُوبُكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝۱۲

جنگوں میں بھی اور عام طور پر بھی دیکھا گیا ہے کہ بیٹھے بیٹھے دل کو غیر معلوم وجہ سے خوشی یا غم پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی دل یا تو خوشی کی خبر آتی یا غم کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کو آئندہ واقعات سے ایک تعلق ہے۔ اسی قانون کے ماتحت فوجی آدمی کو نیند آجائے تو یہ اس بات کی فال سمجھی جاتی ہے کہ فوج ہماری فتح ہوگی۔ گویا اس طرز پر روح کو اللہ تعالیٰ ایک باریک علم عطا کرتا ہے۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمْنَةً مِّنْهُ وَيُنْزِلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً پَانِيًّا

کفار کا تسلط تھا۔ اس پانی کی تکلیف کے رفع کو بطور احسان فرمایا۔

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ : تاکہ تمہارے دل در دور ہو جاویں۔ (ضمیمہ اخبار بدر، قادیان، ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

فَتَبَيَّنُوا الَّذِينَ أَمَّنُوا سَأَلْتَنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ

كَفَرُوا الرُّعْبَ فَأَضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَ

اضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۴

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ : ملائک کا فعل پاک بندوں پر ظہور پکڑتا ہے جیسا کہ خدا کا فعل فرشتوں پر ظہور پکڑتا ہے۔ فرشتوں کا انکار تین قوموں نے کیا ہے۔ وہ یہیہ۔ برہمہ۔ نیچرتی۔ حالانکہ جس طرح اللہ پر ایمان ضروری ہے۔ اسی طرح ملائکہ پر۔

(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان، ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ : گردنوں میں شامل ہیں جیسے فَوْقِ الْأَشْخَانِ میں دو یا دو سے زیادہ۔

(تشمیذ القرآن جلد ۹ ص ۴۵۶)

۱۴۔ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ. وَمَنْ

يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

الْعِقَابِ ۝۱۵

شَدِيدُ الْعِقَابِ: عِقَاب سے ظاہر ہے کہ پہلے انسان جرم کرتا ہے پھر اس کو سزا ملتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۶- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحٰفًا فَلَا تُولُوْهُمُ وُجُوْهًا ۭ اَدْبَارُ ۭ<sup>[۱۶]</sup>  
فَلَا تُولُوْهُمُ الْاَدْبَارَ: اس وقت بھی مذاہب میں ایک بڑی جنگ ہو رہی ہے۔ اور وہ دلائل کی جنگ ہے۔ نیک نمونہ دکھانے کا دل ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مخالفوں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔ اگر ایسا کر دے تو بہت سی رحیمیں قبولِ حق کیلئے تیار ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸- فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْۚ وَمَا

رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰیۚ وَلِيُبَيِّنَ

لِلْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلٰٓءًا حَسَنًاۚ اِنَّ اللّٰهَ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ<sup>[۱۸]</sup>

کیسا سچا کلمہ توحید اور راستبازی کا بھرا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ تیری رمی اللہ تعالیٰ کی رمی ہے۔ کیا ہی سچ ہے کہ دشمن کو تیرا مارنا یا اپنی مار کا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کے ارادہ سے والبتہ ہے وَاِلَّا لَمَاتَهُمْ خَطَاۤئُهُمْ جَاۤئَةً۔ اب کیسا سید حلوصافی مطلب آیہ شریفہ کا ہے مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ترجمہ: یعنی تو نے دشمنوں پر نہیں پھینکا جو کچھ پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا یعنی اللہ نے تجھ کو منظر و منصور کیا۔ (نور الدین ایدیش سوم ص ۱۸۳-۱۸۴)

۲۰- اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُۚ

وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْۚ وَاِنْ تَعُوْذُوْا نَعُوْذُۚ وَ

لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِتْنَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ . وَأَنَّ

اللَّهُ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اِنْ تَسْتَفْتِحُوا : یہ کفار کو خطاب ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء)

۲۵- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ

وَلِرَسُولِهِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ، وَاعْلَمُوا أَنَّ

اللَّهُ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَهُ

تُحْشَرُونَ ۝

کھانا جو حفظ حیات و حفظ طاقت کیلئے ہے۔ اس میں بھی طبائع مختلف ہیں کسی کے لئے لونی سا کھانا بہت اعلیٰ اور کسی کیلئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا مضر ہوتا ہے۔ یہی حال لباس کا ہوتا ہے۔ بعض صرف لنگوٹ باندھتے ہیں۔ بعض ضرورت کے مطابق۔ بعض بہت سے کپڑے پہنتے ہیں۔ پھر اس میں قسم قسم کے اختراع کہتے ہیں اور ہر وقت فیشن کی دھت میں کتر بیونت کرتے رہتے ہیں۔ یہی اولاد کے اخراجات کا یہی مکانات کا۔ یہی کتب کا یعنی ایک درجہ ضرورت۔ ایک حد سے بڑھ کر فضولی۔

دوسری بات۔ عجائبات قدرت اور اللہ کے انعاموں کے مطالعہ سے فرماں برداری کا مادہ بڑھتا ہے اس رکوع میں ان باتوں کا ذکر آتا ہے۔

مَا يُحْيِيكُمْ: حدیث شریف میں اس کی تفصیل ہے کُلُّكُمْ عَارِ الْأَمْنِ كَسَوْتُهُ وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ ۝

يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ: کبھی اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان روک ڈال دیتا ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ تحریکِ فلک پر عمل نہیں کیا۔ جو وقت نیکی کا تھا اس میں نیکی نہیں کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء)

ایمان والو! مان لو۔ اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی باتوں کے لئے کہ جس سے تمہیں زندہ کرے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۶۶)

۱۰ ترجمہ: تم سب ننگے ہو سوائے اسکے جس کو میں پہناؤں اور تم سب گمراہ ہو سوائے اسکے جسکو میں ہدایت دوں۔ (ترتیب)



اور یقین جانو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان روک ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۹۷)

قرآن مجید کو توجہ تمام مطالعہ کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات و افعال میں بے مثل ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ایک اللہ تعالیٰ کا احیا ہے۔ ایک انبیاء کا احیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُخْیِیْکُمْ حَسْبُ کُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اسی سے مسیحؑ کے احیا کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ (تشیذ الاذکار جلد ۱ ص ۱۷۶)

۲۶۔ وَ اتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً، وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

الْعِقَابِ ۝

لَا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا، جب مصیبت آجائے تو سب لپیٹے جاتے ہیں۔ عیسیٰ بدیہی خود موسیٰ بدیہی خود کا اصل غلط ہے۔

وَأَمْرٌ بِالْمَعْدُوْدِ کومت چھوڑو۔ ورنہ بدی کی وجہ سے عذاب آنے پر سب کو ملوث ہونا پڑے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۱۔ اَمَّا الدَّوَاۤیَةُ فَقَالَ ابْنُ جَرِیْرٍ ——— نَزَلَتْ لِيْ عَلٰی وَعُثْمَانَ وَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَیْرَ وَ لَمْ یَذَرُوْا اِمَانًا اَنْهُمْ مِنْ اَهْلِهَا فَاِذَا هُمْ مُعِیْنُوْنَ بِهَا۔ (جلد ۹ ص ۱۳۵) ابن جریر فرماتا ہے کہ یہ آیت دربارہ حضرت علی۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر نازل ہوئی۔ ان کو ایک عرصہ تک نہیں معلوم ہوا کہ ہمارے حسب حال ہے۔ پس ایک وقت آگیا کہ وہ اس آیت کے مصداق ہو گئے۔

ب۔ وَعَنِ السَّدِیِّ۔ اَنْهَا نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ بَدْرٍ اَصَابَتْهُمْ یَوْمَ الْجَمَلِ اَقْوَالُ الْمَلِکِ وَاحِدٌ۔

اور سدی سے ہے کہ یہ اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ جمل میں وہ پر یہ مصیبت پڑی بہر حال دونوں کا مال ایک ہی ہے۔

ج۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ لَا یَقْرُوْا الْمُنْكَرَ بَیْنَ اَظْهَرِهِمْ فِیْعَمَلُهُ

اللَّهُ بِالعَذَابِ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ. لَا تُصِيبَنَّ نَفْسٌ بَعْدَ نَفْسٍ.

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ برائی کو اپنے سامنے نہ ٹھہرنے دیں ورنہ ان سب کے اوپر عذاب آئے گا۔ اور عبد اللہؓ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے مال۔ تمہاری اولاد فتنہ ہے اور لَا تُصِيبَنَّ نَفْسٌ بَعْدَ نَفْسٍ کے۔

د۔ وَفِي الْخَازِنِ. لَمْ تَقْتَصِرْ عَلَى الظَّالِمِ خَاصَّةً بَلْ تَتَعَدَّى إِلَيْكُمْ جَمِيعًا وَتَصِلُ إِلَى الصَّالِحِ وَالظَّالِمِ (جلد ۲ ص ۲۱۱)

اور خازن میں ہے کہ یہ عذاب بالخصوص ظالم پر ہی مقصور نہ رہے گا بلکہ تم سب پر چھا جائے گا اور نیک و بد گنہگار ناکسہ گناہ دونوں پر اس کا اثر پہنچے گا۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۱

ر۔ ابْنُ كَثِيرٍ لَا يَخْصُ بِهَا أَهْلَ الْمُعَاصِي وَلَا مَنْ بَاشَرَ الذَّنْبَ بَلْ يَعْمَا وَبَيَّنَ قِصَّةَ الذُّبِيرِ وَهَكَذَا فِي فَتْحِ الْبَيَّانِ وَابْنُ كَثِيرٍ وَزَادَ كَالْقَحْطِ وَالْغَلَاوِ تَسْلُطُ الظُّلْمَةُ وَكَذَا قَالَ الْحَسَنُ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ وَطَلْحَةَ وَالذُّبِيرِ وَكَذَا فِي دُرِّ الْمَنْشُورِ وَجَمَعَ الرِّوَايَاتِ أَمَّا أَهْلُ لَدْرَايَةِ فَصَدَقُوا مَا فِي الرِّوَايَةِ وَزَادُوا بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ لَتُصِيبَنَّ لَاحِنَ مَنْ آيَنَ لَنَا قِرَانُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَآبِي وَبَعْضُهُمْ اجْتَرَأَ حَتَّى قَالَ زَائِدَةً وَأَمَّا قَوْلُهُمْ بِتَأْكِيدِ النُّونِ فَيُرَدُّ عَلَيْهِمْ قَوْلُهُ تَعَالَى ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ.

ابن کثیر فرماتے ہیں گنہگار ہی اسی سے خاص نہیں اور نہ وہ جو گناہ میں ملوث ہو۔ بلکہ یہ عام ہے پھر قصہ ذبیر لکھا ہے فتح البیان میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور اس پر زیادہ کیا ہے کہ فتنہ مثلاً قحط و گرائی اشیلہ ظالموں کا تسلط ہو جائے اور ایسا ہی حسنؓ نے کہا کہ یہ دربارہ علی و عثمان و طلحہ و الزبیر نازل ہوئی۔ اور در منشور میں بھی ایسا ہی ہے اس نے بہت سی روایتیں جمع کی ہیں۔ اہل دنیا نے جو کچھ روایت میں آیا اس کی تصدیق کی۔ ہاں قرأت ابن مسعود لکھی ہے کہ یہ لَتُصِيبَنَّ ہے لیکن ابن مسعود و آبی کا قرآن کہاں ہے؟ بعضوں نے حرأت کر کے کہہ دیا کہ لازماً یہ ہے اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ لَا نُونِ کا مؤکد ہے تو اس کی تردید میں یہ قول کافی ہے۔ اَدْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ پھر اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اگر تم گھروں میں داخل ہو گئے تو ضرور تمہیں سلیمان اور اس کا لشکر کھل ڈالے گا۔ حالانکہ یہ مراد نہیں۔

س۔ تَمْنَىٰ بِالْعِيَانِ ذَلَّةٌ يَعْمَدُ وَاتَّكَمُ ذَلَّةٌ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي هَذِهِ  
الْأَيَّامِ۔ تَرَكَ الْحُدُودَ وَالْأَرَاثَ وَأَخَذَ سُلْطَنَتَهُمْ۔ أَلَيْسَ فِيهِمْ صَالِحٌ أَلَسْتُمْ  
أَنْتُمْ وَنَحْنُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ هَلِ الْعِيَانُ مَا يُدْشِدُكُمْ كَقَطْمَنَاعِنَ إِهْلَاةِ  
الْأَحَادِيثِ۔

پھر ہم یہود کی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کو جانے دیجئے۔ اہل اسلام بھی اس کی  
ذلیل ہو رہے ہیں۔ حدود اور میراث متروک ہیں اور سلطنتیں چھین گئیں۔ کیا ان میں کوئی بھی صالح نہیں  
کیا تم اور ہم نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ غرض کیا یہ مشاہدات اس مسئلہ میں ہدایت کیلئے  
کافی نہیں؟ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے اور ہم ان  
کی امانت جو انکار سے ہو رہا ہے اندر ہی اندر پی گئے۔ (تشیع الاذیان جلد ۶ جون ۱۹۱۲ء ص ۲۴۵ تا ۲۴۷)

۲۷۔ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ

فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ

فَأَوَّكَكُمْ وَآيَدَكُمْ بِنَاصِرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِنَ

الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۲۷﴾

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اور اس سرزمین (مکہ) میں ناچیز سمجھے جاتے تھے۔ تمہیں ڈر رہتا  
تھا کہ لوگ تمہیں اچک کر لے جائیں گے۔ ایسے حال میں تم کو (خدا نے) جگہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری  
تائید کی اور عمدہ چیزیں مرحمت فرمائیں تاکہ تم شکر کرو۔ (تفسیر براہین احمدیہ ص ۴۱)  
مُتَضَعِفُونَ، یہ اس بات کا جواب ہے کہ کمزوری تبلیغ سے مانع نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار ہدایت قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ

الرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾

اے ایمان والو! چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے یا چوری کرو آپس کی امانتوں میں۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۵۱)

۲۹۔ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا آمَاكُمُ وَأَوْلَادُكُمْ

فِتْنَةٌ، وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۲۹﴾

فِتْنَةٌ: کٹھالی پر چڑھانا۔ اولاد اور اموال سے آدمی کے ایمان کا امتحان ہو جاتا ہے اور وہ خالص کیا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ

سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ، وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

الْعَظِيمِ ﴿۳۰﴾

ایک روحانی طب بھی ہے جس میں بخل، حسد، جھوٹ، چوری، زنا، وغیرہ روحانی امراض کے علاج ہیں۔

يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا: ہر ایک شخص میں کمیا بی چاہتا ہے۔ اسے فرقان کہتے ہیں۔ موسیٰ کو کیونکر یہ فرقان حاصل ہوا۔ اَغْدَقْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (بقرہ: ۵۱) دشمن ہلاک ہوا وہ بھی آنکھوں کے سامنے۔ اس سے بڑھ کر کامیابی پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ جن کا فرعون خشکی میں غرق ہوا۔ یہ موقف ہے تقویٰ پر۔

وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ: انسان کا دل نہیں چاہتا کہ اسکی کمزوری، اسکا گناہ کسی پر ظاہر ہو۔ چنانچہ ایک خورد سال بچہ بھی کسی بات کے برا ہونے کا علم حاصل کر کے پھر اپنی طرف اس کا منہ نہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

انسان کی روح چار باتیں چاہتی ہے۔ دشمن کا ہلاک۔ گناہوں کی معافی۔ اپنی ترقی فضل۔ ان چاروں کے حصول کا اگر تقویٰ بتایا ہے۔ کیا یہ نسخہ مجرب ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے حالات سے ظاہر ہے۔ دنیا کے تمام بادشاہوں کے نام عموماً بے ادبی سے لئے جاتے ہیں مگر ان لوگوں کا نام بھی ادب سے لیا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۱۔ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ، وَ

يَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ، وَاللَّهُ خَيْرٌ

الْمَاكِرِينَ ﴿۳۱﴾

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا : متقی کو تمام مشکلات سے مخلصی اور کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ پیش کرتا ہے۔

خَيْرُ الْمَاكِرِينَ : تدبیر کرنے والوں میں خیر و برکت والا تو خدا ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرقاہان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

مفردات راغب عربی کی مستند لغت قرآن میں لفظ ”مکر“ کے نیچے لکھا ہے۔

(الْمَكْرُ) صَرْفُ الْغَيْرِ عَنْ مَقَاصِدِهِ بِحِيلَةٍ۔ مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے

روک دینا مکر ہے۔

ابن الاثیر جس نے لغت قرآن وحدیث پر کتاب لکھی ہے لکھتا ہے۔

(مَكْرُ اللَّهِ) ”إِتْقَاءُ بَلَاءِهِ بِأَعْدَائِهِ“ دُونِ أَوْلِيَاءِهِ۔ الہی مکر کے معنی ہیں مخالفان

الہی پر عذاب کا ڈانا اور مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

لسان العرب میں ہے جو عربی لغت کی بڑی مستند کتاب ہے الْمَكْرُ لِحْتِيَالٍ فِي خُفْيَةٍ

یعنی مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے ان معانی کی خود بھی تفصیل فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

یعنی جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو منکر ہوئے تدابیر سے روکنا چاہا اس طرح پر کہ تجھے قید

کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا وطن سے تجھے نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

بھی تدبیریں کرتا ہے اور کرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی تمام تدبیروں پر غالب آنے والا اور اس کی

تدابیر ہمہ خیر ہوتی ہیں۔



اور دوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوئے۔

”جب منکر تجھے بلاؤں میں پھنسانے لگے کہ تجھے قید کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں اور پھنساتے ہیں اور پھنسائیں گے اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بھلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے اور دشمنوں کو عذاب دینے میں۔“

تیسرے معنی کے لحاظ (معنی تدبیر) سے آیت کے یہ معنی ہوئے۔

”جب معنی تدبیر کر رہے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں اور معنی تدبیر کرتے ہیں اور کریں گے اور اللہ معنی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہت ہی بھلا معنی تدبیروں میں سے ہے۔“

مکر کا لفظ بلا اضافت عام مفہوم رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں شریعہ کے ارادوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہاں مَكْرُ السَّيِّئِ یعنی مکربہ کر کے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر بُرا بھی ہوتا ہے اور بھلا بھی۔ اس میں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے وَلَا يَحِثُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (الفاطر، ۴۴) اور بُرے منصوبے کرنیوالوں کا وبال خود ان پر ہی پڑتا ہے۔ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعَيْنَ (النمل، ۵۲) پس تو دیکھ کہ ان کے منصوبوں کا انجام کیا ہوا۔ ہم نے ان سب کو مع ان کی قوم کے تباہ کر دیا۔ اور مغفوراتِ راغب میں ہے۔

وَذَلِكَ ضَرَبَانٍ مَكْرٌ مَّحْمُودٌ وَهُوَ اَنْ يَتَّخِذَ بِذَلِكَ فِعْلًا جَمِيلًا وَعَلَى ذَلِكَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاخِذِينَ۔

وَمَذْمُومٌ وَهُوَ اَنْ يَتَّخِذَ بِهِ فِعْلًا قَبِيحًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَحِثُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ “

یعنی مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاخِذِينَ اور دوسری قسم مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے وَلَا يَحِثُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی کریمؐ نے اقوام عرب کو عبادتِ الہیہ کی طرف بلایا اور بت پرستی اور بد چلنی کے اقسام سے روکا اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی رُوح پھونکنی شروع کی اس پر مشرک نادان احمقوں نے آپؐ کے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدبیر شروع کر دیں اور آپؐ کو اس پاک

ارادہ سے ہٹانا چاہا اور آپ کو اور آپ کے احباب کو دکھائے اور مخفی تدابیر سے اسلامی کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ تیرے مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا اور یہ لوگ ناکام رہیں گے۔ اور انکی مخفی تدبیریں خود ان پر الٹ پڑیں گی۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۶۴-۶۵)

اہل مکہ نے تمام اپنی تدابیر کو اسلام کی روک میں کمزور دیکھ کر چاہا کہ نبیؐ عرب کو قتل ہی کر ڈالیں مگر بعض قومی اور رسمی بندشوں کی وجہ سے بنی مطلب سے ڈر گئے۔ اس لئے دارالندوہ میں ایک انجمن منعقد کی۔ وہاں یہ تجویز پھیری کہ مختلف قبیلوں کے چند نوجوان ہوشیار مل کر ایک ہی دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑیں اور تلوار سے اس کا کام تمام کر ڈالیں۔ بنو مطلب کس کس سے لڑیں گے آپ الہام الہی کے مخبر سے اطلاع پا کر مع ابوبکر صدیق اپنے خالص رفیق کے سینے کو چلے گئے اس کیٹی کی مختلف راؤں اور فیصلے کے بابت قرآن میں یوں آیا ہے..... ”جب کافر تیری بابت تجویز مخفیہ لڑ رہے تھے کہ تجھے قید کریں یا نکال دیں یا مار ڈالیں اور اللہ ہی تجویز کرنا تھا اور اللہ تدابیر میں سب پر غالب ہے“ آپ کے پکڑ لانے پر ستواؤنٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا۔ عرب مفلس جنگجو اور ستواؤنٹ کا انعام خوب قابلِ لحاظ ہے۔

خدا کے فضل سے آپ تو مدینے میں پہنچ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے وہاں قبول کئے گئے۔ اس وقت سے قریش اور ان کے شرکاء یعنی یہودیوں کے بغض و عناد سے مسلمانوں کو اپنی حراست اور حفاظت نہایت بیدار مغزی کے ساتھ کرنی پڑی۔ سچا اللہ ایک چھوٹے سے شہر پر ہزار قبائل عرب کے متفق و متواتر حملوں کو روکنا پڑا۔ پس ایسے ہنگام میں سخت تدارک کرنے کی ضرورت ہوتی تھی تاکہ مسلمانوں کے گروہ کا دھم دباتی رہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۹۸-۹۹)

۳۲۔ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْۤا

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ؕ اِنْ

هٰذَا اِلَّا قَوْلُ اَسَاطِیْرِ الْاَوَّلٰیْنَ ؕ

اَسَاطِیْرِ الْاَوَّلٰیْنَ، اس زمانہ میں بھی ایسا کہنے والے موجود ہیں۔ دھرم پال نے ایک سالہ اس نام کا لکھا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۳۔ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ

الْحَقُّ مِن عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً

مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ اثْبُتْنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۳﴾

فَإَمْطِرْ عَلَيْنَا، شقی لوگوں کی یہی علامت ہے کہ وہ کسی کے حق ہونے کا ثبوت اسی میں مانگتے ہیں۔ ابو جہل نے بھی یہ دعا کی تھی۔ (ضمیمہ اخبار سیدر قادیاں ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۴۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

فِيهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۴﴾

اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا ان کو جب تک تو تمھارا ان میں۔

لِيُعَذِّبَهُمْ میں جوہم کی ضمیر ہے اُس کا مرجع وہی الَّذِينَ كَفَرُوا ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنذیر قرآن کفارِ مکہ کو عذابِ الہی سے ڈرایا کہ قرآن کی تکذیب و انکار پر ضرور ضرور غضبِ الہی ان پر نازل ہوگا۔ اس پر ان جاہلوں نے ازراہ کمال جرأت وہ کہا۔ جس کا مضمون..... باری تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ جب تک تو اے محمد ان لوگوں میں ہے۔ (یعنی سرزمینِ مکہ اور اس کے اہالی کے درمیان) تب تک ان پر عذاب نہیں آئے گا۔ اور بے شک یہ وہی الہی۔ یہ پیشینگوئی ایک برس بعد ہجرت کے جب آپ مکہ کو چھوڑ مدینہ چلے گئے پوری ہوئی۔... ایک اور بات خیال میں آئی محسن کا لکھنا شاید وہ لکھی سے خالی نہ ہوگا۔ سنو۔ ہم اسی بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بلحاظ اصل مطلب معترض کے معنی صحیح ہیں گو..... آیت کا مدعا یہ نہ ہو کہ جب محمدؐ محمدیوں میں ہے ان پر عذاب نہیں آوے گا۔ “بیشک یہ درست اور نہایت درست بات ہے اور واقعی امر ہے کہ جب تک محمدؐ محمدیوں میں ہو۔ ان پر کوئی دکھ۔ کوئی وبال۔ کوئی عذاب نہیں آسکتا۔ محمدؐ محمدیوں میں ہو۔ اس کے یہ معنی کہ محمدؐ رسول اللہ کی اصلی اور واقعی تعلیم پر ان کا ٹھیک ٹھاک عمل ہو اور نہرِ موت اُس کے پاک احکام سے وہ تجاوز و انحراف نہ کریں۔ پس کیا ہی صحیح بات ہے کہ جب تک محمدؐ محمدیوں میں ہو ان پر کوئی عذاب نہ آوے گا۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں اور بڑی دلیری سے دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل اسلام

پر کوئی عذاب کبھی بھی نہیں آیا۔ جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں رہے بایں معنی کہ ان کے کلام مقدس پر اہل اسلام کا ٹھیک ٹھاک عمل رہا۔ تاریخ صاف شہادت دیتی ہے کہ جب اہل اسلام نے اپنے پیارے مادی کے نصائح سے انحراف کیا۔ جب ہی ان پر دوبارہ آیا۔

(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم، حصہ اول) ۱۵۳-۱۵۴)

۳۵۔ وَمَا لَهُمْ إِلَّا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ ؕ

إِنْ أَوْلِيَاءُؤَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

يَعْلَمُونَ ﴿۳۵﴾

اِنْ اَوْلِيَاءُؤَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ : یہ پیشگوئی تھی جو پوری ہو گئی۔ خانہ کعبہ کے متولی نبی کریمؐ اور ان کی جماعت ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ

لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ

تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۖ وَالَّذِينَ

كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ ﴿۳۶﴾

فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ : میرے مخالف

مال و دولت خرچ کریں گے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا اور مغلوب ہوں گے۔ (اب ہمارے مخالف بھی اموال

خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہے؟ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۳۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بھی نا عاقبت اندیشی کرنے والے متکبروں نے چندہ

جمع کیا اور منصوبہ کیا کہ ہم اس کو نیست و نابود کر دیں گے اور خاک میں ملا دیں گے۔ اس ناتوانی کی

حالت میں نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا پہنچی۔ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ تیرے مقابلہ میں یہ صدا دیدم کہ بڑے بڑے مددگار و منصوبہ باز

مال خرچ کریں گے ثُمَّ تَعْبُدُونَ عَلَيْهِمْ حَسَدًا۔ یہ سارا مال ان کیلئے محسرت و افسوس کا موجب ہوگا۔ افسوس تو اس لئے ہوگا کہ مال بھی خرچ کیا اور ناکامی کا داغ بھی لگا۔ مگر یہاں تک ہی رہتا نہیں۔ ابھی ایک اور ذلت ان کیلئے باقی ہے۔ ثُمَّ يُغْلَبُونَ پھر مغلوب ہو کر ذلت کی موت مریں گے اب دیکھو۔ حالت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں پوری آزادی کے ساتھ کھل کر ٹکل نہیں سکتے اور نکلتے ہیں تو شہر سے باہر ایک ایسی غار میں جو خطرناک جگہ ہے چھپے ہیں۔ اس پر یہ دعویٰ ہے ثُمَّ يُغْلَبُونَ کیا معنی؟ تیرے دشمن ذلت اور ناکامی اور حسرتوں کی موت مریں گے۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ کی وہ ذات پاک ہے کہ جس پر وہ راضی ہو جاوے اس کی بات عظیم الشان بات دکھلاتی ہے لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو اس کی کوئی محنت اور کوشش کام نہیں دیتی۔ یہی وجہ تھی کہ مخالف اپنی اولاد مال، سب رسم و رواج، سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے بیٹھے۔ پھر دیکھو کس زور سے اذان میں کہا جاتا ہے۔ الشواکیر۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر گھنڈی کا گھنڈ توڑ سکتا ہے۔ شریخی باز اور ہر منصوبہ باز کے بد ارادہ کو اظہار سے پہلے ہی تباہ کر سکتا ہے۔ (الحکم، ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۵)

۴۰۳۹۔ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا

يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ، وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ

مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱﴾ وَقَاتِلُوا حَتَّىٰ

لَا تَكُونُوا فِتْنَةً وَيَكُفَّ الدِّينُ كُلُّهُ بِ اللَّهِ، فَإِنْ

انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲﴾

اِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ، مغفرت کی شرط ہے کہ جن بدیوں میں گرفتار ہیں انکو چھوڑ دیں  
حَتَّىٰ لَا تَكُونُوا فِتْنَةً، یہ لڑائی کی غرض بتائی کہ فساد نہ رہے۔

وَيَكُفَّ الدِّينُ كُلُّهُ بِ اللَّهِ، یعنی جو عقیدہ دل میں ہو وہی ظاہر کر سکیں۔ سب  
دین اللہ کیلئے ہو جائے۔ مومن کیلئے کوئی خوف مذہبی معتقدات و اعمال کا نہ رہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان، ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)



۴۲۔ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ

بِلِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ أَمْنًا  
بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ  
يَوْمَ التَّفَاقُ الْجَمْعِ، وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ ﴿۴۲﴾

اَنَّمَا غَنِمْتُمْ : جو مال تم جنگ میں حاصل کرو۔ شرعی جائز طور پر۔  
يَوْمَ الْفُرْقَانِ : پہلے فرمایا تھا اِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا (الانفال ۳)  
یہاں اس کا حصول یاد کرایا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلوبان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

فَإِنَّ لِلَّهِ : خدا کی بڑائی کی اشاعت۔ کلام اللہ کی اشاعت۔  
لِلرَّسُولِ : اس کے سوانح و احادیث کی اشاعت۔ اعتراضوں کا جواب۔  
وَلِذِي الْقُرْبَىٰ : امام کے ذی القربی بیت المال میں حق رکھتے ہیں۔

(تشمیذ الاذعان جلد ۸ ص ۲۵۶)

۴۳۔ إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ

الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَشْفَلُ مِنْكُمْ، وَ لَوْ

تَوَاعَدْتُمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ، وَلَكِنْ لَيَقْضِيَ

اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّبَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ

بَيْتِنَا وَ يُحْيِي مَنْ حَيَّ عَنْ بَيْتِنَا، وَإِنَّ اللَّهَ

لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۴۳﴾

مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ ان ہی بیویوں کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے۔ جن کے بلاد میں نافرمانوں اور فرماں برداروں کے نشانات صحابہ کرامؓ کے لئے موجود ہیں۔ اور جہاں پیغمبر خدا نے دیکھ لینا تھا۔  
لَيَهْلِكَنَّ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيْتِنَا وَ يَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيْتِنَا۔ صحابہ و ماں پر پہنچے ان کا نمونہ یہ تھا۔ کہ نبی کی مخالفت اور متابعت کا کیا انجام ہوتا ہے؛ اب جب کہ ہر جگہ واعظ موجود ہے تو مجلس وعظ رفتنت خط است؛ مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است  
(الحکم، ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

۲۴۲- اِذْ يُرِيكُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۚ وَّ

لَوْ اَرٰكُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَزَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّوْرِ ۝۴۳

وَ اِذْ يُرِيكُمْوَهُمْ اِذِ التَّقِيْمُ فِيْ اَعْيُنِكُمْ

قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا

كَانَ مَفْعُوْلًا ۚ وَاِلٰى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴۴

یُرِيكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ؛ اہم حسن بصری نے منام کے معنی آنکھ کے کئے ہیں۔ کیونکہ منام کے معنی نیند کی جگہ کے ہیں جو آنکھ ہے۔ یہی معنی دلچسپ ہیں۔ ایک سوال کسی نے کیا تھا کہ بعض واقعات اہام کے خلاف کیوں معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے یہ آیت یاد دلائی فی اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

فِيْ مَنَامِكَ؛ تمہاری آنکھ میں تھوڑے دکھائے کیونکہ وہ کچھ ٹیلے پر آگئے۔ کچھ ٹیلے کے نیچے تھے۔  
(تشیذ الاذہان جلد ۹ ص ۲۵۶)

۲۶- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً

فَاَثْبُتُوْا وَاِذْ كَرَدَ اللّٰهُ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۴۵  
تُفْلِحُوْنَ، مظہر منصور ہونے کا اگر بتایا کہ ثابت قدم رہو اور اللہ کے حضور دعا بہت کرو

(یہ دَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے معنی ہیں)

ایک دفعہ محمد سے بحیرہ میں اولیاء اللہ سے بیکار کر دعا میں مانگنے کے عدم جواز میں مباحثہ ہوا مخالفین نے یہ بات مان لی کہ ہم زمانہ سلف کے کسی بزرگ کا قول مان لیں گے۔ شاہ عبدالعزیزؒ کی تفسیر میں مجھے وَتَبَيَّنَ اِلَيْهِ تَبَيَّنًا (مزل، ۹) کے نیچے یہ مل گیا کہ مسلمانوں میں جو اپنے پیروں کے حق میں علم غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ مشرک ہیں وہاں بڑے مکار مولوی جمع تھے۔ ایک نے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا کہ سچ کیوں گھبراتے ہو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں۔ گویا وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں گھبراہٹ کی حالت میں سب کچھ کہہ رہا ہوں۔ دوسرے سے میں نے کہا۔ تم ہی یہ عبارت پڑھ دو۔ وہ کھڑا ہو کر رونے لگا۔ اور کہا تفسیروں میں بھی تحریف ہو گئی یہ لفظ بیراں ہے جس سے مراد ہے کہ ہنومان وغیرہ سے دعا نہ کریں۔ گویا میری دلیل کو اپنے فریب سے مشتبہ کر دیا۔ اس وقت میں نے دعا کی اور ثابت قدم رہا۔ آخر میری فتح ہوئی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۷۷- دَاٰطِئُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا

فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ دَاٰصِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ

سَمَّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۸﴾

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ: اس کا معنی ہے اودا پس میں تنازعہ مت کرو۔ اگر کرو گے تو پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا (قوت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذ حکم) بکھر جائے گی سو حکم کی خلاف ورزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ نہیں کا منشاء تھا کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب نہیں کی خلاف ورزی ہوئی۔ اس کا ثمرہ ملا۔ اب بھی بعض ریاستیں صرف اس لئے قائم ہیں کہ بہادریہ ریاستوں کی وجہ بہادری بیان کریں۔ مگر اسلامی یک جہتی۔ وحدت کتاب۔ وحدت کلمہ۔ وحدت اعمال ضروریہ اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے کہ بہار کے دن ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے ہیں اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں کہ اسلام کا انجام بخیر ہے۔

(نور الدین ایبکؒ سوم ص ۵۹-۶۰ نط ص)

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور انکی اطاعت اسی حال میں کر سکو گے جبکہ تم میں تنازع نہ ہو۔ تنازعات ہوں گے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا

بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ نب خدا کی معیت تمہارے شامل حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔ پس اگر تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو تو صبر اور تحمل سے کام لو اور تنازعہ مت کرو۔ اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ لوگ جسمانی بیماریوں کیلئے تو علاج اور دوا تلاش کرتے ہیں لیکن روح کی بیماری کا فکر کسی کو بھی نہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی حالت کی مثال ایک جہنم کے اندھے کی سی ہے کہ اس سے اگر بینائی کی خوبی اور لذت دریافت کی جائے تو وہ اُسے جانتا ہی نہیں ہے۔ اور اسی لئے اس کے آگے بینائی کی قدر بھی نہیں کیونکہ اس نے اس لذت کو پایا نہیں۔ پس اس وقت کے موجودہ مسلمان بھی اس طاقت کی خوبی کو جو کہ قومی اتحاد اور وحدت سے پیدا ہوتی ہے نہیں پہچانتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سلطنت انگلستان سے جا چکی ہے اور اس لئے انہیں اس طرف توجہ بھی نہیں کہ دوسرے کو اپنے ماتحت کس طرح کیا کرتے ہیں۔ آج کل اگرچہ ریفراریشن کے مدعی تو سینکڑوں ہیں لیکن وہ کیا ریفراریشن کریں گے جبکہ خود ہی بغضوں اور کینوں میں گرفتار ہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے مگر سمجھ نہیں کہ یہ خدا کے مامور ہی کا کام ہے جو کر سکتے ہے۔

(الحکم، ۷ ارجنوری ۱۹۰۵ء ص ۱)

۴۸۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ

بَطْرًا ذَرَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ، وَاللَّهُ

بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۴۸﴾

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اپنے گھروں سے گھنٹکے طوط پر اور لوگوں کو دکھانے کیلئے نکلے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۹)

۴۹۔ وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

لَا غَارِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ إِنِّي جَارٌ لَّكُمْ،

فَلَمَّا تَرَأَتْهُ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقْبَيْهِ وَ قَالَ إِنِّي

بَرِّئَ مَنكَرَاتِي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۸﴾

ابلیس اور شیطان کی اصل جن ہے اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں بُری اور پُر ضرر ہو وہ تو ابلیس ہے اور جس چیز کا ضرر متعدی ہو۔ دوسروں کو بھی دکھ پہنچائے تو وہ شیطان ہے چنانچہ پارہ اول رکوع ۴ میں فرماتا ہے فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ۔ اِبْنِ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ جب تک اس میں انکار و استکبار تھا وہ ابلیس تھا لیکن جب اس کا ضرر متعدی ہوا اور فَاذَلَّهَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا اس کی شان ہوئی۔ دوسروں کو بہکانے لگا تو پھر اسے شیطان فرمایا۔ سارے قرآن مجید میں غور کر کے دیکھ لو۔ جہاں جہاں ابلیس آیا ہے وہاں اس کا ضرر اپنی ذات میں ہے اور جہاں اس کا ضرر دوسروں تک پہنچا تو نام شیطان ہے۔ احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا لفظ بہت وسیع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باز کو بوتری کے پیچھے جاتا دیکھ کر فرمایا شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانَةً۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ۔ غرض ظلمت کے مظاہر شیاطین ہیں اور نور کے مظاہر ملائکہ۔

(تسخیر الاذیان جلد ۱ ص ۴۳۶)

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعَمَهُ

۵۸-

أَنعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُ ذَاكَ بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ

اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۹﴾

یاد رکھو۔ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں تبدیلی اسی وقت ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے۔ جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے۔ اگر ہم وہی ہیں جو سال گزشتہ اور پوستہ میں تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے۔ لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے طریق پر تبدیلی کرو۔

(الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء ص ۱۱)

وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ

۵۹-

إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۶۰﴾



اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸- یج)

۶۰۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا إِذْ إِنَّهُمْ

لَا يُعْجِزُونَ ۝

لوگ اپنے دوستوں حاکموں محسنوں کا لحاظ تو کرتے ہیں مگر اللہ جل شانہ کی عظمت و جبروت کا کچھ لحاظ نہیں کرتے۔ ان کی نافرمانی کئے جاتے ہیں۔ اللہ خود فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۱۔ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ

رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ

وَأَخْرَيْنَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ

يَعْلَمُهُمْ، وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

يُوفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ ابھی مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے مخالف کے مقابل دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے مسلح رہیں۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے۔ ۱۔ دل یقین سے لبریز ہو۔ ایمان پکا ہو۔ منزل نزل نہ ہو۔ ۲۔ دشمن کے حالات اور اسکی گھاتوں کی خبر ہو۔ ۳۔ دلائل مضبوط۔ قول موجبہ جانتا ہو۔ ۴۔ اللہ پر بھروسہ اور اسی سے دعا اور اسی کے لئے مباحثہ ہو۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں۔ وہ ایسے لوگوں کو مدد دیں۔ غرض دو قسم کے لوگ ہوئے ایک وہ جو مقابلہ کر سکتے ہیں۔ دوم وہ جو مالی مدد دے سکتے ہیں۔ ان کو ارشاد فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ۔ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۲۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاِجْنَحْ لَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

اللَّهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۱﴾  
 وَإِنْ جُنَحُوا لِلْسَّلَامِ فَأَجْنَحْ لَهَا: اور اگر دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں۔ تو تو بھی  
 صلح کی طرف جھک جا۔ (نور الدین ایڈیشن ص ۱۹)

۶۳۔ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخَذَعُوكَ فَإِنْ حَسِبَكَ

اللَّهُ ۖ هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَيَا لَمُؤْمِنِينَ ﴿۶۲﴾  
 أَنْ يَخَذَعُوكَ: یہ لوگ چندہ دینے سے مضائقہ کریں۔ تجھے چھوڑ دیں۔ تو اللہ  
 بس ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۴۔ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي

الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَئِنْ

اللَّهُ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۳﴾

یاد رکھو کہ الہی فضل کی بہت قسمیں ہیں اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا جو کہ دوسرے کے ملنے پر ہوتا ہے اس  
 کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں  
 جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک دونوں نہ ملیں اور ان تمام آداب  
 کہ بجانہ لاویں جو کہ حصول اولاد کیلئے ضروری ہیں۔ اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضل الہی ہوتا  
 ہے۔ وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل  
 کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے مائیں۔ خدمت گار اور سونے پینے مکھانے۔ نہانے وغیرہ کے  
 الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب ہتیا ہونے کی قدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ  
 تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم  
 لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ  
 پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تو تم خدا کے اس فضل عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے۔ جو ایک بھاری  
 مجمع پر ہوتا ہے۔ وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ

بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنِهِمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ وحدت کی روح کو جو کہ صحابہ کرامؓ میں پھونکی گئی تھی اس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تعبیر کیا ہے۔ اس وحدت کے پیدا ہونے کیلئے چاہیئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا اور ذرا اسی بات پر رُوٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا۔

(الحکم، ۱ جنوری ۱۹۰۵ء ص ۱۱)

دیکھو دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے تو پھر ہزاروں کا ایک راہ پر جمع کرنا اور ان میں وحدت اور الفت کا پیدا کر دینا خدا کے فضل کے سوا کہاں ممکن ہے۔ دیکھو تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اس نعمت کی قدر کرو اور اسکی حقیقت کو پہچانو اور اخلاص اور اثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

(الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۵)

۶۵۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

بدیوں پر اسے جرات ہوتی ہے جو مومن باللہ نہ ہو یا مومن بالیوم الآخرہ نہ ہو۔ یا مستحقِ کرامت گنہگار اند پر ایمان لایا یا صحبتِ بد میں رہنے والا۔

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ : اے نبی تجھے اللہ بس ہے اور جو تیرے ساتھ مومن ہیں ان کو بھی اللہ بس ہے۔ (تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

۶۶۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

الْقِتَالِ ۚ اِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ

يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِّائَةٌ

يَغْلِبُوا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

حَرِّضَ : ایک ہوتا ہے حث۔ یہ نرم لفظ ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں ترغیب۔ دوسرا

لفظ ہے حصّ - تیسرا لفظ ہے حصّ - چوتھا لفظ حصّ جس میں ان تینوں کے اور اور بھی ہے۔ اسکا ترجمہ اردو یا پنجابی کا تنہا لفظ برداشت نہیں کر سکتا۔

المؤمنین کو اس لئے کہا ہے کہ مومن ہمیشہ اللہ کو اپنا کارساز سمجھتا ہے اور اسی پر ہر حال میں بھروسہ کرتا ہے۔

صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ تفویض اعلیٰ ہے یا توکیل۔ بعض کہتے ہیں کہ تفویض اعلیٰ ہے کیونکہ اس میں سب کچھ سپرد کر دیا جاتا ہے۔

قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ: کفار کا اللہ پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اللہ سے دعا نہیں کرتے۔ اللہ کی کتاب کے ساتھ تمسک نہیں۔ ان سے اللہ کے کسی بندے کی تائید و نصرت نہیں ہوتی اس لئے وہ لَا يَفْقَهُونَ ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۷۔ اَلَّذِينَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ

ضَعْفًا، فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ

يَغْلِبُ أَوْ مِائَتَيْنِ، وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا

أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ، وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۶۷﴾

اَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا، موجودہ حالات میں چونکہ تم پر حافی ترقیات کیلئے اعلیٰ مدارج پر نہیں پہنچے۔ جنگ کا تجربہ نہیں اس لئے ایک دو کے مقابلہ میں فتحیاب ہوں گے۔ مومن ہر روز ایک ترقی کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ، یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا اور فی الحال جو تم میں ضعف ہے تو سو و سو کے مقابلہ میں۔ (تشیخ الاذعان جلد ۸ ص ۴۵۷)

۶۸۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ

يُثَخِّنَ فِي الْأَرْضِ ، تُرِيدُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ، وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٨﴾

اِنْ يَكُونْ لَهُ اَسَدِي : لڑائی کے بعد ہی قید کرنا جائز ہے ۔ یوں آکاؤ کا پکڑ لینا جائز نہیں  
تُرِيدُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا : کیا تم کوئی دنیا کا سامان چاہتے ہو؟ (نہیں)  
(تشمیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۷)

۷۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَا هَدُوْا

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

اَوْوَا وَنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ، وَ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَالَكُمْ مِّنْ

وَلَا يَتِيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ، وَ

اِنْ اَسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ اِلَّا

عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّثَاقٌ ، وَاللّٰهُ بِمَا

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٦٩﴾

اِسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ : دینی مسئلہ پوچھے تو بتا دو۔

(تشمیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۷)

اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ : ایک دوسرے کے سچے دوست۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۹۱ء)



# سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ

۱۔ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ

عَاهَدْتُم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

یہ سورۃ توبہ الگ سورۃ نہیں ہے بلکہ انفال کا ایک حصہ ہے۔ یہ ایک بے سود بحث ہے کہ اس میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے۔ ہاں اس ٹکڑے کے علیحدہ کرنے میں ایک غرض تھی۔ مکہ کی فتح کے بعد ابوبکرؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظام کیلئے بھیجا تھا۔ اس کے بعد انہی آیتوں کے ساتھ حضرت علیؓ کو بھیجا۔ یہ ایک اعلان جنگ تھا جو کہ بطور یادگار کے علیحدہ رکھا گیا۔ اس اعلان جنگ میں وجوہات بیان کئے جاتے ہیں جن کی بناء پر جنگ کیا جائے۔

بَرَاءَةٌ: بیزاری کا اظہار ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

عَاهَدْتُم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ: عہد کیا۔ پھر توڑ دیا (اس کا ذکر آگے آتا ہے)  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۔ فَيَسْخَرُونَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ

أَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۚ وَ أَنَّ اللَّهَ

مُخْذِي الْكَافِرِينَ ۝

مُخْذِي الْكَافِرِينَ: نبی کریمؐ نے ۱۳ برس وعظ کیا۔ بڑے بڑے دکھ اٹھائے۔ ۱۳ برس کے بعد مدینے میں آئے یہاں بھی آٹھ برس کفار کا باوجود نیک سلوک کرنے کے بھی بدسلوک رہا۔ اب اکیس برس کے بعد کہا جاتا ہے۔ اگر توبہ کرو تو بہتر ورنہ عذاب الیم آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۔ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا كُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا  
عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتَمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَى

مَدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۴﴾

الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ: اس سے معلوم ہوا کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے معاہدہ میں نقص کیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَ

خُذُوهُمْ وَاحْصِرُوهُمْ وَاقْبُدُوا لَهُمْ كُلَّ

مَرْصِدٍ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا

الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

رَحِيمٌ ﴿۵﴾

الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ: یہ چار مہینے وہ ہیں جن کے اندر اپنا اپنا انتظام کر لینے کا نوٹس دیا جا

چکا تھا۔

فَإِنْ تَابُوا: دیکھئے کس قدر نرمی ہے کہ عین جنگ میں جو توبہ کرے اسے بھی چھوڑ دو اور جو پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ پھر شریر کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۔ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ

فَأَجْرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ

مَا مَنَّهُ، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾  
 مَآ مَنَّهُ : اس کے امن کی جگہ۔ جیل خانہ یا قتل مرلو نہیں۔

(تشیذ الاقان جلد ۸، ص ۹ ص ۴۵۷)

۷۔ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ  
 اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ  
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَمَا اسْتَقَامُوا الْكُفْرَ فَاسْتَقِيمُوا

لَهُمْ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾

نقض عہد بہت بری بات ہے۔ قرآن شریف کے تیسرے رکوع ہی میں ہے وَمَا يُضِلُّ بِهِ  
 إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ (بقرہ : ۲۶-۲۷) میں بھی لوگوں کے عہد  
 لیتا ہوں۔ عہد کے بعد میں کانپ جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس سے کوئی معاہدہ نہ لوں تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس  
 میں نفاق آجائے۔ میں تمہیں معاہدہ پر قائم رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں۔ موت کے وقت یہ اولاد۔ یہ  
 دوست۔ یہ جتنے کبھی کام نہیں آتے پس خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو۔

فَمَا اسْتَقَامُوا الْكُفْرَ : جب وہ قائم رہیں۔

الْمُتَّقِينَ، معاہدہ پر پکے رہنے والے (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۔ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا

فَيْكُمْ لَا ذِمَّةَ، يُرْضَوْنَ كُفْرًا فَؤَادِهِمْ

ثَابِتِ قُلُوبُهُمْ، وَكَثَرُهُمْ فَيَسْقُونَ ﴿٨﴾

إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ : تمہارے مقابلہ میں اگر کوئی بھی انکی پیٹھ پر ہاتھ رکھنے والا ہو  
 إِلَّا : ال کے معنی ہیں۔ ۱۔ اللہ ۲۔ قسم کھانا ۳۔ قرابت ماں کے لحاظ سے ۴۔ قرابت باپ

کی طرف سے ۵۔ قرابت بیوی بہن کی طرف سے۔

فَسِقُونَ، فاسق کے معنی قرآن نے کئے ہیں۔ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ (بقرہ: ۱۸)

(ضمیمہ اخبار پرتو دیاں ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

نیز تسمیۃ الاذنان جلد دوم ص ۹)

۱۱۔ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ

فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفِصِلُ الْكَافِرِينَ لِقَوْمٍ

يَعْلَمُونَ ۝

صحابہ میں کسی عہد تارک الصلوٰۃ کی نظیر نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ جو نماز نہ پڑھتا۔ اسے مسلم نہیں سمجھتے تھے اور مسلمان ہونے کا امتیازی نشان بھی یہی قرار دیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ۔ یعنی اگر شرک سے توبہ کر لیں نماز قائم کرتے رہیں زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

(تسمیۃ الاذنان جلد ۶ ص ۹ صفحہ ۳۵۹)

۱۲۔ وَإِنْ تَكْثُرُوا أَیْمَانُكُمْ مِنْ بَعْدِ

عَهْدِهِمْ وَطَعَنْوْا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَوَّثَمَ

الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝

اور اگر وہ عہد کے پیچھے اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کو کفر کے سزاوار سے جنگ کرو ان لوگوں کی قسمیں و سہیں کچھ بھی نہیں تاکہ باز آجاویں۔ کیا وجہ ہے کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور اس رسول کے نکال دینے پر ہمتیں لگائیں اور انہوں ہی نے تم سے ابتداء (جنگ) بھی کی۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۵۳)

لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ، اس لئے نہیں کہ تمہارے ہم خیال ہو جاویں بلکہ یہ کہ بدی سے باز آجاویں۔ یہ غرض نہیں کہ سارا جہان مسلمان ہو جاوے بلکہ صرف یہ کہ فتنہ اٹھ جائے اور دین

اللہ کیلئے ہو جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بیدار قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ اَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ

وَهَمُّوْا بِأَخْرَاجِ الرُّسُوْلِ وَهُمْ بَدَّؤُكُمْ

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ

تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور لرلوہ کر لیا۔ رسول کے نکال دینے کا اور انہی لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتداء کی۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۴۳)

۱۴۔ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ

وَيُخْزِيهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ

قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۴﴾

يَشْفِ : وہ جو تمہیں مقابلہ سے دکھ درد پہنچا ہے اس کو دور کر دے گا۔

(ضمیمہ اخبار بیدار قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ

اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذْ مِنْ

دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾

جَاهَدُوا مِنْكُمْ : دین میں آدمیوں کی کثرت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی جن میں استقلال۔ راستبازی۔ عاقبت اندیشی۔ ہمت بلندی ہو۔



وَلْيَجْعَلْ: دل دوستی والا

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ، بدیوں سے رکنے کیلئے اس آیت کا مطالعہ بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے۔ ہمارے ہر کام سے باخبر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۱۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ

وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ﴿۲۱﴾

خدا تعالیٰ نے ہمارے تمام اقوال و افعال بلکہ دنیا کی تمام اشیاء میں مراتب رکھے ہیں۔ مراتب کو نگاہ رکھنا بڑا ضروری ہے۔ دنیا میں نیکیاں ہیں: پھر ان سے بڑھ کر اور پھر ان سے بڑھ کر مثلاً فرمایا کہ راستہ میں کوئی کانٹا یاد رکھ دینے والی کوئی چیز ہو تو اس کو الگ کر دو۔ یہ ادنیٰ نیکی ہے۔ صوفیوں کے نزدیک امامۃ الاذی سے مراد رذائل ہیں جو خدا تک پہنچنے میں روک ہو جاتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر ایمان باللہ والی رسول ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے لوگ چھوٹی چیز کی طرف توجہ کرتے ہیں اور بڑی کا خیال نہیں رکھتے مثلاً تہجد کے لئے اٹھیں گے۔ خواہ صبح کی نماز قضا ہی ہو جائے۔ اس حفظ مراتب نہ کرنے سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کیا اور ایک یہودی سے کہا کہ دیکھو ہم حجاج کی خدمت کرتے ہیں اور مسجد حرام کی مرمت کرتے رہتے ہیں۔ کیا ہم محمدیوں سے اچھے نہیں جنہوں نے آ کر پھوٹ ڈال دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کے مقابلہ میں ان مشرکین کے چھوٹے ٹھوٹے کام کچھ بھی نہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ: اس سے پہلے اعظم درجہ بھی ایک دعویٰ تھا۔ اس کا ثبوت دیتا ہے کہ انہیں جنت اور ابدی نعمتیں ملیں گی پھر کامیاب ہوں گے اور یہ پانی پلانے پر نازاں خائب و خاسر رہیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ،

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ، إِذْ أَخْبَثَكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ

تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ

بِمَا رَحِبْتُمْ وَلَيْسَتْ مُذِيرِينَ ﴿٥﴾

دنیا میں جس قدر کام ہیں دین کے ہوں یا دنیا کے۔ ہر ایک کام کیلئے ایک نہ ایک سبب ہوتا ہے اب جو لوگ صرف اس کام پر بھروسہ کرتے ہیں وہ جب ناکام ہوتا ہے۔ ان کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ مگر جن کا بھروسہ اللہ پر ہوتا ہے وہ ہمت نہیں ہارتے۔ اسی لئے مومن ایک دُعا نماز میں پڑھتا رہتا ہے۔ جو بقول ایک امام کے واجب ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعُزْبِ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ۔ جب مومن کا اللہ پر بھروسہ کم ہو تو اسے متنبہ کرنے کیلئے کسی امر میں بظاہر ناکام رکھتا ہے تا وہ اپنی ایمانی حالت کو درست کر لیں۔

ہوازن و حنین کے مقابلہ کے وقت صحابہ بارہ ہزار آدمی تھے۔ اس وقت مسلمانوں کے دلوں میں گھنٹا گیا۔ کہ اب ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ یہ ایک عجب تھا۔ اس لئے حنین میں پہلے ناکامی ہوئی۔ جس طرح لاہور کی فتح کے بعد انگریزوں نے چیلیاں دولا، مجید و غور وغیرہ پر جنگ ہوئی تھی اور وہ سکھوں کی مذہبی حرکت تھی۔ اسی طرح مکہ کی فتح کے بعد چند بھگتوں نے ادھر ادھر جمع ہو کر حنین میں مقابلہ پر آئے اَعَجَبْتُكُمْ: عجب میں ڈالا کہ ہمارا جتھہ ہمارا فہم ہمارا زور بہت زیادہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیاں ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء جلد ۱ ص ۱۱۳)

غزوہ حنین میں اِذَا اَعَجَبْتُكُمْ عَثَرَتْكُمْ فَلَمَّ تَغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ الْاَرْضُ بِمَا رَحِبْتُمْ کی آیت نازل ہوئی۔ کہ کثرت نے عجب دلایا تو یہ کثرت کسی کام نہ آئی بلکہ زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی۔ ایسی تنگ گھڑیوں میں جب سب سے ساتھ چھوٹ گیا حضرت سرور کائنات اَنَا الَّذِيْ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(تشیخ الاذنان جلد ۶، ص ۳۵۷)

پکارتے تھے

غزوہ حنین میں مسلمانوں کو تکلیف پہنچی اس کا سبب خود ہی قرآن نے بتایا ہے..... جب تمہاری کثرت تمہیں گھنٹ میں لائی پس تمہارے غرور تمہارے کسی کام نہ آئے پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اہل اسلام اس غزوہ میں اپنی کثرت و جمیعت پر پھول گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہدایت نشان کو طاق پر دھریا اور اس خدا داد قوت اور عطیہ سے جسے حزم کہتے ہیں کام نہ لیا۔ اس لئے وہ چند لمحہ کی اور جلد تارک پانے والی تکلیف انہیں پہنچی۔ کیونکہ وہ لوگ حکم رسول سے غافل ہو گئے پس یقیناً

رسول اللہ ان میں اور وہ رسول اللہ میں اس وقت نہ تھے گو تھوڑی دیر بعد پھر نصرت الہی نے ان کا ساتھ چھوڑ لیا۔ ایسا ہی جو صدمہ اہل اسلام کو غزوہ اُحد میں پہنچا۔ اس کا سبب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوا۔ کہ عبداللہ بن جبیر کے ہمراہیوں نے بخلاف حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونچے ٹیلے کو جس پر ثابت رہنے کیلئے آپ کا تکیہ ہی حکم تھا۔ چھوڑ دیا۔ اس لئے وہ صدمہ انہیں پہنچا جس کا تدارک فضل یزدی نے بہت جلد کر دیا۔..... پس یہاں بھی کیسی صاف بات ہے کہ اس مصیبت کے نزول پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں نہ تھے کہ عدولِ حکمی سے یہ سزا ان پر آئی۔

شاید کسی کے دل میں یہ وسوسہ گزرے کہ خود آنحضرت پر بھی تکلیف و مصیبت آئی۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ قوم کا خیر خواہ اور ان کا دلی ہمدرد، بلوی و مصلح ہر حال میں اپنی قوم کا شریک نیک و بد رہتا ہے بعض اوقات میں اس لزوم کی وجہ سے ضرور ہے کہ ان لوگوں کے مصائب و آلام سے اُسے بھی حسبِ قانونِ قدرت بہرہ ملے تاکہ ہر حال میں ان کا ہمدرد اور سچا رفیق و انیس ثابت ہو۔ پس یوں ہی ہوا کہ جب اس معرکے میں بعض کو تباہ اندیش آدمیوں کی غلطی کے سبب سے مسلمانوں پر ایذا آئی۔ سچے ہمدرد رسول مقبولؐ نے ان سے الگ ہونا گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کی شمولیت میں اُس دُکھ سے حصہ لیا۔ اسی لئے ان وجودِ باجود کے طفیل پھر رحمت الہی ان لوگوں کی مدد و معاون ہوئی۔

(فصل الخطاب ایڈیشن دوم جلد اول ص ۱۵۹)

۲۶۔ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ

وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا.

وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ

الْمُغْفِرِينَ ﴿۳۱﴾

عَلَى رَسُولِهِ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خیمہ کی باگ ان تنویرہ زونوں کی

طرف پھیر دی اور کہا۔ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبُ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

جن لوگوں کو حضرت نبی کریمؐ کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہیں دنیا پر حق کو پہچاننے

کا آلہ اور ذریعہ بنائے۔ ان پر یہ فضل کیا کہ ان میں اخلاص و وحدت۔ خدا ترسی۔ شجاعت۔ عفت۔ صلح خود داری۔ استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت برہمتی جاتی تھی اور ان کے مخالفوں میں نفاق و غرور۔ کبر

تہو۔ جبین نبتی۔ فجر غضبہ عجز و کسل اور غفلت ترقی پر تھی۔ اس روحانی لعنت کے قبضہ میں ہو کر اگرچہ وہ لوگ ان برگزیدوں کے مقابل اپنی ساری طاقتوں اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامر لو اور ناکام رہ جاتے اس قصہ کو اب ہم لمبا نہیں کرتے۔ اصل بات سناتے ہیں۔ عرب میں ان دونوں میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلے مبارزہ ہوا کرتا تھا۔ یعنی ایک آدمی دوسرے کے مقابل نکلتا۔ پھر مبارزہ کے بعد تیروں سے جنگ کی ابتداء ہوتی تھی۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر ایسی جنگ کے وقت تیز ہوا چل پڑے۔ تو اس وقت جس ٹرنے والی فوج کی پیٹھ کی طرف سے ہوا آئے گی۔ اس کی آنکھوں کو کچھ حرج نہیں پہنچے گا۔ اور ان لوگوں کے تیروں کو مدد دیگی۔ مگر جس فوج کے سامنے ہوا کادھکا ہوگا۔ ان کی آنکھوں میں پڑے گا۔ نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکیں گے۔ اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھ سکیں گے۔ ایسی باتیں بہت جنگوں میں ہمارے نبی کریم کے عہد سعادت میں پیش آئیں۔ چنانچہ بدر اور حنین بلکہ احزاب و خندق میں بھی ایسے ہی واقعات وقوع میں آئے۔ اسی نعمت کے یاد دلانے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَازْهَبْ عَلَیْهِمْ رِیحًا وَجُنُودَ اللَّهِ تَدْفَعُهُمْ (سورہ صافات: ۱۰۱) وَعَذَابُ الَّذِينَ كَفَرُوا (التورہ: ۱۱۱) جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مخالف کا زور زیادہ دیکھا تو ایک مسطحی کنکروں کی مخالف کی طرف پھینکی اور دوسری طرف اس وقت جناب الہی نے اپنی سنت میں وہ وقت رکھا تھا کہ کنکر پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑی اسی طرح عاقۃ اللہ ہے۔ اس طریق سے سلسلہ نظام کائنات یعنی جسمانی سلسلہ بھی قائم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور الہی سلسلہ یعنی نبیاء و اولیاء اور مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم ہے اور روحانی سلسلہ اور الہی سلسلہ یعنی انبیاء و اولیاء مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی نصرت کے وقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور ہوتے ہیں اس کی سنت اور قانون قدرت کے موافق۔ چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں جو اسی طرح تہیہ اسباب اور اسی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہے۔ مرزا نظام الدین اور مرزا امام الدین نے ایک مقدمہ کیا جس میں شیخ خدا بخش جج تھے۔ میں اس مقدمہ میں گواہ کیا گیا۔ ان دونوں ایک شخص مخدوم پیرزاہ ٹنڈوالہیار علاقہ حیدرآباد سندھ کا رہنے والا علاج کیلئے قلعیاں میں آیا اور اس نے محض مذکور کے طور پر آخر ایک سو روپیہ دیا۔ اور بائیکہ امام الدین نظام الدین نے اس کی دعوت بھی کی تھی مگر قدرت الہیہ نے ان دونوں کو تہ نہ لگنے دیا کہ اس مخدوم نے مجھے ایک سو روپیہ دیا ہے۔ گواہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی تو آریہ وکیل نے مجھ پر سوال کیا۔ کیا آپ کو اس سال کسی نے یک دفعہ ایک سو روپیہ بھی اس پیشہ طبابت میں دیا ہے؟ میں دل میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کیلئے عسجدات شکر



ادا کرتا ہوا بول اٹھا۔ کہ ہاں فلاں مخدوم سندھی نے دیا ہے۔ تب ہمارے مخالف ایسے مہوت ہوئے کہ آئندہ سوالات جرح سے خاموش ہو گئے۔

منشاء مخالف کا اس سوال جرح سے اتنا ہی تھا کہ میری حیثیت خدا داد کو باطل کرے۔ مگر اس واؤ میں خائب و خاسر ہو گیا۔ میں نے اس شکریہ میں پچاس روپے مخدوم صاحب کو بذریعہ منی آرڈر واپس کر دیئے۔ اب سوچو۔ مخدوم کا بیمار ہونا۔ اس کو میرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجھے دینا اور اسکے اظہار کا موقع ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک میں مل جاوے۔ کیسا تعجب انگیز ہے؟ اور خدا پرست کے لئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے؟ حقیقی فلسفہ اور سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ امور اتفاقی طور پر نہیں ہوا کرتے۔ اس طرح کے واقعات جن کو میں نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں خدا پرست ان کے وقوع سے شکر گزار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہیں۔ غافلوں بد مستوں کے سامنے یونہی گزر جاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بھر (دریا کا پھٹ جانا) انفجار العیون (بارہ چشموں کا پھوٹنا) اور ہمارے مادی کامل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ حق کے دشمنوں کا موقع موقع پر کامل شکست و ہزیمت کھانا آپ کا اور آپ کے پاک جانشینوں کا بر غم اعداء۔ اور ان پر ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور ہونا اور بت پرستی کا ملک عرب سے استیصال کر دینا۔ یہ سب آیات بینات اور عجیبہ و غریبہ اور سچے معجزات ہیں۔ ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ..... اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہیں اور آیا کریں گے۔ اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کریں اور نہ آیا کرتے تو جس قدر اسلام کے نابود کرنے کیلئے ہمیشہ دشمنان حق زور لگاتے تھے اور لگاتے ہیں۔ اب تک اسلام نابود ہو جاتا۔ ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں کافر ذلیل و خوار ہی رہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام عرب و عجم نے کیا کیا زور لگائے۔ مگر کیا اس ایک انسان کا کام تھا کہ کامیاب ہوتا۔ کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حقیقی دیوتا اور اس کے مظاہر قدرت دیوتے اس کے ساتھ تھے۔ جب ہی تو دنیا کو حیران کرنے والی فتوحات انہیں نصیب ہوئیں۔ آج بھی ہلکے ذلے میں ہم میں ایک حامی اسلام اور سچا مسلمان موجود ہے۔ اس کے استیصال کیلئے بیرونی دنیا میں تمام عیسائیوں تمہارے نئے بھائیوں سکھوں وغیرہ نے اور اندرونی طور پر شیعوہ مجاہد نشین مولویوں وغیرہ نے کیسے کیسے زور لگائے۔ آخر وہ ملائکہ کا ہی لشکر ہے جو سب مخالفوں کے حملوں کا دفاع کرتا اور ان کی آرزوؤں کے



خلاف ہزاروں ہزار کو اس کے جھنڈے کے نیچے لا رہا ہے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۸۵-۱۸۷)

۲۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ

وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اِنْ شَاءَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ: جن چیزوں سے عجب۔ غفلت وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ ان سے قطع تعلق کا حکم دیا۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً: یہ خیال ہو کہ ہم غریب ہو جاویں گے۔ نذر و نیاز بند ہو جائے گی تو فرمایا کہ اللہ غنی کر دیگا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

کیا وہ لوگ جو میت اللہ سے صحابہ کرامؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکتے تھے۔ آخر خود ہی بڑی ذلت کے ساتھ وہاں سے نہیں نکالے گئے۔ اور انہوں نے اپنے لئے یہ اٹل حکم نہ سُن لیا۔ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں حضرت مسیحؑ کے حواری چند پھیرے اور محصلیے تھے مگر خدا نے مسیحؑ کے متبعین کو وہ شان دی کہ اس کے ادعائی متبعین کو بھی سارے جہاں کی حکومت بخش دی۔

(تشیع الافغان جلد ۲، ستمبر ۱۹۱۱ء ص ۳۵۵)

۲۹۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

وَرَسُوْلُهٗ ۚ يَسِيْرُوْنَ دِيْنََ الْحَقِّ مِنَ

الَّذِيْنَ اٰذَنُوْا الْيَتْبَبُ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

عَنْ يَدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

مِنَ الَّذِينَ آوَتْوَا الْحِثْبَ، اس کا مطلب یہ ہے کہ دین حق انہوں نے کسی اہل کتاب سے نہیں لیا۔ بلکہ من گھڑت باتوں کی پیروی کر رہے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۰۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزْرُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ  
النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ، ذَلِكَ قَوْلُهُمْ  
بِأَفْوَاهِهِمْ، يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
مِن قَبْلُ، قَاتِلْهُمْ اللَّهُ، أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾

دنیا میں کئی مذاہب آتے ہیں پھر مٹتے ہیں۔ ایک فرقہ تھا۔ یہود سے وہ حضرموت (غزنی کنڈہ) میں ہیں رہتا تھا۔ وہ عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے۔ ہجری چوتھی صدی کے اخیر تک ان کا بقیہ رہا ہے۔ پس یہ اعتراض نہیں چلا بیٹھے کہ اب تو یہود نہیں کہتے۔ عزیر ابن اللہ تھے۔ کیونکہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیکھو قسطلانی داؤد ظاہری۔ لیث کے متبعین اب نہیں پائے جاتے۔ مگر کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔ الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ: محبت کے الفاظ جو خاص موقع پر کسی عنایت کے اظہار کیلئے بولے جاتے ہیں۔ ان کو شامل عقیدہ کرنا گناہ ہے۔ خدا نے اس محاورہ کو سمجھایا ہے۔ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ گویا انباء کے معنی بتادیئے۔

قَاتِلْهُمْ اللَّهُ، اللہ ان پر لعنت کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۱۔ رَاتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا، لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾

اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ، ربوبیت کی شان اپنے فقیروں اور ملاؤں کو دے دیتے ہیں۔  
وَمَا اَمْرُوْا - یہ تورات کی آیات کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ تیرے لئے میرے حضور آسمان  
وزمین میں کوئی خدائے ہو۔

سُبْحٰنَہٗ ، اللہ کے افعال۔ صفات۔ عبادت میں کوئی شریک نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۹۹ء نیز تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۴۸)

۳۲، ۳۳ - یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِعُوْا نُوْرَ اللّٰهِ

یٰۤاَقْوَامِہُمْ وِیَآئِی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّسْقَی نُوْرَہٗ  
وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ ہُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ  
بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۔

وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ﴿۳۳﴾

یٰۤاَقْوَامِہُمْ : اپنے منہ کی تقریروں سے۔  
لِیُظْہِرَہٗ : تا غلبہ ثابت کر دے۔ اس پیشگوئی کیلئے یہی زمانہ ہے۔ کیونکہ تمام ایمان کے  
عقائد ظاہر ہو چکے۔ اب قرآن شریف کے غلبہ کے ثبوت کا پورا موقع ہے۔  
افسوس کہ مسلمان ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ ایک ٹکڑا ان کی زمین کا کوئی چھین لے تو یہ مقدمہ  
بازی میں لندن تک جا پہنچیں۔ مگر ان کا مذہب، انکی سلطنت، جاتی رہی تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۹۹ء)

لِیُظْہِرَہٗ عَلٰی الدِّیْنِ کُلِّہٖ : یہ زمانہ مسیح کا ہے۔  
(تشیع الاقان جلد ۸، ص ۹۷۷)

۳۳ - یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْ

الْاَخْبَارِ وَ الرُّہْبَانِ لَیَّاکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ

بِالْبَاطِلِ وَ يَصْدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ . وَ  
الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ . فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾

لِيَأْكُلُونَ أَمْوَالِ النَّاسِ؛ مسجدوں کے ملاں اپنے فرائض سے غافل ہیں۔ لوگوں نے  
انکی وجہ معاش کا بندوبست کیا تا وہ علم پر طعیں اور ہمارے بچوں کو دینی سکھائیں۔ مگر وہ اور ہی  
جمیلوں میں پڑ گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۵۔ يَوْمَ يُخَيَّرُ عَلَيْهِمَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى  
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ . هَذَا  
مَا كَنْزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ  
تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾

فَيُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ : سائل جب پہلے  
سوال کرتا ہے تو بخیل مسئلہ اس کے سوال کا رد پہلے ماتھے کے شکن کے ذریعہ کرتا ہے پھر منہ پھیرتا  
ہے پھر پیٹھ دے کر چلا جاتا ہے۔ اس لئے سزا میں ان تینوں جگہوں کا ذکر کیا۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۶۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ  
شَهْرًا فِي كَتَبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ  
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ . ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ؛ فَلَا  
تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً، وَاعْلَمُوا أَنَّ

اللَّهُ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۷﴾

فِي كِتَابِ اللَّهِ، اللہ کی پاک شریعتوں میں۔ خدائی حساب چاند کے ساتھ وابستہ ہیں اور دنیاوی حساب آفتاب سے۔ دونوں میں کئی دنوں کا فرق پڑ جاتا ہے۔ دنیاویوں نے شمسی حساب کو پسند کیا کیونکہ زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ اور چاند کے حساب پر چلیں تو تین برس میں ایک ماہ اور چھتیس سال میں ایک سال کا فرق پڑ جاوے۔ اور اس حساب سے تنخواہ لینے والا ملازم بڑے فائدہ میں رہ سکتا ہے دینی کام چاند کے حساب پر کرنے میں صوفیاء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ امت محمدیہ ہر شمسی مہینے میں اپنی ہر عبادت کرنے کا فخر رکھتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۷۔ اِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ

بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ

عَامًا لِيُؤْطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا

حَرَّمَ اللَّهُ، زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ، وَاللَّهُ لَا

يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۸﴾

اِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ، عرب کے مشرکین ہر تجارت کیلئے جلتے تھے وقت میں پڑتے تھے۔ اس لئے وہ کبھی محرم کو صفر بنا لیتے اور کبھی کچھ جس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا۔ اور بہت سا فساد پڑ جاتا۔ سود خوروں نے بھی ایک فساد کیا ہے۔ کہ لونڈ کا مہینہ رکھ لیا ہے اور بارہ کی بجائے تیرہ کا سود لیتے ہیں اور کبھی مہینے کے دن بڑھا لیتے ہیں۔ اس بہانے سے کہ حساب پورا ہو چلے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء نیز تسمیۃ الافان جلد ۸، ص ۹۷)

۳۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ اِذَا قِيلَ

لَكُمْ اَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَنْتَا قُلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ



أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَّاعٌ  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۲۸﴾  
يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا  
غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّهُ شَيْئًا ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾

ہر قوم بلکہ ہر شخص کیلئے ایک امتحان ہے جس سے اُس کے جوہر مخفی معلوم ہوتے ہیں۔ خدا نے  
ابوالمختار۔ ابوالانبیاء ابراہیمؑ کا بھی امتحان لیا۔ مَبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ کے مخاطبوں کا بھی امتحان  
لیا۔ امتحان کئی قسم کا ہے۔ ایک ذلیل کرنے کیلئے کَذَلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ  
(الاعراف: ۱۶۳) ایک اس لئے کہ اپنی غلطیوں کو چھوڑ دے۔ يَلْوَنُهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ  
(الاعراف: ۱۶۹) ایک کمالات کے اظہار کیلئے جیسے وَاذِ ابْتَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ  
فَاتَّمَّهُنَّ (البقرة: ۱۲۵)

اَنَّا قَلَّتُمْ اِلَى الْاَرْضِ: غرض تمہاری اس سفر میں دنیا کی کوئی خواہش ہو رہی ہے۔  
يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ: لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تنزل میں ہے۔ یہ غلط ہے اسلام  
ضرور دنیا میں رہے گا۔ مگر ڈر تو یہ ہے کہ اسلام ہمارے گھروں سے نکل کر کسی اور قوم میں چلا  
جائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَتُرْكُوا التَّوَكُّدَ مَا تَدْكُوْكُمْ خَوَارِزْمِ کے  
ایک بادشاہ نے اس کے خلاف کیا۔ چنگیز خانیوں کو لڑائی کیلئے بلایا۔ اس نے جواب میں کیا عمدہ لکھا کہ  
اول تو تمہارا قرآن شریف مانع ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ  
يَقَاتِلُوْكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (البقرة: ۱۹۱) دوم ہم تمہارے ساتھ لڑتے نہیں۔ حدیث میں ترک کے  
ساتھ جنگ کی ممانعت ہے سوم ہمارے تاجر تاجرانہ حیثیت سے آئے ہیں۔ سلطنت سے کچھ تعلق  
نہیں۔ اس نا عاقبت اندیش نے اس پر غور نہ کیا۔ لڑائی چھیڑ دی۔ آخر اٹھارہ لاکھ مسلمان اس میں ہلاک  
ہوئے۔ تمام کتب خانے تباہ ہوئے۔ ہزار آدمیوں کو جن کی نسبت خیال تھا۔ دعویٰ سلطنت کریں گے  
زندہ دیوار میں چنوا دیا۔ غرض یہ سب کچھ مسلمانوں نے دیکھا اور نافرمانی نے دکھایا۔ مگر نافرمانی کو نہ چھوڑا۔

۱۔ ترکوں کو تب تک چھوڑے رکھو جب تک وہ نہیں چھوڑے رکھیں۔ (مرتبہ) (ضمیمہ اخبار بدرقادیاں ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۰۔ اِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذَا اَخْرَجَهُ  
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيًا اِثْنَيْنِ اِذَا هُمَا فِي الْغَارِ  
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا  
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ  
تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّفْلٰى وَ  
كَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

لَا تَحْزَنْ : حزن نبیوں کو بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ بلکہ خوف بھی۔ سورۃ یوسف میں اِنِّیْ  
لِیَخْزِنُنِّیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِہِ وَاَخَافُ اَنْ یَّأْكُلَہُ الذِّئْبُ (یوسف: ۱۳)  
(تسمیہ الاذیان جلد ۸، صفحہ ۴۵۷)

۴۱۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوْا  
بِأَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِکُمْ  
خَيْرٌ لَّکُمْ اِنْ لَّکُمْ اَنْ تَعْلَمُوْا ﴿۴۱﴾

اِنْفِرُوْا : دینی کام میں چلو۔  
خِفَافًا : میرے ذوق کے مطابق اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ مباحثہ میں کتابوں کے انبار لے  
جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۳۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ ۚ لِمْ اِذْنَتْ لَہُمْ حَتٰی

یَتَّبِعَنَّ لَکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ ﴿۴۳﴾

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چند آدمی عُدکر نہ آئے کہ ہم غزوہ تبوک میں جا نہیں سکتے۔ انبیاء کی طبیعت میں رحم ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اچھا۔  
عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ: اللہ تعالیٰ ناراض نہیں بلکہ محبت سے فرماتا ہے۔ تم بڑے درگزر کرنے والے ہو۔ اللہ نے بھی تم سے درگزر کی۔

حَتّٰی يَتَّبِعَنَّ لَكَ: اس سے ظاہر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حکم کے خلاف کارروائی نہ کی تھی۔ چنانچہ پارہ ۱۸ نور کے آخری رکوع میں فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (نور: ۶۳) اس سے معلوم ہوا کہ اذن مانگنا اس کا کام ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اذن لینا کفار کا کام ہے۔ یہ اختلاف نہیں بلکہ اختلاف مواقع پر مبنی ہے یہاں اذن مانگنے والوں کے جھوٹ کا ثبوت دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ

فَهُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنْ يَّتَرَدَّدُوْنَ ۝۴۵

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ: اس وقت جو اجازت مانگتے ہیں۔ (تشمید الاذیان جلد ۹، ص ۲۵۷)

۲۸۔ لَقَدْ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ

قَلَبُوا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰی جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ خَرُّوْهُ ۝۴۸

قَلَبُوا لَكَ الْاُمُوْرَ: تیری باتوں کو زیر و زبر کرنے کی کوشش۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلوبیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۹۔ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَقُوْلُ اَسْذَنَ لِّيْ وَ

لَا تَفْتِنِّيْ ۚ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۚ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

لَمْ حِطَّةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝

وَلَا تَفْتِنِي، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میری قوت شہوانی بڑی تیز ہے۔ میں عورتوں کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہوں۔ ایسا نہ ہو میں وہاں گرفتار ہو جاؤں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۱۔ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا، هُوَ

مَوْلَانَا، وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝  
إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا، جو قانون کے مناسب ہو۔

(تشمید اللذہان جلد ۹، ص ۴۵۷)

۵۲۔ قُلْ هَذِ تَرَبُّصُونَ إِنَّا لَا إِخْدَى

الْحُسْنَيْنَيْنِ، وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ

اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۝

اِخْدَى الْحُسْنَيْنَيْنِ، شہید ہوں گے تو مقرب ہارگاہ الہی ہوں گے۔ فاتح ہوں گے تو عزت پائیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۳۔ قُلْ أَنْتُمْ قَوَّامُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، كَرِهَ اللَّهُ

يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ، إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

نیکیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک جڑھ۔ دوم۔ اسکی فروغ۔ کئی ایسی بھی ہیں جو اس جڑھ سے تعلق نہیں رکھتیں۔ شاخوں کی سرسبزی اصول کی آبیاری پر موقوف ہے۔ چونکہ تمام نیک کاموں کی جڑھ ایمان ہے۔ اس لئے اسکی محافظت ہر طرح مقدم ہے۔ اسی طرح فرائض کو نوافل پر ترجیح ہے۔

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا: بہت لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چنڈوں میں شریک ہوتے مگر چونکہ ایمان میں پورے نہ تھے۔ اس لئے فرمایا یہ چندے مقبول نہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا

أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ

الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَ

هُمْ كُرْهُونَ ۝

وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى: یہ کفر واپالہ ورسولہ کا

ثبوت دیا ہے۔ ایمانی حالت کا اندازہ اعمال سے ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱، نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِمَا فِي الْحَيَاةِ

الدُّنْيَا وَتَزْهِقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ غَيْرُ ذُنَ ۝

لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا: پیسے مسلمان ہوں گے۔ اور ان کے مال اللہ کی راہ میں دے دیں گے

جس سے کفار باپوں کو دکھ ہوگا۔ (تشنید اللغات جلد ۸، ص ۴۵۷)

۶۰۔ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ

وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي

الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ

السَّبِيلِ، فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ



## حَکِیْمٌ ۱۰

الصَّدَقَاتُ : اس سے مراد یہاں زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔ اس کے مصارف بیان فرماتا ہے۔  
لِلْفُقَرَاءِ : یہ فقیر کی جمع ہے جس کے معنی ہیں محتاج۔ یہ کئی قسم ہیں۔ مثلاً کوئی شخص یوں  
تو دو لقمہ ہے مگر اتفاقاً ریل کے سٹیشن پر اس کے پاس روپیہ نہ رہا۔ تو اس وقت وہ فقیر ہو گیا۔ گویا  
ایک وقت ایسا آگیا کہ محتاج ہو گیا۔

وَالْمَسَاكِينِ : جو ہاتھ پاؤں نہ چلا سکے۔ یہ بھی کئی قسم ہیں۔ مثلاً ایک جلد سارے اور  
اس کے پاس جلد کرنے کا سامان نہیں تو وہ مسکین ہے۔

وَالْعَمَلِیَّتِ عَلَیْهَا : نبی کریمؐ کے زمانے میں زکوٰۃ آپ کے حضور پہنچائی جاتی تھی۔ پس جو اس  
کو جمع کر لیا وہ تھے انکو عالمین کہتے۔

الْمُؤَيَّفَةِ قُلُوبُهُمْ : مثلاً ایک سکھ یا عیسائی آگیا۔ اب اسے مکان چاہیے کھانا چاہیے  
وغیرہ ضروریات۔

وَفِي السَّبِيلِ : غلام اور ایسے قیدی جو بندہ روپیہ خلاصی ہو سکیں۔  
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ : دشمن کے مقابلہ کیلئے جو تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اگر لڑائیوں کے دن ہیں تو  
اس میں رسد و ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اگر قلم کی جنگ ہے تو پھر کتابوں کی تصنیف و تالیف و  
اشاعت کا خرچ ہے۔ اور اگر روبرو مکالمہ ہے تو عمدہ تقریر۔ کلام موجب کی ضرورت ہے۔ اس پر  
بھی روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ میرے نزدیک بحکل قرآن و حدیث کی ترویج میں لگانا فی سَبِيلِ اللّٰهِ ہے۔

وَابْنِ السَّبِيلِ : مسافر لوگوں کو عجیب عجیب ضرورتیں پیش آتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۱ ستمبر ۱۹۰۹ء)

زکوٰۃ کیا ہے ایک قومی اور مشنری چندہ ہے جس میں سولے خاص مصرفوں کے کسی متنفس کی  
خصوصیت نہیں۔ زکوٰۃ اور صدقات کن لوگوں کیلئے ہیں۔ دیکھو قرآن اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ  
وَالْمَسْكِينِ اِلٰی فَرِیْضَةٍ مِّنَ اللّٰهِ آلِ مُحَمَّدٍؐ کی قوم بنو ہاشم پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے  
انکو جائز نہیں کہ ان مشنری چندوں سے کچھ لیں۔ گو کیسے ہی غریب اور مسکین کیوں نہ ہوں۔ منصفوایہ  
استثناء بھی قابل غور ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے تو آپؐ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے  
ایک کھجور اٹھالی اور چاہا کہ منہ میں ڈالیں۔ جناب رسالت مآبؐ نے منع فرمایا۔ اور منہ سے

(فصل الخطاب طبع دوم جلد اول ص ۳۶)

خیرات تو فقیروں، مسکینوں اور صدقات کے کارکنوں اور ان کافروں کا جن کو اسلام و مسلمانوں سے لگاؤ ہے۔ حق ہے۔ صدقات کو غلاموں کے آزاد کرنے اور جن پر خاص آفتیں آئی ہیں۔ انکی امداد دینے اور خدائی کاموں جہاد وغیرہ اور مسافروں کی مددگاری میں خرچ کرو۔ یہ امر اللہ کی طرف سے نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے۔ (تصنیف برائین احمدیہ ص ۲۸۳ نیز فصل الخطاب حصہ اول ص ۳۶)

٦٣- يَخَذَرُ الْمُضِلُّونَ أَنْ تُنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ

تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَغْفِرُوا إِنَّا

اللَّهُ مُخْرِجُ مَا تَخْذَرُونَ ﴿٣٣﴾

يَخْذَرُ الْمُنْفِقُونَ، منافقوں کی پہچان کیلئے بہت عجیب عجیب باتیں کلام الہی میں آئی ہیں۔ ان میں سے ایک هَمْؤًا بِمَا لَمْ يَنَالُوا (توبہ: ۷۴) بھی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ : ہمار کی بدکاری عام طور سے ظاہر ہو جاتی ہے کُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ شعروں میں سے ایسے شعر بھی اس مد میں شامل ہیں ۷

دل از ہر محمد ریش دارم  
رقابت با خدائے خورش دارم

تقدیر بیک ناکہ نشانیہ دو محل  
سلمات حدوت تو ویلئے قصرا  
(ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

-۶۷- الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ

بَعْضُ مَيِّمُورُونَ بِأَلْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا

اللَّهُ فَتَنِيهِمْ ذَرَانِ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٤﴾

ہر ایک چیز اپنے نشان سے پہچانی جاتی ہے۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ کسی پر مثلاً غضب آوے تو چہرہ پر اس کا اثر ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ غرض انسان کے اندر جو کچھ ہو اس کا اثر ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

یہاں منافقوں کا ذکر ہے اس لئے ان کا نشان بتاتا ہے تا کہ ہمیں اپنے نفسوں کے محاسبہ کا موقع ملے۔ **يَا مَرْذُوقَ الْاِثْمِ** منافق کے اندر چونکہ پسندیدہ بات کوئی نہیں ہوتی اس لئے وہ تحریکیں بھی نالپسندیدہ امور ہی کی کرتا رہتا ہے۔

**يَقْبِضُونَ اَيْدِيَهُمْ** چونکہ اسے جزا و سزا کے مسئلہ پر پورا یقین نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کھلے دل خرچ فی سبیل اللہ نہیں کر سکتا۔

**نَسِيَهُمْ** پس اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اللہ کسی کو مھولے۔ یہ غلط بات ہے۔ خرچ مال بڑھانے سے بڑھتا اور گھٹانے سے گھٹتا ہے۔ ایک ہزار روپیہ روز پر بھی گزارہ کرتے ہیں اور ہمارے حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ایک پیسہ پر انسان آٹھ گنا گزار سکتا ہے اور یہ تجویز شدہ بات ہے۔ ایک وزیر اعظم نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے یہاں دو روپے پر امیدواری کے دو ماہ گزارے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء)

۷۲۔ **وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ**

**تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا اَنْهَارٌ خَالِدِينَ فِيْهَا وَ**

**مَسْكِنًا طَيِّبَةً فِيْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنْ**

**اللّٰهِ اَكْبَرُ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ** ﴿۱۳۵﴾

**وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَعْْبَدُ** اور اللہ کی خوشنودی تمام نعمتوں سے بڑی ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۳۵)

قرآن شریف جو **رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَعْْبَدُ** کے وجہ پر پہنچانا چاہتا ہے یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ ایک چوکیدار اگر راضی ہے تو گھر والا کتنے گمنڈ اور ناز میں رہتا ہے اور اگر ایک ڈپٹی انسپکٹر پولیس اس کا حامی ہو تو اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھتا ہے۔ تم نے بھی بہت سے لفظ سنے ہوں گے۔ اچھے اچھے متیں کہہ اٹھتے ہیں۔ فلاں شخص ہمارا دوست ہے اسکو کہہ کر فلاں کو گرفتار

کرادیں گے۔ نوکری کیلئے سفارش کر دیں گے۔ چہ جائیکہ صوبہ کا حاکم یا بادشاہ کے ساتھ تعلق ہو۔ پس  
 حکم الحاکمین مولیٰ کریم تو ذرہ ذرہ پر حاکم ہے۔ جہاں واسطہ کی واسطہ بھی برداشت نہیں کرتی۔ کہ اگر وہ  
 راضی ہو جاوے تو کس قدر خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے۔ اسی بنا پر وہ دعویٰ ہے جو آج بہت سے بھٹیوں  
 نے سنا ہوگا کہ دنیا کا نور میں ہوں۔ میں اس کا قاتل ہوں میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ  
 کوئی انسانی وجود اپنی ہمہ ضعف و توانائی کے کہہ سکتا ہے۔ جو ذرا ذرا سی باتوں کا محتاج ہے۔ خود نوکرو  
 اس کا منبع و سر ہے رَضَوَانُ مِنَ اللّٰهِ اَعْبَدُ۔ سارے دنیا پرست، دنیا کے کتے۔ ساری  
 دنیا کے حکمران سب اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے محتاج رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر حامی و مددگار ہو تو کسی  
 کی دشمنی اثر نہیں کر سکتی۔ وہ آدمی بھی دیکھے ہیں جو دستخط کرتے ہوئے اور کسی کی بھلائی یا برائی کا  
 فیصلہ کرتے ہوئے قلم آگے پیش کیا ہے اور جان نکل گئی ہے۔ خدا کی بڑی بڑی عظیم الشان طاقتیں ہیں  
 جو وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی ہیں۔ ایک آن میں لاکھوں لاکھ پیدا کر سکتا ہے اور فنا کر سکتا ہے۔  
 (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۳-۱۵)

۷۳۔ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

وَالْمُنَافِقِينَ وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ، وَمَا أُنْمِزَتْ جَهَنَّمَ

وَبَشِّرِ الْمَصِيدِينَ ﴿۳۰﴾

منوی میں ایک بات لکھی ہے گتے اور چاولوں کو بہت پانی دیا جاتا ہے۔ پانی میں تمام بیجوں کا مادہ ہوتا  
 ہے اس لئے کچھ اور گھانس وغیرہ بھی اس میں آگ آتی ہے۔ اس کو بذریعہ نلائی کے دور کیا جاتا ہے  
 اسی طرح منافقین کو مومنین سے الگ کیا جاتا ہے اور اس کیلئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ  
 رؤا اہل تو انسان میں پہلے آتے ہیں۔ ان کے دور کرنے کیلئے بڑا مجاہدہ چاہیئے۔

وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ، عَلَيْهِمُ کی ضمیر کے مرجع پر لوگوں نے بحث کی ہے۔ بعض دونوں  
 کی طرف پھرتے ہیں۔ بعض صرف منافقین کی طرف۔ میرے نزدیک دونوں کی طرف ہے کیونکہ دوسری  
 جگہ اَشْدُّ عَلَى الْكُفَّارِ (فتح: ۳۰) آیا ہے جس کے معنی حضرت صاحب نے یہ کئے ہیں کہ کفار کی  
 بات تم پر اثر نہ کرے۔

وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ، عَلَى اَعْبَةِ تَحِيظَةٍ۔ اس کے معنی مضبوطی کے ہیں۔

وَمَا أَوْفَوْهُم جَهَنَّمَ، جہنم عقائدِ فاسدہ کے حملانے کی بھٹی ہے۔ اس سے بچاؤ ہوتا ہے  
بذریعہ توبہ، استغفار، صدقہ، دوسرے سے دعا کرانا، مصائب کا آنا، قبر کے مشکلات، مرنے کے بعد  
لوگوں کا جنازہ پڑھنا اور انکو ثواب پہنچانا ہے۔ کھانے کا، روزے کا اور میرے نزدیک کلامِ الہی کا بھی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

یہ جو کہتے ہیں کہ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ کے ماتحت منافقوں سے کیوں جہاد نہیں  
کیا گیا۔ یہ غلط ہے کیونکہ منافقوں سے لڑائی ہوئی چنانچہ قَتِلُوا الْمُتَقَاتِلًا (احزاب: ۶۲) سے ظاہر ہے  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)  
جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ: کوئی صحابی منافق نہ تھا۔ اگر ہوتا تو نبی کریمؐ ضرور اس سے  
جنگ کرتے۔ (تشمیذ الاذلان جلد ۹ ص ۴۵۸)

۴۳۔ یَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ  
قَالُوا كَلِمَةً الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بِعَدِ  
إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا، وَمَا نَقَمُوا  
إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ،  
فَإِنْ يَتُوبُوا إِلَيْكَ خَيْرٌ لَّهُمْ، وَإِنْ يَتَوَلَّوْا  
يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا، فِي الدُّنْيَا وَ  
الْآخِرَةِ، وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا

نَصِيرٍ ﴿۴۴﴾

یَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ: چونکہ ان میں قوتِ فیصلہ اور تابِ مقابلہ نہیں ہوتی اس لئے کہ جھوٹی  
قسمیں کھاتے ہیں۔

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا: شیعہ غور کریں جو کہتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ  
وسلم کے بعد خلیفہ بننا چاہا تھا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس طرح حضرت علیؑ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے



عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا، وَيَكْهُرُونَ الْعَذَابَ لَنُغْفِرَنَّكَ بِمَا تَدَّ لَا يُجَادِرُ ذَلِكَ فِيهَا  
 إِلَّا قَلِيلًا (احزاب، ۶۲) یہ دنیا کا عذاب منافقوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہو چکا۔  
 تَلْعَوْنَنَّهُ إِنَّمَا تُقَفُّوا هَذَا وَقَتِلُوا النَّفِثَةَ (احزاب، ۶۲) جب دنیا کا عذاب ثابت  
 ہو چکا تو آخرت میں ضرور آئے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

وَهُمْ أَيْمَانُ مَنَالُوا، شَيْءٌ سِوَاكَ اِذَا بَكَرَ خِلَافَتِ مَا يَتَّقِي تَوَانِهُنَّ نَفَالِ  
 پس وہ منافق کیونکر ہوئے۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷)

عَمَادُ مَنَاقِبِ مَدِينَةٍ كَوْنُهَا كَشَرَارَتِ سِوَاكَ اِذَا بَكَرَ خِلَافَتِ مَا يَتَّقِي تَوَانِهُنَّ نَفَالِ  
 جیسے آیت ذیل میں آیا ہے۔

وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يَعْذَّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَالُهُمْ  
 فِي الْأَرْضِ مِنْ دَلِيلٍ وَلَا نَصِيرٍ۔

اب غور کرو کہ ان ناعاقبت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دیں گے۔ اس دنیا میں اور  
 ان کے لئے عذاب ہے آخرت میں۔ پھر ایک اور خبر ہے کہ ان کا کوئی بھی والی وارث یا دوست نہ ہوگا  
 (اور تیسری خبر ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں رہے گا) پھر دیکھو یہ تینوں خبریں اپنے وقوع کیساتھ ہیں  
 دنیا میں نظر آگئیں۔ جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہو گئیں تو تیسرا علم جو انہیں کامساوی ہے  
 کیونکر صحیح نہ ہوگا کہ قیامت میں عذاب پاؤ گے۔ ..... اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنی  
 تو بہت ہیں۔ مگر مشہور یہ دو ہیں۔ اول مَن مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ جو مر گیا اسکی  
 قیامت قائم ہوگئی۔ دوم مَا بَعْدَ الْمَوْتِ حَشْرُ اجساد کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ  
 الگ ہو جائیں گے اس کا نام قیامت ہے۔ مابعد الموت کوئی مجمل خانہ نہیں اور وہ کوئی حوالات نہیں قبر  
 میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا فَاقْبِذْهُ (عس، ۲۲) کہ قبر میں اللہ تعالیٰ  
 ہی داخل کرتا ہے اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہے۔ وہ ایک باغ ہے بہشتوں کے باغوں سے  
 جیسے فرمایا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ یا وہ گڑھا  
 ہے دوزخ کے گڑھوں میں سے جیسے فرمایا أَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفْرِ النَّارِ اور قرآن کریم میں  
 بار بار ذکر ہوا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا بعد الموت معائنات میں داخل ہو جاتا ہے اور شریک

نار میں جیسے فرمایا قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ (یس: ۲۷-۲۸) اور منکروں شایروں کیلئے فرمایا گیا ہے مثلاً فرعون اور فرعون کے ہمراہیوں کیلئے اُغْرِقُوا فَاَدْخِلُوْا اَنَارًا (نوح: ۲۶) ہاں حشر جسد کے وقت آخر عظیم الشان تفرقہ سعید و شقی میں کر دیا جائے گا۔ اسی واسطے اُس دن کا نام یوم الفصل آیا ہے۔ پارہ ۳۰ کی پہلی سورت۔ مگر وہ حالت سرِ دست جنت و نار کے دخول کی مانع نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمے (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۳۴-۳۵)

۷۔ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمُ إِلَى يَوْمِ

يَلْقَوْنَ اللَّهَ مَا آخَلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا

كَانُوا يَكْذِبُونَ

فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ: بہت معاہدے کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ ان کے نقص کا نتیجہ نفاق ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

بِمَا آخَلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ: وعدہ خلافی کا نتیجہ نفاق ہوتا ہے۔

(تسبیح الاذان جلد ۸ ص ۹ ص ۴۵۸)

میں نے اوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی ۱۲ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی قرار فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے (جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑہ غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا۔ اس لئے کہ تم میں بعض نا فہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

(بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۱۱)

یاد رکھو۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے کچھ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفاء نہیں

کرتا۔ ایسا شخص منافق مرتب ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاَعْقِبْهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ۔

اس سے ہمیشہ بچتے رہو۔ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا ملجا و ماویٰ تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے۔ اس وقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے۔ پس تم پر مشکلات آئیں گی اور آتی ہیں۔ تم بہت وعدے خدا تعالیٰ سے نہ کرو۔ اور کرو تو ایسا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ ایفاء نہ کرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو۔

(الحکم ۱۰ مئی ۱۹۵۵ء، نیز الحکم ۱۲ جنوری ۱۹۵۵ء ص ۱۰)

۷۹۔ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ

الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا

يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ

سَخَّرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۹

وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ : صحابہ میں ایسے بھی تھے جو مزدوری کرتے اور اپنی قوتِ لامیت سے بچا کر خدا کی راہ میں دیتے۔ بعض ان پر ہنسی کرتے۔ اس سے منع کیا۔ ایسے ہی بہت دینے والوں کو بھی ملعون کرتے رہتے کہ ریاء سے دیتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدلتا دیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۱۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ

رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قَدْ نَارُ جَهَنَّمَ

أَشَدُّ حَرًّا لَوْ هَآكُنَا نُوَافِقَهُمْ ۝۸۱

بعض وقت نا فہم۔ نا عاقبت اندیش ایک کام کرتا ہے اور اس کے نتائج کو نہیں سوچتا۔ اِنِّیْ  
اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِثْلَ (مومن، ۳۱) فرعون نے کہا مَا اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ  
(مومن، ۳۰) جو میں کہہ رہا ہوں وہی کامیابی کی راہ ہے۔ بہت سے لوگ ایک بات منہ سے نکال لیتے ہیں  
مگر نہیں دیکھتے کہ وہ نتائج کے لحاظ سے کیسی ہوگی۔

ابو عامر ایک عیسائی تھا۔ قیصر کے دربار میں اس نے مسلمانوں کے خلاف بہت سی کوشش کی  
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سنا کہ ابو عامر مسلمانوں کے خلاف کوشش کر رہا ہے۔ اور ان  
دنوں آپؐ نے تبوک کی طرف چڑھائی شروع کی ہوئی تھی۔ دو ماہ کے قریب خرچ ہونے لگے۔ اور فصل پکی  
ہوئی تھی۔ اس لئے منافقین نے بہت سے عذر تراشے اور پیچھے رہ گئے اور اس پیچھے رہنے پر خوش  
ہوئے۔ اس کا ذکر اس رکوع میں ہے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ شَرِیر آدمی اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ملا لیتا ہے چنانچہ انہوں  
نے دوسروں کو بھی ترغیب دی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾

وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا، تھوڑی دیر ہنس لیں۔ انہیں بہت رونا پڑے گا۔

(تفسیر الافلاک جلد ۹، ص ۲۵۸)

۸۳۔ فَإِنْ رَجَعْتَ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ

فَأَسَأَدْتُكَ بِالْخُرُوجِ فَقُلْتُ تَخْرُجُوا مَعِيَ

أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ

بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَأَعِدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ﴿۸۳﴾

فَقُلْتُ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا، دیکھو اللہ بھی رحمن۔ رحیم۔ نَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف، ۱۵۷) اور نبی کریمؐ رحمتہ للعالمین۔ مگر پھر بھی ان کے حق میں ایک قطعی فیصلہ ہو

گیا۔ یہ جو بڑی بڑی خطائیں کر کے معافی مانگنا پیشہ قرار دے لیتے ہیں۔ غور کریں۔ ایمان بین  
الخوف والرجاء ہے۔

وَلَنْ تَقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا، رسولؐ کے ساتھ نہ کہ دوسرے خلفاء کے ساتھ جنگ  
تبوک سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ (تشیذ الازمان جلد ۹ ص ۴۵۸)

۸۷۔ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَافِ

وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۸۷﴾

خَوَافِ: جمع خَافَةٍ کہ ہے۔ جو عورتیں پیچھے رہ جاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۸۔ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا، ذَلِكَ الْفَوْزُ

الْعَظِيمُ ﴿۸۸﴾

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ، دنیا میں منظر و منصور ہوں گے تو ان خشک پہاڑوں کے نہیں بلکہ  
جنت وغیرہ کے۔

۹۰۔ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ

لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَ

رَسُولَهُ، سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۰﴾

بہت سے لوگ بدکاری کا ارتکاب کر لیتے ہیں مگر جب ان کا خیازہ اٹھاتے ہیں تو پھر عذر  
کرنے لگتے ہیں۔ جو عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے کیونکہ عذر ہر جگہ کام دے تو پھر انبیاء و کتب کی آمد



بیکار رہ جاوے۔ عذر کرنیوالے تو تقدیر کا بھی عذر کرتے ہیں جو بالکل فضول ہے حالانکہ قانون کی لاعلمی کا دعوے بھی مقبول نہیں ہوتا۔ لَوْعَنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ (ملک ۱۱)، کہنے والوں کی نہیں سنی گئی۔  
اس رکوع میں غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں کو خطاب ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۹۳۔ يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ

إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ تُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ

نَبَأْنَا اللَّهَ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَ

رَسُولُهُ ثُمَّ تُوَدُّونَ إِلَىٰ غِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

الغَيْبِ: جو اس وقت موجود نہیں۔

الشَّهَادَةِ: جو موجود ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

سَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ: اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

(تشنید الزمان جلد ۸، ص ۹۵۸)

۹۴۔ يَخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ

الْفَاسِقِينَ ﴿۹۴﴾

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ: اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی رضا مقدم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۹۵۔ أَلَا عَرَابُ أُشْدَّكُمْ وَأَرْفَأُكُمْ وَأَجْدَرُ أَلَا

يَعْلَمُوا أَحَدُودًا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ، وَ  
اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٩﴾

گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آ سکے۔  
(نور الدین ص ۱۲ دیباچہ)

۹۹۔ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا  
عِنْدَ اللَّهِ وَ صَلَّاتِ الرَّسُولِ ، أَلَّا يَأْتِيَ  
قُرْبَةً لَهُمْ ، سَيَدْخُلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ،  
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۰۰﴾

وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ : یہ قرآن کا طرز قابل غور و تعلید ہے۔ اگر کسی قوم کی برائی کا ذکر ہوتا ہے تو ان میں سے نیکوں کو الگ کر لیتا ہے اور بدوں کا الگ ذکر کرتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰۔ وَالشَّاقِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ  
الْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِأَخْسَابٍ ، رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ وَ أَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ  
تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ،  
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۰۱﴾

جہاں اللہ تعالیٰ منافقوں کا ذکر کرتا ہے وہاں مومنین کا الگ ذکر کرتا ہے۔ اس میں ایک حکمت تو یہ ہے

کہ شیعہ جو مہاجرین و انصار کو منافق یقین کرتے ہیں۔ وہ نفع اٹھائیں۔ پس اللہ تعالیٰ پہلے منافقین کفار کے نشانات بتاتا ہے۔ پھر مومنوں کے نشان تا مقابلہ سے معلوم ہو سکے کہ مہاجرین و انصار مومن تھے اور ضرور مومن تھے۔

ابھی بھیچے گزرا ہے کہ منافقین کا ایک نشان یہ ہے **هَمُّوا بِعَالَمَيْنَا لَوْ** (توبہ: ۷۴) اب اس کے خلاف بیان فرماتا ہے کہ مہاجرین اور انصار کامیاب ہوئے۔ انہوں نے رَضِيَ اللہ عَنْہُمْ کا سرٹیفکیٹ پایا۔

**الْمُهَاجِرِينَ** جنہوں نے اللہ کیلئے اپنا گھر بار چھوڑ دیا بلکہ رضا کیلئے یہ تعلقات چھوڑ دئے **الْأَنْصَارِ** جنہوں نے ان مہاجروں کو جگہ دی۔

**اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ** : دل سے تتبع ہوئے نہ بطور تقیہ۔

**رَضِيَ اللہ** : بِرَضَى نہیں فرمایا کہ کسی کو اعتراض کی کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ رہ جاوے۔ راضی ہو چکا۔ اس میں نہ صرف ابوبکرؓ کے ایمان کا بلکہ تمام مہاجرین و انصار کے ایمان کا ثبوت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلاویان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

اور انکی اتباع کو باعث اپنی رضامندی کا فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآنی منسوخ ہے اور اس پر بالکل عمل درست نہیں۔ (فردالذین ص ۲۴۸)

۱۰۱۔ **وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۖ وَمِن**

**أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوْا عَلَى الْإِنْفَاقِ ۚ لَا تَعْلَمُهُمْ**

**نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ**

**يُرَدُّوْنَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ** ﴿۱۰۱﴾

**لَا تَعْلَمُهُمْ** : دوسرے موقع پر فرمایا **وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ** (ہمز ۳) اور **ثُمَّ لَا يَجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ** اِنَّمَا تُقِفُوا اخذوا وقتلوا تَقْتِيلًا (احزاب: ۶۱-۶۲) پھر ایک پہچان بتاتا ہے کہ **سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ**۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلاویان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲۔ **وَأَخْرُؤْنَ اغْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا**

صَالِحًا وَآخِرَ سَيِّئًا. عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَتُوبَ عَلَيْهِمْ  
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۳﴾

میری طبیعت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ انسان کے بہت سارے اعمالِ صالحہ پر نظر ڈالا کرتا ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخِرَ سَيِّئًا۔ پس جب ہم کسی بدی یا بیماری کی تفسیر کرتے ہیں تو یہ ارادہ نہیں ہوتا کہ کسی کو نشانہ بنائیں۔ بلکہ اس لئے کھولتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی ایسی تحریک پیدا کر دے کہ ان کے اندر سے وہ بیماری دور ہو جاوے۔  
(الحکم ۳۱ جولائی، ۱۰ اگست ۱۹۶۲ء ص ۹)

مغفرتِ راغب میں ہے۔ التَّوْبُ تَرْكُ الذَّنْبِ عَلَىٰ أَجْمَلِ الْوُجُوهِ وَهُوَ ابْتِلَاجُ وُجُوهِ الْإِعْتِذَارِ لِعَنِي تَوْبَةٍ كَيْفَ مَعْنَىٰ هِيَ۔ بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا اور اس سے بڑھ کر عذر خواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہو سکتی۔

ایک بیکار۔ نافرمان جب اپنی غلط کاریوں سے الگ ہو جاوے تو انصاف کا مقتضا ہے کہ اب اس کو بُری ہی کیا جاوے۔ مگر محدود العقل۔ محدود العلم آدمی دلوں کے اندرونی حالات سے ناواقف اگر کسی کے عذر کو نہ ملے تو یہ اس کی نادانی ہے۔ مگر عَلَيْنَا بِذَاتِ الصُّدُورِ حُجُوتٌ وَرَنَةٌ كُوجَانَتَا هِيَ۔ وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہو چکا ہے تو پھر توبہ قبول نہ کرنا نا انصافی ہے۔ .... ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنی مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرتِ خطاء اور نسیان کے بعد ولی حُشْش سے چاہتی ہے کہ اسکا آقا جس کے حکم کو اس نے توڑا ہے اسکی خطا معاف کر دے اور آئندہ اسے تلافی مافات کا عمدہ موقعہ دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم و کریم۔ تو اب آقا پیش کیا ہے۔ تنازع اور کفارہ کا یہ ہودہ مسئلہ توبہ کی فطرتی کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہے تو وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ پس توبہ روحانی علاج ہے۔ روحانی بیماریوں کا جسمانی سلسلہ سے کاشن تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔ (نور الدین ص ۳۳-۳۴)

۱۰۳۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ

وَتُزَكِّيهِمْ بِمَا وَصَلَتْ عَلَيْهِمْ. إِنَّ صَلَوَاتَكَ سَكَنٌ

لَهُمْ، وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۴﴾

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ : اے انکے مال میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک کرے اُس سے اور تربیت اور  
دعا دے ان کو۔ البتہ تیری دعا انکے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا ہے جانتا ہے۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم منہ ۱۴)

۱۰۵- وَقُلْ اَعْمَلُوا فَاَسِيرَی اللّٰهُ عَمَلُكُمْ وَرَسُولُكُمْ

وَالْمُؤْمِنُونَ، وَاسْتَرْدُّوْنَ اِلٰی عَلِیْمِ الْغُیْبِ

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾

سَیْرَی : نگرانی کرے گا (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)  
سَیْرَی اللّٰهُ عَمَلُكُمْ : اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔  
وَالْمُؤْمِنُونَ : آئندہ جو خلفاء ہیں وہ بھی دیکھیں گے۔ (تشیع الانبان جلد ۹ ص ۴۵۸)

۱۰۶- وَآخِرُونَ مُرْجُونَ لَا مِرَآئَ لَہُمْ اَمَّا

یُعَذِّبُہُمْ اَمَّا یَتُوبُ عَلَیْہِمْ، وَاللَّهُ عَلِیْمٌ

حَکِیْمٌ ﴿۱۶﴾

مُرْجُونَ : مؤخر الحکم یہ تین صحابی تھے۔ ایک کا نام ہلال تھا۔ ایک کا مرہ۔ ایک کا کعب تھا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قلوبان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۷- وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا

وَتَفْرِيقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَارْصَادًا اِلَیْمَن حَارَبَ

اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ مِنْ قَبْلُ، وَلِیُخْلِیْنَ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا

الْحُسْنَی، وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اَنَّهُمْ لَکٰذِبُونَ ﴿۱۷﴾



اِتَّخَذُوا: اس کا مفعول مسجداً ہے اور ضداراً کا فعل اِتَّخَذُوا ممدون کر دیا ہے  
یعنی اِتَّخَذُوا ضِدَاراً۔

لَمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ: یہ ابوہریرہ کی طرف اشارہ ہے جو عیسائی تھا۔ اس کے مکروں سے ایک مکر  
یہ بھی تھا کہ رسول کریمؐ اس مسجد میں نماز پڑھ لیں۔ پھر کچھ مسلمان ادھر بھی آجایا کریں اور اس طرح مسلمانوں  
کی جماعت کو توڑ دیں گا۔ اس ابوہریرہ نے اپنا ایک بیٹا بھی مشہور کر رکھا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ نبی کریمؐ  
وَجِيئَةً طَرِيقاً شَرِيفاً فوت ہوں گے۔ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب سچا ہے۔ اس  
نے اپنی حالت دیکھی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نام نہ لینے میں یہ بلافت ہے کہ آئندہ بھی اگر کوئی ایسا کرے  
گا تو اس کا انجام بھی یہی ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۹۔ اَفَمَنْ اَسْسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ

وَرِضْوَانٍ خَيْرًا مِّنْ اَسْسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا

جُرُفٍ حَارٍ فَاِنَّهَا رِيحٌ نَّارٍ جَهَنَّمَ۔ وَاللّٰهُ لَا

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۹

شَفَا: کنارہ

جُرُفٍ: کوکھلا۔ کھایا ہوا۔

فِي نَارٍ جَهَنَّمَ: دریا کا کنارہ توپانی میں گتا ہے مگر نفاق کا کنارہ جہنم میں گرے گا۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۱۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ

وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمُ الْجَنَّةُ ۖ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيلِ

اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي

التَّوْرَةِ وَالْانْجِيلِ وَالْفُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ اَوْفٰ

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَشِيرُوا بِمَشْعَرِكُمْ الَّذِي  
بَايَعْتُمْ بِهِ ، وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۸﴾

انسان کی حقیقی خواہش کیا ہے۔ آرام۔ رویہ کمانا۔ جتنا۔ حکام سے تعلق چاہنا۔ عمدہ مکان بنانا۔  
تمام کوششیں اسی آرام کے حصول کیلئے ہیں۔ طب۔ طبیعت۔ سب علوم بھی اسی لئے ہیں۔ پھر لوگ آرام بھی  
بے انت زمانہ کیلئے چاہتے ہیں۔ اس کیلئے اس رکوع میں ایک گرتا ہے۔  
إِنَّ اللَّهَ؛ اللہ کے لفظ کا ترجمہ کوئی زبان برداشت نہیں کر سکتی۔ عرب کسی معبود پر سوا خدا تعالیٰ کی ذات  
کے یہ لفظ نہیں دیتے تھے معنی کہ ان کے زمانہ جاہلیت کے قصائد میں کہیں یہ لفظ کسی بت یا محبوب پر نہیں  
آیا۔ سارے قرآن شریف میں اللہ کو موصوف قرار دیا ہے کہیں بھی صفت ہو کر نہیں آیا جس سے ظاہر ہے کہ  
اور جتنے کام ہیں وہ اسکی تفصیل و تشریح میں ہیں۔

الْأَنفُسُ؛ عربی میں نفس کے دو معنی ہیں۔ ایک وہ جو انسان کی جان ہے۔ جس سے روح غلط  
مراولیتے ہیں۔ دوسرے معنی ان میں سے۔

أَمْوَالَهُمْ؛ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ مال و جان مومن کا جناب الہی کا ملک ہو چکا ہے۔ پس  
اس پر مومن کا اپنا کوئی حق نہیں۔ سب کچھ خدا کے حکم کے ماتحت رکھنا چاہیے۔  
الْجَنَّةُ؛ بہشت۔ آرام گاہ

انبیاء کے جس قدر اولم ہیں۔ اگر ان الہ پہ چلے تو وہ دنیا میں بلحاظ طب بھی آرام سے رہنے لگے  
کوئی خطرناک موزی مرض اوامر الہی کے اتباع سے پیدا نہیں ہوتی۔  
وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا؛ وعدے و قسم کے ہوتے ہیں۔ کئی وعدے اور ترقی پا جاتے ہیں اس لئے  
الہ کا ایفاء اور کسی رنگ میں ہوتا ہے اسی لئے یہاں حَقًّا لکھا ہے کہ اسی طرح پورا ہوگا۔  
فِي التَّوْرَةِ؛ تورات میں ایک جگہ آیا ہے کہ تو اپنے مال کو وہاں نہ رکھ جہاں چور کاٹد ہو۔ تو اسے  
آسمان پر رکھ۔

وَالْإِنجِيلِ؛ انجیل میں صاف ہے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکہ سے گزرا آسان ہے۔ مگر دولت مند  
خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ الہ کی نام لیوا امت اپنی تمام ہمت کو  
مال کے جمع کرنے میں صرف کر رہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلعیاں ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا؛ تورات کتاب استثناء۔ متی باب آیت ۱۹۔ (تشیذ الافان جلد ۸ ص ۲۵۸)

۱۱۲- النَّائِبُونَ الْعَبْدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ

الزَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۳﴾

السَّائِحُونَ: مومن دنیا میں اعلاء کلمۃ اللہ اور عبرت کیلئے پھرنے والا ہوتا ہے۔  
الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ: علوم صحیحہ کو حاصل کر کے دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔  
وَالْحَفِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ: یہ قلم ہے کہ مستحق شفاعت گناہ کار اند۔ مومن وہی ہے جو  
خدا کی حدود کی محافظت کرے۔ ہاں گنہگار توبہ کرے تو مستحق شفاعت ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدقتایاں ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)  
مومن کی صفات چاہئیں۔ النَّائِبُونَ السَّائِحُونَ (روزہ دار) تَا الْحَفِظُونَ لِحُدُودِ  
اللہ۔ (تشیذ الانفال جلد ۹ ص ۳۵۸)

۱۱۳- مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ

يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۴﴾

لِلْمُشْرِكِينَ: ایک ہندو سے مجھے معرفت کا نکتہ یاد ہے۔ کہ جب کسی کے والد کو کوئی  
چوہڑا کہہ دے حالانکہ بشریت میں ایک ہیں۔ تو کتنا رنج ہوتا ہے۔ تو کیا کسی پتھر کو خدا کہنے والے پر  
ہم کس طرح ناراض ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدقتایاں ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۴- وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ

مَوْعِدَةٍ وَعَدََهَا إِيَّاهُ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ

عَدُوَّتِهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾  
 لِأَيِّهِ : مُرُوبِی ہے ۔  
 (ضمیمہ اخبار سیدہ قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۵۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ

حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا : کے مسئلہ پر بہت بحث ہو چکی ہے ۔ قرآن ان قوموں کے  
 نامتوں میں ہوتا تو کبھی غلطی نہ کھاتے کیونکہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ احکام شریعت ان قوی کے لئے  
 ہیں ۔ جو پر انسان کا اختیار ہے ۔ اسی بنام پر تثلیث و کلام غلط ہے کیونکہ انسان کو کوئی قوت نہیں دی گئی جس  
 سے وہ ایک اور ایک اور ایک کو تین کی بجائے ایک سمجھے اور اپنے گناہ کا اثر دوسرے پر پائے ۔

(ضمیمہ اخبار سیدہ قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ

الضَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾

وَكُونُوا مَعَ الضَّادِقِينَ : صدق عربی زبان میں ایسا لفظ ہے کہ ہر صبح اور امر واقعہ پر بولا  
 جاتا ہے ۔ چور کو پکڑتے ہیں تو کہتے ہیں ۔ الکذب الکذب ۔ عمدہ تلوار کو بھی صدق ہی کہتے ہیں ۔  
 أَخُو نِقَةٍ ۔ أَخُو صِدْقٍ ۔

سچے علوم کے مطابق عمل و سادہ کا نام ہے صدق ۔ راست ہانوں کے ساتھ ہو جانا ایک کارہم ہے  
 اور بڑی بھاری قربانی ۔  
 (ضمیمہ اخبار سیدہ قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

اے مومنو! ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم ساتھ سچوں کے ۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۷۷)

عالم ربانی کے لئے ضرورت ہے کہ تقوی سے کام لے اور تقوی کی حقیقت اس وقت تک کمال نہیں  
 سکتی جب تک خدا تعالیٰ کے صادق اور مومر بندوں کی صحبت میں نہ رہے ۔ جیسا فرمایا ہے ۔  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الضَّادِقِينَ ۔

اس سے معیت صادق کی بہت ضرورت معلوم ہوتی ہے اور فی الحقیقت ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ ساری قوم ایک وقت میں اپنے امام کے گرد نہیں رہ سکتی اور اگر ہر فرد قوم کا حاضر بھی ہو تو ہر ایک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ طبیعتیں جدا جدا ہیں اور مذاق الگ الگ، اور تقسیم نعمت کا اصول الگ اسکی مخالفت کرتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا کہ ایک گروہ حصول تعلیم کیلئے حاضر ہو اور وہ واپس جا کر قوم کو سکھائے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اس آیت اور اس کے اصل مفہوم پر غور کرو۔ اس کے الفاظ کو سوچو کہ اللہ کے اندر حصول تعلیم کیلئے کیسا کھلا اور واضح قانون رکھا ہے۔ اصل غرض تفقہ فی الدین ہے۔ یہ مقصد نہیں ہے کہ خطوط کی طرح چند کتابیں رٹ لے اور دستاویز فیصلت باندھ کر ایک کاغذ سند کے طور پر ہاتھ میں لے کر قوم پر ایک بوج بن کر مالیہ وصول کرتا پھرے۔ نہیں بلکہ اسکی روحانی اور اخلاقی حالت۔ اسکی نکتہ رسی اور معرفت ایسی ہو۔ اس کے کلام میں وہ تاثیر اور برکت ہو کہ لوگوں پر خوف الہی مستولی ہو کر ان کو گناہوں سے بچانے کا باعث ہو۔ ایک نمونہ ہو۔ جس سے قوم پر اثر پڑ سکے۔ مگر بتاؤ اور وسیع نظر کر کے دیکھو کہ کتنے ہیں جو اس کے صحیح مصداق ہیں۔

اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا۔ صادق سمجھا۔ بہت اچھا کیا۔ لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا اس کا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور نہ ہم اُس بیان میں وہ زور اور اثر ہو سکتا ہے۔ جو خود اس رسالت کے لئے والے کے بیان میں ہے۔ پھر اس کے معلوم کرنے کو تو خود اس کے مُنہ سے کچھ سُنانا چاہیئے اور یہ اس کی صحبت سے معلوم ہوگا۔

تم نے مولویوں کو ناراض کیا۔ سجادہ نشینوں کو چھوڑا اور اکثروں کو یہ مشکلات بھی پیش آئیں کہ انکو اپنے بعض رشتہ داروں یا عزیزوں سے قطع تعلق کرنا پڑا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں رہنے کی کس قدر ضرورت ہے کیونکہ جب تک یہاں نہ رہے تو الوداعِ شریعت اور مغزِ قرآن جو یہاں پیش کیا جاتا ہے اس سے اطلاع کیونکر ہو؟

(الحکم ۲۴، فروری ۱۹۰۴ء ص ۱۷)

بات یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کا خالص بندہ بن جائے اور اس کی ساری نفسانی خواہشوں پر موت آجاتی ہے اور ساری غرض و غایت اللہ کیلئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کے دین کا جلال ظاہر کرنا اس کا مقصد ہو جاتا ہے تو پھر ساری مشکلات اس کی حل ہو جاتی ہیں۔ دنیا اور اس کے اسباب خود اس کے



جیسے پہلے دہشتے ہیں۔ مگر اس کے راہ اختیار کرنے کے واسطے ضرورت ہے قرآن شریف پر عمل کرنے کی اور عمل کیلئے پہلے ضروری ہے قرآن شریف کا فہم اور فہم قرآن بعد از تقویٰ کے حاصل نہیں ہوتا اور اس کے واسطے مہذب شرط ہے اور یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں مامور کی صحبت سے اور صادق کے پاس رہنے سے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ یہ حکم دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

اور پھر یہ نصیحت فرماتا ہے کہ تفقہ فی الدین کیلئے اپنی اپنی جگہ سے کچھ آدمی بھیجو جو مامور کی صحبت میں رہ کر وہ فیض حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں مل کر تبلیغ کریں تاکہ تم میں خشیت الہی پیدا ہو۔

بارگاہِ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن فہمی ہم میں ہے مگر یہ فخر جائز اس وقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سراپا ٹھہرو۔ لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کیونکر آسکتا ہے میں نے بار بار اس کے متعلق بتایا ہے کہ اول تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو اور پھر ایک بار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھا جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کرو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس وقت مشکلات باقی رہ جائیں ان کو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ جو مٹتی مرتبہ غیر دل کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کرے گا۔ لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض وہ میان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عمل درآمد کی ہے۔ (الحکم، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹

ثَبَرًا لَا حُتْبَ لَهُ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ . إِنَّ اللَّهَ

لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۰﴾

قرآن شریف چونکہ اللہ علیم و حکیم کی کتاب ہے۔ اس لئے وہ انسانی ضرورتوں اور اس کی مجبوریوں کا پورا علم اور فلسفہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے اور انسان چونکہ متمدد ہے۔ بعض اوقات اس کو مشکلات پیش آجاتے ہیں اور وہ ہر دم اس سکار میں حاضر رہنے سے معذور ہو سکتا ہے۔ اس لئے معمولی دوری کو انقطاع کلی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے جس قدر دور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر سستی اور کاہلی پیدا ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور کثرت استغفار نہ ہو۔ اس لئے انقطاع کلی سے بچانے کیلئے حکم دیا ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -

یعنی اہل مدینہ اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کا یہ کبھی حال نہ ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص کام میں توجہ کریں تو یہ اپنی جگہ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اسکی خلاف ورزی نہ کریں۔ انبیاء و مرسلین کے کام اللہ تعالیٰ کے اشارے اور ایما کے ماتحت ہوتے ہیں اور ان میں ہر ایک ہر ایک اسرار اور غوامض ہوتے ہیں۔ موٹی عقل سے دیکھنے والوں کی نظر میں ممکن ہے کہ ایک فعل مفید معلوم نہ ہو لیکن دراصل اس میں مآل کار قوم اور ملک کیلئے ہزاروں ہزار مفاد اور بہتریاں ہوتی ہیں۔ تو یہ اس کی حماقت ہو گئی اگر اس پر اعتراض کر دے۔

ناوان انسان ہر فعل کی علت فانی اور ضرورت کو نہیں سمجھتا اور نہ اس کیلئے ضروری ہے کہ یہ ہر ایک فعل کی علت فانی ہی سوچتا ہے۔ ایک کیکر کے درخت کو جو اس قدر کانٹے لگائے اور شیشم یا آم کے درخت کو ایک بھی کانٹا نہ لگایا۔ اب اگر ایک احمق اعتراض کرے کہ یہ کیا کیا کیکر کے درخت کو کانٹے کیوں لگائے؟ اور دوسرے کو کیوں نہ لگائے؟ یہ اس کی نادانی ہوگی یا نہیں؟ اس کی مصلحت اور ضرورت کو تو وہی خدا سمجھتا ہے۔ جس نے کیکر اور آم کو بنایا ہے۔ دوسرا کیونکر اسے سمجھے۔ اسی طرح پر انبیاء کے افعال و حرکات جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے اللہ تعالیٰ کے خفی و محلی احکام اور اشارات کے ماتحت ہوتے ہیں بعض اوقات ان کے افعال عام نظر میں ایسے دکھائی دیتے جاتے ہیں جو دوسروں کو اعتراض کا موقعہ ملتا ہے مگر درحقیقت درست اور صحیح وہی ہوتا ہے۔ اب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بدر کی جنگ میں تین آدمی مخالفوں

کی طرف سے نکلے ہیں اور تین ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکلے۔ کوئی کہے کہ تین کے مقابلہ میں ڈیڑھ کافی تھا۔ آپ نے تین کیوں بھیجے جو چھ کیلئے کافی تھے؟ مگر وہ بڑا ہی احمق اور نادان ہوگا جو کہے کہ یہ کارروائی غلط تھی۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کی مرسّل مخلوق کو اپنی فراست پر قیاس نہیں کر لینا چاہیئے۔ اسی لئے فرمایا کہ **خَيْرُ الْقُرُونِ** کی مخلوق کو مختلف جائز نہیں ہے خواہ اس میں مصائب اور مشکلات ہی پیدا ہوں۔ اور ہوتے ہیں مگر جب وہ اپنا کام اس پر مقدم نہ کریں گے تو کیا یہ تکالیف اور مصائب اکارت جائیں گے۔ کبھی نہیں۔ سنو۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ  
اللّٰهِ وَلَا يَطَؤُنَّ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيْلًا اِلَّا  
كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ لِعَمَلِ الْمُحْسِنِيْنَ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سفر میں پیاس لگتی ہے۔ موقع پر پانی نہیں ملتا۔ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ تھکان یا تکالیف ہوتی ہے۔ ایسا ہی سفر میں ممکن ہے کہ روٹی نہ ملے یا طے تو وقت پر نہ ملے اس قسم کی صدمات قسم کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس قسم کی تکالیف اور مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور یادِ شمن سے کوئی فائدہ حاصل کرے۔ غرض حضور الہی میں ان کا ثمرہ ضرور ہوتا ہے اور ان کے ذمہ اعمال میں نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ خدا چونکہ شکرِ خدا ہے۔ وہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

(الحکم ۲۴، فروری ۱۹۰۴ء ص ۱)

۱۲۱۔ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا

يَقْطَعُونَ اَوْدِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

اَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾

یعنی اور نہ وہ اللہ کی راہ میں کوئی ہوا یا تھوٹا یا بہت مال خرچ کریں گے اور نہ کوئی میدان طے کریں گے مگر یہ کہ ان کے واسطے اس خرچ اور سفر کی جزا لکھی جاوے گی تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اس اچھے کام کا بدلہ دے جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورین کے وقت سفروں کی ضرورت بھی پیش آتی ہے اور خدا کیلئے کوئی نہ کوئی سفر قوم کے بعض یا کل افراد کو کرنا پڑتا ہے۔ پس وہ سفر بجائے مسخود اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بہترین جزا کا موجب اور باعث ہوتا ہے۔ غرض اس میں انفاق کی فضیلت بیان کر کے اس دوسری آیت میں جو تفقہ فی الدین کے لئے ایک جماعت کے نکلنے کی ہدایت کرتی ہے۔ انفاق کی ضرورت بیان کی گئی ہے۔ عام طور پر کل ان میں ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے۔ کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے۔ ملک کی طبعی تقسیم اور پھر کل دنیا کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظارہ قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو اور ہر وقت حاضر رہو قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی۔

(الحکم، ۱، فروری ۱۹۰۳ء ص ۸، الحکم ۲۲، فروری ۱۹۰۳ء ص ۸)

۱۲۲۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً،

فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا

فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿۳﴾

ان کی ضرورتیں۔ اس کی کم نظریاں۔ انعامات الہیہ کی وسعت سے بے خبری۔ اسکی ذوق کمزوری اور بشری تعلقات بعض اوقات ایسا کرتے ہیں کہ ہر وقت وہ ماموروں کی صحبت میں نہیں رہ سکتا۔ اور وہ فیض اور فضل جو ان کی پاک صحبت میں ملتا ہے۔ وہ اسے ان شرائط اور لوازمات کے ساتھ جو خاص صحبت ہی سے مختص ہیں نہیں پاسکتا۔ اس لئے ایک اور ضرورت پیش آئی وہ ضرورت ہے تفقہ فی الدین کی۔ تفقہ فی الدین کے لئے پھر یہ حکم صادر ہوا کہ۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَآفَّةً ۖ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔

یعنی چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے اور نہ مناسب ہی ہے کہ سب کے سب مسلمان ایک دفعہ ہی نکل جاویں۔ اس لئے کیوں ہر گروہ سے ایک جماعت اس مقصد اور غرض کیلئے نہ نکلے کہ وہ تفقہ فی الدین کرے اور جب وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ کر واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ قوم

بُری باتوں سے بچے۔

اس آیت سے پہلی آیت میں انفاق کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اس واسطے اس آیت میں جوابی میں نے پڑھی ہے انفاق کی ایک ضرورت بھی پیش ہوئی ہے (الحکم، ۱۴ فروری ۱۹۰۴ء ص ۱۷)

چونکہ یہ امر تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کل مومن علوم حقہ کی تعلیم اور اشاعت میں نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ایسا ہونا چاہیے کہ ہر طبقہ اور ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ایسا ہو جو علوم دین حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو حقائق دین سے آگاہ کرے تاکہ ان میں خوف و خشیت پیدا ہو لیں۔ قرآن کریم نے جب ایک بہترین راہ ہمارے لئے کھول دی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو دستور العمل بنایا نہ جاوے؟

(الحکم، ۱۴ فروری ۱۹۰۴ء ص ۱۷)

عام طور پر کل ان ان ایک امام کے حضور جمع نہیں ہو سکتے۔ کل دنیا نہ تو متفق ہی ہو سکتی ہے نہ وہ ایک جگہ جمع ہو سکتی ہے۔ ملک کی طبعی تقسیم اس امر کی شاہد ہے۔ اس عام نظارہ قدرت کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ سب کے سب امام کے حضور جمع رہو۔ اور ہر وقت حاضر رہو۔ قریباً تکلیف مالا یطاق ہو جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی..... یہ خوبی اور عظمت اسلام کی ہی ہے کہ اس کے جمیع احکام اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان الہ سے اپنی استطاعت و طاقت کے موافق اپنی حالت اور حیثیت کے لحاظ سے یکساں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ بیمار ہے اٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھ کر حتیٰ کہ اشاروں سے بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس کا ثواب ایک مستعد تندرست آدمی کی نماز سے کم نہیں ہوگا اور نہ اس نماز میں کوئی سقم واقع ہو سکتا ہے۔ ایک شخص استطاعت حج کی نہیں رکھتا۔ حج نہ کرنے سے اس پر گناہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح پر تفقہ فی الدین کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ ہر شخص اتنا وقت اور فراغت نہیں رکھتا کہ وہ اس کام میں لگا رہے۔ دنیا میں تقسیم محنت کا اصول صاف طور ہدایت دے رہا ہے کہ مختلف اشخاص مختلف کام کریں۔ انسانی زندگی کی ضروریات کا تکفل ہوگا۔ اسی طرح اسی اصول کی بناء پر حکم ہوا کہ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ..... لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔..... میں افسوس اور درد دل کہتا ہوں کہ عملی رنگ میں اس آیت کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہے۔

(الحکم، ۲۳ فروری ۱۹۰۴ء نیز کتاب نور الدین ص ۱۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ



يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلَيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٠﴾

قَاتِلُوا: مقابلہ کرو۔

يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ: شیخ ابن عربی نے لکھا ہے۔ سب سے نزدیک کافر تو ہمارا نفس ہے جو اللہ کی بہت سی نافرمانیاں کرتا ہے۔ پس سب سے پہلے مقابلہ اس سے کرو۔

غِلْظَةً: اس کی تفسیر میں ہے اَشَدُّ اَعْلَى الْكُفَّارِ (فتح: ۳۰) مراد اس سے مضبوطی ہے۔ یعنی کفار کا اثر قبول نہ کرو۔ ہماری زبان میں غلیظ کے معنی بُرے لٹے گئے ہیں۔ مگر عربی میں یہ بات نہیں چنانچہ اَكْمَةُ غَلِيظَةٍ کے معنی ہیں مضبوط ٹیلہ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ

يَقُولُ أَيْعَمُّ زَادَ تَهْذِئَةً أَيْمَانًا، فَأَمَّا الَّذِينَ

آمَنُوا فزَادَ تَهْمًا أَيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٣١﴾

أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فزَادَ تَهْمًا رِجْسًا إِلَى

رِجْسِهِمْ وَمَا تَوَّاهُمْ كَفَرُونَ ﴿٣٢﴾

اور جب کوئی سورت اتاری جاتی ہے۔ کوئی تو ان میں سے کہتا ہے۔ بتاؤ تو اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھایا۔ جو تو مومن ہیں ان کے ایمان کو تو وہ سورت بڑھا دیتی ہے اور وہ خوشیل مناتے ہیں اور جن کے دلوں میں زنگ ہے وہ سورت انکی پلیدی اور بدباطنی کو بھی بدباطنی کے ساتھ ملا کر بڑھاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔

عمدہ عمدہ تندرستوں کے کھانے بیماریوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماریوں میں ضرر کا موجب ہے۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۸)

۱۲۶۔ اَوَّلَا يَزِدُّونَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً

اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾

اَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ؛ گندے اور پاک کی تمیز کی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۱۹ دفعہ ایسے فتنے آئے ہیں۔

ظاہر کو باطن اور باطن کو ظاہر سے ایک تعلق ہے۔ رسول کریم کے حضور آدمی آئے۔ ایک نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جگہ ہے۔ وہ توجرات کر کے وہاں چلا گیا۔ دوسرے کو شرم آئی۔ وہ آگے نہ ہوا۔ سب سے پیچھے بیٹھ گیا۔ تیسرے نے دیکھا کہ جگہ نہیں ہے۔ اس نے اجتہاد کیا کہ میرا بیٹھنا فضول ہے۔ چلا گیا۔ نبی کریم کو وحی ہوئی کہ جس نے شرم کی اسکے گناہوں کی پکڑ میں اللہ بھی شرم کریگا۔ جو چلا گیا وہ بد نصیب ہے۔ نبی و راستباز کی صحبت میں بیٹھ رہنے سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ خواہ کچھ نہ سنے نفس بیٹھنا بھی ان انوار و برکات سے حصہ دلاتا ہے۔

میں اپنے بچوں کو بھی قرآن شریف سنایا کرتا ہوں۔ اب کوئی یہ نہ جانے۔ کیا سمجھتے ہیں کیونکہ اس کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ ایک عورت بیمار تھی وہ اس حالت مرض میں جرمی بولتی تھی۔ لوگ حیران تھے۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ چھوٹی عمر میں کسی پادری کی زبان سے جرمی زبان کا لیکچر سنتی تھی۔ اس نہانی اثر کی وجہ سے مرض میں جرمی بولتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اذان سننے کا حکم دیا ہے۔ یہ لغو نہیں بلکہ اس کا اثر آئندہ عمر پر پڑتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نمبر ۱۹۰۹ء)

## سُورَةُ يُونُسَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَلرَّسُولُ لَكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾

الر: اَنَا اللّٰهُ اَرَىٰ۔ کیا دیکھتا ہوں؟ اَرَىٰ اَعْمَالَكُمْ! یعنی جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلقات ہیں۔ وہ سب میں دیکھ رہا ہوں۔

اَلْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ: جامع کتاب کس معاملہ میں؟ حق و حکمت کی بھری ہوئی۔ سزا ہوگی تو بھی حکمت پر۔ جزا بھی ملے گی تو بھی حکمت پر۔ (ضمیمہ اخبار سید تقادیاں ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۔ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا اِلٰی رَجُلٍ

مِنْهُمْ اَنْ اَنْذِرَ النَّاسَ وَبَشِّرَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ

لَهُمْ قَدْ مَرَّصَدٌۢ فِیْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ

هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲﴾

اِلٰی رَجُلٍ مِنْهُمْ: یہ سوال ہر زمانہ میں پیدا ہوتا رہا ہے اور کئی ایک کو دھوکہ لگتا رہا ہے کہ ظاہری تو شکل ہم جیسی ہے۔ پس اس میں ماہہ الایثار کیا ہے؟ حالانکہ ماہہ الایثار ہوتا ہے۔ گو عام فہم نہ ہو۔ چنانچہ پہلا امتیاز تو یہی ہے کہ

اَنْ اَنْذِرَ النَّاسَ مَکْذِبٌ لَّوْکُمْ عَذَابُ الْہٰی سے ڈراوے

وَبَشِّرَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: مومنین کو بشارت دے۔

لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ: دلربا باتیں کہ نیا لاقوم سے کٹوا کر الگ کر دینے والا ہے۔ (ضمیمہ اخبار سید تقادیاں ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۴۔ اِنَّ رَبَّكُمْ اللهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ  
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَافِعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ  
ذٰلِكُمْ اللهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ آسَمٰنِ وَزَمِيْنِ دونوں اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مگر ایک کو رحمت  
بخشی۔ ایک کو پستی۔ اسی طرح کسی کو محض اپنے فضل سے رفعت شامہ بخش دیتا ہے۔  
مِنْ شَافِعٍ ۚ شفیع کہتے ہیں جنت کو۔ پس خدا کا جنت والا کوئی نہیں۔ جس کی پکڑ کے وقت کوئی  
سزایاب کا ساتھی بنتا ہے۔

رَبُّكُمْ اور يُدَبِّرُ الْاَمْرَ میں یہ ثبوت دیا ہے۔ بعثت نبوت اور ایک شخص کو برگزیدہ کر  
لینے کا اور پھر اسے کامیاب۔ منظور و منصور کرنے کا۔ اور پھر تمام انبیاء کی تعلیم کا اصل الاصول بتلایا ہے  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا ۚ وَعَدَ اللهُ حَقًّا ۚ اِنَّهٗ  
يَبْدُوْا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا  
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْاَحْسَطِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا  
لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَعَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ يَمَّا كَانُوْا  
يَكْفُرُوْنَ ۝

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ جیسا مبدء میں وہی ہے۔ ایسا ہی سب کا انجام بھی وہی ذات ہے  
جس میں اللہ اَوَّل ہے۔ اسی آخر میں آخر ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ پیدا نش کے ساتھ ذرہ ذرہ اپنی بقا  
کیلئے بھی اسی کا محتاج ہے۔

لِيَجْزِيَ ۚ انذار و تبشیر اور یہ تمام کار اس لئے ہے کہ جزا دے مومنوں کو اور سزا دے

کفار کو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلوبیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۶۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً

وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ

الْيَمِينِ وَالْحَسَابِ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا

بِالْحَقِّ . يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۶﴾

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً : ظاہری انتظام کو دکھا کر باطنی پر استدلال فرمایا۔

الْآيَاتِ : کہ ہر چیز کا مبدع و معاد میں ہی ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلوبیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۸۹۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا

بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا أَطْمَأْنَنُوا بِمَا وَالَّذِينَ هُمْ

عَنْ آيَاتِنَا غُفْلُونَ ﴿۸﴾ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمُ النَّارُ

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۹﴾

لَا يَرْجُونَ : ایک معنی امید نہیں رکھتے۔ دوم معنی خوف نہیں رکھتے اور یہ معنی چیل ہیں

أُولَٰئِكَ مَا لَهُمُ النَّارُ : ایسوں کا ٹھکانہ ہے آگ۔ بدلہ اس کا جو کاتے تھے۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۵۷)

۱۰۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ

تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۱۰﴾

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ : علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔ گو فلسفہ قدیم کا

یہ مسئلہ گمراہ کن ہے کہ ہم عالم ہو جائیں تو خدا سے تشبہ پیدا کریں کہ اسے علم ہے مگر



عمل نہیں کرتا۔ (ضمیمہ اخبار بدعت قادیان ۱۸، نمبر ۱۹۰۹)

۱۱۔ دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ

فِيهَا سَلَامٌ، وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے اس جگہ کا جہاں جیو یا نوح کو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے۔ وہ ایک اعلیٰ سرور کا مقام ہے جس میں انسانی حالت خدا تعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی جس کا بیان قرآن میں یہ آیا ہے..... ”اور انکی پکار اس میں یہ ہوگی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر ان کا قول سلام اور سلامتی ہوگا اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے“ اس آیت پر غور کرنے والا غور کرے کہ کس طرح بہشت میں جناب الہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کی جائیں گی اور کس طرح روحانی مزہ اٹھایا جائے گا۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۲)

وہ اللہ کی پاکیزگی بیان کریں گے اور آپس میں سلامتی اور صلح سے رہیں گے اور آخری پکار انکی یہ ہوگی کہ حمد ہے اللہ پروردگار کیلئے۔ (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۳)

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، اور انکی آخری پکار یہ ہوگی کہ اللہ رب العالمین کی ستائش ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۱-۱۴۲)

۱۲۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجْلُهُمْ، فَنَذَرُ

الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ

يَعْمَهُونَ ۝

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ، نادانانہ اپنے لئے عذاب مانگ لیتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً (انفال: ۳۳) (ترجمہ: اے اللہ اگر یہ حق تیری طرف سے ہے تو ہم پر پتھر برسائے۔ مرتب)

ابو جہل نے دعا کی تھی۔ ہمارے ملک میں لڑکیوں کو ایسی ایسی گالیاں دیتے ہیں کہ خدایا تیری پناہ! زیندار اپنے مال مویشی کو اسی قسم کے لفظ کہتے ہیں۔ اگر یہ دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کر لے تو تمام کارخانہ درہم برہم ہو جائے۔

فِي طَغْيَانِهِم يَعْمَهُونَ، ہم تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں مگر وہ ایسے شریر ہوتے ہیں کہ اندھا دھند اپنی شرارت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۔ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ

لَمَّا ظَلَمُوا، وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا، كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

الْمُجْرِمِينَ □

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا، یہ اس بات کی نظیر دیتا ہے کہ بعض وقت عذاب آتا ہے تو وہ اٹھایا نہیں جاتا کیونکہ جرم معافی کی حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم، غفلت میں اللہ تعالیٰ نہیں پکڑتا۔ بلکہ اتمام حجت فرما کر پکڑتا ہے۔  
مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ غفلت میں نہیں رہے بلکہ انکار بھی کیا۔  
الْمُجْرِمِينَ، صرف گناہ گار نہیں۔ بلکہ وہ جس نے جناب الہی سے اپنے تعلقات قطع کر لئے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

ہوں۔

۱۵۔ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ

بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ □

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ، اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا۔  
لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

(بدر ۲۱، اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۱۱)

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ، یہ آیت خصوصیت کے ساتھ قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ تم بھی اس آیت کے نیچے ہو۔ بدظنی سے بچو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ علوم دین سے واقفیت پیدا کر کے اس پر عمل کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدلتقلیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۶۔ وَإِذَا تَثَلَىٰ عَلَيْهِمْ أَيَّامًا بَيِّنَاتٍ ، قَالَ

الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا أَنتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا

أَوْ بَدِّلَهُ ، قُلْ مَا يَكُونُ لِيَّ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ

تَلْقَائِنَا نَفْسِي ، إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ، إِنْ

أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

قُلْ مَا يَكُونُ لِيَّ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلْقَائِنَا نَفْسِي ، إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ، تو کہہ میرا کام نہیں کہ اس کو بدلوں اپنی طرف سے میں تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے میری طرف (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۷۷)

اَوْ بَدِّلَهُ ، یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو کافی نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ

منوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی جیسے شعر بنائے گئے۔ لوگ قرآن شریف کو چھوڑ کر راگ وغیرہ کی طرف بھی لگتے کیلئے توجہ کرتے ہیں۔ مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدلتقلیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۱۷۔ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْهُ عَلَىٰ كُم وَلَا

أَذْرَكُم بِهِ ، فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ،

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

عرب کے عمائد و اہل الرائے آپ کے مکارم اخلاق کے مقرر تھے۔ آپ نے اپنے اعلیٰ گیر پیکر کا دعویٰ بڑی تحدی سے پیش کیا اور فرمایا فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ۝ اَفَلَا

تَعْقِلُون۔ امین کا لقب تو آپ پا ہی چکے تھے۔ (تشمیذ الافان جلد ۵، صفحہ ۲۲۶)  
عُمَرَا مِّن قَبْلِهِ : چالیس سال کی عمر کسی بشر کے حالات کے لئے کافی ہے۔ اس میں اس شخص کی احتیاط و تقویٰ کا علم ہو سکتا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُون : کیا تم اس کے مقابلہ سے اپنے تئیں نہیں روکتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

وَلَا اَدْرَاكُمْ بِهِ : نہ میں تمہیں سمجھاتا یہ قرآن۔ (تشمیذ الافان جلد ۵، صفحہ ۲۵۸)

۱۹'۱۸۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلٰى اللّٰهِ كِذْبًا

اَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۸﴾

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ : یہ اپنے صدق کی دلیل دی ہے کہ میں مظلوم و منصور ہوں گا اور

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

یہ دشمن شکست یاب۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ..... يُشْرِكُوْنَ : اور اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کو پوجتے ہیں جو

ان کو ضرر و نفع دے نہیں سکتے۔ اور کہتے ہیں۔ یہ اللہ کے پاس ہمارے شفیع ہوں گے۔ تو کہہ کیا تم اللہ کو وہ کچھ بتاتے ہو جو وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا۔ وہ تمہارے شرکوں سے بلند و برتر ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ جلد اول حاشیہ ص ۱۳۲)

۲۰۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ

وَلَوْ لَا كَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٠﴾

مَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ اِسْ آیت میں اس امر کا بیان ہے کہ انبیاء و مجتہدین کس وقت میں مبعوث ہوتے ہیں۔ سو فرماتا ہے کہ لوگ ایک رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ یعنی غیرت دینی اٹھ جاتی ہے۔ کوئی نماز پڑھے تو پڑھے۔ شرب پیئے تو پیئے یعنی جب عیسیٰ بدیہی خود موسیٰ بدیہی خود اور یہ کہ اپنی اپنی قبر میں پڑتا ہے۔ کے فقرے بولے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں۔

مَا اخْتَلَفُوا، اختلفوا، اختلاف اس وقت پڑتا ہے کہ جب مامور آجاولے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا :- كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ... وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا يَنْهَاهُمْ (بقرة: ۲۱۳) اور وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ مِنْ رَبِّي لَكُنَّ أَهْلًا مِنَ الْمُتَكِبِينَ (نمل: ۷۳) اور مَا كَانَ لِلَّهِ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (انفال: ۳۴)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۱- وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ .

فَقَدْ إِنَّمَا الْغَيْبُ بِهِ فَاَنْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ

## الْمُنْتَظَرِينَ ۞

آیۃ: وہ عظیم الشان نشان حسن میں سب ہلاک ہو جاویں۔

(ضمیمہ اخبار ہندو قلوبان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

٢٢- وَلَا ذَا آذَ قَنَّا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ

مَسْتَهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ

أَسْرَعُ مَعْرَاۗءَ ۖ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢٢﴾

مَعْدُ: تدابیر۔ جب کسی پر کوئی مشکل یا مصیبت بنتی ہے تو کوئی طرح کے حیلے  
کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تشریح خود فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ



وَالْبَحْرِ مِّنْ - (ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۳ - هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ . حَتَّىٰ  
إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ، وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَوِيلَةٍ  
وَقَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ  
الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ،  
دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ؛ لَّئِنْ أَنْجَيْتَنَا  
مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۳۳﴾

جَرَيْنَ بِهِمْ، بہم بجائے بہکم۔ اس لئے کہ یہ لوگ خدا سے دُوری میں پڑے  
(تشیذ القرآن جلد ۸ ص ۹۷ ص ۴۵۸)

۲۴ - فَلَمَّا أَنْجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْتَغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ  
الْحَقِّ ، يَأْتِيهِمُ النَّاسُ إِيَّاهُمْ بِغِيكُمُ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ ،  
مَتَّاعٌ الْخَيَاطَةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ  
فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۴﴾

إِذَا هُمْ يَبْتَغُونَ فِي الْأَرْضِ : نادان انسان جب مشکل سے نجات پاتے تو اپنی تدبیروں  
پر اکر بازی کرتا ہے۔ ایک دفعہ میری ایک بہن کا بچہ ہمیش سے بیمار رہ کر مر گیا۔ میں جو گھر آیا تو اس نے  
مجھے کہا۔ بھائی اگر تم ہوتے تو لڑکا بچ رہتا۔ میں نے کہا۔ اب ایک لڑکا ہوگا اور وہ میرے سامنے ہمیش  
سے مرے گا تا ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کے سامنے ہماری تدبیروں بیچ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایسے  
کلمات الہی عظمت کے خلاف ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ  
 مِنَ السَّمَاءِ فَأَخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا  
 يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ  
 زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ  
 عَلَيْهَا، أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا  
 حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبْ بِالْأَمْسِ، كَذَلِكَ نُفَصِّلُ  
 الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۵﴾

مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: جوانی کے دن خصوصیت سے قابلِ توجہ ہیں۔ انکی مثال دیتا ہے  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۷۔ الَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ، وَلَا يَرْهَقُ  
 وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ  
 فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۷﴾

وَزِيَادَةٌ: بیدار الہی (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸ نومبر ۱۹۰۹ء)

۲۸۔ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ  
 بِمِثْلِهَا، وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ، مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِن  
 عَاقِبَةٍ، كَانَتْهُمْ أُغْشِيَتْ وَجُوهُهُمْ قِطْعًا مِّنَ  
 اللَّيْلِ مُظْلِمًا، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

### خِلْدُونِ ۲۸

جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا، جس قسم کا کوئی گناہ کرتا ہے اسی قسم کی سزا پاتا ہے۔ یعنی جس غرض کیلئے گناہ کرتا ہے وہ غرض حاصل نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اپنے لباس میں۔ اپنی زبان میں اپنے تعلقات میں ایک شان پیدا کر لیتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ اپنی بڑائی چاہتے ہیں اس لئے تمام فہیم لوگ اسے خفارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اسی طرح چور حصول مال کیلئے چوری کرتا ہے وہ ہمیشہ مفلس و نادار اور غریب رہتا ہے۔ ایک چور کا ذکر ہے کہ اس نے کسی عورت کا زیور چھال لیا۔ عورت نے دیکھ لیا۔ کچھ مدت کے بعد وہی چور جس نے اس عورت کا زیور چھال لیا تھا۔ اس کو چہرے میں گزرا تو اس عورت نے کہا۔ دیکھو مجھے خدا نے وہی زیور پھر دے دیا مگر تم ویسے ہی بھوکوں مرتے ہو۔ اس پر وہ تائب ہوا۔

اسی طرح قمار بازوں کا حال ہے۔ یہی انجام عیاشوں اور شہوت پرستوں کا ہوتا ہے کہ وہ اس لذت سے ہمیشہ کیلئے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ان میں آتشک سوزاگ۔ تہر دی پیدا ہو جاتی ہے بشرابی اور فیوٹی بھی آرام نہیں پاتے۔ جو لوگ نکتے بیٹھے ہیں آخر انہیں ذلت کے کام کرنے پڑتے ہیں یا ذلیل ہونا پڑتا ہے (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء)

۲۹- وَمَا نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ

لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ.

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ رِيبًا نَا

### تَعْبُدُونَ ۲۹

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ، آپس میں الی کا جھگڑا کرادیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۸ نومبر ۱۹۹۹ء)

۳۱- هُنَالِكَ تَهْلُوْا عَلٰی نَفْسٍ مَّا أَشْلَفْتُمْ وَرُدُّوْا

إِلَىٰ اللّٰهِ مَوْلَاهُمْ الْحَقُّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا

يَفْتَرُونَ ﴿۳۱﴾

هٰذَا لِكَ تَبْلُؤُوا، ظاہر پکے گا۔ جیسے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ (طارق: ۱۰)  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

أَمْ مَنْ يَمْلِكُ السَّيِّئَةَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ

الْأُمُورَ، فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ، فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۲﴾

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ، یہ مولہم الحق کا ثبوت دیتا ہے۔ چنانچہ اپنے احسان بیان فرمائے  
رزق موجب زندگی ہے اور سمع و بصر لطف زندگی۔

مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ: اندول سے چوڑے اور مرغی سے اندھے۔ گندوں سے  
نیک اور نیکوں سے گندے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۳۔ كَذَلِكَ حَقَّتْ رِبِّكَ عَلَى الَّذِينَ

فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۳﴾

أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتُ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مِنْ قَبْلِهِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ، کیونکہ مسلمان کے معنی ہیں جو نیک بنو نہ ہو۔ جو اللہ کا فرماں بردار ہو  
حسن کا مسلک صلح و آشتی ہو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۴۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى

الْحَقِّ، قُلْ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ، أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى

الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ لَا يَهْدِي إِلَى إِلَّا أَنْ يُهْدَى،

فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۴﴾

فَمَا لَكُمْ اِس کے آگے قف ہے۔ اس بات کا اشارہ ہے کہ خوب سوچو۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

۳۸۔ وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ اَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ

اَللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ

اَلْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۸﴾

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں نبی کریمؐ کی نبوت کے بارے میں ثبوت دیے ہیں۔ پہلے تو فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ یہ بے کس و بے بس ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کا بھیجنے والا عرش کا مالک ہے۔ درمیان میں ایک بات آگئی کہ ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ یہ راست باز ہے یا منافقانہ طور سے کہتا ہے۔ واقعی یہ سوال اہم ہے کیونکہ ہر کارخانے میں ایک کارخانہ جھوٹ کا بھی ہوتا ہے اور مصنوعی اور اصلی شے میں تمیز کرنے سے بعض عقلیں عاجز آجاتی ہیں۔ ایک دفعہ ہم نے ایک رقعہ لکھا اور ایک اس قسم کے مدعی سے کہا۔ اس کا جعل بنا دو۔ ہم نے اپنے رقعہ میں ایک باریک نقطہ لگا دیا۔ جب وہ جعل بنا کر لایا تو بعینہ وہ نقطہ اس میں بھی تھا اور یہ تمیز نہ ہو سکتی تھی کہ اصل کون سا ہے۔

راست بازوں کی پہچان کے متعلق ہم کو تو بہت سی آسانیاں ہیں کیونکہ اس سے پہلے کئی نبی اور صادق ہو چکے ہیں۔ جھوٹے اور سچے کی تمیز کے لئے کئی معیار ہیں ان میں سے ایک کا بیان فرماتا ہے۔ ایک تو یہ کہ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ: اگلی کتب میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس پر صادق آتی ہیں۔ حضرت نبی کریمؐ کے بارے میں ایک پیشگوئی جو استثناء باب ۱۸ میں ہے۔ جس کی تفصیل ”فصل الخطاب“ میں ہے پھر انجیل میں خدا کی بادشاہت کا بار بار ذکر ہے جس سے مراد اسلام ہے۔ کیونکہ مسیحؑ کو حکومت حاصل نہیں ہوئی۔

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ:۔ بائبل میں بہت سے مسئلے ہیں مگر بغیر دلیل اور مختصر چنانچہ عیسائیؑ سے ایک گروہ یہود نے (جو منکر قیامت ہیں اور فریسی کہلاتے ہیں) کسی نے قیامت کی نسبت سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ تورات میں لکھا ہے کہ میں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا خدا ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

پس اگر وہ تھے نہیں تو ”خدا ہوں“ کیسے ٹھہرا۔ مگر اب قرآن شریف کو دیکھو کہ اس نے قیامت و



حشر کے دلائل اور حالات کس تفصیل سے دیئے ہیں۔ ایسا ہی جناب الہی کی ذات کے متعلق تورات میں اختصار ہے اور خدا کے مجسم ہونے کی نسبت کچھ اس قسم کا بیان ہے کہ اسکی غلط فہمی سے مسیح کو خدا بنا دیا ہے مگر خدا نے قرآن شریف میں اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ ان دو ثبوتوں کو پیش کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اس سے لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ایک اور ثبوت لو وہ یہ کہ قُلْ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (بقرہ: ۲۴) اس کی مثل ایک سورت تو بنا لو اگر ایک شخص واحد کوئی کلام بنا سکتا ہے۔ تو کئی شخصوں کی مجموعی قوت ضرور بنا سکتی ہے۔ جب ایسا نہیں کر سکتے تو صاف ثابت ہوا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ وَلَنَعْلَمَ مَا قِيلَ

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ؛ تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آسان ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۸، نومبر ۱۹۰۹ء)

یہ قرآن اللہ کے سوا اور کا بنایا ہوا نہیں۔ لیکن تصدیق ہے اس کتاب کی جو اس کے آگے ہے۔ عیسائی علماء نے عدم فہمی قرآنی سے تصدیق و مصدق کو جو قرآن میں جا بجا آیا ہے کچھ اور سمجھ کر خامہ فرسائی کی ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰ نے پیشینگوئی کی کہ میرے مثل ایک نبی پیدا ہوگا۔ اور خدا کا کلام اس کے منہ میں ڈالا جائے گا۔ اور یہ خبر اپنے وقوع کی محتاج تھی۔ ضرور تھا کہ موسیٰ کی پیشینگوئی پوری ہو۔ پس آنحضرتؐ کے وجود مبارک اور قرآن کریم نے اس کو پورا کر دیا۔ اب موسیٰ کی پیشینگوئی کی تصدیق ہو گئی۔ پس تصدیق و مصدق کے لفظ کے یہی معنی ہیں۔ اب اگر قرآن کو سچا نہ مانیں اور آنحضرتؐ کو حضرت موسیٰؑ کا مثل ہونا تسلیم نہ کریں۔ بایں کہ آپؐ نے یہ دعویٰ بڑے زور سے کیا اور خدا نے انہیں کامیاب کیا۔ تو کتب مقدسہ کی اقدم و اعظم کتاب توریت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ آگے اختیار ہے۔

(فصل الخطاب (ایڈیشن دوم) حصہ دوم ص ۹۲)

یاد کرو۔ دونوں شہر سے نکلے۔ مگر مظفر و منصور کون ہوا اور ہلاک کون ہوا؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۲۔ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ إِنِّي عَمَلِي وَلَكُمْ

عَمَلُكُمْ، أَنْتُمْ بَرِيءُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا

بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۴۲﴾

وَأَنْ كَذَّبُوهُ، باوجود ان حجج باہرہ کے پھر بھی جھٹلائیں تو اور ثبوت لو۔ وہ یہ کہ تم بھی اپنا کام کر رہے ہو اور میں بھی۔ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس کا حامی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قوی شہادت کے علاوہ فعلی شہادت کس کے حق میں ہوتی ہے۔

میں نے اپنے نزدیک ایک معیار رکھا ہے جو اس آیت سے نکلتا ہے۔ بہت ہی مختل الطبع ہو کر غیر آ وصدقہ واستغفار کر کے بالاستقلال دعائے مانگے تو کبھی دھوکے میں نہیں رہتا۔ میں نے بار بار اس اصل سے مدد لی ہے۔ یعنی ان شرائط سے دعا کرتا ہوں۔

دینیات کے محکمہ کا آفیسر جبرئیل ہے۔ دنیا کے محکمہ کا آفیسر میکائیل ہے۔ اور اموات کے محکمہ کا آفیسر عزرائیل ہے اور جہات کے محکمہ کا آفیسر اسرافیل ہے۔ جو کام ہوتے ہیں وہ انہی کی معرفت ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان چاروں کے نام اندر لے لیتا ہوں اور یوں کہتا ہوں۔ ربہ دوم لا حول کی کثرت۔ سوم۔ الحمد۔ چہارم خیرات دیتا ہوں۔ پنجم عاجزی سے نماز کے اندر دعائے مانگتا ہوں۔

ایک وعدہ ہوتا ہے اور ایک وعید۔ دونوں میں فرق ہے اگر کسی سے کہیں۔ تم ہمدا یہ کام کر دو تو ہم تمہیں دس روپے انعام دیں گے اور اگر کہیں کہ یہ کام نہ کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ وعدہ ہوتا ہے کسی کو انعام دینے کیلئے۔ اور جو نارضا مندی کے ظاہر کرنے کیلئے بات کی جاوے یا سلوک کیا جاوے۔ اسے وعید بولتے ہیں۔ اس وعدہ وعید کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی زبان میں یہ مشہور ہے۔ اِنِّیْ اِذَا وَعَدْتُکُمْ اَوْ اَوْعَدْتُکُمْ مُّنْجِدٌ وَعَدِیْ وَمُخْلِفٌ اِیْعَادِیْ۔ جس سے معلوم ہوا کہ وعید کے خلاف کرنے کا نام جرم نہیں۔ پس اگر کسی کو ہم وعید کریں اور پھر اسے سزا نہ دیں تو کوئی یہ نہ کہے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسی بنا پر وعید سے درگزر کرنے کا نام کرم اور رحم ہے۔ وعید کی پیشگوئی مل جاتی ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ وَرَمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ

نَتَوَفِّيَنَّكَ فَلَإِیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ

عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۷﴾

نَعِدُهُمْ؛ جن باتوں کے لئے ہم نے تیرے لئے ان مغانین کو وعید کیا وہ یا تو دکھادیں گے یا ہم تجھے وفات دے دیں گے۔

ایک اہبات ہے وعدہ۔ اس میں ہمیں شائبہ ہے۔ کسی لڑکے کو ہم نے کہا کہ اگر تم فلاں عمر میں پاس ہو جاؤ تو ہم تمہیں لطیف کوٹ دیں گے۔ اب اس کے پاس ہونے میں اگر ہم بجائے کوٹ کے یہ کہہ دیں کہ ہم اے کی تعلیم تک کے اخراجات اپنے ذمہ لیتے ہیں تو اسے وعدہ کا خلاف نہیں کہیں گے۔ وعدہ کی پیشگوئیاں ترقی کے رنگ میں آجاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسے کہہ دے کہ ایم لے تک کیا پس تم تو اب ہمارے ہو گئے اور ہم تمہارے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا انعام ہے۔ جس کے ساتھ کوئی انعام لگا نہیں کھا سکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس چیز کے بدلہ میں کوئی اور چیز دے دی جائے مثلاً کوٹ کا وعدہ ہے۔ مگر ضرورت دیکھ کر اسے رضائی و تشک ویدیں۔ صورت میں تو اختلاف ہو گیا مگر نفس و وعدہ میں اختلاف نہیں ہوا ایک اور غلطی ہے کہ پیشگوئیاں معیار صداقت ٹھہریں۔ دنیا میں پیشگوئی خدا کا قول ہے۔ جیسا کہ اس کا قول سچا۔ فعل بھی سچا ہوتا ہے۔ کاشتکاروں کو دیکھو کہ جب ایک دفعہ انہوں نے گیہوں کے ایک دانے کے بہت سے دانے ہوتے دیکھ تو پھر بیج بو کر کہہ دیتے ہیں کہ اب ہماری فصل پک جاوے گی۔ یہ گویا خدا کے ایک فعل کی بناء پر پیشگوئی کی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں بچہ کی گڈی پر آجاویں گے۔ یا ہم ایف اے بی اے کر لیں گے تو یہ ایک طرح کی پیشگوئیاں ہیں۔ مگر ممکن ہے جیسا کہ امید کی گئی ہے۔ یہ بات پوری نہ ہو۔ کوئی درمیانی حادثہ پیش آجاوے۔ تاہم کہنے والے کو جھوٹا نہ کہیں گے ورنہ بعض دفعہ ان درمیان میں پیش آنے والی باتوں کی بناء پر لوگ کام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ ہمیشہ کثرت کی بناء پر فیصلہ ہوتا ہے اور کثرت پر اعتدال کیا جاتا ہے۔

پس معیار صداقت کثرت و قلت کی بناء پر ہے۔ دیکھو لوگ مجھے طیب اور تجربہ کار سمجھتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ سب بیمار میرے ہاتھ سے شفا پا گئے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو پھر لوگ کیوں میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ کثرت کی بناء پر۔ پس تمام پیشگوئیوں کا انہی الفاظ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ اعتراض کیا جاتا ہے کہ قول میں کیوں اختلاف ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ فعل الہی میں کیوں اختلاف ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات تنزل ترقیات کیلئے ہوتا ہے بعض اذی نَعْدُہ کے معنی اس تشریح سے سمجھ میں آجائیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

اَوْنَتُو فِیْنَا۔ یہاں تک ہم روح قبض کر لیں گے تیری۔

(تشیذ الاذعان جلد ۱ ستمبر ۱۹۰۸ء ص ۸)

۴۸۔ وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ، فَاِذَا جَا رَسُوْلُہُمْ

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۴۸﴾  
 ہر ایک گروہ کے لئے ایک رسول ہے۔ جب وہ رسول ان کا آتا ہے تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔  
 (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۴۹)

۴۹، ۵۰۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۹﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ. لَعَلَّكُمْ أَجَلُكُمْ فَلَإِ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِرُونَ ﴿۵۰﴾

اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو؟ تو کہہ۔ میں تو اپنی جان کیلئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں۔ مگر جو کچھ چاہے اللہ۔ ہر ایک گروہ کیلئے وقت اور معیاد مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آجاتا ہے اسے ایک گھڑی پیچھے نہیں کر سکتے اور نہ اس گھڑی کو آپ آگے لا سکتے ہیں۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۴۹)  
 قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ..... یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اس میں جناب الہی نے بتایا ہے کہ ہر قوم کیلئے ایک شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے۔ جب وہ آتا ہے تو لوگ اس کے موافق بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی۔ آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطبین کو سناتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ اس پر خدا تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے کہ یوں جواب دو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں کہ میں وقت بتا دوں۔ ہاں اللہ ہے جو اللہ چاہتا ہے وہی مل رہتا ہے۔ ہر ایک کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس میں کم و بیش نہیں ہوا کرتا۔  
 (نور الدین ایڈیشن سوم ص ۴۹-۵۰)

۵۵۔ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ. وَأَسْرُوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

الْعَذَابَ، وَ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۵۸﴾

وَأَسْرُوا النَّدَامَةَ، ملامت کو ظاہر کر دیں گے۔ (تشیذ الذہاب جلد ۹ ص ۴۵۸)

۵۸۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ تَكْوِیْنُ عِظَةٍ  
مِّن رَّبِّكُمْ وَ شِفَاء لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَ هُدًى  
وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۹﴾

هُدًى، بیمار کیلئے پہلے ازالہ مرض کی ضرورت ہوتی ہے پھر قوت کی۔ قرآن مجید روحانی لہر مرض کو دور کر کے ترقیات کیلئے قوت دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۱۔ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ  
الْكُذِبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى  
النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۱﴾

یہ بات سچی ہوئی تھی کہ معیار صداقت کیا ہے۔ انبیاء اور ان کے اتباع کا یہ قلعہ ہے کہ ان کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموش رہتے ہیں۔ ایک تاریخی واقعہ یاد آیا کہ ایک عالم سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو وہ خاموش رہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ پھر اب کس سے پوچھیں ہاں انہوں نے کہا تم ایک مسئلہ کے نہ جاننے سے گھبراتے ہو حالانکہ کس قدر میری لادریاں ہیں۔ پس یہ بھی معیار صداقت ہے کہ راست باز اپنی اکل بازی سے کچھ چیزوں کو حلال یا حرام نہیں ٹھہراتا۔  
لَذُو فَضْلٍ : وہ اپنے فضل سے حرام و حلال بتا دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)



۶۲۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ

قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا هُنَا عَلَيْكُمْ

شُهُودٌ إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ. وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ

مِنْ شَيْءٍ ذَرٌّ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا

أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ □

ایک اور معیار صداقت بتاتا ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ حضرت عمرؓ بڑے رعب والے تھے۔ حضرت علیؓ نے کوفہ میں جا کر جب بہت سی مشکلات دیکھیں تو ابن عباسؓ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ابن عباس! تم ہی کہو۔ جب تم آذربائیجان میں تھے تو عمرؓ کی نسبت کیا خیال کرتے تھے۔ وہ بولے کہ میں تو ایسا سمجھتا تھا کہ ایک جبر اتوان کے ہاتھ میں ہے اور دھڑ پر پاؤں رکھا ہوا۔ چاہیں تو ابھی چیر دیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا۔ کیا تم میرا بھی رعب ایسا سمجھتے ہو؟ غرض ان خلفاء راشدین کے وقت کے جلال اور شوکت پر نظر کرو۔ پھر دیکھو کہ ایسے بارعب آدمیوں کو بھی مارنے والے نے سب مجلس مار دیا۔ حضرت عثمانؓ کا پانی تک بند کر دیا۔ قتل بھی کیا۔ انکی چلتی پرزہ قوم کی کچھو شینہ گئی۔ حضرت علیؓ کی شہادت نے بھی کچھ کام نہ دیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں تھے کہ چاروں طرفوں سے دشمنوں کا ترغہ تھا۔ پھر بھی کوئی آپؐ کے قتل پر کامیاب نہ ہو سکا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؐ نے خیمہ سے سرنکال کر باہر دیکھا کہ کوئی پہرہ دے رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم چلے جاؤ پہرہ کی ضرورت نہیں اس محنت کا ذکر وَمَا تَكُونُ فِي شَأٍ میں فرماتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القیام ۹ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۶۳۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

هُم يَخْزَنُونَ □ اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ □

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ، اب اولیاء اللہ کے نشان بتاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ان کو خوف نہیں ہوتا

کہ ہم ناکام رہیں گے۔ نہ حزن ہوتا ہے کہ ہمیں یہ نقصان پہنچے گا۔ حضرت عمرؓ کو علیؓ کے قتل سے بھی اسلام کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے مقبوضات اہل تک تیرہ سو برس سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلے

آتے ہیں۔ کر بلا کا واقعہ ہمیشہ کرتا ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہاں کے مدعی فاتحین کا نام و نشان تک نہیں۔ اور جو وہاں شہید کئے گئے۔ ایک دنیا میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سید تو ہر گاؤں میں ملیں گے۔ مگر کوئی نہیں ملے گا جو اپنے تئیں زید کی اولاد سے کہے بلکہ نام بھی زید ہو۔ عوار کا ملک کا یہ نام نہیں ہوتا۔  
الذین آمنوا وکانوا یتقون، یہ ولی اللہ کی تعریف ہے۔ ایمان لائے اور پھر تقویٰ میں  
ترقی کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدلتویان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۵۔ لَمْ يُبَشِّرْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي  
الْآخِرَةِ، لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ، ذَلِكَ هُوَ  
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

لَمْ يُبَشِّرْ، ضرور ہے کہ وہ دنیا میں بھی بشرات (اہلالت) سے مشرف ہوں اور اس دنیا میں وہ آخر کی زندگی کا جلوہ دیکھیں۔

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ، خدا کی باتیں اٹل ہوتی ہیں۔ جیسا یوں نے یہاں دھوکہ کھایا ہے وہ کہتے ہیں کہ کلام اللہ میں تحریف نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ لَمْ يُبَشِّرْ کی پیشگوئی میں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ اور ان کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ (ضمیمہ اخبار بدلتویان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ پر اعتراض کیا ہے ”اگر کلمات سے مراد قانونہ قدرت ہے تو قرآن میں خلاف قانون قدرت کیوں؟..... اگر آیات ہیں تو نسخ کیوں؟“ محقق کہتے ہیں احکام قرآن سے دھک سکتا ہے جو پہلے جائز کئے اور پھر ممنوع۔ شراب پہلے حرام نہیں کیا پھر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ رکھا۔ پھر نہ رہا۔“

الجواب: جس کو تم قانونہ قدرت کہتے ہو اس کے خلاف بھی قرآن کریم میں ایک کلمہ نہیں مگر یہ یوں کہ قانونہ قدرت میں تنبیہاں، خیالی فلسفہ پیش نہ کرنا۔ سائنس کے خلاف کچھ دکھاؤ! اور نسخ یعنی بطلان حکم بھی۔ قرآن کریم میں قطعاً نہیں کیا معنی؟ قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جس پر کسی زمانہ میں قسم کو عمل درآمد کرنا ضرور تھا اور اب اس پر عمل درآمد کرنا کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو۔ مثلاً بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جس آیت میں ہو وہ آیت قرآن کریم میں تو قطعاً موجود نہیں۔ اسی طرح ایسی آیت بھی نہیں اور قطعاً قرآن کریم میں نہیں کہ جس میں لکھا ہو۔ شراب حلال ہے تم پیا کرو وہاں یہ بات

ہے کہ شراب پہلے ہی حرام کیوں نہ کیا۔ دیر کے بعد کیوں حرام کیا۔ مگر اس میں نسخ کس حکم موجد فی القرآن کا ہوا؟ نزولِ ارشادات آخرت میں ہوا کرتا ہے۔ کیا وید کے تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم رشیوں نے سمجھے تھے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! آپ تو کہتے ہیں کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے جائز کئے پھر منوع۔ ہاں مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہیں جس سے یہ پایا جائے کہ فلاں حکم جائز یا منوع ہے۔ پھر عینہ اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہ حکم منوع ہے۔ نہیں۔ نہیں!! اور ہرگز نہیں! ہم کو ہمارے قرآن نے کہیں نہیں کہا کہ فلاں حکم جو فلاں آیت میں ہے اب قطعاً منسوخ ہو گیا۔ ہمارے مادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآن اب منسوخ ہے۔ آپ کے پاک جانشینوں ابو بکرؓ و عمرؓ نے بھی نہیں فرمایا کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے۔ اس پر بالکل عمل درست نہیں!

نسخ کے معنی اگر ابطالِ حکم کے ہیں کہ قرآن میں ایک حکم موجد ہوا اور وہ منسوخ ہو گیا ہو تو ایسا حکم بھی مجھے ہرگز معلوم نہیں! اگر کسی کو اس کے خلاف دعویٰ ہو تو ثبوت دے! قرآن کریم حسب ارشاد الہی اکمال کیلئے آیا ہے۔ جیسے اللہ نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (ماہ: ۲۴) پس وہ حقائق ثابتہ کے ابطال کیلئے نہیں آیا۔ بلکہ اثباتِ حقائق کی خاتم الکتاب ہے!! (نور الدین ص ۲۴۸-۲۴۹)

۶۶۔ وَلَا يَخْزُكَ قَوْلُ هَٰؤُلَاءِ اِنَّ اِلٰهَکُمْ وَ

جَمِیْعًا ۚ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۶﴾

قَوْلُهُمْ، ماطمین عجیب عجیب طرح سے حقائق کے کلمات بولتے ہیں۔ مگر آخر سب جھوٹے نکلتے ہیں۔ نوع کے ساتھیوں کو کہا گیا هٰذَا اَزْلٰنَا بَاوِی الْاَزَّی (صود: ۲۸) فرعون نے بھی کہا کہ ان کی قوم ہماری غلام ہے (مومنہ: ۲۸) پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہم پر برتری چاہتا ہے۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ اولیاء اللہ اپنی عزت نہیں چاہتے۔ وہ تو خدا کا جلال اور خدا کی عزت کے طالب رہتے ہیں ان لوگوں میں ریاء کا نام تک نہیں ہوتا۔ حضرت صاحب سے ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب نے کہا چھا حضرت آپ کو بھی کبھی ریاء آیا ہے۔ فرمایا۔ تم اگر موشیوں میں نماز پڑھو تو تمہیں ریاء آئے گا؟ کہا نہیں فرمایا پس عام مخلوق خدا کے برگزیدوں کی نظر میں موشیوں سے بھی کم ہے۔ (ریاء کیسا) پس عزت میں تو خدا کے نامہ میں ہیں۔ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیونکہ اسماء و صفات میں اسی کا ہے۔ اللہ کے تحقیر آمیز کلمات کا کچھ خیال نہ کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۸- هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا

فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

يَسْمَعُونَ ﴿۶۸﴾

جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ، رات کے وقت سونے میں بادشاہ و فقیر یکساں ہو جاتے ہیں مگر جب دن چڑھتا ہے۔ تو پھر امتیاز شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نبی سراج منیر ہے۔ اس کے ظہور کے وقت سعید و شقی میں تمیز ہونے لگتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار سیدہ قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۹- قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ ۚ هُوَ

الْغَنِيُّ ۚ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّ

عِنْدَ كُودٍ سُلْطٰنٌ بِهٰذَا ۚ اتَّقُوا لَوْلَا عِلَّا لِلَّهِ مَا

لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۹﴾

انہوں نے کہا۔ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے وہ پاک فنی ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اُس کا ہے ایسی باتوں کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا اللہ پر ہاتھیں بناتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔ مسیح علیہ السلام کو خدائے مجسم ماننے والوں نے وہ دعویٰ کئے ہیں۔ اول یہ کہ مسیح خدائے اور دوم یہ کہ مسیح انسان تھے۔ کیا معنی؟ مسیح جامع الہیت و انسانیت تھے۔ مسیح کا انسان ہونا تو حسب نشانہ آیت اولیٰ و ثانیہ امر مسلم ہے کیونکہ مسیح ہی رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ اگر انہوں نے معجزے دکھائے تو اسی قسم کے نشانات حضرت موسیٰ اور ایلیا اور الیسع وغیرہ نے بھی دکھلائے۔ مسیح کی ماں مری اور وہ دونوں کھاتے پیتے تھے۔ ان خدا ہونے کی دلیل چاہیے۔ قرآن نے بھی کہا ہے۔ تمہارے پاس کوئی دلیل مسیح کے خدا ہونے پر نہیں تو پھر کیوں مدعی الہیت مسیح ہوئے ہو؟ چنانچہ آیت بالا کے معنوں سے واضح ہے۔ (البطال الہیت مسیح ص ۳۲)

۷۰- قُلْ إِنَّ الْاٰثِمِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْكٰذِبَ

لَا يُفْلِحُونَ ﴿٤٢﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ : یہ سب سے اعلیٰ معیار صداقت ہے کہ منتر کی کامیابی کا مذہب نہیں دیکھتا  
(ضمیمہ اخبار ہدایت دہلی ۹، دسمبر ۱۹۹۹ء)

۴۲۔ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ نَبَأُ نُوحٍ مَّا ذَا قَالَ لِقَوْمِهِ

يَقُومُوا اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَعْبِي

بِاٰيَاتِ اللّٰهِ فَقَدْ اَلَلْتُوْا كَلْتُمْ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ

وَشُرَكَاءَ كُفْرًا لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

اِقْضُوْا اِلَيَّ وَلَا تَنْظُرُوْنَ ﴿٤٣﴾

کئی ایک تاریخوں میں میں نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں صدی میں مکہ میں پیدا ہوئے اور وہاں  
رہتے تھے۔ آپ نے مخالفین کی ایذا دہانی کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا۔ مگر مدینہ جاتے ہی جب جتنا ہرگز توڑ پھاڑ  
شروع کر دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ نبی جتنے کے منتظر رہتے ہیں۔ یہی طرح ہے اسکی تعمید ہوگی۔ ایک  
جگہ فرمایا۔ لَا تُكَلِّفُ الْاَنْفُسَ (نہ، ۸۵) اور مومنوں کیلئے صرف حَذِّبِ الْمُؤْمِنِيْنَ  
(نہ، ۸۵) فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ عاطفت میں بارہ ہزار تھے جب آپ  
غزوہ حنین کو جا رہے تھے کسی کو خیال اٹھا کہ اب ہم اتنے ہزار ہیں ہمارا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہاں  
آیتیں نازل ہوئیں۔ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَخْبَجْتُمْ كَشْرًا بِكُمْ (توبہ، ۲۵) چنانچہ یہ کہنا تھا کہ  
ہوا زلزلہ کے ستواؤں میں نے شکست دی اور اس وقت صحابہؓ کی یہ حالت ہوئی۔ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمْ  
الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (توبہ، ۲۵) بھاگنے کی جگہ نہ رہی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غمزدہ سوار تھے جب دیکھا کہ لوگ پیڑ پھیرے بھاگے  
رہے ہیں تو حادثہ کو کہا کہ ہاگ موڑ دو اور ایسے خطرے کے وقت میں فرمایا۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو جتنے کی پرولہ نہ تھی۔ تیسری بات وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ

وَمَنْ النَّاسِ (مائہ، ۶۸) کا نزول ہے جس پر آپ نے ہر وہ دینے سے منع کر دیا۔ ایسا ہی اس رکوع میں



حضرت نوحؑ کے حالات پر غور کرو کہ اکیلا شخص پہنچتا ہے فَأَجْمَعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ (نہیں) کیا اس کلام کو پڑھ کر شک بھی رہ سکتا ہے کہ نبیوں کو جنتوں کی پرواہ ہوتی ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ کے واقعات پر غور کرو کہ جب آگے دیا گئے نیل تھا اور پیچھے فرعونؑ کی فوج۔ اس وقت اصحاب موسیٰؑ نے کہا إِنَّا لَمُدَّ نَعُوكَ (شعراء ۶۱) مگر حضرت موسیٰؑ کس اطمینان سے کہتے ہیں کہ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِيْنِ (شعراء ۶۲) پس مگر تشریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صبر اس لئے تھا کہ یہ لوگ کسی طرح سمجھ جاویں۔

عَبْدٌ، بڑا لگتا ہے۔ فَعَلْ كَاذِبٌ ایسے ہی معنوں کے لئے مخصوص ہے۔

عَلَيْكُمْ غُمَّةٌ، چھپ چھپ کر نہ کرو بلکہ کلم کھلا مخالفت کرو۔ کھلے بندوں زور لگاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۹، دسمبر ۱۹۹۸ء)

میرا بھروسہ خدا پر ہے۔ تم سب جمع ہو کر جو حیلہ چاہو کرو۔ اور ایسا کرو کہ تم کو اپنی کامیابی میں کوئی شک و شبہ نہ رہے اور کوئی مغر میرے لئے نہ رہنے دو۔ پھر دیکھ لو کہ تم ناکام اور میں ہامراؤ ہوتا ہوں کہ نہیں۔ پس ایسے ایسے موقعوں پر خدا تعالیٰ اپنے مرسلوں کے دشمنوں کو بے دست و پا کر کے دکھاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا محافظ ہوں کہ نہیں اور یہ ہمارا امر سل ہے کہ نہیں۔ غرضیکہ انبیاء کی بعثت میں ایک تر ہوتا ہے کہ اللہ کے ذریعہ سے الہی تصرف اور اقتدار کا پتہ لگتا ہے۔ (الحکم، ۱۰ جنوری ۱۹۹۴ء ص ۱۱)

۴۳۔ فَكَذَّبُوهُ فَانْتَبِهْ وَ مَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ

وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَ اغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا

بِآيَاتِنَا، فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۴﴾

وَ اَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا، پس نبیوں کو تو اپنے مولیٰ کا بھروسہ ہوتا ہے جعفر تنوخی کی ایک دُعا لَا تَذَرُ عَلَيَّ الْأَرْضَ مِنَ الْعُفْرِينِ دِيَارًا (نوح ۷۷) کام کر گئی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۹، دسمبر ۱۹۹۸ء)

۴۴۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَى وَ هَارُونَ

إِلَى فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَ كَانُوا

قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۸۶﴾

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمُ مُوسَى، موسیٰ کی طاقت تو یہ تھی کہ ایک آدمی مر گیا تو وہاں سے بھاگ نکلے۔ تلاشی ہونے لگی تو صندوق میں ڈالے گئے۔ آخر اس موسیٰؑ نے فرعون پر فتح پائی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۴۔ فَمَا أَمَّنَ رِمْزُ سَيِّئَاتِكَ مِنْ قَوْمٍ

عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِكَةٍ أَنْ يَفْتِنَهُمْ.

وَ إِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالِي الْأَرْضِ، وَ إِنَّهُ لَمِنَ

الْمُشْرِفِينَ ﴿۸۵﴾

نبی اسرائیل ایک روایت کے مطابق ۷۷ سال اور بدولیت چار سو سال فرعون کے ظلم میں گرفتار رہے۔

يَفْتِنَهُمْ، ایسے حکم میں نہ ڈالیں کہ بہاری کمزوریاں ظاہر ہو جائیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۶۔ فَقَالُوا عَلَىٰ اللَّهِ تَوَكَّلْنَا، رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

فِتْنَةً، لِنَلْقَوْهَا غُلَامِينَ ﴿۸۷﴾

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا، مومن تمام مشکلات کا مقابلہ دعا سے کرتا ہے اور اسی سے کامیاب

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

ہوتا ہے۔

۸۸۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّأَا

لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَ اجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

قَبْلَةً وَأَقِمْو الصَّلَاةَ ، وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَاتَّبِعُوا هُدًى ۚ وَذُرُوا الشُّرُكَاءَ ۚ وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ ۚ حَنِيفًا ۚ وَهَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۸۸﴾

ان تَبَوُّا : مختلف علاقوں سے اکٹھے ہو کر سب مصر میں اپنا گھر بنا لو۔

وَلَجَعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً : بچپن میں ایک عیسائی نے مجھ پر اعتراض کیا کہ اس کے معنی ہیں اپنے گھروں کو قبلہ رخ بناؤ اب تم بتاؤ کہ موسیٰ کو تمہارے قبلہ کی کیا ضرورت تھی۔ دوم یہ ثابت کرو کہ ان کا بھی کوئی قبلہ تھا۔

میں نے اس وقت نعت کی کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ قِبْلَةً کے معنی مُتَقَابِلَةٌ ہیں۔ پس میں نے اسے بتایا۔ ان کو یہ حکم ہوا کہ اپنے گھروں کے دروازے ایک دوسرے کے مقابلہ پر بناؤ تاکہ خطرہ کے وقت ایک دوسرے کے کام آسکو۔ وہ وقت تو یوں گزر گیا۔ پھر خدا نے میری معرفت بڑھائی اور میں نے توریت میں پڑھا کہ حکم دیا گیا کہ تم قربانی کے خون کے نشان اپنے گھروں کی چوکھٹوں پر لگا دو تاکہ عذاب کے فرشتے ان کو پہچان لیں۔ میں نے کہا کہ کیا فرشتے بغیر اس کے پہچان نہ سکتے تھے؟ یہ تو اس پر اعتراض کیا اور معنیہ کئے کہ اب تم اپنے گھروں کو قربان گاہ بنا لو اور خون کے نشان لگنے سے ان کے گھروں کے گھر بن گئے۔ اس لیے بھی ان کو قبلہ کہا گیا۔ چوتھے معنی یہ ہیں کہ نمازیں بھی اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

قبلہ میہود وہ جگہ تھی جہاں وہ قربانی کرتے تھے اور فسح کی رسم ادا کرتے اور عبادت کرتے تھے۔ دیکھو میزان الحق ص ۲۲۔ پھر یہود شلم یہودیوں کا قربان گاہ اور عبادت گاہ تھا اور خدائے تعالیٰ وہاں اپنے تئیں ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا اس جگہ میں رہتا تھا۔

انجیل لوک ۲ باب ۴۱ سے ۴۲ تک۔ اُس (یسوع) کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یہوشلم کو جاتے تھے اور جب وہ بارہ برس کا ہوا۔ وہ عید فسح کے دستور پر یہوشلم کو گئے۔

خروج ۲۴ باب ۲۳۔ اور استثنا ۱۷ باب ۱۶ میں بھی ایسی ہی باتیں لکھی ہیں۔ اب اس سے واضح ہو گیا کہ یہ نشانات اور یہ حقیقت قبلہ میہود کی تھی۔

اب خروج ۱۲ باب ۳ سے ۴ تک اور ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھو الو۔ اس میں لکھا ہے کہ اسرائیلیوں کے سامنے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسویں دن ہر ایک مرد اپنے اپنے گھر باپ دادوں کے گھرانے کے مطابق ایک بڑے گھر چھپے لپھے لے اور شام کو فہک کر د اور اس کا چھاپا دروازے پر لگاؤ۔

باب ۲۳ میں ہے۔ خداوند دسپ سے گزرتے گا اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑے گا کہ تمہارے گھروں میں آکے تمہیں مارے اور خداوند کا یہ بھی حکم تھا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں اور یہ رسم گھر کے اندر ہی ادا ہو۔

یہی مطلب قرآن کا ہے کہ گھروں کو قبلہ بناؤ یعنی یہ رسم گھروں میں لگا کر دو۔۔۔۔۔ اہل اسلام کے نزدیک قبلہ وہ جگہ ہے جہاں قتل کا اسٹن ضروری ہو اور جس پر خاص خداوندی نظر ہو۔ چنانچہ دیکھو بیت اللہ کی نسبت جو اہل اسلام کا قبلہ ہے۔ قرآن میں حَدَّثَنَا آمِنًا وَلَدُہُ ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہاں قتل نفس حرام ہے۔ اس طور پر بھی قبلہ کہنا صحیح ہے۔ کہ فرشتے نے بنی اسرائیل کے گھروں کو اس میں دیا اور فرعون کے پلوٹے مار ڈالے۔

قبلہ کے معنی مقابلہ کے بھی ہیں۔ یعنی آمنے سامنے۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اپنے اپنے گھر الیکدر کے سامنے بناویں اور مصطفیٰ اس میں یہ تھی کہ رات کو نکل جانے کیلئے اچھا موقع ملے۔ دیکھو گنتی۔  
(فصل الخطاب حصہ اول (طبع اول) ص ۳۳، ۳۴)

۸۹۔ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ

وَمَلَائِكَةً زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ  
وَأَشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَسْرُوْا

الْعَذَابَ الْآلِئِمَ ۝

فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَسْرُوْا الْعَذَابَ الْآلِئِمَ: انبیاء بہت رقیق القلب ہوتے ہیں۔ مگر جب حجت پوری ہو جاتی ہے تو پھر وہ بڑے سخت ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت ان کے مومن بننے کی کوشش فرمائی جاتی ہے۔ دوسرے وقت میں کہا کہ ایمان لانے کی توفیق ان سے نہیں ملے۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَأَشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَسْرُوْا الْعَذَابَ الْآلِئِمَ: اے رب ان کے مالوں پر جھٹو پھیر دے اور ان کے دل سخت کر دے۔ پس وہ ایمان نہ لائیں جب تک وہ دینے والا عذاب نہ دیکھ لیں۔ (تشیہذ الافغان جلد ۶ ص ۳۵۷)

حضرت موسیٰؑ کی تمام قوم غلام تھی مگر ایک آواز سے سب کام کروالیا۔ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰی يَذُوْا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔ نبیوں کو۔ خدا کے پاک لوگوں کو جنتوں کی کیا پرواہ ہے۔ انبیاء کے نزدیک ایسا خیال شرک ہے۔ میں تمہیں دغاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ تم یوں سمجھو کہ دغاؤں کیلئے پیدا کئے گئے اور یہی دغا میں تمہارے سب کام سنواریں گی۔  
( بدر ۴، نومبر ۱۹۹۱ء ص ۱ )

۹۰۔ قَالَ قَدْ اُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا

وَلَا تَغْيِفَنَّ سِعْمًا ۚ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۰﴾

فَاسْتَقِيْمَا، اُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا کے باوجود یہ دو شر طین ظاہر کرتی ہیں کہ عذاب کا وعدہ کل بھی ہوتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر، قادیان ۹، دسمبر ۱۹۹۱ء)

۹۱۔ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا.

حَتّٰی اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ، قَالَ اَمَنْتُ اَنْتَ لَا اِلٰهَ

اِلَّا الَّذِيْ اَمَنْتَ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَءِيلَ وَاَنَا مِنْ

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا، فرعون موسیٰؑ کے تابع نہ تھے۔ پس بغاوت صرف اپنے حاکم سے نہیں ہوتی۔  
(تشمیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۸)

۹۲۔ فَاَلْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ

خَلَقَكَ اٰیَةً، وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيَتِنَا



## لَغُفْلُونَ ﴿۹۳﴾

يَمَنْ خَلَقَ آيَةً اس زمانہ میں اس کی لاش ٹکلی ہے۔ یہ قرآن شریف کا اجماع ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۳۔ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَآءَ نَمْلَ مُبَوَّأٍ صَدَقِي

وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ، فَمَا اخْتَلَفُوا حَتَّى

جَاءَهُمُ الْحُكْمُ، إِنَّ رَبَّكَ يَفْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ

الْقِسْمَةِ فَبِئْسَ مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۹۴﴾

اللہ کا کوئی بے توہیت سکھاتا ہے۔ مگر انہوں نے بعض لوگ اپنے علم و فضل پر تداں رہتے ہیں  
بعض اپنی قومیت پر۔ بعض جتنے پر۔

بنی اسرائیل کو مصر میں پہلے سب باتیں حاصل تھیں۔ جتنا بھی تھا۔ قومیت بھی۔ علم و فضل بھی جب  
اللہ تعالیٰ سے تعلق منقطع ہوا تو یہ سب باتیں کسی کام بھی نہ آئیں۔ وہ غلام بنائے گئے۔ اللہ سے  
رہنمائی پکوانے کا کام لیا گیا۔ بلکہ یہ بھی حکم ہوا کہ اس کا سامان بھی یہی ہوتا کریں۔ پھر جب اللہ کو خدا لیا آیا  
تو خدا بھی ان پر متوجہ برحمت ہوا۔

صِدْقِ، عربی زبان میں صدق مضبوط جگہ کو کہتے ہیں۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وہ دن بھی ہوتا ہے جس دن انسان مرے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتاویاں ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۵۔ فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ

فَسْأَلِ الَّذِينَ يَفْقَرُونَ الْعِشْبَ مِنْ قَبْلِكَ،

لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَعْوَنْ مِنْ

الْمُضْتَرِّينَ ﴿۹۶﴾

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ، یعنی اے شک کرنے والے اگر تو شک میں ہے۔ عربی زبان کا

قائد ہے کہ فعل سے فاعل مشتق ہو جاتا ہے۔

پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل میں پڑھیے کہ فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آيٌ وَلَا تُنْهَرُهُمَا (بنی اسرائیل: ۲۴) حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھے۔ پس وہ مخاطب نہیں ہیں۔ اگر یہاں مَعًا اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ آیا ہے تو اس سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ثابت ہوگی۔ کیونکہ سورۃ اعراف میں ہے۔ اَتَّبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اعراف: ۴) تَكُونُوا، اسے مخاطب نہ ہو شک کرنے والوں سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء نیز تسمیہ الاذلال جلد ۱)

۹۹ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةً اَمْنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا

اَلَا قَوْمٌ يُّؤْنَسُ. لَمَّا اَمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ غِظَابَ

الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَنَعْنُفْنَاهُمْ فِي حَيٰثِ ۝۹۹

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةً: عرب میں بھی ایک امن کی بستی حَرَمًا اَمِنًا (قصص: ۵۸) اَمْنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (قریش: ۵) اس کو سمجھایا ہے کہ ایمان لائے۔ یونس کی قوم کی طرح فائدہ اٹھائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۰ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ

جَمِيعًا. اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا

مُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۰

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ: اگر اللہ چاہتا تو انسان کے تمام ایسے قوی بنادیتا۔ کہ ان پر فعل یا ترک کا کوئی دخل و تصرف نہ ہوتا۔ اور اس طرح نہ ماننا ان کی فطرت میں ہی نہ رہتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُوْثِقَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۴﴾  
 لَا يَعْقِلُونَ، مجہول سے نہیں سمجھتے۔ (ضمیمہ اخبار ہدایاں ۱، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۴۔ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ .

حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵﴾  
 حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ، مومن کو تمام مشکلات سے نجات دیتے ہیں۔ مگر  
 کوئی مومن بھی پرو۔ (ضمیمہ اخبار ہدایاں ۱، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۵۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي غَيْبٍ مِّن

دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ وَأُمِرْتُ

أَن أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶﴾

يَتَوَفَّاكُمْ، روح کی تباہی کے مسئلہ کو ذہن نشین کرنے کیلئے یتوفی استعمال میں آتا ہے۔  
 (ضمیمہ اخبار ہدایاں ۱، دسمبر ۱۹۰۹ء)

# سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَلَّذِي كَتَبَ اُخْرٰى اٰتٰهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿۱﴾

اَنَا اللّٰهُ اَرٰى : اللہ تعالیٰ حل شانہ فرماتا ہے بتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت کرتے رہتے ہیں۔ وہ میں دیکھ رہا ہوں جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں انکی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق باز پرس ہوگی۔ اس سورۃ میں دشمنان رسالت مآب کی شرارتوں کا بیان ہے۔

کِتٰبٌ : دنیا کے تمام راستبازوں کی تعلیم کی جامع کتاب۔

ثُمَّ فُصِّلَتْ : ایک مقام پر فرمایا وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَقَالُوْا اَلَوْ لَا فُصِّلَتْ

اٰتِیْہٖ کَلِمًا اَعْجَمٰی وَّعَرَبِیًّا (خم سجدہ : ۴۵) جس سے ظاہر ہے کہ فُصِّلَتْ کا صدق عربی زبان سمجھتے فصیح اور تمام قسم کے معانی اور مافی الضمیر کے اظہار کے لئے کافی ہے۔ کوئی زبان اللہ کا ترجمہ مفرد لفظ میں برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ : یہ کتاب حکیم کی طرف سے ہے۔ عالم حکیم جو کچھ کہتے ہیں اس کے

سامنے عوام کو چلنا چہرا کا یا را نہیں چہ جائیکہ ایک عظیم الشان حکیم کی طرف سے ہو اور حکیم بھی ایسا کہ جو ہر طرح سے باخبر ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۔ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ مَا تَنِيْ لَعْنَةُ مَنْهٖ

نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ﴿۲﴾

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ : بس یہ اس کتاب کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ یہی کلمہ اسلام کی روح رواں

ہے۔ جس کے اعلان کا یہاں تک اہتمام ہے کہ پانچ وقت کو ٹھوکر پر چڑھ کر تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور دنیا میں کسی مذہب نے کسی بات کی اس زور سے اشاعت نہیں کی۔

إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ، یہ توحید کو کامل کرنے کے لئے اس کا دوسرا حصہ ہے  
کیونکہ سب احکام الہی مبادک و مہدوں کے ذریعے سے ظاہر ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قلیاں ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۔ وَأَنْ اسْتَغْفِرُوا ذُنُوبَكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ  
يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَ  
يُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ، وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝  
يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا، بعض لوگ قرآن سیکھنے یا اس پر عمل کرنے کی نسبت یہ عذر کرتے  
ہیں۔ فکرِ معاش۔ دودن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی۔ فرماتا ہے رزق کا سامان ہم خود کریں گے۔ وَمَا  
مِنْ ذَا آيَةٍ فِيهِ مِنْ اس مسئلہ کو کھولا ہے۔

إِنْ تَوَلَّوْا: مذہبِ حق اختیار کرنے سے بعض دکھوں سے ڈرتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ عذاب جو حق  
کے انکار کرنے کی سزا میں ہے اس سے بہت بڑھ کر ہے (ضمیمہ اخبار بدر قلیاں ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

وَمَا مِنْ ذَا آيَةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ  
رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا، كُلُّ

فِي يَحْتِطُ مَبِينٍ ۝

ایک زمیندار اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کیلئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی  
آب رسانی کی ضرورت ہے۔ اور وہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جاننے اور مَا مِنْ ذَا آيَةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ  
اللَّهُ رِزْقُهَا (کوئی جانور نہیں مگر کہ اس کا رزق اللہ کے ذقے ہے) پر ایمان لانے کے محنت کرتا  
اور ان اسباب سے کام لیتا ہے۔ ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیں تو زبان سے  
نہیں دیکھ سکتے اور مشک کا مٹہ اگر کھول دیں تو ضرور ہے کہ پانی سے خالی ہو جائے۔ غرض یہ تو سب جانتے  
ہیں کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و



ضوابط اٹل ہیں۔ مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ بایں ہمہ لوگ دین میں بد اعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی صالح عمل اور ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں دین کے بارے میں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اللہ بخشنہار ہے) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْدٌ (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔ (تشیذ الانفال ۷۷)

۸۔ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلٰی الْمَآءِ يَبْلُوْكُمْ اَيْحٰدٌ

اَحْسَنُ عَمَلًا. وَلَئِنْ قُلْتُمْ اَنْتُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ

بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۸﴾

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ، ہر چیز جو کمال کو حاصل کرتی ہے۔ چھ مراتب کو طے کر کے۔ فرماتا ہے کہ آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ پھر اسے کمال تک پہنچایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۹ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا لِرِجَالِنَا مِنْ آٰرَاحَمَةٍ ثُمَّ نَزَعْنَاهَا

مِنْهُمْ، اِنَّهُمْ لَيَكُوْسُوْنَ كُفُوْرًا ﴿۱۰﴾

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ، جو لوگ خدا کی کتاب اور خاتم النبیین کے حالات و تعلیمات سے ملوث ہیں ان کی یہ حالت ہوتی ہے۔

دنیا میں کبھی خوشی آتی ہے اور کبھی غمی اور کبھی صحت ہوتی ہے اور کبھی بیماری اور کبھی دکھ اور کبھی سکھ۔ انسان پر یہ دونوں حالات ضرور آتے ہیں۔ مگر ایک نبیوں کے قبیح ہوتے ہیں۔ ایک جو انکی تعلیمات کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہاں آخر الذکر کا ذکر ہے۔

لَيَكُوْسُوْنَ كُفُوْرًا، بے ایمان انسان ناامید ہو جاتا ہے۔ مگر نبیوں کے قبیح کی نسبت مثنوی میں آیا ہے ۷

ہر بلا کہیں قوم را حق دلوہ است زیر او گنج کرم بنہادہ است

لیکھ بیوی کا خلع و فوت ہو گیا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اب اس کی مثل کون ہوگا۔ مگر معاً اس نے استفادہ کیا۔ اور کہا کہ خدا تعالیٰ کو سب قدر تیں ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا نکاح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اور اس نے خود اقرار کیا کہ یہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

یاس مومن کا کام نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا ہے وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِنَ تَوَجُّهِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (یوسف : ۸۶) چنانچہ اس کا پھل پایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۔ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ بَعْدَ ضَرَاءٍ مَشَتْهُ

لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ السَّيِّئَاتُ عَنِّي، إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ﴿۱۱﴾  
وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ نَعْمَاءَ : حدیثوں میں ایک شخص کا ذکر ہے جسے جہام تھا۔ اس کے سامنے فرشتہ متمثل ہو کر آیا اور پوچھا کیا چاہتا ہے۔ کہا تو خوش رنگ اچھا ہو۔ جسمانی صحت ہو۔ چنانچہ ایسا ہو گیا پھر اس نے کہا کہ کیا چاہتا ہے۔ کہا مال مولشی اونٹ وغیرہ۔ یہ بھی مل گیا۔ پھر وہی فرشتہ گداگر کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور سواری کے لئے گھوڑا مانگا۔ تو اس نے اسے جھڑکا کہ یوں دینے لگے تو ہمدے پاس کیا رہے اور اسے ذلیل سمجھا۔ بد بخت انسان تھوڑے سے سکھ پر بھول بیٹھتا ہے اور اگر باز رہ جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۳۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَ

ضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ

عَلَيْهِ كَذُرٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ، إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿۱۳﴾

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ، کئی لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بعض حصہ کلام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ دوسروں کی عیب چینی معمولی معمولی باتوں پر کرتے ہیں اور خود اپنے نفس پر غور نہیں کرتے کہ اہم سے اہم فرض کے تارک ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ بے وجہ مکھی مارنے کا کیا قصاص ہے۔ آپ

نے اس سائل کو دیکھ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے گھر کو قرین؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ امام حسینؑ کے خون کے وقت تمہیں فتویٰ کی ضرورت نہ تھی؟

وَصَافِقُ بِهٖ صَدْرُكَ: جب کوئی محکم قرآنی آئے تو پھر شرع صدد سے لے نہیں کرتے بلکہ بہانے بنانے لگتے ہیں کہ اپنی قوم کا لحاظ ہے۔ یہ بات ہے۔ وہ بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

صَافِقُ بِهٖ صَدْرُكَ: واعظ و ناصح جب اپنے وعظ کیلئے مناسب محل نہ دیکھے تو اس کا سینہ تنگی کرتا ہے۔ (تشیذ الانکان جلد ۹، ص ۲۵۹)

۱۸۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ

مِنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كُتِبَ مُوسَىٰ اِمَامًا وَرَحْمَةً.

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ. وَ مَن يَخْفَرُ بِهٖ مِّن

الْاٰخِرٰٓءِ قَالُوْا رَمَوْعِدَةً. فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

مِنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِّن رَّبِّكَ وَ لَكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دہرہ آیا۔ اس کی صداقت کے تین نشان فرمائے۔ ایک بیئہ۔ دوم شاہد جو اس کے اندر جو یعنی ضمیر کی شہادت۔ فراست موسیٰ۔ سوم۔ الہی کتب مثلاً موسیٰ کی کتاب کی شہادت۔ انبیاء و فلاسفوں میں یہ فرق ہے کہ فلاسفوں کا آپس میں ضرور فرق ہوتا ہے مگر انبیاء اصولاً سب کے سب متفق ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیاں ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

شَٰهِدٌ مِّنْهُ: سچائی کے گواہ ۱۔ اللہ تعالیٰ کا کمال ۲۔ وجہان صیح ۳۔ عقل صیح ۴۔ فطرت سلیمہ ۵۔ سنن الہیہ ۶۔ اخلاق صمیمہ ۷۔ اسماء الہیہ۔ (تشیذ الانکان جلد ۹، ص ۲۵۹)

۱۹۔ وَ مَن اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰٓى عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا. اُولٰٓئِكَ

يُغَرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

كَذَّبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۖ آلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾  
 ہر حق کے سامنے ایک جھوٹ ہوتا ہے۔ اور جھوٹ کے مقابل سچ۔ یہاں ذمّہ اظلم میں جھوٹ  
 منفردی کا نشان اور اس کا انجام بتاتا ہے۔

آلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ؛ موسیٰ اور فرعون دونوں مرچکے ہیں۔ مگر موسیٰ پر لوگ  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں اور فرعون پر کوئی رحمت بھیجنے والا نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

دیکھ اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ (نور الدین ص ۱۲ دیباچہ)

۲۰۔ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا

عُوجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٢٠﴾

يَبْغُونَهَا عُوجًا؛ بے دین (ٹیڑھے) رہ کر چاہتے ہیں اللہ کی راہ کو۔ مسلمان بھی اس مرض  
 میں گرفتار ہیں۔

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ؛ اہتمام خلیوں کی جڑ ایک ہی بات ہے کہ وہ اس بات پر  
 یقین نہیں رکھتے۔ کہ ایک وقت آتا ہے جب ہم کو جواب دہی کرنی پڑے گی۔

(ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۲۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٢﴾

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ؛ صحابہ کرام کے لئے ایک جنت تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی صحبت تھی۔ کہ وہ معاصی اور ان کے بدنتاگے سے بچ کر نیکیوں سے لطف اٹھاتے تھے۔ ایک  
 شرابی ہی کو لو۔ شراب پی۔ متوالے ہوئے۔ بدرو میں گرے۔ پاس جو نقدی تھی وہ گئی۔ ایک بہشت  
 اللہ پر عبور و ادا ایمان کا ہے۔ جو مصائب میں بھی آرام بخشتا ہے۔ پھر صحابہؓ کے لئے مدینہ منورہ ایک

بہشت تھا۔ پھر مکہ کی فتح اور دوسری فتوحات مثل عراق۔ عجم۔ شام۔ مصر اور وہ ممالک جوہ کی نسبت ہوئی نے اپنی قوم کو وعدہ دیا کہ وہاں دودھ اور شہد کی ندیاں بہتی ہیں۔ ایک بہشت قرآن اور اس کے صحیح قاطعہ و براہین ساطعہ میں جس کے ذریعے تمام مذاہب پر فتح پا کر مظفر و منصور ہو کر شاہ کام رہتا ہے۔

ایک دفعہ میں سفر کو گیا۔ ایک مولوی سے ملاقات ہوئی۔ مجھ سے پوچھا مرزا صاحب کیا لکھ رہے ہیں میں نے کہا علامات المقربین لکھتے ہیں۔ اس میں ایک بات لکھی ہے کہ إِنَّ الْآيَاتِ لَظَنِي نَجِيْمٌ وَ إِنَّ الْفُجَارَ لَظَنِي جَحِيْمٌ (الانفطار ۱۳-۱۵) مومن اسی دنیا میں نعمتیں پاتا ہے اور فاجر دوزخ میں ہو جایا کرتا ہے۔ حل حل کر کہاں ہوتا رہتا ہے۔ مولوی بولایہ بات تو ٹھیک نہیں۔ دیکھئے ہم نام شبیہ کو ترستے ہیں اور یہ کافر گڑ گڑ بگیاں گزارتے۔ ہمارے سینے پر مونگ دلتے ہیں۔ میں تو دیکھ کر کہاں ہو جاتا ہوں۔ پاس ایک بذلہ سخی بیٹھے تھے۔ وہ بولے مولوی صاحب کا رنگ بھی تو اسی جلنے کی وجہ سے سیلہ ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب بولے پتہ کہتا ہے۔ گویا اس طرح پر اس نے اپنی جہنمی زندگی کا اقرار کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۵۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ

لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ، هُوَ

رَبُّكُمْ وَ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۵﴾

اَنْ يَغْوِيَكُمْ: اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال کے تقاضے کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ جب کسی کے اعمال کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ غوی مقرر ہو تو وہ ایسا ہو جاتا ہے۔ پولوس نے تقدیر کے مسئلہ کو نہیں سمجھا اس لئے اس نے آخر بگڑا کر کہا کہ کاریگری کاریگر کو کیا کہہ سکتی ہے۔ حالانکہ یہ مثال ٹھیک نہیں۔ کیونکہ برقی وغیرہ میں تو عقل اور اختیار فعل کسی حد تک بھی نہیں اور انسان میں یہ بات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۸، ۳۷۔ وَأُذِجِيَ إِلَى نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ

قَوْمِهِ إِلَّا لَا مَنَقَةَ أَمِنْ فَلَا تَبْتَئِشْ بِمَا كَانُوا



يَفْعَلُونَ ﴿٣٨﴾ وَاضْمِرْ الْفُلْكَ يَا عَيْنُنَا وَوَحِينَا  
وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ هَلَمُّوْا رَأَتْهُ

مُفَرَّقُونَ ﴿٣٩﴾

نوح کی طرف وہ بھی گئی کہ تیری قوم سے ایمان نہیں لائے گا مگر یہی جو لاکھکے ہیں۔ پس  
منجیدہ خاطر نہ ہو۔ کفار کی کتاہوں سے اور ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق کشتی بنا اور ظالموں کی  
نسبت کوئی سفارش نہ کر۔ وہ ضرور ڈوبنے والے ہیں۔ (تشمید الافکار جلد ۱ ص ۳۵)

۳۹۔ وَاضْمِرْ الْفُلْكَ وَوَحَلَمَّا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأْ

مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ، قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا

فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٤٠﴾

اور وہ (نوح) جہاز بناتا تھا اور جب اس کے پاس سے نکل جاتے اس کی قوم کے سرور ہنسی کرتے  
نوح سے۔ نوح نے کہا اگر تم ہنسو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر۔ پھر یہ بھی اس لئے یا اتنا جو تم ہنستے ہو۔  
نوح کے نام لیوا اور اس کی طرف منسوب ہونے پر فکر کرنے والے آج تک موجود ہیں اور ان میں ہزاروں ہزار  
روحانی معلم اور پُر آپکاری (خیر خواہ۔ نفع رساں) الہی النعمات اور احسانات سے سرفراز اور ممتاز ہیں۔  
نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے معبودان باطلہ و۔۔۔ سوا آج۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر کا کوئی حامی نہ تھا اور نوح  
کی تعلیم توحید۔ نبوت اور معاد کے ہزاروں ہزار معبود معبود ہیں۔ نوح علیہ السلام کے مخالفوں۔ حق  
کے دشمنوں پر کزود اور مظلوم کی وہ آہ اثر کر گئی جس کا بیان آیہ ذیل میں ہے۔

لَيْتَ لَا تَذَرُ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نوح ۲۷)

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۶)

آسودہ حالوں پر غریب نامح کی بات کم اثر کرتی ہے۔ حضرت نوح کا زمانہ بہت آسودہ حال کا تھا  
اس لئے انہوں نے اپنے نامح کی باتوں پر سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بہت افسوس ہے کہ یہ مرض مسلمانوں میں  
بھی پھیلتا جاتا ہے۔ اسی واسطے۔ میں نہیں چاہتا کہ بہت دولت مند میری بیعت میں داخل ہوں۔

کَمَا تَسْخَرُونَ، ایک معنی یہ ہیں۔ اسی لئے ہم ہنسی کرتے ہیں کہ تم بھی ہنسی کرتے ہو۔ یا یہ معنی کہ ہم اتنی ہنسی کریں گے جتنی تم کرتے رہے۔ (ضمیمہ اخبار ہمدردیال ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

جب..... لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کو دین الہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان کی فحاشیوں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہر آئے دل بٹھ بٹھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے۔ اور نہیں ٹھکتا اور وہ ماندہ نہیں ہوتا۔ اور اپنی کامیابی اور فحاشیوں کی ہلاکت کی پیشگوئیں کرتا ہے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم فرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کیا کہا؟ اِنْ تَسْخَرُونَ مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ۔ اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح پرفروغ نے موسیٰؑ کی تبلیغ سن کر کہا قَوْمَهَا لَنَا عِبَادُونَ۔ انکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے۔ هُوَ مَبْعُوثٌ لَّا يَكْذُوبُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَيْنَسَبُہٗ اور بولنے کی قدرت نہیں۔ اور ایسا کہا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے گڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں (الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۷)

۴۱۔ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُوْرُ، قُلْنَا اٰخِیْذْ

فِیْہَا مِنْ حُلٍّ رَّوْجَیْنِ اِثْنِیْنِ وَاٰخِلَکَ اِلَّا مِنْ سَبَقْ

عَلٰیہِوَالْقَوْلُ وَمَنْ اَمَّنْ، وَمَا اَمْنَعَهُ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝۴۱

وَفَارَ التَّنُوْرُ، اس کے پانچ معنی ہیں (۱) تنور کے معنی وجہ الارض زمین کا اوپر لافتحہ (۲) اونچی جگہ یعنی اونچی جگہوں کے چشے پھوٹ نکلے (۳) اس گڑھے کو کہتے ہیں جس میں لوگ روٹیاں پکاتے ہیں۔ یعنی وہاں بھی پانی بہہ نکلا۔ (۴) پوچھنے کا وقت آگیا نوح کی قوم پر۔ عذاب سحری کو آیا تھا وہاں پہنچے فلولوں پر پانی حملہ آور ہوا۔

اِلَّا قَلِیْلٌ، بہت رعایتوں میں میں نے ہر حال سے کہ ۸۰ سے زیادہ نہ تھے۔ یہ مثال یاد رکھنے کے

قابل ہے۔

یہاں ایک واقعہ عجیب یاد آگیا ہے جو تمہارے نفع کیلئے تمہیں سنتا ہوں۔ سفر میں ایک شخص نے حضرت صاحب کے متعلق مجھ سے تین سوال کئے۔ ایک ان میں سے اس سبق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ ایک

جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں عمل التوبہ کے ذریعے بیماروں کو اچھا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ورنہ مسیح سے بڑھ جاؤں۔ وہ سرائے عمل تو کفار بھی کر لیتے ہیں۔ ان دونوں میں ایک نبی کے عمل کو مکروہ فرمایا۔ میں نے کہا۔ آپ مولوی عبداللہ کو جانتے ہیں جنہوں نے تحفۃ الہند لکھی ہے۔ کہا ہاں۔ تو میرے پیرو مشدقہ میں نے کہا۔ سنا ہے کہ بہت سے ہندوؤں کو مسلمان کر لیا تھا۔ کہا۔ کیوں نہیں تین سو سے زیادہ کو مسلمان کر لیا تھا۔ جس مدرسہ میں پڑھتے تھے اس کے تمام طالب علم مسلمان ہو گئے۔ میں نے کہا تم نے تو رات پڑھی ہے اس میں لکھا ہے کہ نور نے ۸۰ آدمی ۹۵ برس کی تعلیم میں مسلمان کئے۔ اب میں کس طرح مان لوں کہ مولوی عبداللہ نے چند سالوں میں ۳۰۰ کافر مسلمان کر لئے۔ کیا ایک امتی نبی سے بڑھ کر ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا بات تو ٹھیک ہے۔ آپ ہی جواب دیں۔ میں نے کہا۔ سنو۔ جو ہتھیار مولوی عبداللہ کے پاس تھا (قرآن مجید) وہ نور کے پاس نہیں تھا۔ پس فضیلت تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔ یہی بات یہاں سمجھ لو۔ دوم یہ بتاؤ کہ قرآن شریف خدا کا معجزہ کلام ہے یا نہیں؟ کہا۔ ضرور میں نے کہا وہ کس زبان میں ہے۔ کہا۔ عربی میں۔ میں نے کہا۔ ابو جہل کو لے سی زبان بولتا تھا۔ کہا۔ عربی۔ میں نے کہا۔ ہنس کر کہہ رہے ہو۔ جو زبان خدا کی طرف سے معجزہ ہے وہی ایک کافر کا فعل قرار دے رہے ہو۔ یہ سس کر مہبوت ہو گیا۔ سوّم میں نے اسے کہا۔ آپ ایک تصویر یا بت بناؤ۔ میں آپ کو ایک مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ اس پر وہ جھٹ بولا کہ تصویر یا بت بنانا تو حرام ہے۔ میں حرام فعل کا ارتکاب کیونکر کروں؟ میں نے دو تین بار یہ فقرہ اس سے دہرایا۔ پھر کہا۔ ہوش کرو۔ ایک نبی کے فعل کو حرام قرار دے رہے ہو (اِنِّیْ اَخْلَقْتُ لَکُمْ قَبْلِ الطَّیْنِ کَهَيْثُو الطَّیْرِ۔ (آل عمران: ۵۰) دیکھو حضرت صاحب نے جواب کیا ہے اور صرف یہ فرمایا کہ میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ ورنہ ایسا کر سکتا۔ اور تم جو صریح حرام کہہ رہے ہو۔ وہ بہت تادم ہوا اور کہا کہ سب سوالوں کا جواب آگیا۔ یہ باتیں علم سے نہیں آتیں۔ خدا کے فضل سے آتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بد قلیان ۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

یہ غلط ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب تک جتنہ نہ تھا۔ آپ نے جنگ نہ کی۔ حضرت نور کے پاس کو لے سا جتنہ تھا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَا اَمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِیلٌ۔ مگر جب وقت آیا تو ایک ہی دھڑ سے بیڑہ غرق کر دیا۔

(تشیعہ اللذان جلد ۶ ص ۳۵۷)

اس نو آریہ مکذّب کے جواب میں کہ چند فٹ لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چہند و پرند مع خوراک گپ ہے۔ فرمایا۔

نور کی کشتی کتنے فٹ عقی۔ چند فٹ عقی۔ یہ تم نے قرآن ہر افساد کیا ہے۔ چند فٹ لمبی بھی جھوٹ

اور افتراء ہے چند فیٹ چوڑی۔ یہ بھی افتراء ہے۔ روئے زمین یہ بھی افتراء ہے۔ تمام چہند پرند و مند  
یہ بھی افتراء ہے۔ مع خوراک یہ بھی افتراء ہے۔ اتنے افتراء اور استہازوں سے جنگ کر کے کامیابی کی امید؟  
زیر اعتراض یہ آیت ہے قُلْنَا اخْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اول اس میں من  
کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ہے اور بعض ہے۔ کُل کا لفظ ہر ایک موقعہ کیلئے الگ الگ معنی دیتا ہے۔ قرآن  
کریم کے محاورات دیکھو۔ یمن کی ملک کے متعلق ہے اَوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ذَلِيلًا  
اُسے کُل شے دی گئی۔ اور ذوالقرنین کی نسبت ہے اَتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا (کف: ۸۵) ہم  
نے اُسے کُل قسم کے اسباب دئے۔ اب کیا کُل سے یہ مطلب ہے کہ دنیا کے جزوی و کلی اسباب سے ایک  
ذرہ بھرباقی نہیں رہا تھا۔ حوا کے قبضہ میں نہ آیا ہو یہ تو قانون قدرت اور عاۃ اللہ اور عاۃ الناس  
کے خلاف ہے۔ ہر ایک بولی میں ہر ایک لفظ اپنے اپنے رنگ میں آتا ہے۔ جیسے ہماری زبان میں سب کا  
لفظ ہے اور متکلم ذہن میں ایک بات رکھ کر بولتا ہے۔ اور مخاطب متکلم کے معبود فی الذہن منشاء کے  
مطابق عین موقعہ پر اسے آمارتا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی ضروری اشیاء میں سے جو  
تجربے مطلوب اور تیرے کام کی ہیں کشتی میں اٹھالے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ تمام چہند پرند اور درخت  
اس میں رکھ لئے گئے۔ (نور الدیہ ایڈیشن سوم ص ۱۸۱)

۴۵۔ وَقِيلَ يَا رَجُلُ اِنَّا نرى مَا تَعْمَلُ اَنْتَ وَمَنْ اٰتٰكَ مِنْ اٰتِنَا اَقْلَبِي

وَعَنِضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ

وَقِيلَ بُعْدَ الْمَلَقَومِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۵﴾

عَلَى الْجُودِيِّ، اللہ کے فضل پر وہ کشتی ٹھہری۔ (تشمین الافکار جلد ۹ ص ۴۵۹)

۴۷، ۴۸۔ قَالَ يَنْتَوِيحُ رَأْيُكَ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ، اِنَّكَ عَمَلٌ

غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

اِنِّيْٓ اَعْطُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ قَالَ

رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ

عِلْمٌ، وَإِلَّا تَغْفِرَ لِي وَ تَرْحَمْنِي أَكُن مِّنْ

الْخَسِرِينَ ﴿۱۵﴾

انبیاءِ عظیم اسلام اللہ تعالیٰ کا ادب کس طرح کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ یہاں بتایا ہے حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کیلئے دعا کی اس بناء پر کہ اہل کے بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کو ایک ادب سکھاتا ہے۔

فَلَا تَسْتَلِنَ مَالِيكَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ۔ نوح! تو کیوں کہتا ہے؟ یہ میرا اہل ہے جب بہلا وعدہ تھا تو ہم کو خود ہی اس کا پاس تھا۔ تم کیا جانتو کہ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں۔ اب دوسری بات دیکھو کہ اس طریق ادب سکھانے کے جواب میں اگر ہم ہوتے تو کیا کہتے۔ مجھے نبیوں کا علم نہ ہوتا۔ تو میری فطرت یہ گواہی دیتی ہے۔ کہ میں کہتا۔ ایسا نہیں کروں گا۔ مگر حضرت نوحؑ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ادب سے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور یوں کہا کہ تَبَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اِنَّ اَسْأَلُكَ مَالِیْنَ بِیْ بِهِ عِلْمٌ یعنی آپ ہی توفیق دیں کہ میں ایسی دعا نہ کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اسی واسطے صلواتِ امت نے لکھا ہے کہ تو بیکلئے ضروری ہے کہ وہ ایک کام چھوڑ دے۔ دوم دعا حالتِ کسے وعدہ کر لینا اچھی بات نہیں کیونکہ پھر ایسا کرے گا تو ایک گناہ اس بدی کا دوم گناہ وعدہ شکنی کا کیونکہ بعض انسانوں کو ایک بات کی لت ہو جاتی ہے۔ تو وہ جب موقع آتا ہے بول اُٹھتے ہیں۔

بہارِ توبہ شکن آدمی چارہ کیم

دیکھو حضرت نبی کریمؐ نے دعا کی ہے رَحِمَتْكَ اَنْجُوْ فَلَا تَكُنْ لِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةً۔ قرآن مجید مومنوں کو ادب سکھاتا ہے اور فرمایا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (حجرات: ۳) اور لَا تَقْدُمُوْا بَیْنَ یَدَیْ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ (حجرات: ۲)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم کردہ مالِ غنیمت کی نسبت اتنا کہا کہ اس میں انصاف ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ خالد بن ولید قتل کرنے کے لئے اٹھے۔ آنحضرتؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ قد گذر کرو۔ مگر دیکھو گے کہ ایک قوم اس کے ذریعے پیدا ہوگی قرآن کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے نہیں گزرے گا۔ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ حضرت علیؑ نے ایسے لوگوں کو قتل فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بڑے الزام لگائے گئے۔ عبداللہ بن سلام نے سمجھایا کہ تم یہ جرات دے لو ہی نہ کرو ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قیامت تک تلوار مسلمانوں سے نہ اُٹھے گی قتل کرنے



والے نے نہ مانا۔ تو اس کا نتیجہ مجھتا۔

مکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے آئے۔ معمول بات تھی مگر اس کا نتیجہ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مجبور ہو کر مدینہ سے چلے آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پھر مدینہ دار الخلافہ نہ بنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

إِنَّا ابْتِئْنَا مِنَ الْهَلِيِّ: یعنی میرا بیٹا میری بی بی کی طرف سے۔ اور قرآن تو صاف کہتا ہے کہ یہ لڑکا تیرے اہل کا بیٹا ہی نہیں۔ جہاں کہتا ہے إِنَّكَ لَيْتَسَ مِنْ أَهْلِكَ۔ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ (فصل الخطاب جلد اول ایڈیشن دوم ص ۱۵۱)

دعا میں مسئلہ کی تعریف ہوتی ہے اور سائل کا حال اور پھر عرضِ دعا۔ چنانچہ نوعِ دعا فرماتے ہیں رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنُ مِنَ الْخَسِرِينَ۔ اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم کہہ کر اپنے مسئلہ کی تعریف کی ہے اور اَكُنُ مِنَ الْخَسِرِينَ عرض کر کے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے۔ اور پھر دعویٰ نہیں کیا کہ میں ایسے سوالات نہیں کروں گا بلکہ اس کیلئے بھی جناب الہی سے استعانت کی ہے۔ یہ انبیاء کا غایت درجہ ادب ہے۔ (تشمیذ اللذات جلد ۸ ص ۳۶)

۴۹۔ قِيلَ يٰ نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ

عَلَيْكَ وَ عَلٰى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَعَكَ۔ وَ اُمَمٌ

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿۵۰﴾

بِسَلَامٍ مِنَّا: سلامتی ہماری طرف سے۔ اس تعوذ کا نتیجہ ہے۔ یہ تو بدلہ کا بدلہ ہوا۔ اب برکاتِ تجہ پر اور تیرے ساتھیوں پر ہوں گے۔ یہ اس ادب کا انعام ہے۔ ایک صوفی نے عجیب نکتہ لکھا ہے کہ سحرانہ فرعون کے ادب کا نتیجہ تھا کہ انہیں ایمان لانے کی توفیق ہوئی۔ انہوں نے جناب موسیٰ کا ادب کیا اور کہا اِنَّا اَنْ تُلْقَی (اعراف ۱۱۶) میں نے بھی اس سے ایک نکتہ نکالا ہے وہ یہ کہ مباحثہ میں ہمیشہ پہلے دشمن کو اعتراض کرنے دے پھر اس کا جواب دے۔ مومن اسی طریق سے فتح پاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۰۔ تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْنَاهَا اِلَيْكَ مَا

كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذِهِ

فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ، یعنی اے نبی تیرے دشمن بھی غرق ہوں گے۔

(تشیخ الانفال جلد ۹، ص ۴۵۹)

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ، نبی کریم کو مخاطب فرمایا ہے کہ یہ آئندہ کا واقعہ ہم بیان کر رہے ہیں قصہ نہیں۔ فرماتا ہے کہ تم خدا سے دعائیں کرو اور وہ لوہ سے ہوں اور حضرت نوحؑ کی طرح استقلال سے اپنی تعلیم پھیلاؤ۔ وہ تعلیم جسے تو اور تیری قوم اس سے پہلے ہرگز نہ جانتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ انجام کار متقی فتح پائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۱۔ وَإِلَىٰ عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ، إِنَّكُمْ أَنْتُمْ إِلَّا

مُفْتَرُونَ ۝

اعْبُدُوا اللَّهَ، یہ اصل الاصول ہے۔ ضروری ہے۔ پہلے جو کام کرو۔ خدا کے حکم کے ماتحت کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ پھر تمہاری نفسانی غرض اس میں شل نہ ہو مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ، اعْبُدُوا اللَّهَ کا یہی مطلب تھا اسے تاکید کیلئے فرماتا ہے کہ کوئی سوائے اللہ کے تمہاری نیتِ قول و فعل میں محبوب اور مقصود نہ ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۶، ۵۵۔ إِنْ تَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا

بِسُوِّهِ، قَالَ إِيَّايَ أَشْهَدُ اللَّهَ وَأَشْهَدُؤَا إِنِّي

بَرِيٌّ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِنْ دُونِهِ فَكِتَبُونِي

جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُونَ ۝

رکنہ دُورنی جَمیعاً، تم بھی اور تمہارے بُت بھی۔ انبیاء مجتہد کے قتل کا نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں کہ کوئی جتنا نہیں۔ کس تمدنی اور جرأت سے اعلان کرتے ہیں۔

( اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء )

۵۷۔ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ مَّا مِنْ

دَاۤیْبَةٍ اَنْ لَا هُوَ اَخِذٌ بِمَا صِیْرْتُمَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ

مُسْتَقِیْمٍ

مَا مِنْ دَاۤیْبَةٍ، جب سب جان دلوں پر خدا تعالیٰ کی حکومت ہے تو ہمیں کوئی پھیر ضرر کوئی کر دے سکتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۲۔ وَاِنِّیْ ثُمَّ وَاٰخَاۡکُمْ ضَلٰحًا ۚ قَالَ یٰقَوْمِ

اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُهٗ ۚ هُوَ

اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْہَا

فَاَسْتَفْرِوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہٖ ۚ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ

مُّجِیْبٌ

قَرِیْبٌ مُُّجِیْبٌ، قریب ہے دعا سننے اور پھر قبول کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۵۔ وَیَقُوْمُ ہٰذِہٖ نَاقَۃٌ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیۃٌ

فَذُرُّوْهَا تَاۡکُلْ فِیۡۤ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمْسُوْهَا

بِسُوۡءٍ فِیۡۤ اَخْذٍ کُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ

هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ، اللَّهُ تَعَالَى مِيزُ كُوچاہے نشان قرار دے لے۔ یہاں ایک معمولی اونٹنی کی نسبت کہہ دیا چلو یہی بطور نشانی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۶۔ فَعَقَرُوا هَآفَكَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِ كُفْرِهِ

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، ذَلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ۖ ﴿۳۷﴾  
وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ، بعض وعدے ٹل بھی جاتے ہیں۔ یہاں غیور مَکْذُوبِ فرمایا کہ اس کے خلاف نہ ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۸۔ وَآخِذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا

فِي دِيَارِهِمْ جُثَمَيْنِ ۖ ﴿۳۸﴾  
الصَّيْحَةُ: جیسے ایک مصرعہ صَاحَ الزَّمَانُ بِآلِ  
جُثَمَيْنِ، زمین کے ساتھ لگے رہے۔ مرغی زمین کی کید کراس پر اپنا سینہ رکھ دیتی ہے اسے  
جُثم کہتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے جُثم الطَّائِدِ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۶۹۔ كَان لَمْ يَخْنَوْا فِيهَا، أَلَا إِنَّ شَمُودَ

كَفَرُوا رَبَّهُمْ، أَلَا بُعْدًا لِشَمُودَ ۖ ﴿۳۹﴾  
عَانَ لَمْ يَخْنَوْا فِيهَا، گویا ان کا مغنی ہی کوئی نہ تھا۔ معنی کہتے ہیں آبادی کو۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۰۔ وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى

قَالُوا سَلَامًا، قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ

بِعِجْلٍ حَنِيفٍ ۖ ﴿۴۰﴾

قَالُوا سَلَامًا، کہتے ہیں سلاماً سے سلام بڑھ کر ہے۔ سلاماً کے پہلے کوئی فعل ہے جو اوقات سے متعلق ہے۔ یعنی ماضی یا حال یا استقبال کا۔ بہر حال دو اہم نہیں۔ مگر سلاماً میں

زمانہ کوئی نہیں۔ اس میں دوام پایا جاتا ہے۔ گویا ابراہیمؑ نے اسے بہتر جواب دیا۔ حسبِ آیت اِذَا حَيَّيْتُمْ بِتَحِيَّاتِهِ فَحَيُّوْا بِلُحْنٍ مِّثْلَهَا (نہ: ۸۷)

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ : اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سے پوچھنا روٹی کھاؤ گے یا نہیں؟ لغوبات ہے۔ جو حاضر ہو پیش کر دیا۔ چاہے تو کھالے۔

حَنِیْذٌ : تلا ہوا ترجمہ دہلی کی رہائش کی وجہ سے ہے۔ اصل میں اس کے معنی ہیں کہ گوشت کی باند و رطوبت جلانی گئی تھی۔ ایک پتھر گرم نیچے ایک اوپر رکھ دیتے ہیں اور اسی طرح گوشت تیار کیا جاتا ہے۔ ہمارے علاقہ میں بھی ایسا کرتے ہیں۔ ایک کھال میں رکھ کر گرم ریتے میں رکھ دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۷۔ فَلَمَّا رَاْ اٰیِدِیْهِمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ

اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً، قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا

اَرْسَلْنَا اِلَیْ قَوْمِ لُوطٍ ؕ

وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً : صوفیوں نے لکھا ہے کہ ابراہیمؑ کے قلب نے معلوم کر لیا کہ یہ عذاب لائے ہیں اور ابراہیمؑ اللہ کے غضب سے ڈرے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸۔ وَ اَمْرًا تُهٖ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا

بِاِشْحٰقٍ ؕ وَ مِنْ ذُرِّآءٍ اِشْحٰقٌ یَّعْقُوْبَ ؕ

ضَحِكَتْ : ۱۔ ہنس پڑی ۲۔ حیس آگیا (تشیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۵۹)  
فَضَحِكَتْ : اس کے ایک معنی کرتے ہیں کہ حد بڑھاپے میں حائض ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۹۔ قَالَتْ یٰوَيْلَتِیْ اِلٰہُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَ هٰذَا

بَعْرِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ؕ



یُوَیِّلَتَا، یہ عورتوں کا طرزِ کلام ہے۔

هَذَا بَعَثَ شَيْخًا: تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت جناب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدیعِ قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۹۹ء)

۷۴۔ قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَرَحِمَتُ اللَّهِ وَ

بَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، إِنَّهُ حَمِيدٌ

مَجِيدٌ

بَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ: اس سے یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ اہل بیت میں بیسیاں شامل ہیں۔ هَلْ أَذِلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ۔ (انقص: ۱۳)

کد سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پس ذرا افسوس ہے کہ شیعہ اہل بیت میں بیسیوں کو شامل نہیں کرتے اور يُطَهِّرُكُمْ (احزاب: ۵۳) میں کد ضمیر کو مذکر کیلئے بتاتے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ یہاں بھی ایک عورت کیلئے بَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ آیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیعِ قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۹۹ء)

۷۵۔ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيِّئًا بِهِمْ

وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ  
وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيِّئًا بِهِمْ: چونکہ تورات میں لکھا ہے کہ لوطؑ خود ان کو گھر میں لائے۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کے اچھے معنی کئے ہیں کہ لوطؑ اس امر پر تنگ ہوئے کہ یہ کیوں ہمارے ساتھ نہیں چلتے اور جہاں نہیں جاتے۔ (ضمیمہ اخبار بدیعِ قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۹۹ء)

۷۶۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُفْرَعُونَ إِلَيْهِ، وَمِنْ قَبْلُ

كَانُوا يَعْمَلُونَ الشَّيَآتِ، قَالَ يَقْوَاهُ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي

هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنِ فِي

ضَيْفِي، أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ

هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ: تو رات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوطؑ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پانچ اسی گاؤں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ تو حضرت لوطؑ نے ان کو شرم دلائی کہ دیکھو سب لڑکیاں تمہارے ہی گھروں میں ہیں۔ پس کیا میں تمہارے بڑے میں ہوں کہ اجنبی لوگوں کو بطور جاسوس داخل کروں۔  
 أَطْهَرُ لَكُمْ: یہ لڑکیاں میں نے تمہارے تقویٰ کیلئے پیش کی ہیں۔ ان کا معاملہ سوچو کہ جب یہ تمہیں مدین تو میں گاؤں کے برخلاف کوئی منصوبہ کیوں کرتے لگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۰۔ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ

حَقٍّ، وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿۸۰﴾  
 مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ: بیٹیاں ضمانت میں نہیں رکھی جاتیں۔  
 (تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۴۵۹)

۸۱۔ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أُوَدِّعُنِي إِلَىٰ

رُحْنٍ شَدِيدٍ ﴿۸۱﴾  
 لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أُوَدِّعُنِي إِلَىٰ رُحْنٍ شَدِيدٍ: حضرت لوطؑ نے پہلے قوت کا ذکر کیا مگر پھر انبیاء کے طریق پر اللہ کی طرف جھک گئے۔ اور کہا کہ نہیں بلکہ میں اللہ کی پناہ لوں گا۔ رُحْنٍ شَدِيدٍ سے مراد یقیناً اللہ ہے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۲۔ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ مَّنْضُودٍ ﴿۸۲﴾  
 عَالِيَهَا سَافِلَهَا: جو عالی تھے ان کو سافل کر دیا۔ بڑوں کو چھوٹا اور چھوٹوں کو بڑا بنایا  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت لوطؑ کے نہایت صحت بخش اور نہات وہ نصائح پر کان نہ رکھنے والے۔ وضع الہی کے دشمن فطرت کی مخالفت میں قویٰ کو برباد کرنے والے خود ہی کدھر گئے۔ ان کی بستی کی یہی خبر ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا۔  
 (تصدیق براہین احمدیہ ص ۸)

ایک مکذّب نو آریہ کے اعتراف کے جواب میں کہ قوم لوط کی بستیاں اُلٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسایا۔ جبرائیل نے پرول سے وہ شہر اٹھایا

فرمایا: ”پھر کیا الہی کاموں میں یہ بڑی بات ہے۔ تمہارے مذہب (ہندو) کی رُود سے تمام پرستوی تباہ ہو جاتی ہے۔ سب کچھ جل ہی جاتا ہے۔ اور جل بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ تو اگل ہی جاتا ہے۔ سو وہ بھی تباہ ہو کر ہوا بن جاتا ہے۔ پھر وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ بلکہ سب کچھ تباہ ہو کر صرف ایشود ساسر تھیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بدکاروں شریروں کیلئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تم نے جلاوا۔ پپلٹے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی۔ اور جلاوا سینٹ پیری تو ان دونوں کے واقعات ہیں۔

لوٹ کی قوم شریر۔ حق کی دشمن۔ حقیقت کی ضد تھی۔ گندے اعمال اور خلافِ فطرت کاموں میں منہمک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا۔ ڈیڈ سی (بھرمروار) کی جھیل انہی تباہی کی زندہ نشانی ہے۔ اور انکی بد عملی کا نمونہ بتانے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ ظلم ہائے قدرت خدا تعالیٰ کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کے لئے واقع ہوتے رہتے ہیں۔ شریر ان کی خلافِ دینی میں تباہ ہوتے ہیں اور راست بازوں کی صداقت پر اپنی بربادی سے مہر کر جاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا۔ جس نے حال میں سینٹ پیری تباہ کیا۔ (نور الدین ایڈیشن ص ۱۸۳)

۸۹۔ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَأَيْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى بَيِّنَةٍ

مِنْ رَّبِّكُمْ وَرَزَقْنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ

اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْتُمْ كُفُّ عَنْهُ ۚ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا

الْاَصْلَاحَ ۚ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۹﴾

رَزَقْنِيْ مِنْهُ ۚ میں بد معاملگی نہیں کرتا۔ یعنی دین میں دھوکہ نہیں کرتا۔ پھر بھی مجھے خدا تعالیٰ اپنی جانب سے بہت عمدہ رزق دے رکھا ہے۔ تم کیوں وَلَا تَنْقُصُوا الْحِكْمَالَ وَالْعِیْزَانَ پر عمل نہیں

کرتے۔ میری مثال سے ظاہر ہے کہ حصولِ رزقِ مہلک کی کمی پر موقوف نہیں۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ : میرے ایک دوست بڑے جہان نواز تھے۔ ایک دفعہ ایک جہان آیا۔ عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ پاس پیسہ تک نہ تھا۔ اسے کہا کہ آپ ذرا لیٹ جاویں میں آپ کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کی توجہ کی اور کہا اُفَوَضُّ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (مومن، ۴۵) مولیٰ تیرا ہی جہان ہے۔ یکایک ایک آدمی نے آواز دی کہ لینا میرے ساتھ چل گئے۔ ایک قاب پلاؤ کا تھا۔ نہ اس نے اپنا نام بتایا۔ نہ ان کو جلدی میں خیال رہا وہ قاب مدت تک بدمانت رہا کوئی مالک پیدا نہ ہوا۔ تو کل عجیب چیز ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۰۔ وَيَقُولُ لَا يُخْرِجُكَ شِقَاقِي أَنْ يُصِيبَكَ

مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَقْوَمَ هُوَ أَقْوَمَ

صَلِيحٌ، وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۝

لَا يُخْرِجُكَ: اللہ تعالیٰ تم سے قطع تعلق نہ کر دے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۱۔ وَاسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ شَعْرًا إِلَى شَعْرٍ

رَبِّي رَحِيمٌ ۝

جب ان کوئی غلطی کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی حکم اور قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ غلطی اور کمزوری اس کی راہ میں روک ہو جاتی ہے اور یہ عظیم الشان فضل سے محروم کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس محرومی سے بچانے کیلئے یہ تعلیم دی کہ استغفار کرو۔ استغفار انبیاء علیہم السلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ ہر نبی کی تعلیم کے ساتھ اسْتَغْفِرْ ذُنُوبَكُمْ شَعْرًا إِلَى شَعْرٍ رکھا ہے ہمارے امام کی تعلیمات میں جو ہم نے پڑھی ہیں استغفار کو اصل علاج رکھا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ پھل کمزوریوں کو جو خواہ عمداً ہوں یا سہواً غرض ماقدم و مآخذ نہ کرنے کا کام آگے کیا اور جو نیک کام کرنے سے روک گیا ہے۔ اپنی تمام کمزوریوں اور اللہ تعالیٰ کی ساری رضامندیوں کو مآءِ غلہ و مآءِ لالہ کے

نیچے رکھ کر اور آئندہ کیلئے غلط کاریوں کے بدنتائج اور بد اثر سے محفوظ رکھ اور آئندہ کیلئے ان بدیوں کے جوش سے محفوظ فرما۔ یہ ہیں مختصر معنی استغفار کے۔ (الحکم ۳۶، فروری ۱۹۰۸ء ص ۳۰۲)

۹۲۔ قَالُوا يَشْعَبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ

وَإِنَّا لَنَرُّكَ فِينَا ضَعِيفًا. وَلَوْ لَا رَحْمَتُكَ

لَرَجَمْنَكَ، وَمَا أَنْتَ عَلَيْنَا بَعِيزٌ ﴿۹۲﴾

مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِمَّا تَقُولُ : یہ ایک بہانہ ہے۔ انبیاءِ مودین لاتے ہیں۔ وہ بالکل سہل ہوتا ہے۔ لوگ عجیب عجیب پیچیدہ رسمیں ادا کرتے ہیں اور خدا کے حکم پر عمل نہیں کرتے۔ میں نے ایک خوب قوم شیعہ کو دیکھا ہے۔ کہ ان میں سو سو سال کے بوڑھے ہو گئے اور ختنہ نہیں کر لیا کیونکہ ختنہ کی رسوم کیلئے سو سو روپیہ چاہیے تھا۔ لوگوں نے خود اپنے تئیں مشکلات میں ڈال رکھا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیدہ قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۹۸، ۹۷۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ

مُبِينٍ ﴿۹۷﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ مَلَائِئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ

فِرْعَوْنَ، وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ﴿۹۸﴾

ہر فن میں جو اس فن کا ماہر ہو۔ اس کی بات ماننی چاہیے۔ مثلاً کوئی انگریزی زبان کے متعلق مسئلہ ہو تو انگریزی جاننے والوں سے۔ شعر شاعروں سے۔ غرضیکہ ہر ایک کسب اس کے اہل سے دریافت کرنا چاہیے۔ دنیا میں ہر قسم کی تجارت و سیاست کو جس طرح یورپ والے جانتے ہیں۔ ہم لوگ واقف نہیں ہیں۔ لہذا ان سے سیاست و تجارت کے متعلق باتیں دریافت کرنی چاہئیں۔ لیکن یہی علوم سے وہ ناواقف ہیں مثلاً یورپ و امریکہ والے علوم روحانی اور خدا شناسی سے بالکل نا آشنا ہیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا : ہم نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا۔ فرعون تو اس فن سے ناواقف تھا جس کے متعلق موسیٰؑ آئے۔ اس کے متبعین نے اس خاص فن میں بھی فرعون کی ہی اتباع کی۔ پس اس کا نتیجہ

(ضمیمہ اخبار بدیدہ قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

ظاہر ہے۔



۹۹۔ یَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ

النَّارَ، وَيُشْسِ الْيَوْمَ الْمَوْرُودُ ﴿۹۹﴾

ورد، کاٹھ کا بڑا پیالہ۔ گھاٹ میں اترنے کو بھی کہتے ہیں۔ وفد بھی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۱۔ ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغُرَى نَقُصُّهُ عَلَيْكَ

مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ﴿۱۰۱﴾

ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغُرَى، یہ باتیں ان واقعات و حالات سے متعلق ہیں۔ جو کہ متعلق انبیاء آتے ہیں۔ فرعون کو مصر ہی کا تو گھنٹہ تھا۔ پھر مصر اب موجود ہے۔ اس کی حالت کو دیکھو۔ بعض ایسی بستیاں ہیں جو تباہ ہو گئیں۔ مثلاً لوط کی بستیاں جو کہ نام سڈم وغیرہ پانچ بستیاں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۲۔ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا

أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ، وَمَا زَادُهُمْ غَيْرَ

تَثْبِيثٍ ﴿۱۰۲﴾

تَثْبِيثٍ، طاقت جیسا کہ سورہ تہمت میں بھی آیا ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے کہ انسان کا جسم ایک بستی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۴۔ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا

زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿۱۰۴﴾

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُّوا، جو اپنے مطالب میں کامیاب نہ ہو۔ ناکام و نامرلو۔ اسے عربی زبان میں شقی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۰۹۔ وَأَمَّا الَّذِينَ سُجِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ  
فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ

رَبُّكَ، عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْدُودٍ ۝

مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ، جب تک (وہ) آسمان وزمین قائم ہیں۔ یعنی مومن بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہیں گے۔ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ عربی زبان میں الف لام خصوصیت کا نشان ہے۔ اردو فارسی میں معرفہ اور نکرہ میں امتیاز کرنے کیلئے کوئی نشان نہیں۔ پس السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ میں سَمُوت اور ارض کے اول میں الف لام تخصیص کا اظہار کرتا ہے اور مقصود اس تخصیص سے وہ خاص آسمان وزمین مراد ہیں جو اس عالم آخرت کے مناسب اور اس مقام کی صورت طبعی کے اقتضائے موافق ہوں گے۔ غرض بہشت اور دوزخ میں خاص آسمان اور زمینیں ہوں گی اور مجبوراً آسمان وزمین اپنی حالت سے بدل جائیں گے۔ ناہم عیسائی اپنی کتب مسلمہ سے بے خبر اس حد ما قیاد کے باعث ایسی فاحش غلطیوں میں پڑتے اور بیابان ضلالت میں ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہیں۔ انجیل کا بھی یہی منشا ہے۔ جہاں لکھا ہے۔

”اور کہ تم خدا کے اُس دین کے آنے کے منتظر ہو جس میں آسمان بدل کر گندہ ہو جائیں گے۔ پر ہم نئے آسمان اور نئی زمین کی جہ میں راست بازی بستی ہے اُس کے وعدے کے موافق انتظار کر رہے ہیں۔“

(۲ پطرس ۳ باب)

(فصل الخطاب حصہ اول طبع ثانی ص ۱۳۶)

مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ، کہاں کا آسمان وزمین؟ وہاں (جنت) کا۔  
إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ، اس کی بابت بہت بحث ہے کہ مَا شَاءَ رَبُّكَ سے کیا مراد ہے بعض نے لکھا ہے کہ دنیا کی زندگی میں جو آسائش پہنچ جاتی ہے اس کا استثناء مراد ہے۔ بعض نے اس خاص کو اور وسیع کیا ہے کہ قبر سے حشر تک۔ بعض نے اور وسیع کیا ہے اور کہا ہے حشر کے فیصلہ تک۔ بعض نے کہا ہے کہ آخر دوزخ سے سب نکلے جاویں گے۔ میرے نزدیک اس سے اظہار عظمت و جبروت مراد ہے۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے۔ مشیت الہی کے ماتحت ہوتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار ہمد قادیان ۱۶ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۰۔ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَخْبُذُ هَؤُلَاءِ۔

مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ

إِنَّا لَمَوْفُقُوهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۝

فَلَا تُكَفِّرْ، یہ خطاب عام ہے۔ ہر مخاطب قرآن سے۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۳۔ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا

تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

فَاسْتَقِمْ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شینیتینی ہود کہتے ہیں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ ہر ایک استاد کو اپنی جماعت۔ مرشد کو اپنے مریدوں کا سخت فکر ہوتا ہے یہاں نبی کریم کو استقامت کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مَنْ تَابَ مَعَكَ اِنْ اِنْ کو اپنی ذات کی ذمہ داری مشکل ہے چہ جائیکہ دوسروں کا ذمہ اٹھانا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ نَحْمَتِكَ اَزْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرَفَةً عَيْنٍ

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے سورہ صمد نے بوڑھا کر دیا۔ اس میں کیا بات تھی فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ تم سیدھی چال چلو۔ نہ صرف تم بکھڑکھڑے ساتھ والے بھی۔ یہ ساتھ والوں کو سنی حضور کو بوڑھا کر دیا۔ ان کی اپنا ذمہ دار تو ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھیوں کا ذمہ دار ہو تو کیونکر؟ بس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں۔ موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اسے محروم کر دیا۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اللہ عزوجل کی غفلت نہ ہو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دن میں پوری ہوئی۔ میں پھر کہتا ہوں کہ فرماں بردار ہی کرو کھاؤ۔

(الحکم ۵، مئی ۱۸۹۹ء ص ۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ صمد نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ وہ کیا بات تھی جس نے آپ کو بوڑھا کر دیا۔ وہ یہ حکم تھا فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ یعنی جب تک تو اود تیرے ساتھ ولے توفیٰ میں قائم نہ ہوں وہ کامیابیاں نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے تو سیدھا ہو جا۔ جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے۔ اسی

طرح پر یاد رکھو کہ ہماری ادھارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔ جب تک امتحان نہ ہوئے کوئی سرٹیفکیٹ کامیابی کا بل نہیں۔  
(الحکم ۱۰، باب ۴، ۱۹۰۴ء ص ۴)

۱۱۵۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّمَارِ وَزَلْفًا

مِنَ اللَّيْلِ . إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّيَاطِ .

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ﴿۱۱۵﴾

طَرَفِي اللَّيْلِ، صبح و عصر کی نماز (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ج ۱۶، دسمبر ۱۹۰۹ء)  
اسلامی کلمات کیا ہیں۔ گناہوں کی سزائیں۔ گناہوں پر جُرماتے اور گناہ کے پیچھے نیکی۔ کیا سچ ہے  
إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّيَاطِ۔ نیکیاں دُور کر دیتی ہیں برائیوں کو (قانونِ قدرت میں بھی دیکھو  
قانونِ قدرت کی خلافِ مذی سے جب سزائیں آتی ہیں تو اس خلافِ مذی کے بعد قانون کی متابعت اور  
خلافِ مذی کے نقصان پر کچھ غریب ہی کر پڑتا ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ایڈیشن دوم ص ۲۹)

۱۱۶۔ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۱۶﴾

مولیٰ کریم پر شکور ہے اور عظیم ذخیرہ ہے اس لئے وہ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ  
الْمُحْسِنِينَ۔ بے شک اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ محسوس کتے ہیں۔ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم سے احسان کی تعریف جبرائیلؑ نے صحابہؓ کی تعلیم کیلئے پوچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے  
کہ تُو اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ یا کم از کم یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیکھتا ہے۔

یہ ایک ایسا مرتبہ عظیم الشان ہے جس کے کسی نہ کسی پہلو کے حاصل ہو جانے پر انسان گناہوں سے بچ  
جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے مراتب اور مدارج اللہ تعالیٰ کے حضور پالیتا ہے۔ ساری نیکیوں کا سرچشمہ اور  
تمام ترقیوں اور بلند پروازیوں کی جگہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ انسان اعلیٰ درجہ کے اخلاقِ فاضلہ کو حاصل  
ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا تعالیٰ پر یقین نہ ہو کہ وہ ہے۔ میں اس بات کے ماننے کے واسطے کبھی تیار  
نہیں ہو سکتا کہ ایک دہریہ بھی کبھی اعلیٰ اخلاق والا ہو سکتا ہے۔ کوئی چیز اس کو گناہوں سے ارتکاب  
سے نہیں روک سکتی۔ نیکی کا کوئی سچا مفہوم اس کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ پھر وہ نیکی کچھ کرے اور گناہوں

سے کیونکر بچے۔ اس کی ساری عمر ناامیدیوں اور مایوسیوں کا شکار رہتی ہے۔ وہ اسباب اور علت و معلول کے سلسلہ کے پیچ و پیچ تعلقات میں مہمک رہ کر آخر حسرت اور یاس سے اس دنیا کو چھوڑ جاتا ہے۔ میں نے دہریہ اور ایمان والے دونوں کو مرتے دیکھا ہے۔ اور دونوں کی موت میں زمین و آسمان کا فرق پایا ہے میں یہ کہتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربے سے کہتا ہوں اور پھر جو چاہے آزما کر دیکھ لے کہ سچی راحت اور حقیقی خوشی صرف اور صرف ایمان باللہ سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی لائف میں جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی واقعہ خود کشی کا نہیں پایا جاتا۔ مومن کی امید اپنے خدا پر بہت وسیع ہوتی ہے۔ وہ کبھی اس سے مایوس نہیں ہوتا۔ ان کی زندگی کے واقعات کو پر طبعو تو معلوم ہوگا کہ ایک ایک وقت ان پر ایسا آتا ہے کہ زمین ان پر تنگ ہو گئی ہے۔ لیکن اس شدت ابتلا میں بھی وہ ویسے ہی خوش و خرم ہیں جیسے اس ابتلا کے بعد ہونے پر۔ وہ کیا بات ہے جو ان کو موت کی سی حالت میں بھی خوش و خرم اور زندہ رکھتی ہے۔ فقط اللہ پر ایمان۔

غرض محسنین کے زمرہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل اور پھر مشکل کشا ہے۔ پہلا صبر جو محسن کا اعلیٰ مقام ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ بعد میں حاصل ہوتا ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ وہ ایمان لائے کہ میرے ہر قول و ہر فعل کو مولیٰ کریم دیکھتا اور سنتا ہے۔

جب یہ مقام اسے حاصل ہوگا تو ہر ایک بدی کے وقت اس کا فہم قلب اس ایمان کی بدولت اس سے روکے گا اور لغزش سے بچائے گا۔ اور رفتہ رفتہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخر وہ اس مقام پر پہنچ جائے گا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لے گا اور یہ وہ مقام ہے جو صوفیوں کی اصطلاح میں لقاء کہلاتا ہے۔ پس حبیب انسان محسن ہو کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو پھر تھوڑا ہوا بہت۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر بدلے دیتا ہے۔ صرف اعتقادی اور علمی بات ہی نہیں۔ کہانی اور داستان ہی نہیں بلکہ واقعات نفس الامری ہیں۔

میں دنیا کی تاریخ میں جس سے مراد انبیاء علیہم السلام کی پاک تاریخ لیتا ہوں۔ بہت سے واقعات اس کی تصدیق میں پیش کر سکتا ہوں اور علمی طریق پر بھی خدا کے فضل سے اس کی سچائی ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ مگر ان سب باتوں کو چھوڑ کر میں ایک عظیم الشان واقعہ صحابہ کی لائف کا دکھانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک عرصہ تک اس سوال پر غور کرتا رہا کہ کیا وجہ تھی جو انصار کو خلافت نہ ملی۔ بلکہ خلافت کے اول وارث ہاجر ہوئے۔ اور ہاجرین میں سے بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حالانکہ انصار میں سب نے بڑی ہمت کی اور انکی اس وقت کی امداد ہی نے ان کو انصار کا پاک خطاب دیا لیکن اس کا کیا میر ہے کہ بادشاہی اور حکومت کا ان کو حصہ نہ ملا۔ اور پہلا خلیفہ قریشی ہوا۔ پھر دوسرا تیسرا چوتھا بھی۔ یہاں تک کہ عباسیوں تک



قریشیوں ہی کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ بنو ثقیفہ میں کرشمش کی گئی کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہوا اور ایک مہاجرین میں سے۔ مگر یہ تجویز پاس نہیں ہوئی۔ اور کسی نے نہ مانا۔ آخر مہاجر پر اسکا بتر یہ کھلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِیْعُ اَیْجَدَ الْحُسْنٰی اِیْنَا کَام کر رہی تھی۔

انصار نے کیا چھوڑا تھا۔ جو ان کو ملتا؟ مہاجرین نے کچھ چھوڑا۔ وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا۔ مال و اسباب۔ غرض جو کچھ تھا وہ سب چھوڑا۔ اور سب سے بڑھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔ اس لئے جنہوں نے جو کچھ چھوڑا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر پایا۔ زیادہ سے زیادہ انکی زمین چند بیگہ ہوگی جو انہوں نے خدا کیلئے چھوڑی۔ مگر اس کے بدلہ میں یہاں خدا نے کتنے بیگہ دی۔ اسکا حساب بھی کچھ نہیں۔

پس یہ سچی بات ہے کہ جس قدر قربانی خدا کے لئے کرتا ہے اسی قدر فیض ان سے اللہ تعالیٰ کے حضور سے پاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کتنی بڑی تھی۔ پھر اس کا پھل دیکھو۔ کس قدر ملا۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں ایک خواب کی بناء پر جس کی تاویل ہو سکتی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے خلوص کے اظہار کیلئے جو ان بیٹے کو ذبح کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ پھر خدا نے اس کی نسل کو کس قدر بڑھایا کہ وہ شمار میں بھی نہیں آ سکتی۔ اسی نسل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان رسول خاتم النبیین رسول کر کے بھیجا جو کل انبیاء علیہم السلام سے افضل ٹھہرا۔ جس کی امت میں ہزاروں ہزار اولیاء اللہ ہوئے جو بنی اسرائیل کے انبیاء کے ثقیل تھے اور لاکھوں لاکھ بادشاہ ہوئے۔ یہاں تک کہ مسیح موجود جو خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا ہے وہ بھی اسی امت میں پیدا ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور اسکی شناخت کا موقع ہم کو دیا گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَى ذٰلِکَ۔

یہ بدلہ۔ یہ جزاء کس بات کی تھی؟ اسی عظیم الشان قربانی کی جو اس نے خدا تعالیٰ کے حضور دکھائی۔ واقعی یہ بات قابلِ غور ہے کہ ابراہیمؑ کی عمر جب کہ توبہ برس کے قریب پہنچی۔ اس وقت قویٰ بشری رکھنے والا کیا امید اولاد کی رکھ سکتا ہے۔ پھر ۱۳ برس کی عمر کا نو جوان لڑکا جو ۴۴ برس کے بعد کا ملا ہوا ہو۔ اس کے ذبح کرنے کا اپنے ماتحت سے ارادہ کر لینا معمولی سی بات نہیں ہے۔ جس کیلئے ہر شخص تیار ہو سکے۔ غور کرو اس ذبح کے بعد عمر کے آخری ایام میں اور قبر قریب ہے۔ پھر کیا باقی رہ سکتا ہے۔ نہ مکان رھا نہ عزت و جبروت۔ مگر اے ابراہیمؑ تجھ پر خدا کا سلام۔ تو نے خدا تعالیٰ کے ایک اشارہ اور ایمان پر سارے ارادوں اور ساری خوشیوں، خواہشوں کو قربان کر دیا۔ اور اس کے بدلے میں تو نے وہ پایا جو

کسی نے نہیں پایا۔ خاتم النبیین اسی اسماعیل کی نسل میں ہوا۔ اور خاتم الکلماء اسی خاتم النبیین کی امت میں اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد صلی علی ابراہیم و علی آل ابراہیم۔ اِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ۔

پھر ابراہیم علیہ السلام کا وہ صدق اور اخلاص کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا اَسْلِمْتَ قَلًا فَاسْلَمْتُ لے ابراہیم! تو فرماں بردار ہو جا۔ عرض کیا۔ حضور میں تو فرماں بردار ہو چکا۔ اَسْلِمْتُ۔ نہیں کہا۔ اَسْلَمْتُ یعنی اپنا مادہ رکھا ہی نہیں۔ معاً حکم الہی کیساتھ ہی تعمیل ہو گئی۔ پھر اس اخلاص سے کیا بدلہ پایا کہ ابولہبتہ ٹھہرا۔ جو کچھ چھوڑا اس سے بڑھ کر ملا۔

اسی طرح پر سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر غور کرو۔ اہل مکہ نے کہا کہ اگر آپ کو بادشاہ بننے کی آرزو ہے تو ہم تجھ کو بادشاہ بنانے کیلئے تیار ہیں۔ اگر تجھے دو تلمذ بننے کی خواہش ہے تو دولت جمع کر دیتے ہیں۔ اگر حسین عورت چاہتا ہے تو تامل و مذاقہ نہیں۔ یہ کیا چیزیں تھیں۔ مگر دنیا پرستی کی نظر ان سے پرے نہیں جاسکتی تھی۔ اس لئے اسی کو پیش کیا۔ آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟ کہ اگر سوج اور چاند کو میرے دائیں بائیں رکھ دو تو بھی میں اشاعت اور تبلیغ سے ٹک نہیں سکنا۔ اللہ اللہ کس قدر اخلاص ہے اللہ تعالیٰ پر کتنا بڑا ایمان ہے۔ قوم کی مخالفت الہ دُکھوں اور تکلیفوں کے سمندر میں اپنے آپ کو ڈال دینے کے واسطے روح میں کس قدر جوش اور گرمی ہے جو اس انکار سے آنے والی تھیں ان تمام مفاد اور منافع پر محسوس دینے کیلئے کتنی بڑی جرأت ہے جو وہ ایک دنیاوار کی حیثیت سے پیش کرتے تھے مگر خدا کو راضی رکھ کر۔ اس کو مان کر اور اس کے احکام کی عزت و عظمت کو مد نظر رکھ کر اس قربانی کا بدلہ آپ نے کیا پایا جو دنیا میں کسی مادی کو نہیں ملا۔ اور نہ ملے گا۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ کی صدا کس کو آئی؟ اور کس نے ہر چیز میں آپ کو وہ کثر عطا کی جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ سوچو اور غور کرو!!

میں نے مختلف مذاہب کی کتابوں۔ انکے مادیوں اور یا نبیوں کے حالات کو پڑھا ہے۔ اس لئے دعویٰ ہے کہتا ہوں کہ کوئی قوم اپنے مادی کیلئے ہر وقت دعا میں نہیں مانگتی ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت ہر آن اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد و باریک و سلیحہ کی دعا آپ کیلئے کر رہے ہیں۔ جس سے آپ کے اور مراتب ہر آن بڑھ رہے ہیں۔ یہ خیالی اور خوش فکری بات نہیں۔ واقعی اسی طرح پر ہے۔ دنیا کے ہر آباد حصہ میں مسلمان آباد ہیں اور ہر وقت ان کی کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور ہوتا ہے جس میں لازمی طور پر اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد پڑھا جاتا ہے۔ مقررہ نمازوں کے علاوہ نوافل

پڑھنے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور حدود شریف بطور وظائف کچھ پڑھنے والے بھی کثرت سے۔ اس طرح پر آپ کے مراتب و مدارج کا اندازہ اور خیال بھی مل سکتا ہے۔ یہ عزت اور یہ فخر کسی اور مادی کو دنیا میں حاصل نہیں ہوا۔  
(الحکم، ۱، فروری ۱۹۰۴ء ص ۵)

۱۱۷۔ فَلَوْلَا هَآكَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أَذِلُّوْا

بَقِيَّةٌ يَّتَمَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْآرْضِ إِلَّا قَلِيْلًا

مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ. وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا

اُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۷﴾  
اُذِلُّوْا بَقِيَّةٌ، جس میں نیکی کا اثر باقی ہو صاحبان عقل و شعور۔ مَا اُتْرِفُوا فِيهِ جس راہ میں کہ انہوں نے عیش و عشرت کو پایا۔ جب تک کسی قوم میں ایسے لوگ ہوں جو بدیوں سے منع کرتے رہیں اور نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں۔ تب تک وہ قوم ہلاک ہونے سے بھی بچ رہتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان، ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۱۸۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهِلِكَ الْقُرَىٰ يَظْلِمِ

وَأَهْلُهَا مُصِلِحُونَ ﴿۱۱۸﴾

يَظْلِمِ، اللہ تعالیٰ ہے وجہ کوئی عذاب نہیں دیتا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں مصائب ایسے ہی بلا سبب آجاتے ہیں۔ قرآن شریف ایسا نہیں کہتا۔ بلکہ فرماتا ہے کہ جس بستی میں مصلح موجود ہوں وہاں عذاب نہیں آتا۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان، ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۰۔ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ. وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ.

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

جہاں تک تاریخی واقعات۔ قدیمہ اور جدیدہ آثار اور عقل شہادت دیتی ہے۔ اس دنیا میں اضداد

کا مقابلہ ہوتا رہا اور یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ بھی کسی مدت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ کیمسٹری کی گواہی ذرات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو۔ انسانی گروہ پر نظر کرو۔ سعید کے ساتھ شتی یا سریشٹ (اچھا) کے ساتھ ونسو (برا) کب سے مقابلہ ہوتا ہے۔

مومن و کافر کا جھگڑا اور عالم و جاہل کا تنازعہ کوئی پہلی قسم سے جدا فساد نہیں۔ یہ الفاظ سعید اور شتی۔ بھلے اور بُرے یا سریشٹ اور ونسو کے ہی عنوان ہیں۔ اوروں کا محاصمہ وہی اضداد کی باہمی جنگ ہے۔ یہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج کا موجب اور خدا ترس پر سمجھ والوں کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے ان منافع کا تذکرہ جو اس جدال و قتال سے اس حملہ کے مجاہدین اور شہداء کے حق میں پیدا ہوتے ہیں اس رسالہ میں ناموزوں ہے۔ مگر قدرت کے کارخانہ میں جب اختلاف موجود ہے پھر یہی قوت اور طاقت کے ساتھ ہوتا ہے کہ مخلوق میں کوئی بھی نہیں گزرا اور نہ ہے جس نے اختلاف کو مثلیا ہو بلکہ یہ سچا الہام وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن تَجِمَ رَبُّكَ اس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۰۱)

دیکھو اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف۔ لباسوں میں اختلاف۔ مکانات میں اختلاف۔ صحبتوں میں اختلاف۔ مذاہب میں اختلاف۔ فرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آگئے۔ میں کہیں گہرا نہیں کرتا کہ فلاں شخص کیوں ہمرا خیال نہیں۔ کیونکہ میری سگمائی کا ارشاد ہے وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن تَجِمَ رَبُّكَ۔ پس جس پر فضل ہوا۔ وہ اختلاف سے نکل کر وحدتِ ارادی کے نیچے آجائے گا۔ (الفضل ۹ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

لِذَلِكَ خَلَقَهُمْ رَحْمَةً وَسُلْطَةً ہاں کہ پیدا کیا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دنیا میں اختلاف مذاہب کا ہمیشہ رہے گا۔

تَحْتِ: یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک بات ہے اور پوری ہوگی کہ حق و ناس کا ایک گروہ داخل جہنم ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۱- وَلَا تَقْصُ عَلَيْنِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ

مَا نُنْشِئُ بِهِ فُؤَادَكَ، وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ □

مُكَلَّا تَقْصُصَ، یہ سب جو ہم نے بیان کیا یہ اس واسطے ہے کہ پہلے انبیاء کے حالات کے سننے اور معلوم کرنے سے تیرا دل مضبوط ہو کہ تمام انبیاء کے ساتھ ایسا حال ہوا۔ اور تو بھی ایک نہیں ہے۔

وَجَاءَكَ، اور جو پیشگوئی تیرے متعلق تھی۔ وہ اب آگئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲۲- وَقَدْ تَلَّوْا ذِیْنَ لَا یُؤْمِنُونَ اَعْمَلُوا عَلٰی

مَعَا نَتِیْكُمْ، اِنَّا عَمِلُوْنَا ۝

عَلٰی مَعَا نَتِیْكُمْ، حتی الامکان تم اپنی طاقت سے میرے مقابلہ میں زور لگاؤ۔ اور اپنی جگہ پوری

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

طرح سوچ بچار کرو۔

۱۲۳- وَرَبُّوْا غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبِّہِ

یُزِجْہُ اَنۡلَا مَرۡکُطَہٗ فَاَعْبُدْہُ وَتَوَخَّذْ عَلَیْہِ، وَ

مَا رُبُّکَ یَغَا فِیۡ عَمَّا تَعْمَلُوْنَا ۝

غَیْبُ، یہ سب انبیاء کے واقعات جو قرآن شریف میں بیان کئے ہیں یہ غیب یعنی پیشگوئیاں

ہیں۔ جیسا کہ ان انبیاء کو کامیابی ہوئی اور اللہ کے مخالف ہلاک اور تباہ ہوئے۔ ایسا ہی حال حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے احباب کا اور جس طرح انبیاء کے مخالفوں کا حال ہوا۔ اسی

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

طرح آپ کے مخالفوں کا ہوگا۔



## سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَلرَّتِّبْتُ لَكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾

اَلرَّ: اَنَا اللّٰهُ اَرٰی۔ میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کرتے ہو۔ جس طرح تم اس رسول کے ساتھ برتاؤ کرتے ہو۔ اسی طرح یوسفؑ کے ساتھ اسکے بھائیوں نے کیا تھا۔ تہا را بھی اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسفؑ کے سامنے یوسفؑ کے بھائیوں کا ہوا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے جن میں سے ایک بنیامین ال سے بھار میں چھوٹے تھے اور یہی سب سے بھائی یوسف علیہ السلام کے تھے۔ باقی بھائیوں میں سے جو سوتیلے تھے۔ ایک ال کے خیر خواہ تھے۔ باقی نو مخالف تھے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف بھی تسعة دھڑ لوگ رہے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتہ الاولیاء ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا تَعْلَمُوْنَ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲﴾

عَرَبِيًّا، کھل کر سنائے والی زبان میں۔ (تشمیذ القرآن جلد ۹ ص ۴۵۹)

۴۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا

اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ

قَبْلِهِ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

قَصَصٍ: بیان یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں لفظ قصص قی پر فتحہ دُرُج کے ساتھ ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس کے معنے ہیں بیان کرنا۔ بعض لوگ غلطی سے اس کے معنے کرتے ہیں۔ قصے۔ قصہ اور لفظ

ہے جوئی کی زیر کے ساتھ ہے اور اس کی جمع ہے قصص (ق کے نیچے زیر کے ساتھ)  
نبیوں میں سے حضرت رسول کریمؐ، حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیم علیہ السلام و  
البرکات بڑے اولوالعزم لوگ ہوئے ہیں۔ اور ان کا معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام سے کہیں بڑھ چکا  
کر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا معاملہ تو صرف بھائیوں یا ایک محبت کے ساتھ ہوا تھا اور وہاں تمام  
اقوام کی مخالفت کا بہت خوفناک مقابلہ پیش تھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۔ اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ

أَحَدَ عَشَرَ كُوكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي

سَاجِدِينَ ۝

رَأَيْتُ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کا نام خواب رکھتے ہیں۔ مگر حضرت یوسفؑ نے اس  
کو دیکھنا ہی فرمایا اور یہی اصطلاح صحیح ہے۔ وہ بھی ایک قسم کی بیداری ہوتی ہے۔ جس میں دوسرے شریک  
نہیں ہو سکتے

لِي سَاجِدِينَ : میرے سب سے وہ سجدہ میں گرے ہوئے ہیں۔ کوئی ایسا امر واقعہ ہوا ہے  
کہ وہ سب کے سب سر بسجود ہو رہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

إِنِّي رَأَيْتُ : یہاں خواب کا ذکر نہیں۔ اسی طرح نبی کریمؐ نے جو دجال یا جوج ماجوج وغیرہ کے  
بارے میں رَأَيْتُ فرمایا اسے رؤیا یا کشف کیوں نہیں قرار دیتے۔ ۶

(تشیذ الاذعان جلد ۹ ص ۴۵۹)

۶۔ قَالَ يَبْنَئِي لَا تَقْصُصْ دُؤْيَاكَ عَلَىٰ اخْوَتِكَ

فَيَكِيدُوكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلنَّاسِ عَدُوٌّ

مُبِينٌ ۝

اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت یعقوبؑ تعمیر رؤیا کی سمجھ گئے تھے۔ فرمایا۔ تیرے  
بھائی تو تیرا مقابلہ کریں گے۔ اور یہ ان کا شیطانی فعل ہوگا۔ کیونکہ شیطان ہی آپس میں

جنگ کروا دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتہ قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۷۔ وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَحْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

يُعَلِّمُكَ : اللہ تعالیٰ تجھے اس رؤیا کی اصل حقیقت بتا ہی دے گا۔ اس بات سے حضرت یعقوبؑ نے پہچان لیا کہ یوسفؑ پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہونے والا ہے۔ میرا اللہ میرے باپ اسحاقؑ میرے دادا ابراہیمؑ کا وارث ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدعتہ قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۸۔ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ

لِّلسَّائِلِينَ ۝

سَّائِلِينَ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کرنے والوں کے واسطے یوسفؑ اور اس کے بھائیوں کے بیان میں جواب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بھی مکہ و لاہور میں یہی احوال گئے تھے کہ انکو قتل کیا جاوے یا قید کیا جاوے یا جلا وطن کیا جاوے۔ آخر آپؐ ہجرت پر مجبور کئے گئے۔ اور بالآخر یوسفؑ کی طرح اہل مکہ پر فتح پائی۔ اور انہیں معاف کر دیا۔ اس آیت میں پیشگوئی ہے کہ جو حال یوسفؑ کے بھائیوں کا اس کے مقابلہ میں ہوا تھا وہ ان قریش کا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدعتہ قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

آيَةُ لِّلَّسَّائِلِينَ : مکہ سے نکلنا پڑا ۲۔ پھر حاکم ہو گئے ۳۔ مکہ فتح ہو گیا۔ مکہ والوں نے معافی کی درخواست کی۔ (تشیخ الاذعان جلد ۹ ص ۲۵۹)

۹۔ ۱۰۔ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيَّ

أَبَيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلٰلٍ

مُيِّنِينَ ۝۹۱ وَاقْتُلُوا يُوسُفَ أَوْ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ

لَكُمْ وَجْهٌ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا ضَالِحِينَ ۝۹۲

عُصْبَةً، ہم ایک بڑی جماعت ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ایسا ہی کہا گیا۔ مِنَ الْقَرَّتَيْنِ عَظِيمٌ (زخرف: ۳۲)

ضَلِيلِ مُيِّنِينَ؛ کھٹنے والی محبت۔ یوسفؑ کے ساتھ ایسی محبت ہے جو ہم سے قطع محبت کراتی

ہے۔

مِنْ بَعْدِهِ؛ بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ بدی ہم کر لیں۔ پھر نیک ہی جائیں گے۔ ایسے آدمیوں کو نیکیوں کی توفیق نہیں حاصل ہوتی۔ بعد میں توبہ کر لینے کی نیت کے ساتھ بدی کی طرف جھکتا کبھی اعمال صالح کی توفیق نہیں دیتا۔ (ضمیمہ اخبار بد رفتاریاں ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

أَحَبُّ إِلَيَّ آبَتَنَا، جیسے اس قوم میں نبی کریمؐ خدا کے محبوب بن گئے۔ (تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۴۵۹)

۱۱ - قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقَوْهُ فِي

غَيْبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ

فَاعِلِينَ ۝۹۲

لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ، نبی کریمؐ کے دشمن اس سے زیادہ سخت تھے۔ کیونکہ انہوں نے قتل کا فیصلہ کر دیا۔ (تشمید الاذیان جلد ۹ ص ۴۵۹)

غَيْبَتِ الْجُبِّ، قَعْدِیٹر۔ وہ کنواں اس کو غائب کر دے۔ وہ ایک خاص کنواں تھا اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بد رفتاریاں ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۲، ۱۳ - قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَ

إِنَّا لَهُ لَنَا صِحُّونَ ۝۹۳ أَرْسَلَهُ مَعَنَا غَدًا يَزْتَعِ

وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۳۱﴾

ابن سب دعویٰ میں جو یوسفؑ کے بھائیوں نے کئے۔ کہیں انشاء اللہ نہیں کہا۔ خدا کا نام بالکل نہیں لیا۔ اسی واسطے حضرت یعقوب علیہا السلام کو خوف پیدا ہوا کہ ان کی ان باتوں کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کیونکہ ان کو جناب الہی کا خیال بھی نہیں آیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہہ نہیں سکے۔  
یَدَّتْ: کھیلے گا۔ کودے گا۔ جھل کے پھل کھائے گا۔ چرانا سیکھے گا۔

(ضمیمہ اخبار بد قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ: دیکھو خدا کا نام نہیں لیتے اور جب تک نہیں لیتے۔ ناکام رہتے ہیں۔  
(تشمید القرآن جلد ۹ ص ۲۵۹)

أَوْحَيْنَا: اس جگہ خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی تشفی فرمائی۔ وحی کی آواز اونچی ہوتی ہے مگر پاس والے نہیں سنتے۔  
(ضمیمہ اخبار بد قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۱۸- قَالُوا يَا بَنَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ، وَمَا أَنتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا

وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ﴿۳۲﴾

نَسْتَبِقُ: ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بد قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۰- وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى

دَلْوَةً، قَالَ يَبْشَرِي هَذَا غُلَامٌ، وَاسْرَوْهُ

بِضَاعَةٍ، وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾

وَارِدَهُمْ: اپنا سقمہ۔ پانی بھرنے والا۔

غُلَامٌ: عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ ماجرہ لندنی تھی اور اسماعیل لندنی سے پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی اسرائیل کو فرعون کا غلام بنا دیا۔ یوسف علیہ السلام غلام بنے۔ شرم! شرم! شرم!!!  
اور حضرت یوسفؑ اس جگہ بنی اسماعیل کے غلام بنائے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بد قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)



۲۱ - وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخِيسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ، وَ

كَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

بَخِيس : خدا تعالیٰ نے اس رقم کی تعمیر کی ہے۔ خواہ کتنی ہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بھی کفار عرب نے سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا کہ جہاں کو قتل کرے۔ اسے سو اونٹ ملے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۲ - وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لَا مِرَاتٍ

أَكْرَمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ

وَلَدًا، وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ،

وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ، وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ

أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

عَسَىٰ أَن يَنْفَعَنَا : ہمیں نفع دے۔ وہ مشرک کافر تھے۔ ۱۔ انہوں نے سوچا کہ اس کو متبہ بنائیں گے۔ ۲۔ یا یہ خیال کیا کہ اس سے یوگ کرائیں گے۔ کیونکہ آریوں کی طرح وہ بھی تھے ایک نبی کے متعلق ایسا خیال کیا۔ مگر وہ کیا جانتے تھے (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۳ - وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا،

وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ : یعنی عبادت اللہ اور سنت اللہ اس طرح کرتے ہوئے ہیں کہ کوئی محسن ہو۔ کبھی ہو۔ اس کو اس طرح پر جزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔ غرض انسان محسن بنے۔ پھر خدا اس کے ساتھ ہے اور اسے مراتب اعلیٰ ملتے ہیں۔

(الحکم ۱۴، فروری ۱۹۰۳ء ص ۱)

۲۴ - وَرَاوَدَتْهُ الْوَرِثَىٰ بَيْتَهَا عَنْ نَفْسِهِ

وَعَلَّقْتَ الْأَيْمَانَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ . قَالَ مَعَاذَ

اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ . إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

الظَّالِمُونَ ﴿۳۴﴾

ہیئت لک: بناؤ سنگدار اور تمام سالان کر کے کہا کہ ایسے آؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۲۵۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَرَبَهَا . لَوْلَا اَنْ

رَا بُرْهَانَ رَبِّهٖ . مَخَذَلِكْ لِنَصْرِفَ عَنْهٗ

السُّوٓءَ وَانْفَحَشْنَا اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۳۵﴾

ہَمَّ: یوسفؑ نے اس عورت کو روکنے میں زور نہ لگایا۔

لَوْلَا اَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ: اگر اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور احکام و مبارک عفت اس کو نہ ملے ہوتے۔ تو وہ اس عورت سے بچنے کی کوشش نہ کرتا اور اس کو نصیحت کرنے میں زور نہ لگاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض خدا تعالیٰ کے خوف سے ایک عورت کے ساتھ بکری کرنے سے پرہیز کیا۔ ورنہ ایک عام آدمی بھی جس کی نگاہ بہت ہی چھوٹی اور پست ہو کہہ سکتا ہے کہ اس تعلق سے وہ اس عزت سے جو اس وقت اُن کی تھی زیادہ معزز اور آسودہ حال ہوتے۔ اگرچہ یہ خیال ایک ذی الطبع آدمی کا ہو سکتا ہے کہ کسی بدی اور بکری میں کوئی آرام۔ آسودگی کی عزت مل سکتی ہے کیونکہ ارشاد الہی اس طرح پر ہے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور پھر معزز ہونا رسول اور مومنین کے لئے لازمی ہے۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ کینہ فطرت۔ کم حوصلہ انسان عاقبت اندیشی سے حقہ نہ رکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ الٰہ کو آرام ملتا ہے۔ مگر حضرت یوسفؑ نے اس عزت۔ اس آرام اور دولت پر ملتاری اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عزت کی۔ قید قبول کی مگر احکام الٰہی کو نہ توڑا۔ نتیجہ کیا ہوا۔ وہی یوسف اسی مصر میں اسی شخص کے سامنے اس عورت کے اقرار کے موافق معزز اور راست باز ثابت ہوا۔ وہ امین

ٹھہرایا گیا۔ اور جس مرتبہ پر پہنچا تم میں سے کوئی اس سے ناواقف نہیں.... عادت اللہ اور سنت اللہ اسی طرح پر واقعہ ہوئی ہے۔ کہ کوئی محسن ہو۔ کبھی ہو۔ اس کو اسی طرح پر عزا ملتی ہے جیسے یوسف علیہ السلام کو ملی۔  
(الحکم، ۱۱ فروری ۱۹۰۴ء ص ۷)

۳۱۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ

تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ. قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا رَأَيْنَا

لَنَزَمَهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۳۱﴾

شَغَفَهَا حُبًّا: شغف۔ وہ پڑا جو جلد کے اوپر ہوتا ہے۔ داخل ہونا۔ جنوں کی حالت تک پہنچ جانا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰، دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۲۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَ

اعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّعًا وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ. فَلَمَّا رَأَيْنَهُ

اُكْبَرْتَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا

هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿۳۲﴾

بِمَكْرِهِنَّ: مکر کے معنی تدبیر کے ہیں۔ لیکن صحابہؓ تابعین نے اس کے معنی قَوْلُهُنَّ کے کئے ہیں۔ یعنی جہان کا قول کرنا۔

مُتَّعًا: تیکہ۔ گدیہ۔ نمارق بعض شہروں میں دو دو سو تیکے دیتے ہیں۔

سِكِّينَ: چھری۔ میوہ کاٹنے کے لئے۔

اُكْبَرْتَهُ: اس کو عظیم الشان پایا۔

قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ: یہ محاورہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اظہارِ تعجب کیا اور تعجب سے ہاتھ

منہ میں کاٹا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ بوجہ حیرت و رعب حسن لٹو ہونے کے بجائے پھلوں کے اپنے

کا تذکرہ لکھئے۔

حَاشَ لِلّٰہِ : اللہ پاک ہے۔ جس نے ایسا انسان پیدا کیا۔ عورت بدکار آدمی کو جلد پہچان لیتی ہے۔ دیکھتے ہی کہا۔ یہ تو کوئی فرشتہ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

سَکِّینًا : مصری چھری کا نٹے سے کھاتے۔  
مَلَّکٌ کَدِیْمٌ : یہ تو کوئی دیوتا ہے۔ مُشْرک لوگوں کا دستور ہے۔  
(تشیذ اللذال جلد ۸، ص ۹ و ۱۰)

۳۲۔ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا  
يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ، وَلَا أَتَصَرَّفُ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَضْبُ  
إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ □

السِّجْنُ : سبھ کے معنی جیل سے مراد لے لیتے ہیں۔ قید خانہ یا قحبس  
أَحَبُّ إِلَيَّ : حضرت یوسفؑ نے تو کہا مجھے قید پسند ہے۔ مگر پہلے نے نبی کریمؐ نے کبھی ایسا  
لفظ نہیں بولا۔ آپ ہمیشہ عفو ہی مانگتے رہے إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ انسان کو نہیں  
چاہیئے کہ اپنے لئے مصیبت مانگے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قلوبان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۳۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ، قَالَ أَحَدُهُمَا  
إِنِّي أَرَىٰ أَرْبَعًا أَغْصُرُ خَمْرًا، وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَىٰ  
أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ، نَبِّئْنَا  
بِمَا وَرَّاهُ، إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ □

دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ : ۳

ہر بلا کیں قومِ راحتِ دادہ است ۶ زیرِ آں گنجِ کرم پہنلہ است  
حضرت موسیٰؑ کو ایک طرف تو بادشاہ کے گھر میں پرورش کر دیا۔ تاکہ صبارِ شاہی کو دیکھ بھال لے

دوسری طرف غریب گھر میں رکھا تا زندگی کے اس حصہ کے عجائبات کو بھی دیکھ کر امیر و غریب کی اصلاح کر سکے۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ کو ایک طرف باپ سے الگ کیا پھر قید خانہ میں ڈال دیا۔ اور دوسری طرف مصر کے بادشاہ کا مقرب بنایا۔ حضرت محمدؐ کو الیاس کے قلعہ میں قید ہوئے تو قید خانہ سے ایک شخص کو خط لکھتے ہیں۔ ہم کو قرآن شریف یاد کرنے کیلئے موقعہ نہیں ملتا تھا۔ اب قرآن شریف کی یاد کیلئے خواہ موقع ملے گا۔ میں تو ان کا بہت معتقد ہوں۔ جو ان کے معتقد نہیں۔ وہ بھی دیکھیں گے کہ کس دل سے یہ خط لکھا گیا ہے۔ کبھی کبھی مجھے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارے نبی کریمؐ بھی ہجرت کے تین دن غار میں رہے آپؐ نے اس میں اپنے رفیق صدیق کے ساتھ کیا کیا باتیں کیں اور دعائیں کی ہوں گی۔

قَالَ اخَذَهُمَا اَرَانِي، اللہ تعالیٰ نے رؤیا کی عظمت کے اظہار کیلئے تین رؤیا کا ذکر اس سورہ میں کیا ہے۔ و۔ کافر کا۔ فرعون ب۔ فاسق کا قیدی ج۔ مومن کا رؤیا۔ یوسف۔ دیکھئے سب کے لئے اَرَانِي۔ اَرَانِي بھائی ہے۔ یہ بیان نہیں کیا کہ ہم نے خواب میں دیکھا یا کشف میں دیکھا یا بقلہ میں پس نبی کریمؐ کی احادیث میں کیونکر غولہ غولہ مشکلات ڈالے جاتے ہیں۔

خَمْدًا، غم کے معنی اٹکر۔ صحابہؓ نے اس لعنت کو اچھی طرح سے بیان کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۸۔ قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقُنِيهِ اِلَّا  
نَبَأُكُمَا بِثَاوِيلِهِ قَبْلَ اَنْ يَأْتِيَكُمَا  
ذِكْرًا لِمَا عَلَّمَنِی رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ  
لَّا یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ  
كٰفِرُونَ ۝

لَا یَأْتِیَکُمَا، کھانا نہیں آئے گا۔ کہ میں تم کو اس کی تعبیر بتا دوں گا۔ گفتگو کی تمہید۔ کسی مناسب ہے۔ دیکھو تمہیں ہے ساتھ فہم لوگ موجود ہیں۔ اس راستہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان



لوگوں کو مجھ سے حسد ظن پیدا ہو گیا۔ اور اس حسن ظن سے فائدہ اٹھائیں۔ انکو تسلی بھی دے دی کہ ہاں تمہاری بات بتاتا ہوں۔ اور ساتھ ہی اپنی تبلیغ بھی کر دی۔ ہر ایک مومن کو بھی اس ٹوہ میں رہنا چاہیئے جب کوئی حق کا شنوادیچھے تو اسے حق سنادے۔ مگر ایسے طور پر کہ موثر ہو۔ نہ یہ کہ اور بھی بھڑک اٹھے۔ جیل خانہ فساد کی جگہ ہے۔ مگر حضرت یوسفؑ تقرب الہی کے واسطے گئے تھے۔ آپ نے اسے اسی کا مظہر پایا۔ علم روایا کی کتاب میں مطالعہ کرنے سے اور اس پر غور کرنے سے بہت سے قانون قدرت کے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اکثر الفاظ اس کے بیان کر دیئے ہیں۔ لوگ لغت کو لے لیتے ہیں مگر علم روایا سے الفاظ کے معانی حل نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتیایں ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۳۹۔ وَاتَّبَعَتْ مِلَّةَ اَبَائِهَا فِيْ اِسْرَٰهِيْمَ وَرَٰسْحٰقَ

وَيَعْقُوْبَ ، مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللهِ مِنْ شَيْءٍ ،

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلِيَكُنْ اَكْثَرُ

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۹﴾

وَاتَّبَعَتْ مِلَّةَ اَبَائِهَا فِيْ ، ایک طرف میں نے کچھ چیز ترک کی ہے۔ دوسری طرف کچھ اخذ

کی ہے۔

مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللهِ ، شرک سے بچنے کے معنی ہیں کہ نہ کوئی خدا کے برابر ہو نہ

کوئی محبوب اس کے برابر معظم ہو۔ نہ کوئی اس کے برابر مطلق ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدعتیایں ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۰، ۴۱۔ يٰصَٰحِبِي السَّحْنِ ؕ اَزْمَاكَ مُتَفَرِّقُوْنَ

خَيْرٌ اَمِ اللهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴۰﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَاءُ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ

مَا اَنْزَلَ اللهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنَّ الْحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

أَمَرَ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا رَإِيسًا ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ  
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾

رب کے معنے بڑا پالنے والا۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیا داروں۔ بڑے سمجھوں پر بھی۔ فرعون کے کہا۔ اَنَّا رَبُّكَ الْأَعْلَىٰ (الشعوت: ۲۵) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہونے والا تھا فرمایا کہ اُذْکُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (یوسف: ۴۲) یعنی اپنے مالک و امیر کے پاس میرا ذکر کیجئے۔ اور اسی رب کی جمع از باب ہے جس کے متعلق فرمایا عَزَّ وَجَلَّ اَنْبَابُ مَفْرُوقُونَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ (نور الدین ص ۲۲۱)

الْقَهَّارُ جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کے معنے میں وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے۔  
الْقَهَّارُ الْقَاهِرُ کا مبالغہ ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۰۴)

۴۲۔ يَصَاحِبِي السَّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ

خَمْرًا، وَ أَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ

رَأْسِهِ، قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ﴿۴۲﴾

قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ: ایک خواب ہے جس کے وجود ہی میں شک ہے۔ پھر اس کی تعبیر میں دقت ہے۔ پھر یہ مشکل کہ وہ تعبیر پوری بھی ہوگی یا نہیں۔ مگر آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہو چکی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي: خواب کبھی بالکل نظارہ کے مطابق ہوتا ہے جیسے صخر خمر کا خواب کبھی آدھا اس طرح اور آدھا اور رنگ میں جیسے روٹی بجائے صلیب اور تَأْكُلُ الطَّيْرُ اسی رنگ میں۔ کبھی اور رنگ میں۔ جیسے یوسفؑ کا خواب کہ دیکھے ستارے۔ نکلے بھائی۔

(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶)

۴۳۔ وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاقٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي

عِنْدَ رَبِّكَ: فَأَنْتَ لِلشَّيْطَانِ ذِكْرٌ رَبِّهِ فَلْيُفْسِدْ

فِي السَّجْنِ بِضَعَةِ سِنِينَ ۝

ظَنُّ أَنَّ نَاجِمَ قَبْتُهُمَا : ظَنُّ جَبَّاسِ كُحَّيْ أَنْ أَتَى أَتْلُوهُ تَوَقُّنَ كَيْ مَعْنَى دِيكُ  
اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان جس نے امر بالمعروف اور نہی منکر کرنی ہو اس کو چاہیئے کہ ہر  
عیب سے اپنے آپ کو بچا دے اور پاک و صاف ثابت کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)  
فَانْسَهُ الشَّيْطَانُ : اس قیدی کو بھلا دیا شیطان نے۔

(تشمیذ الاحوال جلد ۹ ص ۴۶)

۴۴۔ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ

يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَسَبْعُ سُنبُلَاتٍ خُضِرٍ وَأُخْرَى

يَبْسُتُ. يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ إِنْ كُنْتُ

لِلرُّءْيَا تَعْبِيرُونَ ۝

وَقَالَ الْمَلِكُ : دیکھئے بادشاہ نے بھی اپنی آری ہی کہا ہے۔ فِي الْمَنَامِ كَاذِرِينَ

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ : ارزانی کے دنوں میں کیا سات ہی گائیں موٹی ہوتی ہیں ؟ نوٹہ تھا  
اسی طرح دجال نبی کریمؐ کو اس قوم دجال کا ایک نوٹہ دکھایا گیا۔ دوم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی  
رؤیا بھی سچی نکل آتی ہے۔ فاسق کی بھی۔ بچے کی بھی۔ (تشمیذ الاحوال جلد ۹ ص ۴۶)

۴۵۔ قَالُوا أَضْغَاثُ أَخْلَامٍ. وَمَا نَحْنُ بِتَارِيحٍ

الْأَخْلَامِ بِغُلَامِينَ ۝

أَضْغَاثُ أَخْلَامٍ : پرانگندہ خیالات۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ ہم اس خواب کی حقیقت کو  
نہیں پہنچ سکتے۔ بلکہ اللہ اسی کو بے وقوف بنایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا والے اپنی کبریائی کے  
باعث اپنی لاعلمی کو تسلیم نہیں کرتے۔ بعض آدمی سوال کے سننے سے پیشتر ہی جواب کیلئے تیار ہوجاتے  
ہیں۔ دنیا پرست انسان اپنی واقعیت وسیع ثابت کرنے کیلئے کسی کا لحاظ بھی نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۶۔ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ

أَنَا أَنْتُمْ كُفَرْتُمْ بِنِعْمَتِي فَأَرْسَلُوكُمْ

نَجَا مِنْهُمَا: دیکھو حضرت یوسفؑ کو محبس میں دیکھ کر کس طرح کہا کہ ہم تجھ کو محس سمجھتے ہیں پھر حضرت یوسفؑ نے کس طرح الہ کے خواب کی تعبیر بیان کی اور کتنا بڑا وعظ توحید کا بیان کیا۔ لیکن وہاں بادشاہ کے پاس آکر شراب پلانے میں ایسا محو ہوا کہ بھول گیا۔ اسی لئے محمدؐ کو کسی بڑے دنیا دار سے محبت نہیں۔ اب اس کو جب اپنی ضرورت پڑی تو بات یاد آگئی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۷۔ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ

بَقَرَاتٍ سَمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَ سَبْعِ

سُبُلَاتٍ خُضِرٍ وَأُخْرَىٰ يَنْسِي. لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ: پھر آکر نہ کوئی عذر کیا نہ شر مندی ظاہر کی۔ آتے ہی اپنی غرض اور مدعا بیان کرنا شروع کر دیا۔

لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ: بادشاہ کا نام نہیں لیا۔ دیکھو اب جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ یہ دنیا پرست ہے دنیا پرست کے پاس سے آیا ہے۔ تو اب وعظ نہیں کیا۔ بلکہ فوراً جواب دیدیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۴۸۔ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعُ شِدَاقٍ

يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا

تُحْصِنُونَ

تُحْصِنُونَ: تَدَّخِرُونَ۔ تَجْمَعُونَ۔ جو کچھ تم نے جمع

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

کیا۔

۵۔ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ

النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿۵﴾

عامؑ : وہ برس جس میں بہت بارشیں ہوں۔ عوام عربی زبان میں تیرنے کو کہتے ہیں چونکہ جن سالوں میں بارشیں خوب ہوتی ہیں۔ بچے خوب تیرتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام عام رکھا گیا۔ اس رکوع میں دنیا پرستوں اور غافلوں کی دوستی کو سمجھایا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۱۔ وَقَالَ الْمَلِكُ افْتُونِي بِهِ. فَلَمَّا جَاءَهُ

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ

النَّشْوَةِ الَّتِي قَطَعْتَ آثِدِيْمُنَّ. إِنَّ رَبِّي

بِكَيْدٍ مِنْ عَلِيْمٍ ﴿۵۱﴾

اِثْتُوْنِي بِهِ : اس دفعہ حضرت یوسفؑ نے خدا پر توکل رکھا۔ اپنے متعلق کچھ نہیں کہا۔ جلد خلاصی ہوئی۔

إِلَىٰ رَبِّكَ : اپنے مالک کے پاس

کَیْدٌ : تدابیر جنگ

حضرت یوسفؑ نے ایسا کیوں کیا۔ مصلح بننے والے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا۔ اس لئے الزام کو دور کرنا ضروری سمجھا۔ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ ایک بیوی مسجد میں آگئیں۔ دوسروں کو تعاب آتا کر دکھایا کسی کو دوسرے نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۲۔ قَالَ مَا خَطْبُكَ إِذْ رَأَيْتَنِي يَوْسُفَ عَنْ

نَفْسِهِ. قُلْنَا خَاشِيَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ



سُوْرَۃٌ ۚ قَالَتْ اِمْرَاَتُ الْعَزِيزِ اِنَّ حَصْحَصَ الْحَقِّ ۚ اَنَا رَاوَدْتُهٗ عَنْ نَفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

الضَّرِیْقِیْنِ ﴿۵۲﴾

اَلَا نَحْصَحْصَ الْحَقَّ، تَبَيَّنَ - بَرَزَ - ظاہر ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۳۔ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخْنَهُۥ بِالْغَیْبِ وَاَنَا لَمَلَّةٌ

لَا یَهْدِیْ کِبْدَ الْخَائِیْنِیْنَ ﴿۵۳﴾

ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ، اس لفظ کا کہنے والا کوہ ہے۔ بعض نے کہا کہ یوسف۔ بعض نے کہا کہ امراءۃ العزیز میرا خیال یہ ہے کہ وہ عورت تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے گواہی دی۔ (ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۴۔ وَمَا اُبْرِئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَمَّارَةٌ

بِالشُّوْرِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۚ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۴﴾

وَمَا اُبْرِئُ نَفْسِیْ، یہ قول بھی اس عورت کا ہی ہے حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ اِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ نبی کا قول ہو سکتا ہے نہ کہ مشرکہ عورت کا۔ اس صورت میں لَمْ اَخْنَهُۥ بھی یوسفؑ کا قول ہے۔ اپنے مالک کی عدم موجودگی میں اس کی عورت کی طرف بری خواہش نہیں کی۔ (ضمیمہ اخبار بدرت قادیان ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء)

۵۵۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِثْمُوْنِیْ بِہٖ اَسْتَخْلِصْہٗ

لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَهُ قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدِیْنَا مَکِیْنٌ

اٰمِیْنٌ ﴿۵۵﴾

اَسْتَخْلِصُهُ : اپنے خاص لوگوں میں اسے رکھوں گا۔

(ضمیمہ اخبار بدرِ قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ إِنِّي حَفِيظٌ

عَلَيْمٌ ﴿۵۶﴾

قَالَ اجْعَلْنِي : یوسفؑ نے بادشاہ کے پاس رہنا بھی پسند نہ کیا۔ وہ عہدہ دیتا تھا۔ اس کا انکار بھی نامناسب تھا۔ اگ رہنا بھی ٹھیک نہ تھا۔ اس لئے خزانۃ الارض پر قبضہ کیا۔ افسر مل ہو گئے۔ سب محتاج ہو گئے۔ کوئی مخالف شہ نہ کر سکا۔

خَزَائِنِ الْأَرْضِ : محاصل زمین (ضمیمہ اخبار بدرِ قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۖ يَتَّبِعُوْهُ

مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۚ نُوِثِبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا

نُضِیْمُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

مُحْسِنِيْنَ : خدا نے یوسفؑ کو محسن کہا۔ قید کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدرِ قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ وَقَالَ لِیَفْتِیْنٰہُ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِی

رِحَالِهِمْ لَعَلَّہُمْ یَعْرِفُوْنَہَا اِذَا اُنْقَلِبُوْا اِلَی

اَہْلِہُمْ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۳﴾

لَعَلَّہُمْ یَعْرِفُوْنَہَا : تاکہ وہ اسے پسند کریں۔

(ضمیمہ اخبار بدرِ قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَقَالَ یَبْنَیْ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ ہَا بِوَادِحٍ

وَاذْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ. وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ  
مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ. إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ. عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ.

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۷۸﴾

وَاذْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ: میرے خیال میں حضرت یعقوبؑ نے علیہ السلام پر  
پہنچانے کیلئے ان کو الگ الگ دروازے سے داخل ہونے کا حکم دیا اور یہ حکم الہی تھا۔  
(تشمید الاذعان جلد ۹ ص ۴۶)

۶۹۔ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ. مَا

كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةٌ فِي

نَفْسٍ يَعْقُوبُ قَضَاهَا. وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لَمَّا

عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۷۹﴾

الْأَحَاجَةُ: مطلب یہ تھا کہ یوسفؑ کو اپنے بھائی سے الگ ملنے کا موقع ملے  
یہی حکمت تھی ابواب متفرقہ سے بھجوانے کی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ

قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ﴿۸۰﴾

أَوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ: اس سے معلوم ہوا کہ حسب قمر اردو یعقوب وہ بھائی پہلے پہنچ چکا تھا  
(تشمید الاذعان جلد ۹ ص ۴۶)

۷۱۔ فَلَمَّا جَهَزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي

رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِزُّ إِنَّكُمْ

## لَسَارِ قُون ۞

جَعَلَ السَّقَايَةَ : امراء کے پاس ہر کام کیلئے نوکر ہوتے ہیں۔ پانی پی کر جو برتن رکھ دیا تو نوکر اٹھنا بھول گیا۔ اسباب غلطی سے بندھ گیا۔

أَذْنٌ مُؤَدِّنٌ : خیال کی شاہی جہان ہیں۔ ان کی بے عزتی نہ ہو۔ آپس میں فیصلہ کرنا چاہا  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۷۔ قَبْلَ إِذَا وَعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ

اِسْتَخْرَجَهَا مِنْ وَعَاءِ أَخِيهِ ، كَذَلِكَ كَذَبَا

لِيُؤْسَفَ ، مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ، نَزَفُهُ دَرَجَتَيْنِ نَشَاءُ ، وَفَوْقَ

كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلَيْهِ ۞

قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ : یوسفؑ کے بھائی کے شیعے سے پہلے دوسروں کی تلاشی شروع کی یہ اس لئے کہ اس ملازم نے دیکھا کہ بنیامین زیادہ قریب والا ہے۔ اس لئے اسکا سامان اول نہ کھولا۔  
كَذَبَا لِيُؤْسَفَ : یوسفؑ کے فائدے کی تدبیر ہم نے کی تھی۔ تاکہ اپنے بھائی کے ذریعے اپنے باپ کا علم حاصل کرے۔  
(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

كَذَلِكَ كَذَبَا لِيُؤْسَفَ : یعنی یوسفؑ کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ نہ اس نے کوئی تدبیر کی۔ سقایہ بھول کر رکھا اور محافظ نے از خود تلاشی لی۔ (تسبیح الاذعان جلد ۹ ص ۴۶)

۷۸۔ قَالُوا إِنْ يَشْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ .

فَأَسْرَهَا يُوْسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ .

قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ مَكَانًا ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

تَصِفُونَ ۞

فَقَدْ سَرَقَ أَخُو لَهُ : یہ ان کا بھوٹ ہے جیسے پہلے بھی بھوٹ بل چکے ہیں۔  
(تشمید الانفال جلد ۹ ص ۳۶)

۸۱۔ فَلَمَّا اسْتَأْيَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا، قَالَ  
كَيْبَرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ  
عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ  
فِي يُوسُفَ، فَلَمَّا بَرَحَ آلَ رَحَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي  
أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي، وَهُوَ خَيْرُ الْحَكِمِينَ ۝

حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي : اس موقع پر مجھے یہ نکتہ سوجھا ہے کہ انہوں  
نے یہ نہیں کہا کہ اول خدا کا نام لیتے پھر باپ کا۔ پس معلوم ہوا کہ عالمی آدمی کے الہامات نبی کے  
ماتحت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اول باپ کا نام لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ قَالَ بَدْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْراً، فَصَبْرٌ  
جَمِيلٌ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا،  
إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ : صبر اچھی چیز ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یوسفؑ اور اس کا بھائی  
سب آجاویں گے۔ دیکھو کتنا یقین ہے خدا کی ذات پر۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۵۔ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا سَفَى عَلَى يُوسُفَ

وَأَبْيَضْتُ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزَنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝  
وَأَبْيَضْتُ عَيْنُهُ : آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

كَظِيمٌ : غم سے بھر گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)



۸۶۔ قَالُوا تَاللّٰهِ تَفْتَوُا تَزَكُّرُ يَوْسُفَ حَتّٰی

تَكُونُ حَرَضًا اَوْ تَكُونُ مِنَ الْهَٰلِكِیْنَ ﴿۸۶﴾

حَرَضًا: جسم یا عقل میں کسی حزن یا مرض کے سبب فساد آجائے اس فساد کو مرض کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۸۔ یٰۤیٰٓرَءِیَّ اِذَا هَبُوتَا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوسُفَ

وَ اَخِیْهِ لَا تَاٰیِسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ لَا

یَاٰیِسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۸۸﴾

فَتَحَسَّسُوا: التماس کرو۔ عرض کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۹، ۹۰۔ فَلَمَّآ دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْۤا یٰۤاَيُّهَا الْعَزِیْزُ

مَسَّنَا وَاَهْلُنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعٍ مُّزْجٰۤیةٍ

فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی

الْمُتَصَدِّقِیْنَ ﴿۸۹﴾ قَالَ هٰذَا عَلِمْتُۤ مَا فَعَلْتُمْ

یٰۤیُّسُفَ وَاَخِیْهِ اِذَا نَتَجَجَا هَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

مَزْجَاۤیة: وہ مختلط مال جو ہم کو چلا کر یہاں لے آیا ہے (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)  
هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ یٰۤیُّسُفَ وَاَخِیْهِ: کچھ خبر رکھتے ہو تم۔ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۶)

۹۱۔ قَالُوْۤا مَرٰنَکَ لَا نَتَّ یُّوسُفَ ۚ قَالَ اَنَا یُّوسُفُ وَ

هٰذَا اَخِیْ ۚ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ۚ اِنَّهٗ مَنْ یَّشَقِّقْ

يَصْبِرُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٩١﴾  
 مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ: یہ محسن کی تفصیل فرمائی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ قاعدہ کلیہ بتادیا ہے  
 صبر دو قسم کا ہے۔ ایک عَنْ مَثَلًا صَبَرَ عَنِ الْغَضَبِ۔ یعنی انسان غضب۔ طبع۔ حرص سے  
 اپنے آپ کو روکے۔

دَوْمَ عَلَى مَثَلًا صَبَرَ عَلَى الصَّلَاةِ یعنی جو رکعت کرتا ہے۔ اس پر دوام کرے۔ اللہ تعالیٰ  
 کی رضامندی کے کاموں پر مضبوط رہے۔

تقویٰ کے معنی میں ایمان اللہ پر۔ ملائکہ پر۔ انبیاء پر۔ کتب پر اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔  
 مسکین و یتیم و اقارب کی خبر گیری کرے۔ رنج و راحت۔ عسر و لیسر میں صابر رہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۳۔ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، يَغْفِرُ اللَّهُ

لَكُمْ، وَهُوَ أَزْهَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٩٢﴾  
 يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ: یعنی میں تمہیں کسی ملامت نہیں کروں گا۔ نہ کبھی یاد دلاؤں گا کیونکہ  
 حضرت یوسفؑ نے تو یَغْفِرُ اللَّهُ کہہ دیا۔ مگر حضرت یعقوبؑ نے مَنُوفَ فرمایا۔ یہ اس لئے کہ یعقوبؑ کی  
 معرفت برسی ہوئی تھی۔

آئندہ عارف تر است ترساں تر

نبی اس وقت دعا مانگتا ہے جب مغفرت کیلئے مامد ہو۔ عائد مکہ کو بھی لَا تَثْرِيبَ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا مگر یَغْفِرُ اللَّهُ نہ کہا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۴۔ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَإِنَّهُ عَلَى وَجْهِ

أَبْنِي يَأْتِ بِصِدْرٍ، وَأَتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٣﴾  
 اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا: حضرت یوسفؑ کے تمام کام قمیص ہی سے متعلق رہے۔ باپ  
 کے پاس بھی بھائی قمیص ہی پر غول لے کر گئے تھے کہ بیڑا کھا گیا۔ پھر مصر میں بھی جب ایک عورت نے  
 اتہام لگایا تو قمیص ہی سے بریت ہوئی۔ اب جب ان کی خوشحالی کا وقت آیا تو اب بھی قمیص ہی بھیجا۔ بلکہ یہی  
 لوگ اس قسم کی باتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

عَلَىٰ وَجْهِهِ إِنِّي : میرے باپ کے آگے رکھ دو۔  
يَا بَصِيرًا : وہ یقین کر لے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۵، ۹۶۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا جِدُّ  
رِيحَ يُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُغْنِدُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوا تَا مَثُوْرًا نَّكَ  
لَفِي ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۶﴾

لَا جِدُّ رِيحَ يُوْسُفَ : فلسفی طبیعت لوگ اس کے معنی کرتے ہیں کہ یعقوبؑ نے کہا۔ میں یوسف  
کی حکومت کے آثار پاتا ہوں۔ صوفیاء نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے بعض حواس میں غیر معمولی ترقی  
بخش دیتا ہے۔ یہ لوگ زیادہ تجربہ کار اور اس کوچے کے واقف ہیں۔ انہی کی بات ماننی چاہیے۔  
لَوْلَا اَنْ تُغْنِدُوْنَ : تغنید۔ طامت کرنا۔ احمق بنانا۔ خطا کار بنانا۔ گنہگار ٹھہرانا۔ آپ نے  
ڈرایا۔ ایسا نہ ہو۔ میری تکذیب کر کے گنہگار ہو جاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۷۔ فَلَمَّا اَنَّ جَاءَ الْبَشِيرُ الْفُصْلُ عَلَىٰ وَجْهِهِ  
فَارْتَدَّ بِصِيرًا. قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ  
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

إِنِّيْ اَعْلَمُ : وقوعہ کے بعد کہا۔ جب یقین ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)  
عَلَىٰ وَجْهِهِ : سامنے رکھ دیا۔  
فَارْتَدَّ بِصِيرًا : یقین ہو گیا اور پھر اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ کھول کر سنایا۔ پہلے باوجود الہام  
کھولا نہیں۔ اللہ کی ہے پرواہی سے۔ پیشگوئی کا پورا علم بعد از وقوع ہوتا ہے۔  
(تشیخ الاذقان جلد ۹ ص ۴۶۰)

۱۰۰۔ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوْسُفَ اَوْىٰ اِلَيْهِ اَبْوَابُہِ  
وَقَالَ اَدْخُلُوْا مِصْرَانَ شَاَءَ اللّٰهُ اَمِيْنٌ ﴿۱۰۰﴾

اذْخُلُوا مِصْرَ: اس سے ثابت ہے کہ استقبال کیلئے ہمارے آئے تھے۔ یہ بھی ایک ادب ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۱۔ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوا لَهُ  
سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ  
قَبْلُ ۖ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۚ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ  
أَخْرَجَنِي مِنَ السَّبْحِ وَجَاءَ بِكَ مِنَ الْبَدْرِ مَنًى  
بَعْدَ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي ۚ إِنَّ  
رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۱۰۱﴾

خَرُّوا لَهُ سُجَّدًا: میرا تو یہی اعتقاد ہے کہ سجدہ خدا کے شکر کا تھا۔  
إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السَّبْحِ: یہاں کنویں سے نکالنے کا ذکر نہیں کیا۔ تاکہ بھائیوں کا دل  
نہ دکھان سے وعدہ لائے تشریف کر چکے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)  
وَقَدْ أَحْسَنَ بِي: پاک لوگ شکایات اور مصائب کا ذکر نہیں کرتے کہ یہ شکر کے خلاف  
(تشمیذ الافعال جلد ۹ ص ۳۶)

۱۰۲۔ رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ  
تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ  
أَنْتَ وَلِيَّ فِي السَّمَاءِ الْأُخْرَى ۚ تَوْفَّنِي

مُسْلِمًا ۚ وَالْحَقُّ بِي بِالضَّلَاحِثِ ﴿۱۰۲﴾  
تَوْفَّنِي مُسْلِمًا: چونکہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے عہد لیا تھا کہ لَا تَمُوتُنَّ  
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (بقرہ: ۱۳۳) اس کے ماتحت حضرت یوسفؑ نے یہ دعا مانگی۔ اس سے یہ

بھی معلوم ہوا۔ کہ توفی اور موت کے ایک ہی معنی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۳۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ، وَ مَا

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۳﴾  
اَنْبَاءُ: نَبَا۔ کہتے ہیں عظیم الشان بات کی خبر۔

الغیب: یعنی یہ ایک پیشگوئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ: مکہ والوں کو بتایا کہ تم بھی ایسا ہی کرو گے۔ اور آخر میں تم پر فتح پاؤں گا۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ: مکہ والوں کے پاس۔ (تشمین الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۱)

۱۰۴۔ وَ كَاٰتِيْنَ مِنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

يَمْرُوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُخِرَضُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَ مَا

يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ چھوٹے بچوں کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ انبیاء علیہم السلام کسی کی حقارت بھی کرتے ہیں تو ہم نہیں لیتے۔ دیکھو حضرت یوسفؑ کی حقارت کرنے والوں نے کتنے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔

دوسری نصیحت یہ ہے۔ کہ جو کوئی اللہ کی طرف جھکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند آتا ہے۔ چاہے وہ چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

اسی ضمن میں مکہ والوں کو بتایا کہ تم نبی کریمؐ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مبعوث ہونے کی حیثیت سے بچہ ہی تھے۔ مگر ایک اولوالعزم خاتم کلمات رسالت تھے بعض وقت سخت لفظوں کا برا خیالہ اٹھانا پڑتا ہے۔ اِنَّآ لَهٗ لٰحٰفِظُوْنَ (یوسف: ۶۳) وغیرہ الفاظ کہہ کر کیا نتیجہ اٹھایا۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ: بہت لوگ بات ماننے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو انکار کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)



۱۰۸۔ اَفَا مَنُّوْا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۰۸

السَّاعَةُ، ساعت کے معنی صرف قیامت ہی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

۱۱۰۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ

اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرَىٰ ۚ اَفَلَمْ يَسِيرُوْا فِي الْاَرْضِ

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۚ اَفَلَا

تَعْقِلُوْنَ ۝۱۱۰

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ، تم لگ کیوں نہیں اپنے آپ کو روکتے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

۱۱۱۔ حَتّٰىۤ اِذَا اسْتَاٰنَسَ الرَّسُلُ وَاظَنُّوْا اَنْهُمْ قَدْ

خُذِبُوْا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا ۚ فَنُجِّيْهُمْ مِّنْ نَّشَأٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ

بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۱

حَتّٰىۤ اِذَا اسْتَاٰنَسَ الرَّسُلُ، یہاں تک کہ جب رسول نا امید ہو جاتے ہیں (کس سے؟

خدا سے نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں تو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یاس کرنے والا تو کافر ہوتا ہے۔

وَلَا تَاْتِيْسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف ۸۸)) اس بات سے کہ ہماری قوم ہم کو مانے اور وہ جو

اللہ کے مخالف ہیں گمان کر لیتے ہیں کہ ہم سے جو بڑے وعدے کئے گئے تو ہماری مدد پہنچتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بد قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

۱۱۲۔ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولٰٓئِكَ اَلَا لِبَآءِ

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَٰكِن تَصَدِّقًا لِّذِي بَيِّنٍ  
 يَدِينُهُ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً  
 لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ □

وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ: ہم نے تو سب بیان کھول دیا ہے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدیع القایاں ۶، جنوری ۱۹۱۰ء)

## سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَلَمْ تَرَ يَتْلُكَ اَيُّ الْكِتٰبِ، وَالَّذِي اُنْزِلَ  
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا  
يُؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ فطری مسائل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بالخصوص دو مسائل کی طرف ۱۔ محسن کی شکر گزاری  
۲۔ اپنے سے بڑے علم والے۔ طاقت والے کی طرف جھکنا ۳۔ جو دلائل سے نہ مانے اس کو سختی سے  
منوایا جاتا ہے ۴۔ جو اس پر بھی نہ مانتے، اسے ہلاک کیا جاتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ : اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَرٰى

اَلْكِتٰبِ : کمال۔ جامع۔ محفوظ۔

اَلْحَقُّ : حکمت سے بھری ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بد ر قلیاں ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

یہ آیتیں قرآن کی ہیں اور جو آثار الگ الگ تیرے پاس خدا سے وہ سچ ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۶۸)

لَا يُؤْمِنُوْنَ : نہ ماننے کی وجہ ۱۔ غفلت ۲۔ عدم توجہ ۳۔ اپنے آپ کو نصیحت کا محتاج  
نہ سمجھنا ۴۔ کبر و استکبار ۵۔ راست باز کو جھٹلانا ۶۔ اپنے وعدہ کا خلاف کرنا۔  
(تشیع الاذمان جلد ۱ ص ۴۶۱)

۳۔ اَللّٰهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَّرَوْنَہَا

ثُمَّ اَسْتَوٰی عَلٰی الْعَرْشِ وَنَحَرَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ،

كُلُّ يَخْرِي رَاحِلٌ مُسَمًّى، يَدِيرُ الْأَمْرَ يُفْضَلُ  
الْأَمْرُ لَعَلَّكُمْ يَلْقَاءُ رَبَّكُمْ تَوْفَئُونَ ﴿۲﴾

رَفَعَ السَّمَوَاتِ، پہلے ربوبیت کا ذکر کیا ہے۔

عَلَى الْعَرْشِ، تختِ حکومت پر۔

يَدِيرُ الْأَمْرَ، نبی کو بھیجا اور اس کے متعلق فیصلہ کرنا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۔ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ

وَأَنْهَارًا، وَمِنْ عَلَى الشَّجَرِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ

اِثْنَيْنِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۳﴾

مَدَّ الْأَرْضَ، زمین کو وسیع بنایا۔

جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اِثْنَيْنِ، نباتات میں نر و مادہ ہے۔ اس کی عمدہ نظیر عرب میں

کھجور ہے۔ نر کے پھول کو مادہ پڑھتے ہیں۔ نر نباتات سے نر کی کمزوری کا علاج کرتے ہیں اور مادہ

نباتات سے مادہ کا علاج۔ یہ طب کا اصول ہے۔ لونا بڑی اعلیٰ دھات ہے۔ نر لونا مرد کے لئے اور

مادہ لونا مادہ کے واسطے مفید ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ، قرآن مجید تو ایک ہی ہے۔ مگر اس سے ہر شخص اپنے حالات کے

مطابق فیض حاصل کرتا ہے۔ (تشیخ الاذعان جلد ۹ ص ۳۱۱)

۸۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ، إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۴﴾

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ، اس سے ثابت ہے کہ قرآن شریف تمام جہان کے لئے اور اسلام

یونورسل ریلیجن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَخْبِلُ عَنْ اَنْتَیْ وَمَا تَغِیْضُ

الْاَرْحَامُ وَمَا تَزِدُّ اَدُوَّ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۱۱

اَللّٰهُ يَعْلَمُ : اب قدرت کے بعد اپنے علم کا ذکر فرماتا ہے۔  
مَا تَخْبِلُ عَنْ اَنْتَیْ : شقی پیدا ہوں گے یا سعید۔ کفار کو اشارہ کیا ہے کہ تم کو اولاد کی فکر لگی ہے۔ تم کو کیا خبر کہ کیسے پیدا ہوں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سب مسلمان ہو جاویں گے۔  
تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ : غیض جناب کرنا، گھٹ جانا، کسی حصہ کو رحم پھینک دیتا ہے۔  
وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ : اس میں بتایا ہے کہ اب تمہارے کفر کا زمانہ ختم ہوا جاتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ : اور ہر چیز کی ہے اس کے پاس گنتی۔  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۵۳)

۱۱۔ سَوَاءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ اَسَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِہٖ

وَمَنْ هُوَ مُسْتَخَفٌّ بِاللَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۲  
مُسْتَخَفٌّ بِاللَّیْلِ : جو ظاہر ہے۔ خفا کا جس میں ازالہ ہو۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا اِنَّ السَّاعَةَ اَتَتْہٗ اَکَادُ اُخْفِیْہَا (کہ : ۱۶)  
سَارِبٌ : جو مخفی رکھتا ہے۔ کیونکہ سرپ زمین میں سرنگ لگانے کو کہتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ لَہٗ مُعَقِّبٌ مِّنْ بَیْنِ مَدَیْنِہٖ وَرِمْنِ خَلْفِہٖ

یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ  
حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہُمْ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ

سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ، وَمَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ دَآلٍ ۱۳



مُعَقَّبَاتُ، ہر ایک انسان کیلئے فرشتے ہیں۔ جو صبح کو آتے ہیں اور عصر کو چلے جاتے ہیں۔ اور عصر کو آتے ہیں۔ صبح کو چلے جاتے ہیں۔ سورۃ کہف میں دائیں بائیں کا ذکر ہے۔ یہاں آگے پیچھے کا کر دیا ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ، اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے پیچھے ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)  
(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴۴، ۱۵۶)

۱۳۔ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا

وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۖ<sup>[۱۳]</sup>  
يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا، پیشگوئی کہ تم پر بجلی گرے گی۔ طمعاً سے یہ مطلب سمجھا ہے کہ برق سے جراثیم بلبہر جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۴۔ وَيُسَيِّعُ الرِّعْدُ بِحَمْرِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ

خِيفَتِهِ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن

يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ

الْمِحَالِ ۖ<sup>[۱۴]</sup>

خِيفَتِهِ، جب آسمان پر وحی ہوتی ہے تو فرشتے ڈر کر گر جاتے ہیں۔

الصَّوَاعِقُ: بڑے بڑے عذاب

شَدِيدُ الْمِحَالِ: محال۔ عذاب دینا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، قُلْ اللَّهُ،

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ

لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَمْلِكُ

الْأَعْي وَالْبَصِيرَةُ أَمْ هَذ تَشْتَرِي الظُّلُمَاتُ  
وَالنُّورُ أَمْ جَعَلُوا إِلَهَهُ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ  
فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ  
وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۰﴾

ایک آریہ کے اس سوال کے جواب میں کہ یہ عالم کس نے بنایا۔ تحریر فرمایا: ”قرآن کریم نے اس سوال کے جواب پر سینکڑوں دلائل دئے ہیں۔ اور بطور نمونہ بعض دلائل کا ذکر فرماتے ہوئے دلیل الہی کا ذکر فرمایا ہے۔“ فرمایا ہے۔ اللہ خالقِ کُلِّ شئی وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے۔ اور اس دعویٰ کی یہ دلیل دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنی صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ لَیْسَ كَمِثْلِهِ ہے۔ اور یہ تمام معانی الْوَاحِدُ کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جاوے اور وہ سب پر حکمران و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور یہ معانی الْقَهَّارُ کے ہیں۔ جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالیٰ کو الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ان معنی میں مانتے ہیں گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے یہاں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک الٰہیم بست۔ حجت۔ آئندہ ہے۔ اگرچہ عام ہنود بُت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں کیونکہ تمام طور پر لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اول اور ایک کے بدلہ میں تو پنجاب میں برکت برکت کہتے ہیں۔ دھڑی بار دوا۔ دوا غالباً تمام ہندوستان میں یہی طرز ہوگا۔

اور الْقَهَّارُ کے بدلہ اس کے ہم معنی لفظ ہم۔ پر میشر۔ اَحْكَدُ الْحَاكِمِينَ۔ رَبُّ الْعَالَمِينَ کا نام لیتے ہیں۔ اب اللہ خالقِ کُلِّ شئی وَّ کا دعویٰ جس مسلم بات پر مبنی ہے ۱۰  
الْوَحْدُ الْقَهَّارُ کا لفظ ہے کیونکہ وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو تو کچھ چیزیں اس کی خلق سے باہر ہی ہوں گی۔ اور جو اشیاء خلق سے باہر ہوں گی ہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہی ہوں گی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارواح حتیٰ کہ کیڑے مکوڑے بلکہ درختوں کی رو میں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں۔ مادہ عالم اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ اکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ۔ تو یہ سب چیزیں بھی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج۔ نہ اپنے خواص میں۔ نہ اپنے عادات میں۔ اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ بایں ہمہ

خدا کو بے وجہ ال پر حکمران مانتے ہیں۔ (نور الدین ص ۲۹ ویباچہ)

۱۸۔ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ  
بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ الشَّيْطَانُ زَبَدًا رَابِيًا ۚ وَ  
مِمَّا يُوقَدُ ذَنْ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حُلْيَةٍ  
اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهٗ ۚ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ  
وَالْبَاطِلَ ۚ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَاَمَّا  
مَا يَنْتَفَعُ النَّاسُ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۚ كَذٰلِكَ  
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝

تمہارے کاموں میں تعظیم لا مبرا اللہ اور شفقت علی خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا۔ اَمَّا  
مَا يَنْتَفَعُ النَّاسُ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ جو مضر و جود ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی سکھ نہیں پاتے  
دوسروں کو بھی سکھ نہیں کر لیتے۔ آپ بھی دوزخ میں رہتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں  
پس تم مضر نہیں بلکہ نافع للناس و جود ہو۔ سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے کہ وقتوں کی حفاظت کرو  
دعا سے کام لو۔ محبت صلحاء اختیار کرو۔ محبت صلحاء بڑھاؤ۔ محبت کا اصول یہ ہے کہ جُہِلَتِ  
الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَيْهَا۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسی کو بتاؤں گا  
وہ نہ کرے تو میری اس کے ساتھ محبت نہیں رہ سکتی۔ خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے۔ وہ اپنی غزیرہ پر  
کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ ( بدر ۳۰ دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳ )

۲۰ تا ۲۳۔ اَفَمَنْ يَعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی ۚ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

اُولُو الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْفَوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ

وَلَا يَنْقُضُونَ اٰمِيْنَتَكَ ۚ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا  
 اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ  
 يَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَابِ ۚ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا  
 اِثْتِغَاءً وَجْهٖ رَبُّهُمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا  
 مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلٰنِيَةً ذٰلِكَ رِءُوْسٌ بِالْحَسَنَةِ  
 السَّيِّئَةِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۚ

اِنَّمَا يَنْتَظِرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ..... اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ: نصیحت تو  
 وہی پکڑیں جو عقل والے ہیں۔ وہی جو الہی معاہدوں کا پورا خیال رکھتے ہیں اور جس کسی سے مستحکم وعدے  
 کئے۔ ان کو نہیں توڑتے۔ جس سے طالب کرنا چاہیئے ان سے طالب کرتے۔ اللہ کی نافرمانی کا خوف رکھتے اور  
 برے کاموں کے بدلہ سے ڈرتے۔ وہی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب ہو کر بردباری کرتے ہیں اور  
 نمازوں کو درست رکھتے اور کچھ اللہ کا دین ظاہری اور باطنی طور پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور خاص بدی  
 کا مقابلہ خاص نیکی سے کیا کرتے ہیں۔ انہیں کو انجام کار آرام ہوگا۔

(تفسیر برائین احمدیہ ص ۲۴۵)

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا: نیکی پر صبر تو اس پر دوام ہے اور بدیوں پر صبر کہ ان سے بچا رہے  
 وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ: جن لوگوں کے ساتھ خدا نے ملنے کا حکم دیا ہے  
 ان سے فوراً مل جاتے ہیں۔

جب اللہ اکبر کی آواز کان میں آتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس کا جوڑ میں  
 خدا کے مقابلہ میں ٹھہراؤں کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی محمد کو اللہ اکبر سے نہیں ہٹا سکتی۔ یعنی کوئی  
 اللہ کے جوڑ کا نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی شخص ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہماری شریعت  
 پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو ہم کو چاہیئے کہ کسی رشتہ دار تک کی پرواہ نہ کریں۔ خوب اس کا مقابلہ کریں۔ اسی  
 طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ ائمہ حدیث۔ ائمہ تصوف  
 ائمہ فقہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق ہونا چاہیئے۔ علی ابن مدینی نے اسماء الرجال ایک کتاب لکھی ہے

اس کے باپ نہایت عابد زاہد تھے۔ صاف لکھ دیا کہ میرے باپ علم حدیث میں ہرگز قابلِ سند نہیں۔  
لوگوں نے کہا کہ تم نے باپ کا خیال نہ کیا۔ فرمایا کہ محمد کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصل باپ  
کے وصل سے زیادہ عزیز ہے۔ الہ ائمہ کے بعد ماں باپ اور ان کے رشتہ دار۔ بیوی اور اس کے رشتہ دار  
یہ سب اس قابل ہیں کہ الہ کا بہت لحاظ رکھے۔ الہ سے تعلق بڑھ جائے لیکن اللہ اور اس کے رسول  
کے مقابلہ میں یہ سچ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس درخت سے تم سایہ کا فائدہ اٹھاتے  
ہو۔ اس کے نیچے پاخانہ نہ پھرو۔

وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ: اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں حساب کے وقت بدیاں  
نہ بڑھ جاویں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ جَنَّتْ عَذْنٌ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

أَبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمُ الْمَلَائِكَةُ يُدْخِلُونَ

عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

جَنَّتْ عَذْنٌ.... اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ: ہمیشہ اقامت کی جتنیں ان میں داخل  
ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ ان کے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔ (نور الدین ص ۴۹)

۲۴۔ وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ

مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ

يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ، أُولَٰئِكَ لَهُمُ

الْعَذَابُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۲۴﴾

أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْعَذَابُ: لعنت اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ جب اس سے دوری  
ہوتی ہے تو سکھوں سے بھی دوری ہو جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ



وَفَرَحُوا بِالْحَيَوَةِ الدُّنْيَا، وَ مَا الْحَيَوَةُ

الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۷﴾

مَتَاعٌ، مختصری چیز جس سے بھی جانے والی۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸- وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ، قُلْ إِنْ أَلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ يَضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَ

يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أُنَابَ ﴿۲۸﴾

آيَةٌ: وہ ہلاکت کا نشان مانگتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۹- الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ

اللَّهِ، أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿۲۹﴾

آمَنُوا: اس کے ساتھ عملُوا الصَّالِحَاتِ کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ کامل ایمان وہی ہے جس کے ثمرات اعمالِ صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوں۔

ذِكْرُ اللَّهِ: اللہ کو یاد کرنا۔ یہ تین موقع پر آیا ہے ۱۔ بآسَاء۔ جب بھوک بھلاہ افلاس ۲۔ ضَرَّاءِ۔ جب بیماری ہو۔ بیماریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر کی۔ جیسے خارش، جذام، جنون باطنی۔ جیسے نامردی، سرعتِ انزال۔ ۳۔ حِثْنِ الْبَنَانِ۔ جب مقدمہ ہو۔ پھر اس کے مقابل (غناء) آسائش۔ فارغ البالی (صحت) ۴۔ تَنْدَرَسْتِ۔ جوانی ۵۔ حِثْنِ الْأَمِينِ۔ جب کوئی مصیبت نہ ہو۔ یہ چھ حالتیں انسان کی ہیں۔ الاحالتوں میں اللہ یاد رہے۔ یعنی تنگی کے وقت معصیت نہ کر بیٹھے نافرمانی سے اپنے تئیں بچاؤ۔ اور فراخی کے وقت شکر کرے۔ صوفیوں میں ایک بحث ہے کہ غنی شاکر اچھا یا فقیر صابر۔ حضرت سید عبدالعزیز دہلوی کے سامنے بھی یہ بحث پیش ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک فقیر شاکر اچھا ہے۔

اس سے اوپر ایک درجہ ہے۔ اس میں صحت۔ غریبی۔ غنا کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس درجے والا ہر حالت میں اللہ کا شکر اور اس کی رضا پر شرح صد سے راضی رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ  
 بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ سَوِّتَ بِهَا نَفْسٌ، لَبَدَّلْنَا  
 آفَلَمْ يَأْتِئْسَ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَوْ شَاءَ اللَّهُ  
 لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا، وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ هَفَرُوا  
 تَوَسُّلَهُمْ فِي مَا صَنَعُوا قَارِعَةً أَوْ تُخْلَفُ قَرِينًا  
 بِمَا عَدَّ اللَّهُ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ

الْوَعْدَ ۚ

سُيِّرَتْ بِهٖ الْجِبَالُ، اڑا دیئے گئے۔ یا چلائے گئے پہاڑ۔  
 قُطِعَتْ بِهٖ الْأَرْضُ، زمین دور تک قطع کر دی جائے۔

لو کا جواب مذکور نہیں۔ اس لئے جزاء کی نسبت اختلاف ہے۔ دو جواب اس کے بتائے ہیں  
 قُرْآنًا، سے مراد کوئی کلام الہی ہے۔ پس فرماتا ہے کہ اگر کسی کلام الہی میں یہ بات ہے کہ اس  
 سے پہاڑ چلائے جائیں۔ زمین قطع ہو۔ مردے بولیں تو ہم اس قرآن میں بھی دکھا دیں گے۔

دوم یہ کہ اگر قرآن سے ہم ایسا بھی کر دیں تو وہ یہی قرآن ہے۔ میری سمجھ میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا  
 ہے کہ یہ قرآن تمہارے تمام جبال یعنی امراء کو اڑا دیگا۔ اور تمام زمین میں پھیل جاوے گا۔ اور مردہ دل کھل  
 زندہ مومن بن جاویں گے۔

بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا، بلکہ سُن رکھو کہ تمام ملک میں اسلامی حکومت ہو جاوے گی۔

يَا أَيُّسَ كَ مَعْنَى يَتَّبِعِينَ كَ هُنَّ۔ یعنی کیا نہیں جانا؟ دو شعر بڑی جستجو سے مجھ ملے ہیں

اقول لہم بالشعب اذ یاسروننی ۚ الدتیا سوا اونی ابن فارس نیدم

مجھے شعب میں قید کرنے لگے تو میں نے کہا کہ تم کو علم نہیں اس بات کہ میں کون ہوں۔ ایک امراء نفس

کا شعر مجھے ملا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نَفْسٌ تَمُوتُ سَرِيعَةً وَلَكِنَّهَا نَفْسٌ تَقْطَعُ النَّفْسَ

قَارِعَةً، اس کے معنی میں بعض لوگوں نے دعو کہ کھایا ہے۔ بلکہ ایک کافر نے ٹھٹھا اڑایا ہے

چنانچہ وہ الْقَابِعَةُ مَا الْقَابِعَةُ کے معنے لکھا ہے۔ ٹھوکنے والی تو کیا جانتا ہے۔ ٹھوکنے والی عربی زبان میں چھوٹے لشکروں کو قلعہ کہتے ہیں۔ قارعہ کے معنے ہیں عَتَبْتِیْنِہُ وَ سَرِیْنِہُ۔ وہ دستہ فوج جو دشمن کی سرکوبی کیلئے بھیجا جاوے خداوند فرماتا ہے پہلے ہم چھوٹے چھوٹے دستے سرکوبی کیلئے بھیجائیں گے..... یہاں تک (یہ اوکے معنے ہیں) کہ تو ان کے دار (مکہ) میں فتحیاب داخل ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ آپ مکہ کہاں نازل ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ خیف بنی کنانہ۔ جہاں کہ قطع تعلقات کا کفار نے مشورہ کیا تھا۔ آج کل اس کا نام مسجد رکھا ہوا ہے حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ، یعنی اللہ! اَلَا مَرْدُ جَمِیْعًا کا وقت واجب اس علاقہ میں اسلامی حکومت ہو جاوے، آجاوے گا۔ یہ نَوَلَّا اَنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیۃٌ (الرعد: ۲۸) کا جواب دیا ہے کہ نشان تم جس طرح مانگتے ہو وہ بھی دکھا دیا جاوے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

سُیِّدَتِ الْجِبَالُ، پہاڑوں سے پرے تک پہنچا گیا۔  
عَلِمَ بِہِ الْمَوْتِ، بڑے بڑے کفار کو سنایا گیا۔ یہ سب کچھ کیا گیا تو کفار کہاں ہوں گے۔  
اللہ ہی کی سلطنت اس تمام ملک پر ہو جائے گی۔

اَفَلَمْ یَاۡیَسَ، کیا نہیں جانتے! (تشمید الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۱)

۳۳۔ وَلَقَدْ اَسْتَفْزِیْ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ  
فَاَمَلَتْہُمُ الْیٰۤسَیْنَ کَفَرُوْۤا ثُمَّ اَخَذَتْہُمُ

فَکَیْفَ کَانَ عِقَابُ ۝

خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو رنگ برنگ بنایا ہے۔ ہم اس وقت جس قدر اشخاص موجود ہیں۔ دیکھو سب کی خواہشیں اور غرضیں الگ الگ ہیں۔ عمر کے اعتبار سے تدبیریں سب کی جدا جدا ہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا ایک ہی رنگ میں رنگیں ہو جاوے۔ ہرگز ساری دنیا ایک رنگ میں رنگیں نہیں ہو سکتی۔ یہ بات قلعہ ہے کہ ساری دنیا ایک حالت میں ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول جب آتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اور گویا خدا کے حضور سے نبوت کی ڈگری لے کر اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کی عقلیں اور رسوم اور حالتیں سب ان کو اپنی اصل حالت میں ناقص ہی نظر آتی ہیں لوگ جب دیکھتے ہیں کہ یہ سب کے نقص بتاتا ہے تو وہ تحقیر کرتے ہیں اور وہ تحقیر مخالفوں نے چاروں طرف پرکھی ہے

۱۔ ادنیٰ عقل والوں نے کہا۔ یُخْرِجُكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ (شعراء: ۳۶) ۲۔ اللہ سے بڑھ کر عقل والوں نے کہا۔ یُرِيدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المؤمنون: ۲۵) ۳۔ اللہ سے بڑھ کر عقل والوں نے کہا اسے جہنم ہے ۴۔ بعض نے کہا کہ اس کو خواب آتے ہیں۔ تمہاری کوچھیمپڑے ہی نظر آتے ہیں۔ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ (انبیاء: ۶)

اِسْتَهْزِئْ: استہزاء عزو سے نکلا ہے۔ عزو کسی چیز کو ہلکا سمجھنا۔ خفیف گردانا۔ اَمْلِیْتُ: طویل دی۔ ہلت۔

عِقَاب: بدکاری کے بعد اس کا نتیجہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ اَقَمْنَ هُوَ قَائِمٌ عَلٰی نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ .  
وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ . قُلْ سَمُّوْهُمْ . اَمْ  
تُنَبِّئُوْنَهُمْ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ يَظَاهِرُهُمْ  
الْقَوْلُ . بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ  
صُدُّوا عَنِ السَّبِيْلِ . وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ  
مِنْ هَادٍ ۝۳۴

اَقَمْنَ هُوَ قَائِمٌ: وہ ذات پاک جو ہر ایک چیز کے پاس نگران موجود ہے اور ہر ایک چیز کو دیکھتی ہے۔ یعنی خدا۔

جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ: باوجود اس کے کہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پھر بھی لوگوں نے اللہ کی سی امتیاز دوسروں کے ساتھ لگا رکھی ہیں۔  
سَمُّوْهُمْ: کسی کا نام تولو۔

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ: کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا ہے خبر ہے اور ان بتوں کے ذریعے اس کو خبر دی جاوے۔

يَظَاهِرُهُمُ: اس کے معنی میں اختلاف ہے۔ صحابہؓ نے اس کے معنی کئے ہیں۔ باطل طبع سازی

کی باتیں۔ متاخرین نے معنے کئے ہیں۔ جوبات مدلل نہ ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ لَهْمُ عَذَابٍ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ

الْآخِرَةِ أَشَقُّ، وَمَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿۳۵﴾  
لَهْمُ عَذَابٍ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا: کفارِ مکہ نے صلح حدیبیہ میں ایسی شرائط کی تھیں  
جہ میں انکی عزت ہی عزت تھی۔ مگر خدا نے وہی شرائط ذلت کا موجب بنا دیں۔

غرض ہر ایک بد عمل۔ ہر ایک متکبر اور ہر ایک جھوٹا اسی دنیا میں ذلیل اور بے اعتبار بنتا ہے۔ بد عمل  
کرتا ہے اولاد کے لئے مال چھوڑنے کیلئے۔ مگر وہ اولاد بھی نہیں رہتی۔ ابو جہل کو اپنے معزز و محکم ہونے پر  
گھمنڈ تھا۔ خدا نے اسے دو کاخِ شکار لڑکوں کے ہاتھ سے مروایا۔

مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ: اس میں اشارہ ہے کہ تب کیا بچائیں گے الہ کو اپنی بھی

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

خبر نہیں۔

۳۶۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي رُوعِدَ الْمُتَّقُونَ، تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا أَنْهَارٌ أَمْحُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا

بِأَنْهَارٍ عَقَبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا ۖ وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿۳۶﴾

مَثَلُ الْجَنَّةِ: اسی صفتِ الجنۃ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۷۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ

إِلَيْكَ وَمِنَ الْآخِرَاتِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ، قُلْ

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ

أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبٌ ﴿۳۷﴾

أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ: اپنی کتاب کا فہم بخشا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)



۳۹۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا

لَهُم أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرُسُلِنَا أَن يَأْتِيَهُ

بِأَيِّ إِكْلَافٍ يَأْذِنُ اللَّهُ ۚ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۲۹﴾

بعض لوگ اس خیال کے تھے کہ دنیا سے تعلقات نہیں چاہئیں۔ تعلق محض حضرت سبحانہ سے چاہیئے ایسے لوگ اس زمانہ میں بھی پائے جاتے ہیں جن کو سادھو و اسی وغیرہ کہتے ہیں۔ اللہ کے جواب میں فرماتا ہے کیونکہ اسلام جامع کمالات مذاہب مختلفہ ہے۔ اس نکتہ کو نہ سمجھ کر ہر فرقہ نے اپنے اپنے مذاق کے لئے اس پر اعتراض کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ اگر بیابانوں میں رہنے والوں نے ازواج اور ذریت کو برا منایا تو دنیا داروں کو یہ اعتراض تھا کہ ذکر و شغل کے لئے اتنا وقت کیوں ہو۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ جہاد کے متعلق تلوار و تیر کو درست کرتے رہتے۔ جس کو بعض فقراء (جو مرغے کو ذبح کرتا بھی نہیں دیکھ سکتے) دیکھ کر حیران رہ جاویں۔ اسلام نے ایک درمیانی راہ اختیار کی اور سب باتوں کو لے کر اسی کی اصلاح فرمادی۔

أَرْسَلْنَا رُسُلًا ۚ جَوَابَ يَوْمٍ دِیَا ہے۔ کہ سب انبیاءؑ کی بیبیاں اور اولاد تھی۔ اس نبی میں نبی بات نہیں۔ کوئی شخص جب تک گھر والا نہ ہو تمام کمالات انسانیہ کا مظہر نہیں ہو سکتا اور نہ تمام خلقت کیلئے نمونہ ہو سکتا ہے۔ پس ضرور تھا کہ راست بازوں کی جماعت بیوی بچوں والی ہوتی۔ جن لوگوں نے تقدس و طہر کے لئے نکاح سے علیحدگی لازم ٹھہرائی۔ آخر سخت سے سخت بدکاریوں میں گرفتار ہوئے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بیوی بچوں میں آنا انہماک کہ خدا کو بھول جاوے ناجائز ہے۔

وَمَا كَانَ لِرُسُلِنَا ۚ ہر شخص کو نشانہ دکھانا ضروری نہیں۔ بعض تو بیعت ہی اس معیار پر کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد آسائش ہو جاوے اور ہر ایک مراد پوری ہوتی جائے۔ جو خدا بھی خلافِ مرضی ہوا تو بس کہہ دیں گے دیکھ لیا۔ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ طَغَمَ بِهِ ۚ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ أُنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ (الحج: ۱۲)

بِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۚ ہر وقت کیلئے ایک قانون ہے۔ اسی کے ماتحت سب مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر کا دیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۰۔ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۚ وَعِنْدَهُ

## اُمُّ الْكِتَابِ □

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ، کئی بادشاہتیں ایسی گزر چکی ہیں کہ ان کا اب کوئی نام بھی نہیں جانتا سب باتوں کا علم اللہ ہی کو ہے۔ یہ جو مقرر کرتے ہیں کہ دنیا سات ہزار برس سے ہے۔ یا دو ارب سے یا سترہ صفر اس سے پہلے بڑھا کر اپنی قدامت دکھاتے ہیں۔ خدا کی ابدیت کے سامنے یہ اعداد کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے! اسی لئے ہماری کتاب نے کوئی مدت مقرر نہیں کی!! فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ مَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى؟ (طہ: ۵۲) انہوں نے صاف سنا دیا۔ عَلِمَهَا عِندَ رَبِّي! (طہ: ۵۳) مجھے کیا معلوم۔ خدا کو سب علم ہے۔ میں بھی اس شخص کی نسل سے ہوں۔ جس نے کہا۔ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي مِنَ الْأَشْقِيَاءِ فَاَمَحُ اسْمِي مِنَ الْأَشْقِيَاءِ وَاسْتَبْتَنِي فِي السَّعَةِ آو۔

میں ایک دفعہ سخت ابتلاء میں تھا۔ ایک میرے معذوب دوست نے مجھے کہا وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ (یوسف: ۲۲) وہ تو اپنے حکم پر بھی غالب ہے۔ جس کو سنتے ہی وہ سب غم کا فور ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

## اُمُّ الْكِتَابِ: اَصْلُ الْأَشْيَاءِ (تشیخ الاذعان جلد ۸، ص ۳۶۱)

۴۲۔ اَوَّلَ ذَرِّئَةٍ اَنَا نَارِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

اَطْرَافِهَا، وَاللّٰهُ يَخْكُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ، وَ

## هُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ □

اَطْرَافِهَا، عربی زبان میں حاکم محکوم۔ امراء۔ غزباء۔ اغنیاء فقراء کو کہتے ہیں۔ یہ گویا نشان بتایا ہے۔ کہ تم لوگوں نے مذہبی جنگ شروع کر دی۔ اچھا اب دیکھ لینا کہ ہم تمہارے اس ملک میں آ رہے ہیں۔ تمہارے امراء اور غزباء کو تعلیم قرآن میں داخل کر کے تمہاری تعداد گھٹا رہے ہیں۔ جو لوگ یہ معنی کرتے ہیں کہ دائرہ کے محیط کو ہم گھٹا رہے ہیں۔ یہ غیر ضروری باتیں ہیں۔ عوام الناس ایسی باتوں کو کیا سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ: یعنی تمہاری جلدی ہی خبر لی جاوے گی۔ یہ اَوْتَوْقِنْتَكَ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

کو کھولا ہے۔ ہر زبان میں یہ محاورہ ہے کہ مکان سے مکان ملے مراد ہوتے ہیں جسے نحو میں ظرف بمعنی مطلق

سے تعبیر کرتے ہیں۔ ذرا متنی کی انجیل ۱۱ باب ۲۱ اٹھارہ پڑھو "ماتے خدیزیں تجھ پر افسوس۔ ماتے مین صیدا! تجھ پر افسوس۔ کیونکہ یہ معجزے جو تم میں دکھلائے اگر صور و صیدا میں دکھلائے جاتے تو ٹاٹ اور دھوکے اور خاک میں بیٹھ کے کب کی توبہ کرتے۔" پھر متی ۲۳ باب ۳۷ دیکھو۔ "اے یرشلیم! اے یرشلیم جنابیوں کی مار ڈالتا اور انہیں جوتیرے پاس بھیجے گئے سنگسار کرتا ہے کتنی بار میں نے چاہا تیرے دروازوں کو جمع کروں" دیکھو متی کی ان آیات میں خورزیں اور بیت صیدا اور یرشلیم سے اسکے مکین مراد ہیں۔ بولنے میں تو مکاں بولا گیا ہے۔ پر مقصود مکاں والے ہیں۔ ایسا ہی قرآن کریم کی اس آیت میں۔

الارض سے جو معرفت بالغ لام ہے خاص زمین والے یعنی اہل مکہ مراد ہیں۔ مقصود آیت کا یہ ہے کہ باری تعالیٰ مکہ کے رؤوسا اور شرفاء کو نصیحت کرتا اور عبرۃ ابرشا فرماتا ہے "کیا انہوں نے (اہل مکہ) نہیں دیکھا کہ ہم مکہ والوں کے پاس آتے ہیں اور انکی طرف کو گھٹتے چلے آتے ہیں" اطراف کے معنی سمجھنے کے لئے اس فقرے پر غور کرنا واجب ہے جو ابو طالب نے وفات کے وقت اپنی آخری اسپچ میں کہا۔  
وَهُوَ هَذَا آيَةُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظِرُ إِلَى صَعَالِيكَ الْعَرَبِ وَأَهْلِ الْأَطْرَافِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ النَّاسِ قَدْ أَجَابُوا دَعْوَتَهُ۔

اور خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ عرب کے غریبوں اور اہل اطراف اور کمزور لوگوں کو۔ محمد کے کہنے کو مان لیا ہے۔

اس اسپچ میں ابو طالب گویا تمام رؤوسائے مکہ کے روبرو اس آیت کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اور کہتا ہے اے مکہ والو! اہل اطراف نے تو اس کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو مان لیا ہے۔ اور تعلیم الہی اور کلام ربانی کا اطراف میں آنا یعنی پھیلنا گویا خدا کا اطراف میں آنا ہے۔ حاصل کلام آیت یہ ہوا کہ کفار کی تعداد کم ہوتی چلی جاتی ہے اور مسلمانوں کا بدن بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۱-۱۴۲)

کیا اس وقت تم نہیں دیکھتے کہ نَاتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا کیسے واضح طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے عظیم الشان لوگ طرف کہلاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے ہیں اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے بعض سلیم الفطرت ہوتے ہیں وہ بھی طرف کہلاتے ہیں۔ یعنی تمہارے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے یا یہ کہو کہ ہر طبقہ اور درجہ میں سے جو عظیم الشان اور سلیم الفطرت لوگ ہیں وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو کر تمہاری جمیعت کو دل بدن کم کر رہے ہیں۔

غرض مامور من اللہ کا وجود ایک حجتہ اللہ ہوتا ہے۔ اس کی جماعت بڑھتی جاتی اور اس کے مخالف

دل بدن کم ہوتے جاتے ہیں (الحکم ۳۱، مارچ ۱۹۰۱ء صلا)

۴۳۔ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَالُوا

الْمَكْرُ جَوْشِعًا، يَعْلَمُ مَا تَحْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ،

وَسَيَعْلَمُ الْكَافِرُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارُ ﴿۴۳﴾

مَکَر: ہمارے ملک میں اس کے معنی خراب ہو گئے ہیں۔ دیکھئے عرب میں گالی یہ ہے کہ کسی کو کہنا شکست پا گیا۔ یا اس نے قوط میں بھوکوں کو کھانا نہ دیا اور ہمارے ملک میں گالی کا مفہوم پورا نہیں ہوتا جب تک اپنی ماؤں کو مسجدوں کے سپرد نہ کر لیں۔

مکر عربی میں تدبیر کو کہتے ہیں۔ اور یہ تدبیریں دو قسم کی ہیں بُری اور پاک چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا عِدْتَيْنِ (آل عمران: ۵۵) وَلَا يَحِثُّ اَلْمَعْدُ الشَّيْءُ اِلَّا بِاَهْلِيْهِ (فاطر: ۴۴)

یاد رکھو کہ ہمیشہ غفلوں کے وہ معنی لیں۔ جو کہ اصل زبان میں ہوں۔ ہندوستان کا مذاق عجیب ہے۔ لکھنؤ میں خلیفہ حجام کو کہتے ہیں اور رواطت کی مرض کو علت المشائخ۔ حالانکہ عربی زبان میں خلیفہ اور شیخ بڑے پاک اور اعلیٰ خطاب ہیں۔

يَعْلَمُ مَا تَحْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ، چور۔ زانی۔ شراب خور۔ غرض تمام نافرمان کبھی اخیر عمر میں شکہ نہیں پاتے۔

تاریخی واقعہ۔ مارولہ رشید کا ایک بھائی بڑا زیرک تھا۔ اس نے اسے احتساب پر مقرر کیا۔ اس نے بازار کی دوکانوں کی تحقیقات کی۔ ایک دوکاندار سے پوچھا۔ اس نے بتلایا کہ پیسہ روپیہ نفع لیتے ہیں۔ اور کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ بزاز سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ چار آنہ فی روپیہ نفع لیتے ہیں۔ کوئی رقم مار بھی لیتے ہیں مگر معمولی کام چلتا ہے۔ پھر ان دوکانوں کی خبر لی جس میں چور اپنا مال عتوڑی قیمت پر فروخت کر جاتے ہیں اس نے کہا۔ نفع تو ہم ایک روپیہ کا سو بھی کما لیتے ہیں مگر ہمارا مال نقصان ہو کہ حساب برابر ہی رہ جاتا ہے۔ بلکہ بعض وقت کھوٹ و حوکہ میں لے کر سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔ مارولہ رشید کے بھائی نے جا کر کہا۔ احتساب کی ضرورت نہیں۔ خدا خود ہی اپنا کارخانہ چلا رہا ہے۔

(ضمیمہ اخبار سیدہ قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا. قُلْ

كُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدٌ ابْتِئَانِيْ وَبَيْنَكُمْ. وَ مَنْ عِنْدَهُ

عِلْمُ الْكِتَابِ

کُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدًا، اپنی صداقت میں اللہ کی نصرت کی گواہی پیش کی ہے کہ باوجود کوئی جتنا وغیرہ نہ ہونے کے میں کامیاب ہوں گا۔ دوم تمام اہل کتاب اپنی اپنی کتابوں سے اس کی تعلیم کلمتہ کر لیں کہ کیسی جامع اور اعلیٰ تعلیم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

قُلْ كُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدٌ ابْتِئَانِيْ وَبَيْنَكُمْ، کہ مجھ میں اور تم میں اللہ گواہ ہے۔ پھر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔ (نور الدین ص ۱۳ دیباچہ)

وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ، استثناء باب ۱۸ باب ۳۵۔ یسعیاہ باب ۲۱۔ ۵۴ (تشمیذ الاذکار جلد ۸ ص ۹ ص ۴۶)

اور کہتے ہیں منکر لوگ کہ تو رسول نہیں۔ تو کہہ دے۔ میری نبوت پر خدائی ثبوت کافی ہے۔ جوابی کتب کے علماء کے پاس ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات نبوت پر قرآن ہدایت کرتا ہے اور سکھاتا ہے کہ منکروں کو یہ جواب دو۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كُفِيَ بِاللّٰهِ شَهِيدٌ ابْتِئَانِيْ وَبَيْنَكُمْ. وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ.

کیا معنی کہ محمد کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانونِ فطرت جو خدا کا فعل ہے گواہ ہے۔ کیونکہ مذہب خدا کا قول اور قانونِ قدرت باری تعالیٰ کا فعل ہے اور لازم ہے کہ باری تعالیٰ کے فعل اور قول دونوں باہم متوافق ہوں۔

اور کتاب سابق کا علم بھی کافی گواہ ہے۔ سابق کتب کے علماء دو طرح گواہ ہیں۔ اول اس طرح کہ ان سے کتب سابقہ کو سیکھ کر ہم خود محمدی بشارات کو کتب سابقہ سے نکالیں۔

دوم اس طرح پر کہ جس طرح وہ اپنے انبیاء اور رسل کی نبوت اور رسالت کو ثابت کریں اسی طرز پر ہم بھی نبوت اور رسالت محمد عربیؐ کو ثابت کریں۔ جس قدر انبیاء کی نبوت کے ثبوت دنیا میں لوگوں



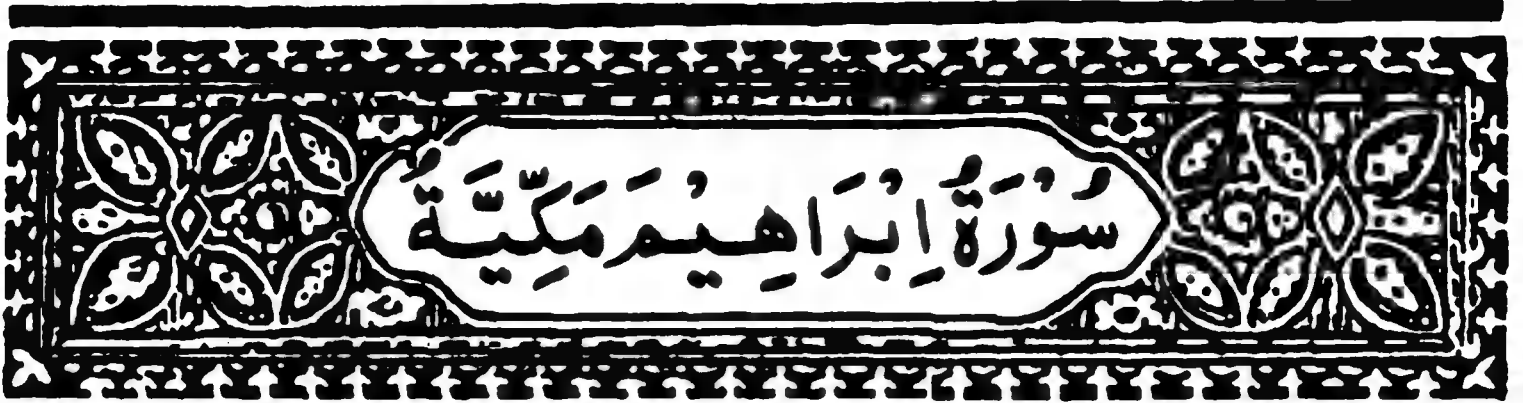
کے پاس ہیں۔ اس کی نظیر کے کل ثبوت اور قانون قدرت سے موافقت کا بھاری ثبوت محمد عربیؐ کی نبوت اور رسالت کے واسطے موجود ہے۔

ایک لطیف امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اسماء کا ترجمہ مضامین کو سخت دقت میں ڈالتا ہے اور اہل کتاب کی عام عادت ہے کہ اسماء کا ترجمہ کر دیتے ہیں۔ ایسا ہی تفسیر کو متن سے ملا دینا بڑا عجیب ہے کیونکہ تفسیر مفسر کا خیال ہوتا ہے جس میں صحت اور غلطی دونوں کا احتمال قوی ہے۔ بشارات میں یہ نقص نہایت مضر ہوا۔ محمدؐ کی بشارت جیسے سلیمانؑ کی غزل الغزلات میں ہے۔ اگر اس میں لفظ محمدؐ کا ترجمہ نہ کیا جاتا تو کیسی صاف تھی۔

اور نمونہ - ۸ باب ۳ - اشعیا مہر شلال حشبن نام بنہ اور عربی ترجمہ ۱۸۲۵ء میں ہے۔

ادع اسمہ اغنم بسرعة وانهب عاجلاً۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۴-۱۵)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۶۲۔ اَلَّذِیْ جَعَلْکَ اَنْزِلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ  
النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۚ یٰۤاٰدِیْنَ  
رَبِّہُمْ اِنِّی صَرَاطُ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ اللّٰہُ  
الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَوَدَّ

لِتُکْفِرَیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظلمات سے نور کی طرف نکالنے والا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت انسان پر ایسا گزرتا ہے کہ اس کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعظ موجب بنتا ہے ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جانے کا۔ مگر ایک اور جگہ پر فرمایا ہے۔ اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (البقرہ: ۲۵۸) گویا وہی نسبت جو پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فرمائی۔ پھر اللہ نے وہی کام اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہ بات قابل غور ہے۔ حضرت جبرائیل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کو دین سکھانے کیلئے آئے اور پہلا سوال یہی کیا کہ یَا مُحَمَّدُ لَخَبِّرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اسلام نامہ ہے فرماں برداری کا۔ سارے جہان کو تو موقعہ نہیں کہ اللہ کی باتیں سنے۔ اس لئے پہلے نبی سنا ہے پھر اوروں کو سنا ہے سو پہلا مرتبہ یہی ہے کہ نبی کی صحبت میں رہے۔ اور اس سے فرماں برداری کی راہیں سننے اور سیکھ چنانچہ اس بناء پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سمجھایا کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: ۳۲) یعنی میرے تابع ہو جاؤ۔ اسکی تعمیل میں اسلام لانے والوں نے جیسا انہیں نبی کریم نے سمجھایا۔ کیا۔ کلمہ سکھایا۔ کلمہ پڑھ لیا۔ نماز سکھائی تو نماز پڑھ لی۔ روزہ حج

زکوٰۃ جس طرح فرمایا۔ اسی طرح ادا کیا۔ یہ اسلام ہے۔ چنانچہ جبرائیل کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔ **الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔**

مگر چونکہ منافق لوگ بھی ایسی باتوں میں شریک ہیں اس لئے اس سے اوپر ایک اور مرتبہ ہے۔ وہ یوں کہ جب انسان یہ اعمال کرتا ہے اور ان کے فوائد و ثمرات مرتب ہوتے ہیں تو پھر عقائد اس کے دل میں گرجاتے ہیں۔ یہ ایمان کا مرتبہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگ آتے تو آپ کی باتیں سنتے اور آہستہ آہستہ وہی باتیں دل کے اندر گرجاتیں اور اس طرح پر ان کو اسلام سے ایمان کا رتبہ ملتا اور وہ کئی ظلمات سے نکل کر نور میں آجاتے پہلی ظلمت تو کفار کی مجلس متحی جس کو چھوڑ کر حضور نبویؐ میں آتے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

میں نے کئی ڈاکوؤں سے پوچھا ہے کہ تمہیں کبھی رحم نہیں آتا۔ تم کیسے حیرت انگیز بے رحمی کے کام کرتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا ماں رحم آتا ہے مگر تنہائی میں۔ یعنی جب اپنے بھولیوں میں بیٹھتے ہیں۔ تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے (یہ انکی صحبت کی ظلمت کا اثر ہے) مواعینہ نبویؐ آہستہ آہستہ اثر کرتا ہے پھر اللہ کے احکام کی تعمیل کا شوق پیدا ہوتا ہے اور چونکہ احکام الہی کے منظر اول ملائکہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر ایمان لاتا ہے۔ جو اس کے دل میں پاک تحریکیں کرتے ہیں تو یہ انکی تحریکات کی فرماں برداری کرتا ہے پھر اس کے بعد چونکہ ملائکہ کا تعلق شدید نبی سے ہوتا ہے۔ اس لئے انکی باتوں پر ایمان لاتا ہے اور ان کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ نبی کو پہلے بھی دیکھتا تھا مگر وہ دیکھتا دراصل نہ دیکھتا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (الاعراف: ۱۶۶)** اس کے بعد اس کی معرفت بڑھتی اور وہ نبی کو اس کی نبوت کی حیثیت سے پہچانتا ہے تو اس کی کتاب کو پڑھتا ہے۔ پھر جزا و سزا کے مسئلہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اس طرح اسکا ایمان آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ چنانچہ جبرائیلؑ کے سوال **مَا الْإِيمَانُ** کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔**

غرض جب مومن کفر و ترک کی ظلمات سے قوم کے رسوم۔ قوم کے تعلقات۔ بزرگوں کی یادداشتوں کی ظلمات سے صحبت نبویؐ کی برکات سے نکلتا ہے اور اس کے دل سے حب لغیر اللہ اٹھتی جاتی ہے تو پھر وہ اللہ جل شانہ کے سارے احکام کو شرح صدر سے مانتا اور اس کیلئے تمام ماسوی اللہ کے تعلقات

کو توڑ دیتا ہے۔ اور محض اللہ ہی کا ہو جاتا ہے تو یہ تیسرا درجہ ہے جسے احسان کہتے ہیں۔

اور یہ مومن کی اس حالت کا نام ہے جب اسے ہر حال میں اپنا مولیٰ گویا نظر آنے لگتا ہے اور وہ مولیٰ کی نظر عنایت کے نیچے آجاتا ہے اور وہ غالباً اس کی رضا مندی کے خلاف کوئی حرکت و سکون نہیں کرتا۔

چنانچہ جبرائیل کے سوال اَخْبِدْتِي عَنِ الْاِحْسَانِ کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ عَاطِفًا تَرَاهُ اِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَدَاكَ۔ تو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ایسی کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ مثال کے طور پر یہ دیکھ لو جب انسان کسی امیر یا بادشاہ کو اپنا محسن و مرتبی سمجھے تو پھر اس کے سامنے اُرد سب کچھ بھول جاتا ہے اور اس کے مقابل میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ یا مثلاً بعض لوگ مکان بناتے ہیں تو اس کی تعمیر کی فکر میں ایسے مبہوت ہو جاتے ہیں کہ گویا مکان میں فنا ہو گئے ہیں۔

مومن کو چاہیے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاوے۔ یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی خیال نہ رہے۔ اس درجہ احسان کو دوسرے غفلوں میں تصوف کہتے ہیں اور ان کا نام صوفی ہے بِصَفَاءِ اَسْرَارِهِمْ وَنِقَافِ اَعْمَالِهِمْ۔ الہ کے دل خیالات صاف ہوتے ہیں۔ الہ کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل کیلئے اول صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس دار الغرور میں دل نہیں لگاتے۔ چنانچہ تصوف کی تعریف میں فرمایا۔ التَّجَانُّفِي مِّنْ دَارِ الْغُدُوْرِ وَالْاِنَابَةُ اِلَى دَارِ الْخُلُوْدِ۔ صوفی موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے کہ موت نازل ہو۔ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ وسیع تہذیب اس کو اللہ تعالیٰ سے قافل نہیں کرتی۔ (يَجَالُ لَا تَلْمِيزُهُمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْتُهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ) (نور) صلی اللہ علیہ وسلم انہی لوگوں میں سے ہیں۔ یہ لوگ مہر محنت و مشقت کرتے اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھاتے اور پیرات بھرہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ۔

صحابہ میں تین گروہ تھے۔ بعض ایسے کہ حضور نبویؐ میں آئے کچھ کلمات سُننے۔ کچھ مسائل پوچھے پھر چلے گئے اور بس۔ نماز پڑھ لی۔ زکوٰۃ دی۔ روزہ رکھا۔ بشرط استطاعت حج کیا اور معروف لمو کے کرنے اور نواہی سے رُکنے میں حسبِ مقدور کوشاں رہے۔

اور بعض ایسے جو اکثر صحبتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیٹھے رہتے۔ اس مخلوق کے اندر ایمان زچا ہوا تھا۔ سخت سے سخت تکلیف۔ مصیبت اور دکھ اور اعلیٰ درجہ کی راحت آرام اور سکھ میں ان کا قدم یکساں خدا کی طرف بڑھتا تھا۔

انہی لوگوں میں سے خواہیں ایسے تیار ہو گئے کہ خدا ان کا متولی ہو گیا۔ مجھے اس موقع پر ایک شعر یاد آ گیا۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عَلِقَتْ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ سارا خیال انکو اللہ کا رہ جاتا ہے اور اس کے بغیر کسی کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں رکھتے۔ نبی کی اتباع وہ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں تو اس لئے کہ اللہ نے حکم دیا۔ بیوی بچوں سے نیک سلوک بھی اسی لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ چھوڑ نہیں بیٹھتے۔ مگر یہ سب باتیں۔ یہ سب کام اللہ کے لئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ  
يَا حَسَنَ مَطْلَبِهِمْ يَتَوَلَّاهُ الصَّمَدُ

(بدر ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء ص ۸۰)

۴۔ وَالَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى

الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا

عُوجًا، أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝

يَبْغُونَهَا عُوجًا: ایک عوج آیا۔ ایک عوج۔ دین و زمین میں عوج بولتے ہیں۔ اور عوج نیزہ، دیوار۔ دانت پر بولتے ہیں۔ بعض لوگ طیر طہارہ کر سیدھی راہ کو چاہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ، فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي

مَن يَشَاءُ، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ: معلوم ہوا کہ رسول کے نواب کو بہت سی زبانیں سیکھنی چاہئیں تاکہ سب کو کھول کر دین حق سکھاسکیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)



۶۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِنَا ۖ

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٦﴾

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ: ایک مثال بیان فرماتے۔

بِآيَاتِنَا اللّٰہ: نِعْمَ اللّٰہ وَنِقَمُ اللّٰہ خدا کی نعمتیں اور اس کے عذاب۔ ایک شعر

یاد آگیا۔

وَأَيَّامٌ لَّنَا عَذَابٌ طَوَالُ

عَصِيَّتِنَا الْمَلِكِ فِيهَا إِن تُدِينَا

صَبَّارٍ: جو صبر سے ہم لے۔ اس کو خدا اپنی جناب سے بہت سے نشان دکھا دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۷۔ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ

عَلَيْكُمْ إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ

سُوءَ الْعَذَابِ وَيَذُبُّونَ آبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ

نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَلِكَ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٧﴾

يَذُبُّونَ آبْنَاءَكُمْ: جو قومیں اکٹھی رہتی ہیں ظالم لوگ اکثر ان کو بیگار میں پکڑ لیتے ہیں جیسا کہ سکھوں کے ہمد میں جولاہوں کو پکڑ لیتے تھے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی فرعون نے یہی معاملہ کیا مگر محنت سے جب ان کی اولاد قوی ہونے لگی تو پھر اس کو قتل کرنے کی تدبیریں سوچیں۔

بَلَاءٌ: خدا کا بھاری انعام کہ موسیٰ کو بھیج دیا۔ وہی بنی اسرائیل کو جو بیگار میں پکڑے جلاتے تھے۔ آخر جب تک خدا کے حکموں کے مطیع رہے۔ فاتح بھی ہوئے۔ عمار بنی اسرائیل کے ساتھ کیا کیا مکہ والوں نے؟ اور اس کی ماں کے ساتھ کیا کیا؟ اسکی شرمگاہ میں نیزہ مار دیا اور ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری ٹانگ دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف طرفوں میں چلائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قوم کو فاتح بنایا۔ انہوں نے نہ صرف عرب کو فتح کیا بلکہ چین و تاتار تک پہنچے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۸۔ وَادِّ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۸﴾

ایک شخص کو گدا کی عادت تھی۔ دن بھر لقمہ کیلئے پھرتا رہتا۔ آخر اس نے کعبہ کا دامن پکڑ کر توبہ کی اور دیہاتیاں بیچنی شروع کیں اور چار پیسے سے تجارت شروع کی۔ جس کے چھ پیسے بن گئے آخر یہاں تک نفع حاصل ہوا کہ وہ ایک کوٹھی کا مالک بن گیا۔ اصل یہ ہے کہ صداقت و راستبازی پر چلے اور جو نفع مل جاتے لے لے۔ یہ شکر گزاری کا نتیجہ تھا۔ ایک عورت نے مجھے طبابت میں ایک دھیلا دیا۔ جسے میں نے شکریہ سے لیا اور ہزاروں کلمات۔

تَأَذَّنَ : اَعْلَمَ۔ علم دے دیا۔ بتا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)  
شکر کرنے پر اندر دیا و نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے۔ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔  
(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۷)

مسلمانوں سے حمد اُٹھ گیا وہ کبھی اپنی حالت پر راضی نہیں ہوتے اور نہ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جب سے حمد و شکر اٹھا۔ خدا تعالیٰ کا انعام بھی اُٹھ گیا۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ کو نہیں سمجھتے۔ تم اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کیا کرو۔ ہماری کتاب بھی الْحَمْدُ لِلّٰہ سے شروع ہوتی ہے۔ ہمارے خطبے بھی الْحَمْدُ لِلّٰہ سے شروع ہوتے ہیں..... اور اس حمد کیلئے اسی سے مدد طلب کرو اور اللہ کو ہر حال میں یاد رکھو۔ وہ تمہیں یاد رکھے گا۔ (الفضل ۹ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۵)

۱۰۔ اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُوءُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ

نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۚ وَالَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِمْ لَا

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

فَرَدُّوا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْا اِنَّا كَفَرْنَا

بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهِ وَاِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

### اَلَيْهِ مُرِيْبٌ ۝

فَرَدَّوْا اَيْدِيَهُمْ فِىْ اَفْوَاهِهِمْ: اس کے دو منہ کئے گئے۔ لوٹائے ان کافروں نے ہاتھ اپنے نبیوں کے منہ پر یعنی بد معاش ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتے کہ آپ بات نہ کریں ہم نہیں سنا چاہتے۔ دوسرے منہ جو عَصُوْا عَلَیْكُمْ اَلَا تَاْمَلُوْنَ الْغَيْظِ (آل عمران: ۱۲۰) کے مطابق ہیں یہ کہ اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ڈالتے تھے بوجہ شدت غیظ و غضب۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اِنِّىْ اِلٰهُ شَكُّ فَاِطِرِ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَدْعُوْكُمْ لِمَغْفِرٍ لَّكُمْ مِّنْ

ذُنُوْبِكُمْ وَيُوْخِرُكُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى، قَالُوْا

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، تُرِيدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا

عَمَّا كَانِ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَاَنْتُمْ اَبْنَاؤُا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

اِنِّىْ اِلٰهُ شَقٌّ: چار قسم کے لوگ ہیں ایک عام جو خواص سے سسکرایمان لائے ہیں دوسرے جو کتب پڑھ کر یقین کرتے ہیں۔ سوم گروہ حکماء کا ہے جو عالم کے نظام کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ایک گھڑی خود بخود نہیں بنتی۔ تو یہ کارخانہ اتنا بڑا کارخانہ خدا کے بغیر کس طرح چل سکتا ہے۔ چہارم گروہ ہے اللہ کے پیارے بندوں کا جن کو یقین ہوتا ہے۔ اس لئے خدا ان سے کلام کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت نمائیوں سے یقین دلاتا ہے۔ یہ گروہ تعجب انگیز ترقی کرتا ہے اور خدا پر ایسا یقین رکھتا ہے۔ کہ جو ذرا بھی شک رکھنے والا دیکھیں تو تعجب سے کہتے ہیں۔ کیا اللہ کے معاملہ میں بھی شک ہو سکتا ہے؟

فَاِطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: وحیدانی شہادت کے بعد دلیل بھی دی ہے جو حکماء کی دلیل ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ وہ ہم سے خود بولتا ہے۔ اس نے ہمیں کہا ہے کہ خلقت کو میری طرف بلاؤ تا میں ان کے گناہ معاف کر دوں۔ کمزوریاں و معائب لوں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ قَالَتْ لِمَ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ

مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ

عِبَادِهِ ۚ وَمَا هُمْ إِلَّا أَنْتَاطِيكُمْ بِسُلْطٰنٍ إِلَّا

بِأَذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۲﴾

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۚ یہ تفوات خود انسان کے وجود میں بھی ہے۔ ایک مکان ہے جس سے پاخانہ نکلتا ہے۔ لیکن ایک جگہ ہے جس سے خدا کا نام نکلتا ہے۔ پس وہ مالک اور حکیم و علیم ہے۔ جس پر چاہے اپنے مکالمہ اور پسندیدگی کا انعام کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ

فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُمَلِّكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۳﴾

انسان کو جس چیز کی عادت یا الت پڑ جاتی ہے وہ اس کو چھوڑتا نہیں۔ حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْبِنُ وَيَصْنَعُ۔ وہ محبوب کے عیوب کا بیجا دشمن نہیں ہوتا۔

انبیاء و حبیب سچائی کو لاتے ہیں۔ انکی تعلیم کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ غنائم کے متعلق جس کے دلائل بڑے گھلے ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ کو ماننا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ کتب پر ایمان لانا۔ انبیاء پر ایمان تقدیر پر ایمان۔ جزا و سزا پر ایمان۔ دوسرا حصہ عمل و آداب کے جو تعال کے نیچے ہوتا ہے۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں۔ مشترک تعال و دیکھو۔ بعض باتیں علمی تدبیرات کیلئے ہوتی ہیں۔ مجتہدین و ائمہ دین کا امتیاز ایسے ہی مسائل پر ہوتا ہے۔

نبی جب آتے ہیں تو ایک گروہ انکی تعلیم کو اپنی رسم۔ عادت و الت کے خلاف دیکھ کر مقابلہ کیلئے اٹھتا ہے اور کفر و عناد میں یہاں تک پہنچتا ہے کہ کہہ دیتا ہے۔

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے

مگر کہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ اَوْ بَعْنِ حَتَّىٰ اَوْ لَا كَيْنَ ہے۔ امراء العتیس اپنے ساتھ لے  
 کو کہتا ہے۔ جب اپنے باپ کا بدلہ لینے کیلئے شاہِ روم سے مدد لینے جاتا ہے اور کہتا ہے۔  
 فَقُلْتُ لَهُ لَا تَيْتِكَ عَيْنُكَ اِنَّمَا ۚ نُحْلُو مَلِكًا اَوْ نَمُوتُ فَنَعْدُ رَا  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۶۱۵۔ وَ لَنُصِیْکُمْکُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ هُمْ ذٰلِکَ  
 لِمَنْ خَافَ مَقَامِیَ وَ خَافَ وَ عِیْدٌ ۝ وَ اسْتَفْتَحُوْا  
 وَ خَافَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝

الْاَرْضُ : اور ایک زمین۔ اس کا ترجمہ ہے۔  
 وَ اسْتَفْتَحُوْا : قضاء و قدر کا فیصلہ چاہا۔ نبی بھی دعا مانگتے ہیں اور کفار بھی فیصلہ کیلئے  
 کوشش کرتے ہیں۔  
 جَبَّار : کے معنی متکبر  
 عَنِیْد : جو حق کا مقابلہ کرے۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۷۔ مَنْ وَّرَآیَہُ جَہَنَّمُ وَّ یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۝  
 مَنْ وَّرَآیَہُ : وَّرَآءِ کا ترجمہ ہے۔ آگے۔ بعض وقت اس کے معنی پیچھے کے ہوتے ہیں  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ یَتَجَرَّعُوْہُ وَّ لَا یَمْلَکُوْا دِیَارَہُ وَّ یَاْتِیْہُ  
 الْمَوْتُ مِنْ عَلٰی مَعْکٰنٍ وَّ مَا هُوَ بِمَیِّتٍ ۚ وَ مِنْ  
 وَّرَآیَہُ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۝

الْمَوْتُ : دکھ اور مصیبتیں۔ دل میں بھی۔ جسم میں بھی۔ گھر و دست احباب، بیوی سب شامل ہیں  
 سب میں مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)



۲۲۔ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ  
اشْتَكَبُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا هَذَا أَنْتُمْ تُغْنُونَا  
عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ، قَالُوا لَوْ هَدَانَا  
اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ، سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرًا أَمْ هُنَا

مَا لَنَا مِنْ مَّجِيصٍ ﴿۲۲﴾  
فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اشْتَكَبُوا: پھر کہیں گے کمزور بڑھائی والوں کو ہم تھے  
تمہارے پیچھے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶)

۲۳۔ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ  
وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ، وَمَا  
كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنِّي دَعَوْتُكُمْ  
فَأَسْتَجَبْتُمْ لِي، فَلَا تَلُمُونِي وَلَوْلَا  
أَنْفُسُكُمْ، مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي،  
إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ، إِنَّ  
الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۳﴾

بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ، انکار کیا ہے۔ اس سے کہ تم میرا سبھی ٹھہراؤ۔ میری فرماں برداری  
کرو۔ میرا کہا مانو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

مَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنِّي دَعَوْتُكُمْ فَأَسْتَجَبْتُمْ لِي، فَلَا  
تَلُمُونِي وَلَوْلَا أَنْفُسُكُمْ، مجھے تم پر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں تھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ میں  
نے تمہیں بلایا۔ سو تم نے میری بات مان لی۔ اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

ہر ایک بیکار گمراہ کنندہ جو ناپاک باتوں کی طرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے۔ ہر وقت اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن شریف میں شیطان کہا گیا ہے۔ کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ایسے شریر موزی وجودوں سے کبھی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے۔ جیسے اس وقت میں مفضل اور مغوی وجود ہیں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے۔ اسی طرح آدمؑ کے وقت میں بھی ایک شریر بلکہ موزی وجود آدمؑ کے مقابل تھا۔ بہکانے والے وجودوں کا کائنات میں موجود ہونا امر واقعہ ہے۔ کوئی شخص نادانی سے قرآن شریف کی اصطلاح سے اگر چڑتا ہے تو کیا وہ واقعاتِ عالم کی بھی تکذیب کر سکتا ہے۔  
(نور الدین ص ۸۶)

۲۵۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَلِيمَةً

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَضَلُّهَا ثَابِتٌ وَفَرُّعُهَا

فِي السَّمَاءِ ۝

فی السَّمَاءِ : بہت بلندی میں (حضرت صاحب نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ پاکیزہ بات دل میں گڑھاتی ہے اور اس پر اعتراض کا لائق نہیں پہنچتا)۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ وَ مَثَلُ عَلِيمَةٍ خَيْثُثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَيْثُثَةٍ

يَا جُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

كَشَجَرَةٍ خَيْثُثَةٍ : صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہے کہ جیسے عنقل کا درخت ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ يُخَيِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ . وَ يُضِلُّ اللَّهُ

الظَّالِمِينَ . وَ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝

يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ : اللہ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ

مہر آتے ہے۔ (نور الدین ص ۸)

۲۹۔ اَلَّذِينَ يَدَّبُرُوْنَ اَيْمَانًا كُفْرًا

وَاَحَلُّوا قَوْلَهُمْ اَرَا الْبَوَارِ

یہ لکھنا ائمہ، اونی حکام اگر کوئی پروانہ بھیجیں اور انکی کوئی ناشکری کرے یا پروانہ نہ کرے۔ اس پر عتبہ نازل ہوتا ہے۔

پھر وہ فرمان جس کا بھیجنے والا حکم الٰہی ہے اور لانے والا جو کلمات رسالت۔ کلمات انسانیت۔ کلمات نبوت کا خاتمہ ہے۔ اس کے منکر کا کیا حال ہونا چاہیے۔

نِعْمَتَ اللّٰهِ، قرآن۔ اسلام۔ جناب رسالت مآب، خاتم النبیین، رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

یہ لکھنا، ان لوگوں نے جو نعمت اللہ کا انکار کیا اور الجہل کہلائے۔

الْبَوَارِ، ہلاکت۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ جَهَنَّمَ، يَضِلُّوْنَ نَهَا، وَيَشْسَ الْقَرَارُ

یہ لکھنا: یہ اھلّوا پر اظہار ہے۔ تا مضمون ذہن نشین ہو۔ داخل ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۱۔ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اِثْمًا اِذَا لَمْ يَضِلُّوْا عَنْ سَبِيلِهِ

قُلْ تَمَتَّعُوا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ

وَجَعَلُوا، یہ کفر کی تفصیل ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۳، ۳۴۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ

الشَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّعْنَةُ سَخَّرَ لَكُمْ اَلْغُلٰكَ

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ، وَسَخَّرَ لَكُمْ أَنْهَارًا ۖ  
وَسَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ

لَكُمْ آتِنًا وَالنَّهَارَ ۝

”..... اور کام میں لگا دیئے تمہارے کشتی تو چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور تمہارے کام میں لگا دیں نیاں اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو۔  
(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۶۳)

سَخَّرَ لَكُمْ: ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ آؤ تمہیں تسخیر کا عمل بتا دیں۔ میں نے کہا کہ مجھے ضرورت نہیں کیونکہ مجھے ایسا عمل یاد ہے کہ جس سے نہ صرف سورج بلکہ چاند اور رات و دن۔ بہرہیں سب مستقر ہوں۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ اس آیت کریمہ نے تسخیروں سے ہمیں بے پرواہ کر دیا ہے۔  
بِأَمْرِهِ: یہ لفظ یاد رکھنے والا ہے۔ (جناب سلیمان علیہ السلام کے بیان میں کام دے گا،  
(ضمیمہ اخبار بدر کاویا ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ وَاتَّبِعْهُ مِنْ حَتَّىٰ مَا سَأَلْتُمُوهُ ، وَإِنْ

تَعَدَّ وَانْعَمْتَ إِلَيْهِ لَا تَحْصُوهَُا ، إِنَّ الْأَنْسَانَ

لَطَلُومٌ خَفَاءٌ ۝

رزق ہماری ضرورت سے پہلے پیدا ہوتا ہے۔ ہم ابھی مال کے پیٹ سے باہر نہ آئے تھے کہ چھاتیوں میں دودھ آیا۔ چونکہ ہم آج سالن میں کھاتے ہیں وہ مدت ہوئی کہ کالا سے نکل چکا ہے۔ پھر وہاں سے بڑے شہروں میں پہنچا۔ پھر اس گاؤں کی دکانوں میں آیا۔ پھر ہمارے حقہ کا الگ ہو کر گھر آیا۔ پھر لائڈی میں سب کیلئے تھا۔ تو لقمہ کے ساتھ میرے منہ میں آیا۔ اسی طرح کپڑے کا حال ہے۔ غرض کیا کیا اس میں اس مولیٰ کے۔ پس مالی شکریہ بھی اسی کیلئے ہونا چاہیئے۔ یہ غلط ہے کہ خدا نے کسی کو مال دینے میں بخل کیا۔ بلکہ اس نے تو فرمایا ہے وَاتَّبِعْهُ مِنْ حَتَّىٰ مَا سَأَلْتُمُوهُ پھر اس کے غلط استعمال یا اپنی شامت اعمال نے لَا تَوْتَوُا السُّفَهَاءَ أَمْوَالُكُمْ کے ماتحت کسی کے لئے اس میں تنگی پیدا کر دی  
(بدر ۳ مارچ ۱۹۱۰ء ص ۱۷)

میں نے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا۔ مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات میں نے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا۔

اگر برسات کے قطروں کو گنی سکتا ہے تو خدا کے احسانات کو بھی گنی سکے گا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا  
 اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ ان احسانات میں سے ایک وحدت بھی ہے۔ جس کی نسبت فرماتا ہے کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دے دو۔ تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کا میں نے بھی تجربہ کیا ہے۔ ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا اور مجھے روپے کی محبت ہرگز نہیں۔ میں اپنی تعریف نہیں کرتا بلکہ اس کے فضل کا اظہار۔ (بدر ۳۰، دسمبر ۱۹۰۹ء ص ۳)

انسان پر جناب الہی نے بڑے بڑے کرم۔ غریب نوازیاں اور رحم کئے ہیں۔ اس کے سر سے لیکر پاؤں تک اس قدر ضرورتیں ہیں کہ شمار نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور غریب نوازیوں کا مطالعہ کرو تو کیا گنی سکتے ہو ایک بال جو اس کا سفید ہو جائے تو گھبرا اٹھتا ہے اور حجام کو بلا کر نوچ ڈالتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ کیسی نعمت ہے۔ پھر کھانے پینے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کھانا غریب سے غریب آدمی کے سامنے بھی جو آتا ہے تو دیکھو کہ وہ پانی غلہ۔ نمک کہاں کہاں سے آیا ہے اور اگر دال گوشت۔ چاول بھی میز پر آجاوے تو دیکھو کہاں کہاں کی نعمت ہے اور ہر ایک کا جدِ اجداد مزہ ہے۔ پھر ہوا روشنی وغیرہ۔ کوئی ایک نعمت ہو تو اس کا شمار اور ذکر ہو۔ کسی نے مختصر ترجمہ کیا ہے

ابرد بار ہر و خود شید ہمد کار اند ؛ تا تو نانے بکف آری و غفلت نکنی  
 سورج چاند کو دیکھتے ہیں۔ بادل اور ہوا کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب تیری روٹی کی فکر میں ہیں۔ پھر جس کا نمک کھائیں اور حکم نہ مانیں تو یہ نمک حرامی ہوئی یا کچھ اور۔ کوئی کسی کا نوکر ہو۔ اگر وہ آقا کی فرماں برداری نہیں کرتا تو وہ نمک حرام کہلاتا ہے۔ پھر کس قدر افسوس ہے ان لوگوں پر کہ اللہ تعالیٰ کے لانا انہما انعام و اکرام اس پر ہوں اور وہ غفلت کی زندگی بسر کرے۔ (الحکم ۶ جون ۱۹۱۱ء ص ۶)

۳۶۔ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

اِمْنًا وَ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَشْنَامَ ﴿۳۶﴾

حضرت نبی کریمؐ سے پہلے جو لوگ دنیا میں سب سے بڑے آدمی گزرتے ہیں۔ ان سب کے سر تلخ حضرت ابراہیمؑ تھے۔ یاد رکھو دنیا میں دو خلیل گزرتے ہیں۔ ایک خلیل الرحمن ابراہیمؑ ہیں۔ دوسرے



حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مجھے کسی تیسرے کا نام معلوم نہیں۔  
 تم نے سنا ہوگا کہ سارا یورپ۔ ساری امریکہ اور پھر سب مسلمان ابراہیمؑ کو راست باز اور عظیم الشان  
 مانتے ہیں۔ اتنے بڑے عظیم الشان انسان کی بات خاص توجہ کے قابل ہے۔ سنو کہ وہ اپنے لئے اور اپنی  
 اولاد کیلئے کیا چاہتا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ ہم تیری ایک بات مان لیں گے  
 چنانچہ جب ہاجرہ بی بی کے بچہ کا پیدا ہوا۔ تو جناب سارہ کو کسی سبب سے دکھ ہوا۔ جس پر انہوں نے کہا کہ  
 اے ابراہیم! بموجب اپنے وعدہ کے اس بچے کو اور اسکی ماں کو ایسے جنگل میں چھوڑ آجہاں سے ہمیں ان کی  
 کوئی خبر نہ آئے۔ انبیاء ایسے معاہدے خدا کے حکم سے کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے بچے اور بیوی کو اسی  
 کے حکم سے جنگل میں چھوڑ آئے۔ مگر خدا پر ایمان کی یہ کیفیت ہے کہ اسی بلاد کو الْبَلَدَ فرماتے ہیں  
 جو آپ کو یقین تھا کہ یہ شہر ہو جائے گا۔

اِنَّ تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ : میرے ایک دوست بیمار تھے۔ ان کی موت میں تین دن باقی تھے کہ  
 کہنے لگے۔ ایک نکاح چاہتا ہوں۔ سب نے تعجب کیا تو کہنے لگے۔ میں تو صرف چاہتا ہوں کہ کوئی لَا  
 اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا اور پیدا ہو جائے۔ حالانکہ ان کی بہت اولاد اس وقت بظاہر موجود تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

قَالَ ابْدَاهِيْمُ : سَاتُ دَعَائِيْ هِيْ . سَاتُ بَارِ رَبِّ كَمَا هِيْ .

(تشنید الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۱)

۳۷۔ رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ حَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ .

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ . وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اَضَلُّنَّ کا لفظ قابل غور ہے۔ اس لئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بُتوں اور بتوں  
 کو دی گئی۔ جن میں گمراہی کے خلق کرنے کا ارادی مادہ بالکل نہیں بلکہ محض بے جان بے ضرر چیزیں ہیں  
 (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۳۷)

۳۸۔ رَبَّنَا إِنِّي أَشْكُنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ

ذِي ذُرِّيٍّ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّرِ رَبَّنَا لِيُفْنِمُوا

الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ

وَارْزُقْهُمْ مِنَ الشَّجَرِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٥﴾

اے رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس  
اے رب تاقائم رکھیں نماز۔ سو رکھ لیجئے لوگوں کے دل جکتے ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے  
شاید وہ شکر کریں۔

اس آیت میں لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکایا ہے۔ عجیب قابل غور کلام ہے اور اس معزز گھر  
یعنی مکہ معظمہ کا ابراہیمؑ کے زمانے سے عموماً اور آنحضرتؐ کے زمانے سے خصوصاً لاکھوں قسم کی مخلوقات کا  
مرجع و مرکز ہوتا۔ وعدہ الہی کے ثبوت کی بڑی بھاری دلیل ہے۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ایڈیشن دوم ص ۲۱)

۴۰۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْغَبْرِ

إِسْمِعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعٌ الدُّعَاءِ ﴿٥﴾

وَهَبَ لِي عَلَى الْغَبْرِ ۱ اسماعیلؑ ۸۴ برس کی عمر میں پیدا ہوئے اور ۹۹ برس کی عمر  
میں اسحقؑ پیدا ہوئے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٥﴾

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ۱ قرآن شریف میں دوسرے مقام پر فرمایا۔ اَلَا قَوْلَ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ  
لِاِبْنِهِ لَا تَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ۔ (المائدہ ۵) اس جگہ دعا میں آپؐ نے وَالِدَيَّ فرمایا ہے اور  
یہ آخر عمر کی دعا ہے۔ اور جہاں منع ہے وہاں اَبٌ کا لفظ ہے۔ معلوم ہوا اَبٌ سے چچا مراد تھا  
والد نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ

الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّكَ يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ

الْأَبْصَارُ ﴿۳۳﴾

”میں اللہ دیکھتا ہوں“ یہ اس سورۃ کا ابتداء تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ میں نگرانِ حاکم ہوں خلافِ وزیری پر سزا دوں گا۔ چنانچہ اس کو کھولتا ہے۔

غَافِلًا : بے خبر۔

لِيَوْمٍ : ایک وقت کیلئے۔ (ضمیمہ اخبارِ بدرِ قادیاں ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ

طَرْفُهُمْ ۚ وَاقْبُدْ لَهُمُ جُودًا ﴿۳۴﴾

مُهْطِعِينَ : اطمینان کے معنی چھٹی کرنے والے ہیں اور ”ٹھٹھکی باز نہ کر دیکھنے“ کے لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ : آنکھ جھپک نہ سکیں گے۔

جُودًا : ”عربی زبان میں اس دل کو کہتے ہیں جس میں خیر و عقل نہ ہو۔ عقل وہ صفت ہے جس سے مومن اپنے تئیں بدیوں سے روکتا ہے۔“ (ضمیمہ اخبارِ بدرِ قادیاں ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ ۚ فَيَقُولُ

الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ أَجْلِ قَرِيبٍ

نُجِبَدَّ غَوَتْكَ وَنَنْشِيرِ الرُّسُلَ ۚ أَوَلَمْ تَكُونُوا

أَقْسَمْتُمْ مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿۳۵﴾

يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ : جب ایک بچے کے سامنے بھی شرمندگی دلانے والا کوئی کام کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ تو جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے۔ وہاں کیسی ندامت ہوگی اس سے بچنے کا سامان کرو۔

مِّن زَوَالٍ : زوال نہیں ہوگا۔ یا تمہیں انتقال نہ ہوگا۔ اس دنیا سے دارِ آخرت میں

نہ جاویں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَ سَكَنْتُمْ فِي مَسْكِنِ الْيَتَمِ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ  
وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمْ  
الْأَمْثَالَ ۝

عَنيفَ فَعَلْنَا بِهِمْ، فارسی میں ایک شعر ہے ۵

مجلسے وعظ رفعت ہوس است ۶ مرگ ہمسلیہ واعظے توبس است  
ہر ایک شہر میں جہاں کوئی آسودہ گھر ہوتا ہے۔ اس کے پڑوس میں یا اس کے اوپر چڑھ کر دیکھنے  
سے کوئی نہ کوئی ویران شدہ مکان یا گھریا نظارہ ضرور عبرت و نصیحت کیلئے نظر آتا ہے۔ یہ نکتہ مجھے  
میرے ایک استاد نے بتایا تھا جسے میں نے اکثر مقام پر صریح دیکھا.....

ایک رئیس کو مجھ سے تقار تھا مگر میں نے اسے نصیحت کرنی چاہی۔ اسکی مجلس میں چلا گیا۔ آخر  
مجھ سے پوچھا۔ کیوں آئے؟ میں نے کہا آپ کا نام صح کوں ہے؟ میرے تعلقات تو آپ سے ایسے نہیں ہونے  
میں یہ فرض بڑے شوق سے ادا کرتا رہتا۔ پھر یہ استاد کا نکتہ سنایا تو اس نے کہا۔ جہاں میں بیٹھا ہوں  
اس کے سامنے کا محراب ایک بڑے رئیس کا تھا۔ اور اس کی گھر والی ہمارے برتھ صاف کرتی ہے۔

۲۔ اس مسجد میں جلسہ کے دنوں میں نماز پڑھنے لگے تو اس پڑوسی نے گالیاں دینی شروع کیں  
امام (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے فرمایا۔ شاہی خیمے کے پاس کسی کا ٹھل ہونا اپنے پرشامت  
لانا ہی ہوتا ہے۔ یہ مسجد خدا کا شاہی خیمہ ہے۔ ایک وقت میں نے عرض کیا۔ حضور وہ تو فروخت کرتے  
ہیں۔ کہا۔ میں تو دس روپے کو بھی نہیں لوں گا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفًا وَعْدَهُ دُسَلَاءُ،

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

ذُو انْتِقَامٍ: بعض لوگوں نے اس صفت کو نادانی سے کراہت کیساتھ دیکھا ہے۔ میں نے  
یسوعیوں سے پوچھا ہے کہ مسیحؑ تو رحم مطلق ہے۔ مگر اپنے قاتلوں اور مخالفوں کیلئے کفارہ تو نہ ہونے  
ان کیلئے تو انتقام ہی کی صفت رہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۹۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمُوتُ

وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۹﴾

جس دن بدل ڈالی جاوے گی زمین سوائے (اس موجودہ) زمین کے اور آسمان اور اللہ واحد  
زبردست کے رو برو پیش ہوں گے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۴۶)

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ: دنیا میں تو یہ کہ مشرکوں کی زمین مشرکوں کی  
نہیں رہے گی مومنوں کی ہو جاوے گی اور ایک تبدیل الارض مشرک کے دل کا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ: کفر کی سیر میں اسلام کی سرزمین بن جائے گی اور آسمان  
وہی کا آسمان۔ (تشمین الاذیان جلد ۹ ص ۲۶۱)

۵۰۔ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي

الْأَصْفَادِ ﴿۵۰﴾

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ: ایسے نظامے دنیا میں دکھلائی دیئے ضروری ہیں۔ اگلے جہاں  
کا وعدہ تو سب قومیں کرتی ہیں۔ ایک چوہڑا کہتا ہے۔ کہ کل قومیں متکبر ہیں۔ اس لئے وہ جہنم  
میں جائیں گی۔ مگر ہم ہی تکبر نہیں رکھتے۔ پس ہم ہی بہشت کے حقدار ہیں۔ اب خدا تعالیٰ  
فرماتا ہے کہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قطع تعلق کرنے والے ہیں۔ ایک  
دن آتا ہے کہ ان کی مشکیں کسی جاویں گی۔ چنانچہ دنیا میں بدر کے دن ایسا ہی ہوا۔  
جب دنیا میں اسکا نمونہ دکھا دیا تو آخرت میں ضرور ایسا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۖ إِنَّ

اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۵۲﴾

سَرِيعُ الْحِسَابِ: اسی لئے فرمایا کہ دنیا میں بھی اسکا نمونہ دکھائیں (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)



# سُورَةُ الْحَجَرِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَلَّذِي تَلَّكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَكَرَّانِ

مُبِينٍ □

الر: اَنَا اللّٰهُ اَرَى۔ دیکھنا خدا کی وہ صفت ہے جس کا ظاہری امور کے ساتھ تعلق ہے اور علم وہ صفت جس کا باطنی امور کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ عام ہے... خدا تعالیٰ اس سورۃ میں ان شوقیوں اور شرارتوں کا ذکر فرماتا ہے جو کفار نے رسل اور انکی جماعت سے کہیں اور فرماتا ہے کہ میں ان شرارتوں کو دیکھتا ہوں۔

الْكِتَاب: کتبہ فوج کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب دشمنوں کے مختلف حملوں اور شبہات اور بدیوں کی دافع ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۔ رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ هَانُوا

مُسْلِمِينَ □

يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا: اس کتاب کے دلائل ایسے پختہ ہیں کہ کافروں کا بھی بعض اوقات جی کر آتا ہے کہ ہم مسلمان ہو جاویں۔ اسلام نے خدا کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی کہ جس کو پہلک کے سامنے پیش کرتے ہوئے شرم آئے۔

ہندو کہتے ہیں کہ خدا نے سود کا اوتار لیا تو انہیں اس کی کوئی توجیہ کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح عیسائی جب بیٹا کہتے ہیں تو اس کی عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں۔ مگر اسلام نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ہر عجیب سے منزہ اور کمزوریوں سے مبرا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۴۔ ذٰهُمَّ يَا كَلُوا وَ يَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِمُهُمُ الْاَمَلُ

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۴﴾

ذٰهُمَّ: خدا کی طرف سے کوئی مذہب ایسا نہیں جو تمام آدمیوں کو بھر متوایا جاوے  
اسلام نام ہے صدقِ دل سے مان لینے کا اور جبر و اکراہ میں یہ بات ہرگز نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۵۔ وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اَوْ لَهَا كِتَابٌ

مَعْلُومٌ ﴿۵﴾

وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ: اللہ تعالیٰ تبدیلی مذہب سے نہیں پکڑتا۔ بلکہ نقص میں  
اور شوخی و شہرت پر اس دنیا میں موافقہ فرماتا ہے۔

كِتَابٌ مَّعْلُومٌ: اس دنیا میں بھی اس کا نظام ہمارے سامنے ہے کہ زنا، ایک حد تک کر  
کے بعد اس کے سوزاک یا آشک ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۶۔ وَقَالُوا يَا اَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ

اِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿۶﴾

اِنَّكَ لَمَجْنُونٌ: راست بازوں کو آج تک ایسا کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم  
میں ایک بات فرمائی ہے کہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ان کے خلاصے در خلاصے اور علوم کو جمع کر دو تو رسول اللہ  
مجنون ثابت نہ ہوں گے۔ بلکہ عقلِ اناس۔ سورۃ القلم میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٌ عَظِيْمٌ (القلم: ۴)  
سات موقعہ پر ان کی خلق کا جلوہ ہوتا ہے۔

۱۔ ایک مثلاً ان بن گھوڑے یا ماتھی پر جاتا ہے اسے دیکھ کر کئی لوگ حسد کرتے ہیں۔ اور کہتے  
ہیں کہ اس کا دلوا ایسا تھا یا پڑداوا ایسا۔ اخلاقِ فاضلہ ہوں تو یہ فضولِ کارروائی نہ کریں۔  
پس ایک بہشت تو وہ ہوا جب ایسی ایسی حلق نہ لگیں۔ دوسرا بہشت بیوی کے ساتھ اچھے  
تعلقات ہیں۔

۳۔ اسی طرح بچوں اور نوکروں کے ساتھ اچھا تعلق بھی ہے تو یہ تیسرا بہشت اس دنیا کے

پھر ۴۔ اپنی قوم کے ساتھ معاملات میں عمدہ اخلاق رکھتا ہے تو یہ چوتھا بہشت ہے ۵۔ پھر قوم کی دو قسمیں ہیں۔ اپنے ہم مذہب یا غیر مذہب ۱۔ اس سے تعلقات محبت والے ہوں تو یہ پانچواں بہشت ہے ۶۔ ایک بادشاہ سے تعلقات ہیں ۷۔ ایک خدا سے۔

حضرت نبی کریمؐ کو فرمایا تو بڑے اعلیٰ خلق پر ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق اپنی ذات میں بے نظیر تھے۔ بیویوں کے ساتھ تعلق اس سے بڑھ کر۔ قوم کے ساتھ ایسا صافی معاملہ کہ جب تک خدائی پیغام نہیں پہنچایا۔ سب آپ کو صادق و امین سمجھتے تھے۔ لَا يَكْذِبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (انعام: ۳۳) بادشاہوں کے ساتھ ایسے اچھے تعلق کہ آپ کے مریدوں نے حبشہ میں کس امن سے زندگی گزاری۔ اور خود مکہ کے شرانگیز رئیسوں میں کیسے مامون رہے۔ اور پھر خدا سے ایسا تعلق کہ قرآن شریف جیسی خاتم الکتب کی وحی کے ہیضہ ہوئے کیا ایسا شخص مجنون ہو سکتا ہے۔ جو تمام مدبرانہ ملک کی تجویزوں اور تدبیروں کے مقابلہ میں اکیلا کامیاب ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۹۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذَا

مُنْظَرِينَ ۱۱

وَمَا كَانُوا إِذَا أُمْنُظَرِينَ، چنانچہ جب فرشتے آئے تو کفار کو نہ بدر میں مہلت ملی نہ کسی اور غزوہ میں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

لَحَافِظُونَ ۱۲

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ، فرشتوں کا ایک ثبوت دیا ہے۔ کہ دیکھو یہ کتاب ہے۔ اس کی حفاظت اخیر زمانہ تک فرشتے کریں گے۔ تم اس کے خلاف کوئی غلطی تو ثابت کر دو۔ اس نے کس قدر ترقی کی۔ تہذیب کی کیسی چھان بین ہوئی۔ مگر قرآن شریف کی کوئی بات جھوٹی نہ ہو سکی۔ سچ فرمایا لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ (ظم السجدہ: ۴۲) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

نَزَّلْنَا الذِّكْرَ، ذکر رسول کو بھی کہتے ہیں۔

إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ، مارنے والوں نے عین شوکت اسلام میں حضرت عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ

کو شہید کر دیا۔ مگر عین کمزوری کے ایام میں ایک رسول اللہ کے مقابلہ میں اتنے مخالف کچھ نہ کر سکے  
(تشمین الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲)

دیکھو کس قدر مذہب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود ان  
لوگوں کو بنایا مگر قرآن کریم کی پاک تعلیم کیلئے فرمایا۔ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یہ کیا کوثر ہے!! اللہ تعالیٰ  
اس دین کی حمایت و حفاظت اور نصرت کیلئے تائید فرماتا ہے اور مخلص بندوں کو دنیا میں بھیجتا ہے جو  
اپنے کمالات اور تعلقات الہیہ میں ایک نمونہ تھے۔ ان کو دیکھ کر پتہ لگ سکتا ہے کہ کیونکر بندہ خدا کو  
اپنا لیتا ہے۔ (الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء ص ۲)

قرآن جو نازل فرمایا۔ اس کی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا  
لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ دنیا کی کسی اور کتاب کی نسبت یہ ارشاد خداوندی نہیں ہوا۔ اور جس مقدس اور  
راستباز۔ ماں قوم کے مسلم امین اور صادق انسان پر یہ پاک کتاب نازل ہوئی۔ اس کی حفاظت کا  
ذمہ دار بھی مولیٰ کریم ہی ہوا۔ چنانچہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی صدا اسی راست باز  
کو پہنچی۔ پھر جو دین لے کر یہ خدا کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیا۔ اس کا نام اسلام رکھا۔ جس کے  
معنی میں سلامتی موجود ہے۔ (الحکم ۱۰ فروری ۱۹۰۱ء ص ۷)

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ترقی کے واسطے بہت سے سلمان آسانی پیدا کر دیے ہیں۔ یہ دیکھو  
خدا تعالیٰ کا مامور (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتب) ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور خواص  
مجلس میں موجود ہے۔ ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم  
سے پہلے گزرے ہیں کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے۔ پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی  
اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے۔  
اللہ کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئے گا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ عجیب و غریب تحریکیں دنیا میں زور شور کے  
ساتھ ہو رہی ہیں اور ایک ہیل پلچ رہی ہے۔ عربی زبان دنیا میں خاص طور پر ترقی کر رہی ہے۔ کتابیں  
کثرت سے شائع ہو رہی ہیں۔ وہ عیسائیت کی عمارت جس کو کما حقہ ٹکانے سے خود ہمارے ابتدائی عمر  
کے زمانہ میں لوگ خوف کھاتے تھے۔ آج خود عیسائی قومیں اس مذہب کے عقائد سے متنفر ہو کر اس کے  
برخلاف کوشش میں ایسے سرگرم ہیں کہ یُخَذُّ بُؤْنَ بِيُوتِهِمْ بِأَيْدِيهِمْ کے مصداق بن رہے  
ہیں۔ اور شرک کے ناپاک عقائد سے بھاگ کر ان پاک اصولوں کی طرف اپنا رخ کر رہے ہیں۔ جوہ کے  
قائم کرنے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ یہ سب واقعات

قرآن شریف کی اس پیشگوئی کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ۔ تحقیق ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جیسا کہ افکار کی حفاظت یاد کرنے والوں اور لکھنے والوں کے ذریعے سے ہوئی۔ ویسے ہی معانی کی حفاظت مہر و لک کے ذریعے سے ہوئی اور ہر ہی ہے۔ یہ سب کچھ موجود ہے مگر خوش قسمت وہی ہے جو ان باتوں سے فائدہ اٹھائے۔ جذباتِ نفس پر قابو رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرے۔

( بدر ۱۳، دسمبر ۱۹۹۱ء )

۱۴۔ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ

الْاَوَّلِينَ ﴿۱۴﴾

قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِينَ، یہ فرشتوں کے ثبوت میں فرمایا کہ نشانِ جو تم مانگتے ہو وہ بھی آجائے گا۔ جیسا اگلے مکذبول سے ہوا۔ ویسا ہی تم سے ہوگا۔ چنانچہ ہوا۔ بدر میں فرشتے آئے اور کفار کو ہلاک کر دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

۱۵۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ

فَخَلَّتْ اَرْفِیْہِ یَغْرُجُوْنَ ﴿۱۵﴾

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ، یہ ضدی لوگوں کا بیان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

۱۶۔ لَقَالُوا اِنَّمَا سُبُرٌ مِّنْ اَنْصَارٍ نَّابِلٌ نَّحْنُ

قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ﴿۱۶﴾

سُبُرٌ مِّنْ اَنْصَارٍ، ہماری آنکھیں کسی نشے کی متوالا ہو گئیں۔ ہم پر سحر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

۱۷۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا

لِلنَّظْرِ ﴿۱۷﴾ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِیْمٍ ﴿۱۸﴾



## إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ ۝

فہم نے ہی بتائے آسمان میں روشنی اجرام اور خوبصورت بنایا انہیں دیکھنے والوں کیلئے اور محفوظ رکھا ہم نے انہیں ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شونہ تکہ باز یا مردود سے۔ ہاں اگر کوئی چھپ کر سننا چاہے تو اس کے پیچھے لگتے ہیں شہاب ثاقب۔ مٹی ازل۔ الکپات۔ (نور الدینی ص ۲۱۳)

آئندہ کے واقعات قبل ازیں انسان کو معلوم ہوں۔ یہ آدمی کو تڑپ لگی ہوئی ہے۔ اس کے لئے مخلوق نے عجیب عجیب تجویزیں کی ہیں۔ میں نے ایک شانہ بینی کی کتاب دیکھی۔ ایک دُنبہ کو خاص خیال پر ذبح کرتے ہیں۔ اس کے شانہ کو پانی میں اُبال دیتے ہیں۔ اس پر چند قطرے نظر آتے ہیں جن پر احکام مرتب کرتے ہیں۔ دوم۔ خطِ تقدیر اس کیلئے چار مقالات ہیں۔ ۱۔ بعض نے ہاتھ کی شکنوں پر کتابیں لکھی ہیں۔ بعض نے حینِ جنین پر۔ بعض نے انسانی بدن کی دوسری کھیروں پر۔ بعض نے خانوں پر۔ ایک اور علم ہے جو کھوپڑی کے متعلق ہے۔ اس علم کی بھی یہی غرض ہے۔ رزل بھی اسی لئے سیکھی جاتی ہے کَانَ نَبِيٍّ يَخْطُ كِي حَدِيثٍ سَ اسْتِدْلَالِ كَرْتِے هِيں۔ حالانكہ يَخْطُ كِي مَعْنٰی نَبِيٍّ كِه نَقْطَے وَاَل كَرشكَلِيں بَنَانِي هَاوِيں۔ اور پھر ان پر احكام مرتب كَرِيں۔ پالْسے حَوِيں۔ وَه بَحِي اَسِي غَرَضُ كِيْلْتِے هِيں۔ پھر پندول كِے بائِيں يادائِيں نَكْلَنے پَر بَحْتُ كَرْتِے هِيں۔ پھر اِيك عِلْمُ هِيں۔ سَرودِہ۔ جِسے عَرَبِي ميں عِلْمُ النَفْسُ كِهتِے هِيں۔ يِه ناك كِے سانسوں پَر احكام مرتب كِے جاتِے هِيں۔

احكامِ الاعضاء اور سياه خال سے بھی غيب داني كَرْتِے هِيں۔ يِه ادْنِي طَبَقِے كِے لوگ هِيں۔ اِن سَے اَعْلٰى عِجْمُ كَا عِلْمُ هِيں جِس كِے دَوَحْتِے هِيں۔ اِيك سَوِيح كَرِيں۔ چاند كَرِيں اور تاريخ۔ پھر ان پَر احكام لُكاتِے هِيں۔ اِيك جِغَر كَا عِلْمُ هِيں۔ اس سَے بڑے بڑے احكام نكالنے كِے دَعْوِے كَرْتِے هِيں۔ اِيك قَوْمِ اِن سَے بَحِي آگِے هِيں جِنهِيں كَا بَحِي كِهتِے هِيں۔ اِن كَا چھوٹا ساشبہ يورپ۔ امريكِے ميں اَسْجَلُ پايا جاتا هِيں۔ اِس كُو سِرِچو لَزْمُ كِهتِے هِيں۔ انسان كِي رُوحوں وَغِيْرَه سَے اِس كِے فَدْلِيَه مَكالَه كِيا جاتا هِيں۔ اِيك اِن سَے كَسِي قَدْر آگِے هِيں۔ وَه هَمْدِے مُلْك ميں حاضراتِ وَاَل كِهلاتِے هِيں۔ چھوٹے چھوٹے تَحْوِل كُو معمول بِنَا كَر اِن سَے كام لِيْتِے هِيں۔ عَرَب ميں جَو لوگ كَا بَحِي كِهلاتِے هِيں۔ وَه كَم كِهلاتِے۔ كَم سَوْتِے۔ كَم اَحْطَاظُ كَرْتِے اور اِيك خَاص بات كِي وَقْعَت رَكِهتِے۔ هَمزادِ وَاَل بَحِي اِنهِي ميں سَے هِيں۔ اِيسے لوگ لِنے تَنِيں بَهْت نَجِس رَكِهتِے هِيں۔ جَنابَت ميں نَهِيں نِهاتِے۔ مَرَمَاتِ اَبَدِي سَے جَماعُ كَر لِيْتِے هِيں۔ اِن سَے كُوپُڑِي ميں كِهاتِے هِيں انسان كِے دانت كِي تَسْبِيح رَكِهتِے هِيں۔ لوگوں سَے چھپانے كِيْلْتِے چاندِي كَا كِهول چُڑھا لِيْتِے هِيں۔ لَوْر عِبَادَتِ

کے وقت انسان کے چہرے پر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ کھانا بھی وہاں پکاتے ہیں جہاں کوئی مردہ جلایا گیا ہو ایسے تمام لوگ میں نے دیکھے ہیں۔ اور ان کے اعمال سے واقفیت حاصل کی ہے۔ کاہن لوگوں کو جو غیب سے آوازیں آتی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں سچی بھی ہوتی ہیں۔ مگر کثرت کے ساتھ جھوٹ ہوتا ہے۔ یہ جو غیب بینی کی کوشش کرتے ہیں۔ ان میں غور کر کے دیکھا جاوے تو تعجب آتا ہے۔ اور اہل بات تو یہ ہے۔ تمام جہاں پیش گوئی کرتا ہے۔ مثلاً دوست کو لکھ دینا کہ (۱) ہم فلاں جگہ تمہارے پاس گاڑی پر پہنچیں گے۔ باوجود اندیشہ لیٹ و کولیرن کے۔ (۲) کاشت کار کا آئندہ اناج کی اُمید پر بیج لونا باوجود اندیشہ ارضی و سماوی کے (۳) ملازم کا کام۔ تاجر کا مال منگوانا یا امید نفع۔ (۴) اشتہار دینا پہلے گھر سے خرچ کردہ۔

غرض پیشگوئیوں پر دنیا کا دار و مدار ہے۔ ان سب کا معیار صداقت کثرت و قلت پر ہے۔ کاہن اسی لئے جھوٹے ہیں کہ ان کی اکثر باتیں صحیح نہیں نکلتیں۔

نبیوں میں بھی کثرت کا اعتبار ہے۔ جب خدا کے فعل میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ قول میں کیوں نہ ہو بُدو ج : بُرّج کہتے ہیں گول چیز کو۔ روشنی ستارے جو آسمان میں ہیں الہ سے مراد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ منازل شمس و قمر مقصود ہیں۔ مگر عرب لوگ تو ان باتوں کو نہیں جانتے تھے۔ بہر حال ستارے بہت مفید ہیں۔ ارض کیلئے۔ مگر خبیث لوگ ان سے عجیب عجیب خبریں اور شخصی احکام نکالتے ہیں  
الْأَمْنِ اسْتَرْقِ السَّمْعَ : کوئی ایک آدمی بات صحیح بھی مستبظ کر لیتے ہیں۔  
شَهَابٌ مُّیِّنٌ : بات پوری نہیں ہوتی تو آگ سی لگ جاتی ہے جو ان کے تمام جھوٹ کے تودہ کو جلادیتی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۰۔ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَ

أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْرُؤِينَ ﴿۲۰﴾

مَوْرُؤِينَ : دو معنی ہیں۔ ایک معلوم۔ دوسرے مقلد کے ساتھ ہر چیز بنی ہوئی ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۲۔ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا

نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿۲۲﴾

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ : جتنی ایجادیں ہیں انکی تحقیقات کو تو یہی معلوم ہوگا کہ اس کا اصول اتنا ہی معلوم ہوا اور اول اول کسی بالا راہ کو شمش کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ مثلاً چھاپنے کے پتھر کی دریافت۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

جس طرح بچہ سکھایا اور تربیت دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خلقت کو سکھایا ہے اسی طرح خدا کی وحی بدون محرک کے نہیں ہوئی۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب تک فلق اضطراب اور گھبراہٹ طلب کی نہ ہو۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کے نکات معرفت حاصل نہیں ہوتے۔ پس یہ نکتہ معرفت کہ ہے۔ خدا کے حضور میں تو سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ پر خدا کے نزدیک وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنْزِلُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی لئے میرا خیال ہے کہ لیکچروں اور وعظوں کے واسطے بھی قبل از وقت تیاری نہیں کرنی چاہیے یا ایک کتاب کا مسودہ تحریر کر کے بہت مدت رکھ رکھا اور بہت دیر کے بعد اس کو چھاپنا غلطی ہے۔ کیونکہ اگر وقت پر خدا کی توجہ ہو تو وہ خود حسب ضرورت مضامین سمجھا دیتا ہے۔ پس اس زمانہ میں مخلوقات انسانی دنیا میں محوڑی تھی۔ دوسرے بلاد میں ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ نہ بیماریاں اس کثرت سے تھیں اور نہ ایسی تحریکیں تھیں تو پھر اللہ تعالیٰ کیوں کسی چیز کو بلا ضرورت اور بدون طلب نازل کر دیتا (الحکم، ۱۰ فروری ۱۹۰۵ء ص ۳)

۲۳۔ وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِعَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ

السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنُكُمُوهُ، وَمَا أَنْتُمْ لَهُ

بِخَازِنِينَ □

لَوَاقِعَ : جمع لَاقِحَةٍ کی۔ لَاقِحَةُ مَلَقَحَةٌ کے معنے رکھتا ہے۔ فاعل بمعنى مفعول کئی جگہ آیا ہے۔

ایک انگریزی کتاب میں لکھا ہے کہ نباتات میں زروادہ کی دریافت عربوں نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی ہوائیں اٹھاتا ہے کہ جو زروادہ پر چڑھاتی ہیں۔ قرآن مجید نے اس کو پہلے بیان فرمایا ہے

مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۵۔ وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُشْتَقِدِمِينَ مِنْكُمْ

وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْمُشْتَقِدِمِينَ

الْمُشْتَقِدِمِينَ کے معنی پہلے کے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا۔ اُم گزشتہ مراد ہیں بعض کہتے ہیں۔ وہ مراد ہیں جو نیکی میں سب پر ترقی لے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۶۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ

مَسْنُونٍ

صَلْصَال : خلاصہ در خلاصہ جو چیز ہوتی ہے۔ اس کو صلصال کہتے ہیں۔ صل سے نکلا ہے۔ حَمَإٍ : جو مٹی متغیر ہو جاوے ۲۔ جس کی پوری صورت ہی جاوے ۳۔ جو کہیں ڈالی جاوے ۴۔ جس سے پو آوے۔

مَسْنُون : کسی چیز کو کسی کے مناسب بنانا۔ سِنَّةُ الْمَاءِ عَلَى الْوَجْهِ۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ وَالْجَانَّ خَلْقَهُ مِنْ قَبْلِ مِنْ تَارِ السَّمُومِ

یہ سچی فلاسفی الہی کلام کی ہے۔ تمام وہ لوگ جن کے لچھے اعمال نہیں یا ان کے لچھے اعمال کم ہیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔ دوزخ کی گود میں رہیں گے۔ وہی ان کی ماں ہے۔ دیکھو قرآن وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ نَارُ حَالِيَةٍ (القافۃ: ۱۲ تا ۱۴) مہلا جن کی ماں دوزخ کی گرم آگ ہوئی وہ لوگوں کی آگ سے نہ بنے ہوں تو پھر کس سے بنیں۔ سنو! سارے شریر شیطان یا شیطان کے فرزند ہیں۔ یوحنا باب ۴۴۔ متی ۱۳ باب ۳۹۔ متی ۱۶ باب ۲۳ جس طرح شریر شیطان کا فرزند ہے۔ اور عیسائی مسیح کا فرزند۔ اُسی طرح دوزخ کی آگ شریر کی ماں ہے اور وہ لوگوں کی آگ سے بنا ہے۔ مہلا صاحب جب عام شریروں کی ماں ہاویہ دوزخ ٹھہری تو ان اثرار کا شرارتی آپ شیطان دشمن آدم لوگوں سے کیونکر نہ بنا ہوگا۔ ضرور وہ ہمارا دشمن تار السموم سے بنا۔ وہ تو پہلے ہی سموم تار سے بنا تھا۔ اور یہی سچی فلاسفی ہے جس کے خلاف

ہر کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۷۹)

الشُّمُومُ : تیز نو کو سُموم کہتے ہیں۔ اس کے اندر جو صفت ہے وہ تباری ہے۔

جان : میں شامل ہیں وہ تمام جاندار جن میں ناری مادہ ہو۔ باریک سانپ کو بھی جان کہتے ہیں۔ طاعون کے کپڑے کو بھی دُغْنُ الجَنِّ فرمایا ہے۔ برگ کے کپڑے کو بھی جَنِّ فرمایا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غضب کو بھی اُگ فرمایا ہے۔ اسی واسطے اس کے اطفال کیلئے کھڑے کو بیٹھنے پھر لیٹے اور پانی پینے اور تعویذ کا حکم ہے۔ سیاہ کتے میں شدید زہر ہوتا ہے اسے ایک جگہ شیطان فرمایا اسی طرح جن لوگوں کو شیطان سے تعلق ہوتا ہے ان میں بھی خاص تیزیاں ہوتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۰۔ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي

فَقَعُوا لَهُ سُجَّدًا ۖ

مِنْ رُوحِي : اپنا کلام (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۱، ۳۲۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجَمَعُوْنَ ۙ

اِلَّا اِبٰلِيسَ، اَبٰی اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السَّٰجِدِيْنَ ۙ

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ : ملائکہ مامورین اللہ کے کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ سعید العظمتوں کے قلب پر وہی ایمان لانے کی تحریک کرتے ہیں۔

مَعَ السَّٰجِدِيْنَ : فرماں برداروں کے ساتھ شامل نہ ہوا۔ ہر آدمی کو میں دیکھتا ہوں کوئی نہ کوئی اس کا نافرمان ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ قَالَ فَاٰخِرُ بَخْرٍ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَٰجِعٌ ۙ

فَاٰخِرُ بَخْرٍ مِنْهَا : نکل جاتا اس مرتبہ سے۔

فَاِنَّكَ رَٰجِعٌ : کیونکہ تو دھتکارا ہوا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳ فروری ۱۹۱۱ء)

۳۶ تا ۳۹۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰی يَوْمٍ يُبْعَثُوْنَ ۙ



قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿١٩١﴾ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ  
الْمَعْلُومِ ﴿١٩٢﴾

فَإَنْظِرْنِي : یہ اس کی خواہش ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ شیطان کی ہر خواہش پوری ہوئی غلطی کرتے ہیں۔ ہاں فرمایا۔ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔ ہر آدمی کے ساتھ بقدر اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ نیک انسان بیدار ہو جاتا ہے۔ پھر شیطان کا دلو اس پر نہیں چلتا۔

اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ : ابلیس مرچکا۔ اس کی اولاد ہی چلتی ہے۔  
(تشیذ الذحان جلد ۹ ص ۴۶۳)

۴۰۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَأُذِنُّ لَكَ فِي

الْأَرْضِ وَلَا أُخَوِّضُكَ فِيهَا

شیطان نے کہا میرے رب اس کے کہ تو نے مجھے خوی مٹھرایا میں بھلے کر دکھاؤں گا ان کے لئے اور ضرور خوی مٹھراؤں گا ان سب کو۔  
غی مجھڑے۔ اخوی اس کے مزید کے معنی ہیں۔ اضلال۔ اہلاک۔ افساد۔ نامراد کرنا۔ بدبزو کر دینا۔ زندگی کا تلخ کر دینا۔

پھر سو! باری تعالیٰ کی مقدس بابرکت ذات نے انسان کو استطاعت۔ نیک و بد کی تمیز۔ عقل اور فطرت مرحمت فرما کر ہزاروں ہزار انبیاء اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضامندی کے اسباب بنا کر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے اور انبیاء اور اللہ کے سچے اتباع اور فرماں برداروں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے۔ ہاں باستطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اسکی گردن پکڑ کر اس سے نیک اعمال کرائے۔ شیطان اور اس کی ذریعات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ ان انوں میں فرماں بردار کو فرماں برداری کی خلعت و عزت عطا فرماوے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا کہ لوگوں کو بھیر گمراہ کرے۔

چونکہ ان ان بڑے درجات کا طالب تھا۔ اور بغیر صدق و صفا انعام نہیں مل سکتا۔ اس

واسطے دو محرک نیکی و بدی کے یعنی فرشتہ اور شیطان پیدا کئے۔ قانون قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سب لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا بھی ہے اور بچتا بھی۔ پس واقعی فرشتہ و شیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کا ل ہے تو اس میں ضرور یہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفلین ہو تو کوئی بات نہیں۔

وَلِيَكُلَّ اَنْ يَّصْطَلِحَ، الامحرکات کی اصلاح تم میں کیا ہے۔ بتاؤ اور کھول کر بتاؤ  
افساد کا مقابلہ ایک واقعی اور صحیح بات ہے۔ کیمسٹری کی شہادت۔ مرکبات عالم بلکہ بساط کی نسبت اگر نہ لیں تو بھی لطیف و کشف کا سنگرم (جنگ)۔ سعید و مفتی۔ سرپنٹ و دیسیو۔ مومن و کافر۔ دیو و امر کا یہ کوئی مفتی راز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کیلئے اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ بایں ہمہ ایک عالم اس کے مقابلہ کیلئے بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ تم اپنی جگہ دیکھ لو۔ وید جسے تم کلام الہی مانتے اور قدامت کو اس کی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو۔ ہندوستان کے فرزندوں نے اس کے مقابلہ کیلئے ہتھیار نکالے اور اسے روک لیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تمہارے بھائی حبشی اپنے نوشتوں اور ہادیوں کی اتنی لمبی مدت بیان کرتے ہیں کہ اس کے مقابل ریاضی دان بھی حیران ہو جاتے ہیں اور محسوس اپنی کتابوں کی مدت قدامت کے بیان کرنے میں جہاں سنکھ کے آگے اور سترہ صفر بڑھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طبعی امر کی طرح ہمیشہ سے قائم چلا آتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپس میں جنگ تو ایک طرف رہی۔ اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم الشان ناموس خود ان کے اندر موجود ہے۔ مگر اسکے ساتھ بھی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان تجھ پر دیر پھر یوں میں عبرت یاد رکھیں ہزاروں کے لیکھوں کو وید کی بصیرت سے مطالعہ کریں لیکچروں کی لفظیاں اور اس کے ساتھ عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ حکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی عملی کارروائیوں کو دیکھیں کہ جن کی تمام تعلیم ہنسپارموں و دھرم (رحم ہی اعلیٰ مذہب ہے) اور بایں ہمہ ایک جانور (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیکیداری کے بھیس میں اپنے خیال کے مخالفوں غریبوں بے کسوں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں میں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے بااختیار پنڈت سے سوال کیا کہ مساوی الاستعداد مگر مدت کے امیدوار فتح محمد اور نئے امیدوار فتح چند کیلئے آپ کے حکمہ میں اگر موقع پرورش ہو تو آپ کس کو مقرر کریں گے۔ کہا فتح چند کو۔ میں نے کہا آپ تو بدھ مذہب کے آدمی ہیں اور آپ نے ہنوز دیانت بھی نہیں کیا کہ فتح چند بدھ مذہب کا آدمی بھی ہے یا نہیں۔ کہا۔ مولوی صاحب! ہماری بچپن کی تعلیم ہمیں ایسے سبق سکھا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کر دیں۔ اس قسم کی صدا ناظیریں اور واقعات

ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکھاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الہی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ توبہ قلب۔ عقل۔ نفاذ قدرت۔ تجربہ صحیحہ اور بدی کی خطرناک منزائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کا شرارت سے باز آنا کوسوں بلکہ ہزاروں دوس ہے۔ اس جنگ کو ستیارتھ پرکاش میں دیا نند نے بھی لکھا ہے اور اس کا دیو امر سنگرم ہم رکھا ہے (یعنی اچھے اور بُروں کی جنگ) غرض نور و ظلمت۔ نورانی و ظلماتی۔ صدق و کذب کا یہ جو ہے۔ ابلیس و شیطان و بی ظلمت اور شرارت ہے یا یوں سمجھو کہ ظالم و شریر۔ کاذب و جاہل اور تاریکی کے فرزند کے القاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل۔ رحمت قدرت اور تہرق سے ہر جگہ موجد ہے اور شریر جس قدر بکواس کرتا ہے وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے۔ اور رُود و رو کرتا ہے کہ گویا اس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے..... قَالَ کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہ مکالمہ کیا۔ سخت غلط بات ہے قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ شرف اندوز ہوتے ہیں جو خدا کی نگاہ میں پاک و صاف ہوتے ہیں۔ پھر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اسے خدا کی ہمکلامی کی عزت ملے؟ سارے قرآن میں عَلَّمَ مُوسٰی تَكْوِيْمًا کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ میں مذکور نہیں ہوا اصل بات یہ ہے کہ لفظ قَالَ عربی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ اور زبان حال پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ عربی کی لغت میں لکھا ہے۔

الْعَرَبُ تَجْعَلُ الْقَوْلَ عِبَارَةً عَنْ جَمِيعِ الْاَفْعَالِ۔ یعنی قول تمام افعال پر بولا جاتا ہے۔ قَالَتْ لَهُ الْعَيْنَانِ سَمْعًا وَطَاعَةً : اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور ماننے ہیں۔ قَالُوا صَدَقَ وَاَوْمَأُ اِبْرٰهِيْمَ : صحابہ نے کہا سچ کہتا ہے اور میری بات سر کے اشارے کی قَالَتِ السَّحَابُ جَادَتْ وَاَنْسَكَبَتْ : بادل نے کہا۔ کیا معنی؟ برسا وَيُقَالُ لِلْمُتَصَوِّرِ فِي النَّفْسِ قَبْلَ التَّلَفُّظِ فَيُقَالُ فِي نَفْسِي قَوْلٌ لَمْ اُظْهِرْهُ قُل اس خیال پر بھی بولا جاتا ہے جو ابھی تلفظ میں نہیں آیا۔ کہا جاتا ہے میرے دل میں بات ہے جس کو میں نے ظاہر نہیں کیا۔ وَالْفِعْلُ يُقَالُ فُلَانٌ يَقُولُ يَقُولُ الشَّافِعِ۔ فلانا اعتقاد کرتا ہے۔ شافعی کا اعتقاد۔ قول کے معنی اعتقاد کے ہوئے۔ وَيُقَالُ لِلْمَدَّ لَالَةٍ عَلَى الشَّيْءِ عَلَى الْعُمُومِ۔ دلالت کو بھی قول کہتے ہیں۔ اِمْتَلَأَ الْحَوْضُ فَقَالَ قَطْرِي : کہا جاتا ہے حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا اب بس کرو۔

قَالَتْ لَهُ الطَّيْرُ تَقَدَّمَ رَاشِدًا : پندوں سے لے کر کہا۔ اقبال مندی سے آگے بڑھو۔

غرض جب لفظ قَالَ اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے۔ تو کس قدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع و محل کے مناسب اس کے معنے کئے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر۔ احکام الہی سے منکر خبیث مروج ہے۔ حسد و بغض ہے اس نے آدم جیسے راست باز کا مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بھی بدی کو منسوب کیا اور بے باکی سے بدگلامی کی .... خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو (تم کچھ نام رکھ دو) ننگ یا فرشتہ کہتے ہیں۔ اوسدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے ننگ و ابلیس کا کوئی منکر ہو سکتا ہے۔ یہ پختہ اور یقینی بات ہے کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے۔ وہاں انہی اُسرول اور بدی کے محرکوں سے مراد ہے۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت اور اس کے نظام کی نکتہ چینی کرنا ہے۔ (نور الدین ص ۸۷ تا ص ۹۰)

۴۳۔ اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ

اَتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۳﴾

جو میرے بندے ہیں تم کو ان پر کچھ زور نہیں (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۱۶)  
عِبَادِی: کچھ ضرورت نہیں کہ عِبَادِی سے خاص بندے مراد لے جاویں۔ کسی آدمی پر شیطان غالب نہیں۔ ہاں جب انسان خود اس کا کہا ملنے لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے بڑے بڑے ڈاکوؤں سے پوچھا ہے اور انہوں نے ملا کہ کوئی ہمیں جبراً نہیں لے جاتا۔ بلکہ خود ہی جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۵۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۙ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْهُمۡ

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۵﴾

سَبْعَةُ اَبْوَابٍ: دوزخ کے متعلق تو ہے بہشت کے متعلق کوئی آیت نہیں۔  
(تشیخ الافان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۴۶ تا ۴۹۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنَّتٍ ۙ وَعٰیُوْبٌ ﴿۴۶﴾

اَدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِي  
صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرٍّ مُّقْبِلِيْنَ ﴿۵۴﴾  
لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ ۚ مَا هُمْ فِيْهَا  
بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۵۵﴾

تحقیق متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو  
جاؤ اور اسی میں رہو۔ اور جو کینہ اور کپٹ دنیا میں اللہ کے دلوں میں تھا۔ بہشت میں ہم اللہ کے دلوں سے  
نکال دالیں گے اور بھائی بھائی کے تختوں پر آنے سے سامنے بیٹھیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والوں کا یہ سلوک ہوگا جس کا ذکر آیت بالا  
میں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ (نور الدینی ص ۱۲۸-۱۲۹)

الْمُتَّقِيْنَ : تقویٰ اختیار کرنے والے۔ ایسے لوگوں کے عقائد صحیحہ ہوتے ہیں۔ اللہ پر ایمان  
فرشتوں پر۔ کتابوں پر۔ نبیوں پر ایمان۔ جزا و سزا پر ایمان اور اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا  
مال کو خرچ کریں۔ ذوی القربیٰ۔ یتامیٰ۔ مساکین و یتیمیں۔ غلاموں کے آزاد کرنے پر۔ نمازیں پڑھیں  
زکوٰۃ دیں۔ صابر ہوں۔ (تنگی۔ غریبی۔ لڑائی۔ بیماری کے اوقات میں) بس یہی متقی ہیں۔  
کچھ اور نشانات بتاتا ہے۔ وہ سلامتی کے گھر میں رہتے ہیں۔ کسی نیک بندے کی نسبت ان  
کے دل میں رنجش نہیں رہتی۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۰۔ نَبِیُّ عِبَادِیْ اَنِیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۰﴾

امید و بیم مومن کیلئے دو پر ہیں۔ اللہ کے حضور میں پہنچنے کیلئے۔ اس کا ثبوت آگے آئے طے  
بیان میں دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۳، ۵۴۔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ اِنَّا

مِنْكُمْ وَ جَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَاَلَا تَتَوَجَّهْنَ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ



عَلَيْهِمْ ۝  
إِنَّا مَنَّكَمَّ وَجِلُّونَ، انبیاءؑ کے قلب پر اس کا انکشاف ہو جاتا ہے چونکہ وہ ایمان لائے تھے۔

پغلام۔ اس بچے کے جوان ہونے کی خبر بھی دے دی۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۷۔ قَالَ وَمَنْ يَمْنَطُ مِنْ رَحْمَةٍ رَبِّهِ إِلَّا

الْعَالُونَ ۝

الْعَالُونَ، خدا کی صفات سے ناواقف ہیں۔

۵۸، ۵۹۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝  
فَمَا خَطْبُكُمْ، حضرت ابراہیمؑ کا قلب محسوس کر رہا تھا کہ یہ کوئی عذاب بھی نہیں اس لئے بشارت سن کر بھی حیرت کیا۔ ..... (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۲ تا ۶۴۔ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ بِالْمُرْسَلُونَ ۝ قَالَ

إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ۝ قَالُوا بَلْ جِئْنَاكَ

بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝

لوٹ کی قوم عرب کے شمال مغرب میں آباد تھی۔ الہ کی بتیاں کئی تھیں۔ ایک کا نام سیڈوم۔ ایک لاگدرا۔ ایک کا نام مصر غر تھا۔ اسی واسطے اس قوم کے بدکاروں کو سیڈومی کہتے ہیں۔

فِيهِ يَمْتَرُونَ، وہ عذاب جس میں یہ شک کرتے تھے۔

مُنْكَرُونَ، ناپسند کئے گئے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ فَأَشْرِبَا خَلِجَ بِقَطْعٍ مِنَ الْيَلِّ وَاشْبِعَا

أَذْبَاهُهُمْ وَلَا يَلْتَفِتُ مِنْكُمْ أَحَدٌ وَآمَضُوا

حَيْثُ تُوْمَرُونَ ﴿۳۶﴾

لَا يَلْتَفِتُ مِنْكُمْ أَحَدٌ: چونکہ عذاب میں گرفتار ہونے والی نے پیچھے مڑ کر دیکھنا تھا اس لئے دوسروں کو ایسا حکم ہوا۔ بعض خاص حکم مصلحت الہی پر مبنی ہوتے ہیں۔  
حَيْثُ تُوْمَرُونَ: پاس ایک پہاڑ تھا۔ اس پر چلے جانے کا حکم تھا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۷۔ وَقَضَيْنَا لِيَوْمَ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَنْ دَايِرَهُمْ

مَقْطُوعٌ مُصْبِحِينَ ﴿۳۷﴾

دَايِرَہ: ۱۔ اول ۲۔ آخر ۳۔ جو ہتھم و تبرہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَجَاءَ أَحَدُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۸﴾

قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيِّفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ﴿۳۹﴾  
يَسْتَبْشِرُونَ: کیونکہ وہ لوگ حضرت لوطؑ پر کسی قسم کا الزام آنے کے منتظر تھے۔  
فَلَا تَفْضَحُونِ: مہانوں کی بے عزتی کر کے مجھے ذلیل مت کرو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ قَالُوا أَوَلَمْ نُنْهَكَ عَنِ الْعَلَمَيْنِ ﴿۴۰﴾

قَالَ هَؤُلَاءِ بَنِيَّ إِن كُنْتُمْ فُجِعِلَيْنِ ﴿۴۱﴾  
عَنِ الْعَلَمَيْنِ: اجنبی لوگوں کی آمد و رفت سے منع نہیں کیا؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

عَنِ الْعَلَمَيْنِ: اجنبی آدمیوں سے نہیں روکا؟ (تشمیذ الافغان جلد ۹ ص ۴۶۲)  
إِنْ كُنْتُمْ فُجِعِلَيْنِ: اگر تم اس مقدمہ کی تحقیق کرنا چاہتے ہو تو میری بیٹیوں کو بطور ضمانت رکھ لو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

اس قسم کی بات - (تشمیذالاذعان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۷۳۔ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۳﴾

لَعَمْرُكَ: حضرت مسیح موعودؑ نے کہا ہے۔

”تیرے منہ کی ہی قسم اے میرے پیارے احمدؑ“

اس پر اعتراض کرنے والے اس آیت پر غور کریں۔ (تشمیذالاذعان جلد ۹ ص ۴۶۲)

یَعْمَهُونَ: امام ۲۔ عاقبت اندیشی کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۶۔ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمُتَوَسِّمِينَ ﴿۷۶﴾

لِّمُتَوَسِّمِينَ: وہ لوگ جو بڑی فراست والے ہوں اور عبرت پکڑنے والے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۷۔ وَإِنَّمَا لَيْسِيْلٌ مُّقِيمٌ ﴿۷۷﴾ إِنَّ فِي ذَلِكَ

لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾

إِنَّمَا: وہ بستیوں۔ عذاب کا نشانہ۔

مُقِيمٌ: موجود۔ واضح۔ وہاں کی جھیل کا نام ڈیڈ سی۔ جھیل مُردار جس میں کوئی جاندار

زندہ نہیں رہتا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ وَلَا تَحْزَنْ هَٰذَا أَضْحَبُ الْأَيْكَةِ لَطِيفِينَ ﴿۷۹﴾

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ. وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿۸۰﴾

الْأَيْكَةُ: بَہ۔ جنگل۔ جس میں بہت سے درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔

إِمَامٍ: ۱۔ امام ۲۔ شاہراہ اور اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طرف لوگوں کا قصد

ہو۔ چونکہ شاہراہ کی طرف اکثر لوگ منزل تک پہنچتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۳ تا ۸۱ - وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۸۱﴾

وَاتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۸۲﴾

هَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا أُمْنِينَ ﴿۸۳﴾

الْحِجْرُ: شہد کی قوم جہاں رہتی تھی اس کو حجر کہتے ہیں۔  
حجر میں بحث ہوئی ہے کہ حجر کیا چیز تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس قوم کے دارالسلطنت کا  
کانام ہے۔ بعض اس میدان کا نام بتاتے ہیں۔ علی سے لے کر حدیدہ۔ حضر موت۔ حجاز۔ تہامہ  
کے علاقوں کو حجر کہتے ہیں وہاں کی قوم شہد میں صلح بھی آئے تھے۔  
آیۃنا: اپنے احکام۔

وَكَاَنُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ: اس زلنے میں بھی اس کا رنگ پایا جاتا ہے۔ یعنی پہاڑ  
پر کوٹیاں بنانا۔ ایک سہل زمین ہوتی ہے۔ ایک جلی (یعنی پہاڑی) زمین۔ دونوں مقامات پر اس  
کے زمانے کے لوگ بھی کوٹیاں وغیرہ بناتے ہیں اور اس پر اترتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۴ - فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ﴿۸۴﴾

الصَّيْحَةُ: اس کے معنی عذاب کے ہیں۔ آواز کے معنی بھی درست ہیں۔ جب پہاڑوں  
میں بڑے بڑے زلزلے آتے ہیں تو زلزلوں سے پہلے گونج اور گرج پیدا ہوتی ہے۔

صَاَحَ الزَّمَانُ لِأَلِ بَرْمَكٍ صَيْحَةً: خَرُّوا لِصَيْحَتِهِ عَلَى الْأَذْقَانِ  
برمک ایک قوم تھی جس نے حضرت مارون الرشید علیہ رحمۃ اللہ کے زمانہ میں بڑی ترقی کی انہوں  
نے تمام طاقتور جاگیروں اور علاقوں بلکہ شعراء و علماء کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ مارون الرشید  
نے ان کی نیت پر اطلاع پا کر انہیں ایک ہی وقت میں ہلاک کر دیا۔ شاعروں کو چونکہ بہت انعام دیتے  
تھے۔ اس لئے انہوں نے انکی سخاوتوں کی بڑی تعریف کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۶ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

إِلَّا بِهَا لَحَقَّ دَرَانُ السَّاعَةِ لَا تِيَّةٌ فَلَصَفَحِ الصَّفْحَةَ

### الْجَمِیلُ ۵۷

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ : یہ آیت اس اعتراض کے جواب میں ہے جو اخذ تہم الصیحة سے کسی نادان دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ زلزلہ آنا تو ایک نیچرل رول ہے۔ پھر زلزلہ آنے پر علماء کی ہلاکت بھی ہو جاتی ہے۔ فرماتا ہے آسمان وزمین کو ہم نے حق و حکمت سے پیدا کیا۔ ہم نے پہلے ہی سے یہ انتظام کر رکھا ہے۔ عذاب اسی وقت آئے گا۔ جب علماء بالعموم نہ رہے۔ اور زلزلہ اگر کسی ظاہری سبب سے پیدا ہوتا ہے تو اس کا باطنی سبب یہی ہے اور ہم اسے خوب جانتے ہیں۔

فَاصْفَحِ الصَّفْحَةَ الْجَمِیلَ : عذاب کے لانے کیلئے مصبر بھی بہت مفید ہے۔ یہاں سے ایک اخبار شبحِ چنگ "ٹکلتا تھا۔ وہ اس سلسلہ پر سخت مغربانہ اور مضر حملے کرتا۔ میرے دل میں بعض اوقات اس کے جواب کا جوش اٹھتا۔ اس لئے میں نے ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ تمہارے جواب سے کیا بنے گا؟ صبر کرو کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پھر ایک موقع آیا تو آپ نے توجہ فرمائی اے ایسی توجہ فوری کہ جواب الہی سے سبب دست قادیان سے ان کا صفایا ہی ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۸۔ وَلَقَدْ أَتَيْنَكَ مَبْعَاثَ الثَّمَانِ وَالْقُرْآنَ

### الْعَظِيمَ ۵۸

سَبْعًا : اس کے معنی سات آیتیں۔ یعنی الحمد شریف۔ یہ ان سات آیتوں میں سے ہیں جو کئی بار نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ چنانچہ دن رات میں بالعموم چالیس رکعتوں میں یہ سورۃ دہرائی جاتی ہے۔ کئی تابعین نے کہا ہے کہ بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ توبہ۔ ان سات سورۃ کا نام سبع مثانی ہے۔

بعض نے توبہ کی بجائے یونس کو رکھا ہے۔ کیونکہ ان کا بیان آپس میں ملتا جلتا ہے۔ اور دہرا دہرا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۹۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا



مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضَ جَنَاحَكَ

لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۸﴾

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ، قرآن شریف ایسی نعمت کے مقابلہ میں اس فانی دولت کی کچھ پرواہ نہ کرو اور اہلکھٹاکر بھی نہ دیکھو۔

اَزْوَاجًا، نگ بنگ۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۹۱۔ کَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿۸۹﴾

الْمُقْتَسِمِينَ : مُقْتَسِمَ کے کئی معنی کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ یُؤْمِنُونَ بِبَعْضٍ وَيَخْفَرُونَ بِبَعْضٍ ۲۔ تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ (النمل، ۵۰) یہ جیسے حضرت ثمود کی قوم نے قسم کھائی تھی کہ رات حضرت صالح کو مار ڈالیں گے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تو آدمیوں نے یہی مشورہ کیا ۳۔ تَقَاسَمُوا عَلَى سُبُلِ مَكَّةَ کَظَر نے اسلام کے خلاف اُتھارنے کیلئے مختلف شاہراہوں پر آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ اس کا نونہ میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں کو بہکانے کیلئے رستوں میں اپنے لیجنٹ چھوڑ دیتے ہیں۔ ۴۔ عجیب عجیب معنی کر کے کئی فرقے بنائے۔ چھ شخصوں کے نام مجھے یاد آ گئے۔ ۱۔ اسود بن زرارۃ ۲۔ اسود بن زہرۃ ۳۔ ولید مخزومی ۴۔ عاص سہمی ۵۔ اسود بن مطلب ۶۔ حارث خزاعی۔ یہ سب کے سب مختلف عبرت ناک و دہشتناک امراض سے ہلاک ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

الْمُقْتَسِمِينَ : قرآن کے بعض حکم پر عمل۔ بعض سے عملی انکار جیسے لڑکیوں کی وراثت۔ (تشیذالاذعان جلد ۱ ص ۴۶۲)

۹۵ تا ۹۹۔ فَأَصْدَغِرِمَا تُؤْمَرُ وَاعْرِضْ عَنِ

الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۰﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿۹۱﴾

الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، فَسَوْفَ

يَعْلَمُونَ ﴿۹۲﴾

سو کھول کر ستارے جو تم کو حکم ہوا۔ اور دھیان نہ کر شریک والوں کا۔ ہم بس میں تیری طرف سے  
 ٹھٹھے کرنے والوں کو جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی۔ سو آگے معلوم کریں گے۔  
 (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۹۸)

## ۹۹۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَحْدًا مِّنَ السَّجْدِ يَوْمَ ۖ

سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ، دشمنوں سے بچنے کا طریق بتایا۔ (تشیخ القرآن جلد ۹ ص ۴۳۳)  
 فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ، بعض لوگوں نے سجدوں میں عجیب عجیب طرح کی دعائیں قرآن شریف کی  
 مختلف آیات سے لے کر پڑھنی شروع کر دی ہیں۔ حالانکہ سجدوں میں قرآنی دعوئیں کے پڑھنے کی ممانعت  
 ہے۔ وہ دیکھیں کہ یہاں جو صاف حکم ہے اس کی تعمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح فرمائی۔ رکوع  
 و سجد میں پڑھا جاتا ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي حضرت  
 مجدد الف ثانی نے اس کے متعلق کہ رات کو سُبْحَانَ اللَّهِ - الْحَمْدُ لِلَّهِ - اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھ کر  
 کر سوئے۔ ایک نکتہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ جیسا کہ کسی کو تحفہ و ہدیہ دیں۔ ویسا ہی انعام ملتا ہے۔ جناب الہی  
 میں جو تسبیح و تحمید کا ہدیہ پیش کرے گا۔ خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں اس شخص کو جس نے ہدیہ پیش کیا  
 گناہوں سے پاک کر دیگا اور پسندیدہ افعال سے محسود بنائے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القلوب ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

## ۱۰۰۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۖ

يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ، یقین سے مراد موت ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القلوب ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

# سُورَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۲۔ اَنۡۡۤ اَمُرُّا۟للهِ فَلَا تَسْتَغۡجِلُوۡهُ ۚ سُبۡحٰنَہٗ

وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۲﴾

چند سورتیں الٰہ۔ الٰہ سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ لفظ بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ تم لوگوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ وہ میں خوب دیکھ رہا ہوں اب اس سورۃ میں اس کے نتیجہ کا ذکر کرتا ہے۔

اللہ کا امر آگیا۔ اب جلدی تو نہ کرو۔ وہ بلند و برتر اس سے ہے کہ شرک کرتے ہیں۔  
(تفسیر براہین احمدیہ ص ۱۱۳)

اَمُرُّا۟للهِ : امر کے معنی خاص حکم کے ہیں۔

لَا تَسْتَغۡجِلُوۡهُ سے ظاہر ہے کہ یہاں وعید کا مذکور ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

اَمُرُّا۟للهِ : عذاب الہیہ۔ یہ الٰہ کا نتیجہ ہے۔

(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۳۔ یُنۡزِلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ

یَشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ اَنۡ اَنۡذِرُوۡا اَنۡتَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا

فَاَتَقُوۡنَ ﴿۳﴾

یُنۡزِلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ : شرک کے دفعیہ کیلئے اس نے فرشتوں کو اپنا کلام دے کر نازل کیا۔  
عَلٰی مَنْ یَشَآءُ : مراد ہے ہمارے نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۔ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ، تَعْلَى عَمَّا

يُشْرِكُونَ ﴿۴﴾

پالْحَقِّ: ازل میں مقدر تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں گے۔ اور لوگ ان کے مقابل میں شرارتیں کریں گے جو سزا پائیں گے۔ چنانچہ اس کے مطابق انتظام ہو رہا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۔ وَالْأَنْعَامَ خَلَقْنَا ، لَكُمْ فِيهَا دِفٌّ وَمَنْفَعَةٌ

وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۵﴾ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ

تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴿۵﴾

دِفٌّ، دَفُّ کے معنی گرمی حاصل کرنا جو جانوروں کی پوستینوں سے حاصل ہوتا ہے اور دَفٌّ کے معنی نسل کے بھی ہیں۔

جَمَالٌ، عزت کا نشان

تُرِيحُونَ، واپس لاتے ہو۔ واپس لانے کا ذکر پہلے اس لئے فرمایا کہ اس وقت جانور موٹا تازہ ہو کر واپس آتا ہے اور اس میں زیادہ تر اظہار شوکت کا ہوتا ہے۔ یہ انعام اس لئے ذکر فرمائی کہ دیکھیں ان نعمتوں کا تم کفر کر رہے ہو۔ جس کا نتیجہ بد اٹھاؤ گے۔ یا فکر کرتے ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۹۔ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ،

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹﴾

وہ نئی سواریاں جو تمہارے علم میں نہیں پیدا کرے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۔ وَعَلَى اللَّهِ قَضَاءُ السَّيِّئَاتِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ، وَلَوْ

شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۰﴾

قصد کے مضمر بیان کرنا۔ کیا معنی؟ وہ جو صراطِ مستقیم ہے۔ اسی کا بیان کرنا خدا کے ذمے ہے دوسرے معنی یہ کہ میانہ راہ۔ دونوں معنی صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ

شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ: جس طرح ظاہری بارشیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح روحانی بارشیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایسی بارش میں ایک اعلیٰ درجہ کا وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متحد جس کے ساتھ ہر قسم کے درخت نکلے۔ کچھ مثل ابو بکر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجے کے۔ کچھ ان سے کم درجہ کے۔ کچھ مخالف قسم کے درخت بھی پھوٹ نکلے جیسے ابو جہل، عتبہ، شیبہ و ربیعہ۔

آسمان سے جب پانی برستا ہے تو قسم قسم کے درختوں کو پہنچتا ہے۔ اور انہی کی قسم کے موافق انکی نشوونما ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خراب قسم کا بیج کسی اچھے سے بیوند کرتے ہیں۔ اسی طرح تعلیماتِ الہی سے لوگوں کے حالات بدل جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۵۔ وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَنَا كُلَّوَامِنْهُ

لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوَامِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا

وَتَرَى الْفُلَ لَكَ مَوَازِيرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا: سمندر کا بعض پانی بہت تلخ ہوتا ہے۔ مگر اس کی مچلی



خوش ذائقہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا کی مخلوقات ہیں جو شیریں ہیں۔ انہی میں سے ایک مبعوث ہو جاتا ہے۔  
مَوَاحِدَ : جو محل۔ ہواؤں کو چیرنے والی۔ بڑی آواز سے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۶۔ وَاللّٰحِیُّ فِی الْاَرْضِیْنَ رَوَّاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ

وَاَنْفَرَاَوْ سُبُلًا تَعْلَعُدُ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾  
تَمِیْدَ بِكُمْ : مینہ۔ چکر کھانا۔ دوراں سفر کو بھی کہتے ہیں۔ تَمِیْدَ بِكُمْ  
کے معنی ہوئے۔ وہ بھی تمہارے ساتھ ہی چکر کھاتے ہیں۔ دوسرے مینہ کے وہ معنی ہوئے جس سے  
میدہ کا لفظ نکلا ہے۔ جس کو کھاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القادریان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

تَمِیْدَ بِكُمْ : لغت عرب میں مَا دَنِیَ تَمِیْدُ فِیْ اَطْعَمَنِی (مفردات القرآن الراغب) اور  
مِیْدَ کے معنی ہیں ہٹنا۔ دیکھو۔ مَا دَنِیَ تَمِیْدُ مِیْدًا وَمِیْدَانًا تَحَدَّثَ (قاموس اللغة) مَا دَهَمَ  
اَصَابَهُمْ دُؤَارٌ (قاموس) وَالْمَائِدَةُ : الدَّائِرَةُ مِنَ الْاَرْضِ (قاموس) ان معنوں کے لحاظ  
سے جو مَا دَنِیَ تَمِیْدُ فِیْ کے کئے گئے ہیں۔ اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ رکھے زمین میں یہ پہاڑ کہ کھانا  
دیں تمہیں۔ اور یہ ظاہرات ہے کہ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ کہ ان میں برقیں نکلیں۔ چشمے جاری  
ہوں۔ نمایاں نکلیں۔ پھر ان کے سیل پر اس سطح سے جس میں ریگ ہوتی ہے۔ پانی مصفی ہو کر کنوؤں میں  
آتا ہے۔ پھر اس سے کھیت سرسبز ہوتے ہیں۔ یہی ایک سلسلہ علاوہ رحمت کے سلسلے کے ہے جو باران  
رحمت الہیہ سے ہے۔ جس کا ذکر اس کلمہ طیبہ میں ہے وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَآخَرَ بِهِ مِنَ  
الشَّجَرَاتِ بِرِزْقًا تَنْكُرُ (بقرہ: ۲۳۱) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ ہم  
نے زمین پر پہاڑ رکھے کہ چکر کھاتے ہیں ساتھ تمہارے۔ یہ الہی طاقت کا ذکر ہے کہ اس نے اتنے بڑے  
مسحکم مضبوط پہاڑوں کو بھی زمین کے ساتھ چکر دے رکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اب  
کوئی انصاف کرے کہ کن معانی پر اعتراض کی جگہ ہے..... ایک نہایت سچی فلسفی ہے اور اس سچی  
فلسفی پر جدیدہ علوم اور حال کے مشاہدات گواہی دیتے ہیں اور انہی مشاہدات سے بھی ہم گزشتہ دیرینہ  
حادثات کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سے اچھی طرح ثابت ہو سکتا ہے  
کہ اس زمین کا ثبات و قرار اضطرابات اور زلازل سے خالق السموات والارض نے تکوین جبال اور خلق  
کو ہمارے ہی فرمایا ہے۔ اور زمین کے تپ لرزہ کو اس علیم و قدیر نے تکوین جبال سے تسکین دی ہے

چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ یہ زمین ابتداء میں آتشیں گیس تھی جس کی بالائی سطح پر دھواں اور دخان تھا اور اس امر کی تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ (علم السجود: ۱۲) پھر وہ آتشیں مادہ اوپر سے بتدییگامرد ہو کر ایک سیال چیز بن گیا۔ جس کی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے وَكَانَ عَرَشُهُ عَلَى الْمَاءِ (ہود: ۸) پھر وہ مادہ زیادہ سرد ہو کر اوپر سے سخت اور معجمد ہوتا گیا۔ اب بھی جس قدر اس کے عمق کو غور سے دیکھتے جاویں اس کا بالائی حصہ سرد اور نیچے کا حصہ گرم ہے۔ کونٹوں اور کانٹوں کے کھوونے والوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفروں کو اختلاف ہے کہ چھتیس مائل عمق سے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے۔ جس کی گرمی تصور سے بالا ہے (اسلام نے بھی دفن کو نیچے بتلایا ہے۔) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تھی۔ اس وقت زمین کے اس آتشیں سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا اور اس لئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تھی اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندونی موجوں سے بڑے بڑے مولونکے جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے۔ آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی اور اس کے ثبات و ثقل نے اس آتشیں سمندر کی موجوں کو دبایا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی اس واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوْاسًۢیْ اَنْ تَمِیْدَ بِحُمُرٍۭمْ اُوْرَاسِ كَے بعد فرمایا وَبَدَّلْنَا مِنْ حُلِّ خَابَةِ (البقرہ: ۷۰) اَلْقٰی كَا لَفَطْهُوَ ایت اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ میں آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ بنایا۔ کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے اَلْقٰی كَے جَعَلَ كَا لَفَطْ آیا ہے جس کے صاف معنی ہیں۔ بنایا۔ اور ان امور کی کیفیت آیہ ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

وَجَعَلَ فِيهَا رِوَاسِي مِّنْ تُّوْقِمَا وَبَارَكْ فِيهَا وَقَدَّرْ فِيهَا اقْوَاتَهَا

دفصلت : ۱۱ )

اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھی اور اس پر ہر قسم کی کھانے کی چیزیں پیدا کیں۔ ایک عجیب نکتہ آپ کو سنتے ہیں۔ آپ سے میری مراد سعادتمند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھائیں قرآن کریم میں ایک آیت ہے۔ اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمہارا سوال بھی حل ہو جاوے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت میں۔ وَتَدْرِي الْجِبَالُ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

وَهِيَ تَمْزَجُ السَّحَابَ طُصْنَعُ اللَّهِ الَّذِي اتَّقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (النمل: ۸۹) اور  
تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جیسے ہوئے اور وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ  
کی کاریگری قابلِ دید ہے۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔

غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جی ہوئی چیز نظر آتے ہیں اور وہ  
بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں  
اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ (نور الدین ایلش سوم ص ۲۰۴ تا ص ۲۰۶)

#### ۱۷۔ وَعَلَّمْتَ، وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۱۷﴾

بِالنَّجْمِ: قطب۔ اسی طرح اللہ کے بندے روحانی منازل کے طے کرنے میں قطب کا کام  
دیتے ہیں۔ (تشیذ الاذکار جلد ۹ ص ۴۶۳)  
اور النجم سے وہ راہ پاتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۹۱)

#### ۲۲، ۲۱۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا

يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۲۱﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ

أَحْيَاءَ، وَمَا يَشْعُرُونَ، أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿۲۲﴾

قرآن نے قاعدہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں چنانچہ فرمایا ہے۔ وَالَّذِينَ  
يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءِ  
اللہ کے سوا جو لوگ معبود بنائے گئے ہیں۔ ان کے معبود نہ ہو سکنے کا نشانی یہ ہے کہ وہ کسی شے کے  
خالق نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں تو خدا کی صفات کے بارے میں قولِ فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے  
اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکھتا ہے۔ اگر مخلوق کا فعل اسے کہا جائے گا تو ضرور ہے کہ مخلوق ضعیف  
کی شان اور حیثیت کے لائق ہوگا۔ اس سے سمجھ لو کہ ایک ناتواں انسان مسیح کی عظمت اور خلق کیسی ہوگی  
وہ مٹی مٹی اور مٹی ہی رہتی تھی۔ زندہ حیوان نہ تھی۔ (نور الدین طبع سوم ص ۱۶۶)

#### ۲۳۔ إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ، فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

## بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۴﴾

جب انسان مطالعہ کرتا ہے۔ نعمتیں دہی ہوئی کس کی؟ اور کس کے ذریعے سے ہم متمتع ہو سکے ہیں؟ اور ان نعمتوں کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور ان نعمتوں کے کفران پر مترادفینے والا کون ہے؟ اَللّٰہُ اَمْرُ اللّٰہِ کہنے والا کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی رستی پر ایمان بڑھتا ہے۔

اللّٰہُ وَاحِدٌ؛ اعلیٰ درجہ کی محبت۔ اعلیٰ درجہ کی اطاعت۔ اعلیٰ درجہ کا تذلل۔ ان باتوں کی مستحق ایک ہی ذات ہے۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے انسانوں میں سے ہی معبود بنائے۔ مگر ایسے معبود بڑی بڑی سخت مصائب میں گرفتار ہوئے۔ تاکہ ان کی بشریت واضح ہو جاوے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ مسیح ابن مریم علیہ السلام۔ رام چند جی۔ مگر سب پر سخت مصیبتیں پڑیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۲۷۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ

مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ الشَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ

أَسْلَمَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۳۵﴾

مَكْرَ، آریوں کو مکر کے متعلق بہت سے جواب دیئے گئے ہیں۔ مگر وہ اپنے سوال کی مشین کئے ہی جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض الفاظ ملکی حالات کے لحاظ سے خاص معنوں میں لئے جاتے ہیں۔

عربی زبان میں مَكْرٌ تدبیر کو کہتے ہیں۔ جو دو قسم کی ہیں۔ ایک بُری۔ دوم اچھی۔ فَاتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمُ مِنَ الْقَوَاعِدِ، یعنی استیصال فرمایا۔ تعلیم اور ہوشیار کرنے کیلئے اطلب فرمایا۔

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ، ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے جن باتوں سے منع کیا ان سے ابتدائی مرحلہ ہی میں رک جاویں۔ ورنہ عذاب ایسے طور سے آئے گا کہ پتہ بھی نہ لگے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۳۲۔ جَنَّتْ عَذْرَائِيْنَ يَدُ خُلُوْا نَهَا تَجْرِئِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اَلَا تَهْرُلُهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاءُوْنَ . كَذَلِكَ يَجْزِي

اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۲﴾

یَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ، اس میں بشارت ہے۔ پس وہ انعام جو صحابہؓ کی جماعت پر ہوئے۔ اب بھی ہو سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۳۵۔ فَاصْبِرْ لِهَذِهِ سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوْا وَخَافُ يَوْمَ

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۵﴾

يَسْتَهْزِءُوْنَ، ہمزہ کہتے ہیں کسی چیز کو ہلکا جاننا۔ حقیر ماننا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں۔ اور اگر بعض لوگوں کے معاملات سیشن سپرد ہیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جن کو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تعریف سے کہیں بھاگ جاوے گا۔ باری تعالیٰ کے ملک سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں جو مریضوں میں سے بعض اسی وقت سزا یاب ہو جاتے ہیں اور بعض جو ڈیشنل حوالات میں رہتے ہیں یا ان پر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۷۹-۱۸۰)

۳۶۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا

عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا اٰبَاؤُنَا وَلَا

حَرَمْنَا مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَيْءٍ . كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِہُمْ . فَهَلْ عَلٰی الرَّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۶﴾



لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا: اچھی بات کو بھی برا آدمی گندے معنوں میں لے لیتا ہے۔  
سیدھی بات تو یہ تھی کہ جیسی خدا کی مشیت مجبور کرے مسلمان نہیں بناتی۔ اسی طرح وہ مشیت مجبور کر کے مشرک  
بھی نہیں بناتی۔ مگر وہ ایک شرع کو لیتے ہیں جس سے خدا پر الزام آئے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ اِنْ تَخِירْهُمْ عَلٰی هٰذِهِمْ قَرَانًا اللّٰهُ لَا يَمُرُّ بِي

مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ﴿۳۸﴾  
مَنْ يُضِلُّ: ایسے انسان جو کہ بد عملوں کا نتیجہ یہی ہے کہ خدا کی طرف سے انکسار ہو۔  
(ضمیمہ اخبار بدعتا دیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۱۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُولَ

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۱﴾  
کُن کے معنے ہو جا۔ فَيَكُونُ کے معنے ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح  
اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز ظہور میں آجاتی ہے۔ ..... کُن کا تعلق  
بعد الموت ہوا کرتا ہے۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد بھی اٹھنے پر کُن فرمایا ہے۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۹۲)

۴۲۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

ظَلَمُوا لَنَنْبُوْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَ

لَا خِرَ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

مکہ میں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ صرف مالوں کا ہی فکر نہ تھا بلکہ جانوں کا بھی۔ ایسے وقت  
میں حضرت حق سبحانہ وحی فرماتے ہیں کہ لوگ ہاجر ہوں گے۔ اور پھر مظفر و منصور ہوں گے۔ شیعہ قوم  
بھی غور کرے جو ہاجرین کی معاشب شکاری اپنا فرض سمجھتی ہے۔ یاد رکھو جو کچھ اللہ کیلئے چھوڑتا ہے  
وہ دنیا میں بھی اس کا بدلہ پاتا ہے۔

وَلَا خِرَ الْآخِرَةِ: دنیا کے سکھ سے اجر آخرت پر دلیل قائم کی۔ جب ایک بات حاصل ہوگئی

تو بدلیل اربعہ متناسبہ دوسری ضرور حاصل ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۳﴾

الَّذِينَ صَبَرُوا: نیکیوں پر قائم رہنا اور بدیوں سے رُکنا۔ صبر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۴۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ

فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۴﴾  
إِلَّا رَجُلًا: إِلَّا بِمَعْنَى غَيْرِهِ۔

أَهْلَ الذِّكْرِ: قرآن شریف میں دوسرے مقام پر ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (حجر: ۱۰) اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمُجَادِلَةٌ (خُم سجدہ: ۴۲) جس سے معلوم ہوا ذکر سے مراد قرآن مجید ہے۔ اَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ (اسئل: ۴۵) میں بھی اس کی تشریح فرمائی۔ اہل الذکر سے اہل اسلام مراد ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ أَفَأَمِّنَ الَّذِينَ مَكَرُوا الشَّيَاطِيتِ أَنْ يَخْسِفَ

اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

يَشْعُرُونَ ﴿۴۶﴾

الَّذِينَ مَكَرُوا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیں۔ قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں  
کفار مشرکین یہ تدبیریں کر رہے تھے۔

أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ: اس ملک میں ہم تمہیں ذلیل کر دیں۔ ایک شعر یاد آگیا  
کاسہ میں اوشنہ کا شعر ہے ۵

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَأَنَا مَعَشَرُ الْفُؤَادِ لَا نَطْعَمُ الْخَسْفَ إِنَّ السَّمَّ مَشْرُوبٌ  
عَلَى تَخَوُّفٍ: تخوف کے معنی غمزدہ ہونے میں گھٹنے کے ہیں۔ یعنی ہم تمہیں ایسے گرفتار کریں کہ تم

گھٹے جاؤ۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)  
يَخْشَفُ اللَّهُ يَهْمُهُ ذَلِيلُ كَرَمِهِ۔ (تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۵۰۔ وَرَبُّهُ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

مِنْ دَأْبٍ وَإِنَّمَا يَسْجُدُ وَهْمُهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝  
سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرماں برداری کے معنی دیتا ہے۔ زید الخلیل عرب کا جو  
ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر قوم کے سامنے ٹیلے اور  
پہاڑ سب سجدہ کرتے ہیں یعنی فرماں بردار ہیں۔ ان میں کوئی چیز بھی اس قوم کو روک نہیں سکتی۔  
يَجْمَعُ تَضَلُّ الْبَلَقِ فِي حُجْرَتِهِ ۖ تَدْرِي الْأَكْمَفِ فِيهَا سَجْدُ الْإِلَاحِ وَافِرِ  
وَالسُّجُودِ التَّذَلُّ وَالْإِنْقِيَادُ بِالسَّعْيِ فِي تَحْصِيلِ مَا يَتَوَطَّ بِهٖ مَعَاشُهُمْ۔ فتح  
تغیر مارک میں ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا ۖ اٰیْ اَخْضَعُوْا لَهٗ وَاقْرَءُوا  
بِالْفَضْلِ لَهٗ۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۲۹-۱۳۰)

سجدہ کے معنی تو فرماں برداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔  
وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ..... اور اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے  
جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور زید الخلیل کے قصیدہ میں ہے۔

يَجْمَعُ تَضَلُّ الْبَلَقِ فِي حُجْرَتِهِ ۖ تَدْرِي الْأَكْمَفِ فِيهَا سَجْدُ الْإِلَاحِ وَافِرِ  
پھر کیا اچھے لوگوں کی خصوصاً ان لوگوں کی فرماں برداری جو اللہ کی طرف سے خلیفہ بادشاہ، حکام  
رسول ہو کر آتے ہیں شرک ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

الہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرماں برداری سیاست و تمدن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے بلکہ  
ان کی فرماں برداری۔ خود الہی فرماں برداری ہے۔ قرآن میں ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الدَّسُّوْلَ فَقَدْ  
اطَاعَ اللّٰهَ (نساء: ۵۹) اور فرمایا کہ اطِيعُوا اللّٰهَ وَاطِيعُوا الدَّسُّوْلَ وَ اُولٰٓئِیْ الْاَمْرِ  
مِنْكُمْ (نساء: ۶۰) کیا تم نے سنا یا استیارت پر کاش میں نہیں پڑھا جہاں لکھا ہے۔ کہ  
عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی معنی پوجا کے کئے جاسکتے ہیں تو سجدہ کے کیوں نہیں کئے  
جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرنا اور ایسے شخص کے منہ سے ایسا اعتراض نکلتا جو انگریزی پڑھا ہے

کس قدر شرم کی بات ہے۔ انگریزی زبان میں وَرْشِیپ کا لفظ کس قدر وسیع اور بے مزہ کی بول چال میں آتا ہے۔ حتیٰ کہ حجّوں کو پُر وَرْشِیپ کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہیں؟ کہ وہ قابلِ اطاعت شخص ہیں۔ قرآن میں آیا ہے۔ کہ درخت اور چارپائے اور آسمان کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں۔ اور امراء القیس کے شعر میں ہے کہ تمام جنگل الی گھوڑوں کے سُموں کو سجدہ کرتے تھے اب صاف ظاہر ہے کہ وہ سجدہ غرض نہیں جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا کر کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ : اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (الحج: ۱۹) اور اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ تو کیا آسمان پہاڑوں کی چیمڑی اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں؟ (نور الدین طبع سوم ص ۹۹-۱۰۰)

۵۲۔ وَقَالَ اِنَّهُ لَا تَتَّخِذُ الْاِلٰهَيْنِ اِثْنَيْنِ . اِنَّمَا

هُوَ اِلٰهٌُ وَّاحِدٌ . فَاَيُّهَا يَا فَارَهِبُوْنِ ﴿۵۲﴾

وَقَالَ اللّٰهُ : اور فرمایا اللہ نے۔

اِلٰهَيْنِ اِثْنَيْنِ : دو معبود بھی نہ بناؤ چہ جائیکہ دو سے زیادہ۔

فَاَيُّهَا يَا فَارَهِبُوْنِ : اس کے ترجمہ کی اردو زبان متحمل نہیں ہو سکتی۔ ف۔ ای۔ ف۔

تین چیزیں ہیں۔ اس لئے اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے۔ ڈرو مجھ سے! پھر کہتا ہوں مجھ سے ہی۔

پھر مجھ سے ہی ڈرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۳۔ وَلَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّیْنُ

وَاصِبًا . اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

الدِّیْنُ : دین کے معنی۔ مذہب و ملت۔ فرماں برداری۔ جزا و سزا۔

وَاصِبًا : دائماً۔ ہمیشہ۔ ایک شعر یاد آگیا۔ بڑے آدمی کا جو زبان عربی کے اماموں میں

سے ہے۔

لَا آتِي الْحَمْدَ الْقَلِيلَ بَقَاءُ ۖ يَوْمُ يَذُرُ النَّهْرُ أَجْمَعُ وَأَصِيًّا  
 میں ایسی مدح کسی کی نہیں چاہتا جس کا بقا و عطر ہی مدت ہو اور جو لعنت برائی ہے وہ ہمیشہ تک چلی  
 جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۴۔ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ثُمَّ إِذَا

مَسَّكُمُ الْفَقْرُ فَلَا يُبْدِ تَجَشُّدُونَ ﴿۵۴﴾  
 تَجَشُّدُونَ، فریاد کرتے ہو۔ آوازیں اٹھاتے ہو۔ گڑگڑاتے ہو۔ زاری کا لفظ ہمارے ملک  
 میں اس کیلئے رائج ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ لِيَعْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ، فَتَمْتَعُوا

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۶﴾  
 لِيَعْفُرُوا: اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کفرِ نعمت کریں۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۱۔ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ

السَّوْءِ، ذَلِيلُهُ مَثَلُ الْأَعْلَى، وَهُوَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ ﴿۶۱﴾

الْمَثَلُ الْأَعْلَى: مثل کے معنی صفت کے بھی ہیں۔ (تشیخ الافعال جلد ۹، ص ۶۲)

۶۲۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلُمِهِمْ مَا

تَرَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ دَآبَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

مُسَمًّى، فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

وَلَا يَسْتَفْرِجُونَ ﴿۶۲﴾



لَوْ يَتَوَخَّذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ: کس قدر بکاریاں ہوتی ہیں۔ کس قدر بد معاملگیاں ہوتی ہیں۔ کس قدر شرک ہوتا ہے۔ اگر ان سب کی سزا میں اللہ پکڑے تو سب ہی ہلاک ہو جاویں۔ جب آدمی ہلاک ہو گئے تو حیوان وغیرہ خود بخود ہی ہلاک ہو گئے۔ کیونکہ یہ تو انسان کی خاطر سے ہیں۔

لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً: آئے ہوئے وقت کو پیچھے نہیں کر سکتے۔

ایک بزرگ کی بات سنا رہا ہوں۔ اللہ سے کسی نے کہا۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر پیچا ہے۔ مجھے تو بڑا ہی نفع ہوا ہے۔ کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس بزرگ نے کہا کہ جتنا پانی تم اب تک بلا چکے ہو۔ اتنا ایک گڑھا کھود کر اس میں پانی ڈالو اور اس میں اتر دو۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا تو اس کے گلے تک آید بزرگ نے فرمایا۔ دیکھو ابھی تمہارے ڈوبنے کا وقت نہیں آیا۔ غرض بیکار کی بیکاری کی سزا کے لئے بھی ایک وقت ہوتا ہے۔

لَا يَسْتَقْدِمُونَ: اودھ پہلے کر سکتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ وَ يَجْعَلُونَ إِلَهُ مَا يَكْرَهُونَ وَ تَصِفُ

أَلْسِنَتُهُمُ الْكِذْبَ أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ، لَا جَرَمَ

أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿۶۳﴾

لَا جَرَمَ: لایبہ۔ ضرور۔ حرم کے معنی کسب کے بھی کئے ہیں۔ پس لآخر تک تاکید ہو گا۔ مُفْرَطُونَ: ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ افراط سے ہے۔ عربی زبان میں فراط اسے کہتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔ بچہ فوت ہوتا ہے اس کیلئے دعا ہوتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَّنَا فَرَطًا۔

ایک قاریط ہوتا ہے جو آپ جاتا ہے۔ اور جو آگے بھیجا جاتا ہے اسے فراط کہتے ہیں۔ فراط اور فراط کیلئے ایک شعر یاد آگیا۔

وَاسْتَعْجَلُونَا وَكَأَلُوَامِنْ صَحَابَتِنَا كَمَا تَعْجَلُ

مُفْرَطُونَ کے معنی ہوئے آگے بھیجے گئے۔

اللہ نے ان میں دونوں قسم کی طاقتیں دی ہوئی ہیں۔ اگر غضب ہے تو ساتھ رحم بھی ہے اگر عفت ہے تو شہوت بھی۔ ان کو اللہ نے حکومت بخشی ہے کہ وہ غضب و رحم میں عفت و شہوت

حرم و قناعت میں مدد قائم رکھ سکے۔ ہر ایک کو اپنی حد سے نہ بڑھنے دے۔ لیکن کسی کی تحریک سے متاثر نہ ہو کر وہ غلطی نہ کر بیٹھتا ہے۔ جب ایسی باتیں کثرت سے بڑھ جاتی ہیں تو ان سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے کسی شخص کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرماتا ہے۔ پھر اس کے بعد خلفاء ہوتے ہیں۔ ان کے ثواب ہوتے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۳۔ تَاٰتٰهُ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمِّهِ مِنْ قَبْلِكَ

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمْ

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳﴾

فَهُوَ وَلِيُّهُمْ: ایمانداروں کا تو اللہ ولی ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ اللہ ولیّ الذین امنوا و یخرجهم من الظلمات الی النور (البقرہ: ۲۵۸) مگر جو کفر کرتے ہیں۔ انکو شیطان ہوتا ہے۔

۶۵۔ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ

لَهُمُ الَّذِیْ اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ، وَهُدًی وَرَحْمَةً

لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ: قرآن اسی لئے اتارا ہے کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حکم بن کر فیصلہ کرے۔

(نور الدین طبع سوم ص ۱۰۳)

۶۶۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً فَاَخْيَا بِهٖ

الْاَرْضَ فَاَخْرَجَ مِنْهَا رِیْقًا ۚ وَذٰلِكَ لَا یَسۡتَعۡیِلُ لِقَٰوِمِ

یَسۡمَعُوْنَ ﴿۵﴾

اَنْذَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَلًا ، زمین میں بہت سے نیچے ہوتے ہیں۔ جن میں تفریق نہیں ہو سکتی مگر بارش جب برستی ہے تو ہر ایک ذرچ پھوٹ کر نکل آتا ہے۔ پھر ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ گلاب ہے اور یہ ستیاناسی۔ اسی طرح وحی الہی آ کر حق کو باطل سے ممتاز کر دیتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۳، فروری ۱۹۱۰ء)

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ : زمین کے اندر ہزاروں قسم کے بیج ہوتے ہیں۔ بارش سے سب پھوٹ آتے ہیں اسی طرح قرآن مجید سے ہر ایک فطرت اپنی استعداد کے مطابق اپنا ظہور کرتی ہے۔  
(تشمیذ الانان جلد ۹ ص ۴۶۲)

۶۷۔ وَرَانَ لَكُمْ فِي اَنْتَعَامٍ لَّعِبْرَةٍ ، نُشَقِّكُمْ

مَتَاعًا فِي مُطَوَّنِهِ مِنْ بَيْنِ قَزِثٍ وَدَمٍ لَبَنًا

خَائِصًا سَائِغًا لِشَرِيبَتَيْنِ □

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ نبی کیوں آتے ہیں۔ کتابیں کیوں لاتے ہیں۔ وہ راستہ بتا رہے ہیں۔ چھپ چھپ کر تے ہیں تو قوموں میں پہلے سے کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہیں۔ پھر یہ کیوں آتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو ہر قوم میں کچھ نہ کچھ خدا کی عبادت کا ذکر بھی ہے۔ مہوٹ۔ بد معاملگی۔ چوری۔ زنا۔ منع ہے۔ برا ہے۔ اور اللہ کے بالمقابل راست بازی۔ خوش معاملگی۔ امانت۔ عفت عمدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں نبوت کی وجہ بتائی ہے۔ چنانچہ پہلے تو فرمایا کہ کتاب رفع اختلافات کیلئے نازل ہوئی۔ پھر یہ ظاہر کیا کہ حق کو باطل سے امتیاز دینے کیلئے جیسے بارش کے بعد بیج پھوٹ نکلتے ہیں اور پھر وہ اپنا اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں۔

لَعِبْرَةٌ : جسمانیات سے روحانیات کی طرف عبور کرو۔ اور دیکھو کہ گوبر و لہو میں سے ہی دودھ ہے مگر وہ خدا کی بنائی ہوئی گل کے سوانکالنا دشوہ ہے۔ اسی طرح راست بازی دنیا میں موجود ہے مگر باطل سے الگ کر کے دکھانا خدا کا کام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۸۔ وَ مِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُ وَنًا

مِنْهُ سَكْرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

## لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ: جس طرح عقل سے انسان اپنے تئیں بعض نامناسب باتوں سے روک لیتا ہے۔ اسی طرح وحی ربانی سے ہر قسم کی بدیوں اور نامناسب امور سے اپنے تئیں روکنے والا روک سکتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

## ۶۹۔ وَآذْخِي رَبُّكَ إِلَى النَّخْلِ أَنْ اتَّخِذَ مِنْ

## الْجِبَالِ مِيًوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَغْرِشُونَ ﴿۶۹﴾

وَآذْخِي رَبُّكَ إِلَى النَّخْلِ: پانچ قسم کی وحی ہے۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ پَانَّ رَبُّكَ آذْخِي لَهَا (زلزال، ۶) اس کے مقابل وَآذْخِي فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا (غنم السجدہ، ۱۸) پھر مکھی کو بھی وحی ہوتی۔ عورتوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ (قصص، ۸) پھر عام سعادتمندوں کو بھی ہوتی ہے۔ اِذَا وَحْيَتْ اِلَىٰ تَحَوَّلَتْ (مشق، ۳) یہ پانچ وحیاں ادنیٰ درجہ کی ہیں جو غیر نبی کو بھی ہوتی ہیں۔

شہد کی مکھی کے متعلق عجیب معلومات ہیں جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ وحی کے متعلق ایسے عجیب عجیب کام ہیں تو پھر انبیاء کی وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ انکے کاموں سے ظاہر ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

وَآذْخِي رَبُّكَ إِلَى النَّخْلِ: جب ایک مکھی کی وحی سے شہد ایسی شغلہ للناس شغلۃ بنتی ہے تو محمد رسول اللہ کی وحی سے کیا کچھ نہ بنے گا۔ (تشمید الاذیان جلد ۸، ص ۹۷۲) وحی کی بہت سی اقسام ہیں۔

۱۔ زمین کو بھی وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلزال میں فرمایا ہے پَانَّ رَبُّكَ آذْخِي لَهَا یہ سب اس کے کہ تیرے پروردگار نے اُسے (زمین کو) وحی کی۔

۲۔ آسمان کو وحی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَآذْخِي فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا اور ہر آسمان کا کام اس میں وحی کیا گیا۔

۳۔ حیوانات کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے وَآذْخِي رَبُّكَ إِلَى النَّخْلِ۔

۴۔ عورتوں کو وحی ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے وَآوَحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ اور ہم نے

موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی۔

۵۔ عام مومنوں کو بھی وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: **وَإِذْ حِثَّتْ إِلَى الْحَوَارِثِ** اور جبکہ ہم نے حضرت عیسیٰؑ کے مخلصوں کو وحی کی۔

یہ سب وحیاں ہیں مگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی ہوئی وہ بہت اعلیٰ شان رکھتی ہے۔ اس سے مراد یہ وحیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے۔

(بدر ۳، جولائی ۱۹۱۳ء)

۴۰۔ **ثُمَّ عَلَيْنَا لَشَمَرَاتٍ فَأَسْلُكُنَّ سُبُلَ دَبَابِكِ**

**ذُلًّا . مَخْرُجٌ مِنْ بَطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ**

**أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ . إِنَّ فِي ذَٰلِكَ**

**لَّآيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ** [۴۰]

**مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ**: عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے

(ضمیمہ اخبار بدیع القیام ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔

۴۲۔ **وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ .**

**فَمَا الَّذِينَ فَضَّلُوا بِرَآءِثٍ رِّزْقِهِمْ عَلَىٰ مَا**

**مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ . أَفَبِنِعْمَةِ**

**اللَّهِ يَجْحَدُونَ** [۴۲]

اس رکوع میں دو عجیب باتیں ہیں۔ ۱۔ ہمیں کیسا ہوتا چاہیئے اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ دوسری

بات یہ بتائی کہ یہ مشرک ادنیٰ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔

**فَمَا الَّذِينَ فَضَّلُوا**: اس میں سمجھایا کہ جیسے تم اپنے غلاموں کو تمام رزق نہیں بخش دیتے

اسی طرح گو خدا کے حضور انبیاء بھی ہیں۔ ملائک بھی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی خدائی کسی کے سپرد نہیں کرتا

(ضمیمہ اخبار بدیع القیام ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)



۴۶، ۴۷۔ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ  
 عَلَى شَيْءٍ وَ مَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ  
 يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَ جَهْرًا مَلِيَّشْتُونَ، الْحَمْدُ  
 لِلَّهِ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۶﴾ وَ ضَرَبَ اللَّهُ  
 مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْكَرٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ  
 وَ هُوَ كَدُّ عَلَى مَوْلَاهُ، آتِنَا يُوجِهُهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ،  
 هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَ مَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ، وَ هُوَ عَلَى  
 سِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۷﴾

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا، ان مثالوں میں مشرکینِ عرب کو سمجھایا ہے کہ تم بھی ہو۔ اور ایک طرف حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی جماعت ہے۔ ان میں خدا تعالیٰ کی تعظیم کا کام کون کر رہا ہے اور  
 مخلوق کی بہتری کی فکر کس کو ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب۔ خدا نے نبیان اور استطاعت  
 دونوں فرق کو دی۔ مگر ایک گروہ ہے کہ ماتھ پر ماتھ دھڑے بیٹھا ہے۔ اور دوسرا ہے جو مال و جان  
 نثار کر رہا ہے۔ خدا کے حضور وہی عزت پائے گا جو کام کرنے والا ہے۔  
 خدا تعالیٰ نے اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب کی وجہ بیان فرمائی ہے  
 کہ وہ اپنے مولیٰ کا کارکن۔ جاں نثار۔ آمر بالعدل۔ صالح العمل بندہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار سیدہ قلیاں ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

اس آیت کی ابتداء میں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی ہستی۔ اپنی توحید۔ اپنے اسماء۔ اپنے  
 محمد اور لا انتہاء عجائبات قدرت کا اظہار فرمایا ہے اور بعد اس بیان کے جوہر حقیقت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 کے معنوں کا بیان ہے۔ اسکے دو تہرے جُز و مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پر بحث کی ہے اور ضرورتِ نبوت  
 پھر ختمِ نبوت پر لطیف طرز سے بحث کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ کیوں خدا کی طرف سے کوئی مامور ہو کر آتا ہے  
 اور اس کا کیا کام ہوتا ہے۔ پھر اس آیت میں بتایا ہے کہ جو شخص مامور من اللہ اور حجۃ اللہ ہو کر آتے ہیں

وہ بلحاظ زمانہ۔ بلحاظ مکان۔ عین ضرورت کے وقت آتے ہیں۔ اور انکی شناخت کیلئے وہی نشانات ہیں جو اس آیت میں بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ کیا کام کرتے ہیں۔ ان پر کیا اعتراض ہوتے ہیں۔ دوسروں کی نسبت اس میں کیا خصوصیت ہوتی ہے۔ ان دو آیتوں میں انہی باتوں کا تذکرہ ہے۔ ان میں سے پہلی آیت شریفہ کا ترجمہ یہ ہے مگر ترجمہ سے پیشتر یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ان کو ممتاز بنایا ہے اور پھر انسانوں میں سے کچھ لائق اور بعض نالائق ہوتے ہیں۔ اور اس طرح پر ان میں ایک امتیاز قائم کرتا ہے غرض نبوت کی ضرورت اور اس کے اصول کے سمجھنے کیلئے اللہ تعالیٰ اسی آیت میں ایک نہایت ہی عجیب بات سناتا ہے۔

مثلاً اعلیٰ درجہ کی عجیب بات کو کہتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ ایک عجیب بات اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بات سناتا ہے۔ کوئی کسی کا غلام ہے۔ وہ عبد جو کسی کا ملوک ہے۔ اس کا مالک اس کیلئے بہت سے کام رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا غلام وہ کام کرے مگر غلام کی حالت یہ ہے کہ لَا یَقْدِرُ۔ جس کام کو کہا جاتا ہے وہ مضائقہ کرتا ہے اور اپنے قول و فعل۔ حرکات و سکنات سے بتاتا ہے کہ آقا! یہ تو نہیں ہو سکتا وہ نیاں سے کچے یا اعمال سے دکھا دے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میں اس کام کے کرنے کے قابل نہیں اب ایک اور غلام ہے جو کام اس کے سپرد کیا جاوے۔ جس خدمت پر اسے مامور کیا جاوے پوری تندہی اور خوش اسلوبی سے اس کو سرانجام دیتا ہے۔ جب اس کو کوئی مال دیا جاوے۔ تو وہ اس کو کیا کرتا ہے؟ اس مال کو لیتا ہے۔ جہاں آقا کا منشاء ہو کہ مخفی طور پر دیا جاوے وہاں مخفی طور پر دیتا ہے اور جہاں مالک کی مرضی ہو کہ ظاہر طور سے دیا جاوے۔ وہاں کھلے طور پر دیتا ہے۔ غرض وہ مالک کی مرضی اور منشاء کا خوب علم رکھتا ہے اور اس کے ہی مطابق عمل درآمد کرتا ہے۔ اور مخفی و مخفی اور ظاہر و ظاہر موقعوں پر ہی جہاں مالک کی مصلحت ہوتی ہے۔ اس مال کو خرچ کرتا ہے۔ اب تم اپنی فطرتوں سے پوچھو کہ یہ دو غلام ہیں جن میں سے ایک تو ایسا ہے کہ کسی کام کے کرنے کے بھی قابل اور لائق نہیں اور دوسرا ہے کہ اپنے مالک کی مرضی اور مصلحت کا پورا علم رکھتا ہے۔ اور صرف علم ہی نہیں۔ اس پر عمل بھی کرتا۔ اور سزا اور جہرا دونوں قسم کے اخراجات کر سکتا ہے۔ اب یہ کیسی صاف بات ہے۔ اپنی ہی فطرت سے پوچھ لو۔ هَلْ یَسْتَوُونَ؟ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہر ایک دانشمند کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ فطرتِ انسانی اعتقادات۔ اخلاق سب کو جانتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل علم اور فطرت کی صحیح اور کامل واقفیت کی بناء پر فتویٰ دیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ : اللہ تعالیٰ کی حمد دنیا میں قائم ہوگی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہی غلام لائق اور ممتاز

ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے اخراجات کو بر محل کرنے اور اپنے آقا کے منشاء و مصلحت کو جانتا ہے اور یہی نہیں بلکہ عملی طاقت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو عرب و عجم کی تاریخ پر نظر کرو۔ نہیں دنیا کی تاریخ کے ورق اُلٹ ڈالو۔ اور دیکھو کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر جلوہ گری کی۔ کیا اس سے بہتر کوئی اور وجود اس قابل تھا کہ وہ دنیا کا معلم ہو کر آتا؟ ہرگز نہیں۔ لوگوں کو سچے علوم ملتے ہیں۔ اور بابرکت اساتذہ کا اثر بھی ہوتا ہے لیکن یہ بات کہ حق سبحانہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو اور اسکے مقرب ہونے کیلئے اقرب راہ مل جاوے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کامل طور پر دنیا میں نہیں ہوا۔ زمانہ کے امراض پر پوری نظر کر کے مریضوں کی حالت کی کامل تشخیص کس نے کی تھی؟ کسی کا نام تو لو۔ جب معالج ہی نہ تھا تو شفاء کا تو ذکر ہی کیا۔

مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاء کامل کا نسخہ لے کر آئے اور مریضوں پر اس کا استعمال کر کے انکو تندرست بنا کر دکھایا کہ یہ دعویٰ کہ **وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ لِّمَنْ يَشَاءُ** ہاں بالکل سچا دعویٰ ہے۔

اس وقت کی عام حالت پر نظر رکھو تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں ایک بلاغیر طوفانِ بت پرستی اور شرک کا آ رہا تھا۔ کوئی قوم، کوئی ملک، کوئی خاندان، کوئی ملت ایسی نہ رہی تھی جو اس تپاکی میں مبتلا نہ ہو۔ کیا ہند میں عالم نہ تھے؟ مجوسیوں کے پاس گھر اور دستور آگاہ نہ تھے؟ یہود کے پاس بائبل اور طالعوت نہ تھی؟ عیسائیوں کی روبا کی سلطنت نہ تھی؟ مصریوں کے ہاں علم کا دریا نہ بہتا تھا۔ کیا خاص عرب میں بڑے بڑے طلیق اللسان اور فصیح البیان شعراء موجود نہ تھے؟ مگر قوم کی امراض نہیں۔ بلکہ ملک کی بیماریوں نہیں۔ دنیا کو تباہ کر دینے والی بلا کی کس نے تشخیص کی۔ وہ کون تھا جس نے شفاء اور نور کھلانے والی کتاب دنیا کو دلائی؟ جواب آسان اور بہت آسان ہے۔ بشرطیکہ انصاف اور سچائی سے محبت ہو کہ وہ پاک ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔

اس آیت پر غور کرنے سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں رزق اور مال سے کیا مراد ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جیسے اس زمانہ میں مولوی اور درویش کاہل اور سُست اور ماتھے پر ماتھے رکھے بیٹھے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی ان کو پکی پکائی روٹی دے جاوے۔ اسی طرح مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئیں گے تو لاتعداد زرد و مل تقسیم کریں گے اور اس طرح پر گویا قوم کو سُست اور بے دست و پا بنائیں گے اور قرآن نے جو اشارہ فرمایا تھا **وَأَن تَلْبَسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَاسَعِي** (انہم، ۴۰) اور حصر کے کلمہ کے ساتھ فرمایا تھا اس کو عملی طور پر منسوخ کر دیں گے۔ اس میں جو حصر کے کلمے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

کیا یہ حکم منسوخ ہو جاوے گا۔ اور جناب ہندی کا یہی کام ہوگا؟ سوچو اور غور کرو۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ رذق کے کیا معنی ہیں۔

اس کے بعد جناب الہی ایک دوسری شہادت سناتے ہیں اور اس مثال میں اَبَکَم کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ پہلے اَبَکَم نہ تھا۔ اس لئے کہ ہم کو غرض ہے کسی ایسے آدمی کی جو پیغام رسانی کر سکے لیکن جبکہ وہ اَبَکَم ہے۔ کچھ بول ہی نہیں سکتا۔ مگر وہ اس منصب کے فرائض کو کیونکر سرانجام دے گا؟ غلام مت سمجھو۔ نَجْلَیْن ہیں۔ یعنی حرے ہیں۔ آدم سے لیکر اس وقت تک ان پر کسی نے سلطنت نہیں کی اس لئے اس میں ترقی فرمائی ہے۔ اس سے پہلے عبد کہا۔ اب نَجْلَیْن۔ اس سے میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ حرّوں میں عربوں میں تاریخ پختہ نہیں دیتی کہ وہ کبھی کسی کی رعایا رہے ہوں۔ انہوں نے کبھی کسی کے تسلط اور جبروت کو پسند نہیں کیا۔ اور یہاں تک آراویں کہ بذریعہ انتخاب یہی کل جزیرہ نما عرب پر ایک شخص حاکم ہو کر نہیں رہا۔ اب ان میں سے ہم پوچھتے ہیں کہ اس وقت جو بحر و بر میں فساد برپا ہوتا ہے۔ اور دنیا میں ہت پرستی فتنہ و فحش۔ ہر قسم کی شرارت اور بغاوت پھیل رہی ہے۔ کوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گمشدہ توحید کو از سر نو زندہ کرے اور مری ہوئی دنیا کو زندہ کر کے دکھاوے؟ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اس کے جلال و سطوت کو کھیل کر ستاوے؟ وہ جو اَبَکَم اَنکَن ہیں وہ کیا بتا سکیں گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اَبَکَم نوکر تو اپنے آقا پر بھی دو بھر ہوتا ہے۔ اس کو کھانا کھانا اور ضروریات کے سامان کا تکفل کرنا خود مالک کو ایک بوجھ معلوم ہوتا ہے اور پھر جہاں جاتا ہے کہ کوئی خیر کی خبر نہیں لاسکتا۔ اب پھر تم اپنی فطرت سے پوچھو۔

هٰذَا يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَى صِدْقٍ مُّسْتَقِيمٍ  
کیا اس کے برابر یہ ہو سکتا ہے جو امر بالعدل کرتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے اپنی عملی حالت سے اس کو دکھاتا ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔

اس وقت جو دنیا میں افراط و تفریط بڑھ گئی ہے۔ دنیا کو اعتدال کی راہ بتانے والا اور اقرب راہ پر چل کر دکھانے والا اور اپنی کامیابی سے اس پر فہر کر دینے والا کہ یہی صراطِ مستقیم ہے۔ جس پر میں چلتا ہوں۔ اب ان ای اگر دانشمند اور سلیم الفطرت ہو تو اس کو صفائی کے ساتھ مسلمہ نبوت کی ضرورت کی حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے۔

میں نے ایک بار اس آیت پر تدبر کیا تو مجھے خیال آیا کہ اگر مولویوں کی طرح کہیں۔ تو کیا عرب گونگے تھے؟ سب سے معلقہ کو اور امراء القیس کے قصیدہ کو دیکھو۔ جو بیت اللہ کے دروازہ پر آویزاں کیا گیا تھا۔ زید بن عمر اور اسکے ہم عصر اعلیٰ درجہ کے خطیب موجود تھے۔ ان لوگوں میں جب کبھی اس بات پر مناظرعت ہوتی تھی



بڑے دنگل لگتے تھے۔ جس کی بات کو مکہ کے قریش پسند کرتے۔ وہ جیت جاتا۔ ان کی زبان عرب تھی۔ وہ عرب کو عجم کہتے تھے۔ اپنے آپ کو فصاحت میں بے نظیر سمجھتے تھے۔ پھر اس پر کیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بگڑے ہوئے تھے۔ اپنی معشوقہ اور عشیقہ کے خط و حال۔ بہادری اور شجاعت کے کارنامے۔ چستی و چالاکی۔ ہر قسم کے معنوں پر بڑی فصاحت سے گفتگو کر سکتے تھے۔ اور تحمل مزاج کے ثبوت دیتے تھے۔ مگر ان وہ آبگداز تھے تو اس بات میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کے محمد اللہ تعالیٰ کے اسلمہ و صفات کا انہیں کچھ علم نہ تھا۔ اور وہ اس کی بابت ایک لفظ بھی منہ سے نہ بول سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کی بے نظیری بیان کرنے کی محنت ان میں نہ تھی۔ وہ عرب کہلاتے تھے مگر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جیسا اعلیٰ درجہ کا فصیح و بلیغ کلمہ ان میں نہ تھا۔ وحشیوں سے انسان اور انسان سے اخلاق انسان پھر باخدا انسان بننے کیلئے ان مراتب کے بیان کرنے کو آہ! ان میں ایک لفظ بھی نہ تھا۔ اخلاق فاضلہ اور ذائل کو وہ بیان نہ کر سکتے تھے۔ شراب کا تو ہزار نام ان میں موجود تھا۔ مگر افسوس اور پھر افسوس اگر کوئی لفظ اور نام نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کے اسلمہ اور توحید کے اظہار کے واسطے۔ پیروں سمجھو کہ ان میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نہ تھا۔ وہ اپنی سطوت اور جبروت دکھاتے۔ ایک پتلے (کتی کے پتے) کے مرجانے پر خون کی ندیاں بہا دینے والے اور قبیلوں کی صفائی کر دینے والے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا بول بالا کرنے کے واسطے ان میں اس وقت تک سکنت نہ تھی۔ جب تک کہ پاک روح مطہر و مزکی معلم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ظہور فرمایا۔

یہ وہ وقت تھا جبکہ ظَلَمَ الْفُسَادُ فِي الْبَيْتِ وَالْبَيْتِ كَانَتْ قُورٌ طُورٌ پھر کھینچا گیا تھا۔ سماوی مذاہب جو کہلاتے تھے اور خدا تعالیٰ کی کتابوں کے بڑھنے کا دعویٰ کرتے تھے باوجود اس کے کہ اپنے آپ کو مقربانِ بارگاہِ الہی کہتے تھے اِنْشَاءُ اللَّهِ وَاجْتِبَاءُ مگر حالت یہاں تک خراب ہو چکی تھی۔ کہ عظمتِ الہی اور شفقتِ علی خلق اللہ کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا تھا۔ اور دنیوی ڈھکوسلے والوں کی حالت بھی بگڑ چکی تھی۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ مکہ والوں کو آگاہ کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ تم آبگداز ہو۔ صنایع مکہ میں سے ابو جہل ہی کو دیکھ لو۔ اس کے افعال و اعمال اس کے اخلاق صاف طود پر بتاتے ہیں کہ وہ دنیا کے لئے ہرگز ہرگز غیر و برکت کا موجب نہیں۔ یہ صرف صرف اسی پاک ذات کیلئے سزاوار ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح اور فلاح کیلئے مامور ہوا۔ جس کا پاک نام ہی ہے محمد و احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس نے اپنی پاک تعلیم۔ اپنی مقدس و مطہر زندگی اور بے عیب چال چلیں اور پھر اپنے طرزِ عمل اور نتائج سے دکھایا کہ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ میں اپنے اللہ کا محبوب ہوں۔ تم اگر اس کے محبوب بننا چاہو تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اتباع کرو۔ (الحکم ۳۱، سورہ ۱۹۰، ص ۳ تا ۶)



فرمایا۔ دو قسم کے غلام ہوتے ہیں۔ اَحَدُھُمَا اَبْنُکُمْ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَھُوَ عَلٰی  
عَلٰی مَوْلَاہُ اَیْنَمَا یُوجِبُہُ لَا یَاتِ بِخَیْرٍ۔ گونگا کسی چیز پر قادر نہیں۔ جہاں جائے کوئی خیر نہ  
لائے۔ دوم وہ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَھُوَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ عدل پر چلتا اور عدل کا حکم کرتا ہے  
اور صراطِ مستقیم پر ہے۔ اب ان میں سے وہی پسند ہوگا۔ جو مولیٰ کا خدمت گزار ہوگا۔  
(الفضل ۱۲، ستمبر ۱۹۱۳ء ص ۱۵)

۷۸۔ وَ لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَوْمًا اَمْرُ  
السَّاعَةِ اِلَّا حَلَمَہُ الْبَصِیْرُ اَوْھُوْا قَرَبُ رَانَ اللّٰہُ  
عَلٰی حُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۷۸﴾

وَاللّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے کہ مکہ میں تم سب لوگ اکٹھے ہی  
رہتے تھے۔ اللہ میں سے ایک کو خاتم الانبیاء و سید الاولیاء والاخری بنالیا۔ یہ کس کو معلوم تھا۔  
کَلَمَہُ الْبَصِیْرُ : بڑے بڑے بیکار ایک دم میں نیکوکار ہو جاتے ہیں اور نیک بد۔ امیر فقیر اور  
غریب امیر۔ (ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۹۔ وَاللّٰہُ اٰخَرُ جَکُم مِّنْ مُّطُوْنٍ اَمَّهَتْکُمْ

لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا، وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَ

اَلْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ، لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿۷۹﴾

لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا : کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ یہ بھی خبر نہ تھی کہ گونگا ہے یا بولنے والا چہ جائیکہ  
اے۔ بی۔ سی یا و۔ بیت پڑھتے ہوئے عالم فاضل ہو جاؤ گے۔  
وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ : معلوم ہوا کہ سب سے پہلے کان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولود کے کان میں  
اذان دینا سنت نبویؐ ہے۔ چاہیے کہ سب سے پہلے یہی کام کیا جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بد رقاویاں ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو حسب ارشاد الہی الہی علوم سے عاری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا وَاللّٰہُ

اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا اور اللہ نے تمہیں نکالا ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۱۳۱ (دیباچہ))

ان ان پیدائش میں تعلیم یافتہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن میں ہے۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا۔ اور پچ بھی ہے کیونکہ ابتداء انسان کی اسی طرح ہوئی ہے۔ عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوئے۔ نباتات اور عناصر کی ترکیب سے حیوانات۔ اور ان دونوں قسم نباتات و حیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا۔ اس سے نطفہ بنا اور اس سے انسان بنتا ہے۔ دیکھو کس طرح تدریجی ترقی پر ان آتا ہے۔ کہاں کا پتر جینم؟ آخر آدمی پیدا ہوتا ہے۔ کھانا پینا۔ پہننا بنونا جاگنا ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اس کے ابتدائی کام ہوتے ہیں۔ جب بڑھا۔ عام حیوانات سے ترقی کرنے لگا۔ کھانے میں۔ پینے میں۔ پہننے میں۔ سونے جاگنے۔ ہنسنے رونے۔ محبت اور غضب میں اس نے اصلاح شروع کی اور ان کو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیوں پر اور ان کے ارتکاب پر اندر ہی اندر بلکہ عملاً بھی اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ اور اگر ایسے لوگ اس کے ارد گرد ہوں جنہوں نے اپنے اس مرتبہ میں اپنی فطرت و وجدان نور معرفت اور نور ایمان کو قتل کر دیا ہے تو انکی حالت مستثنیٰ ہے۔  
(نور الدین ایڈیشن سوم ص ۲۱۶)

۸۰۔ اَلْخَرِيْدَۃُ اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَتٌ فِیْ حَیْۃِ

السَّمَآءِ۔ مَا يُخْسِرُكُمْۤ اِذَا بَلَغْتُ اِنَّ فِیْ

ذٰلِكَ لَا یَتْلُوْهُۥ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

اَلْخَرِيْدَۃُ اِلَى الطَّيْرِ: یہ مٹی آیات ہیں۔ ان میں ایک پیش گوئی ہے کہ عنقریب یہ پندے مشرکین مشرکیں۔ مکذبین کا گوشت نوح نوح کر کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو روکے ہوئے ہے۔

سورۃ الملک میں بھی اسی کا اشارہ فرمایا ہے۔ بلکہ کھول کر سنایا ہے۔ اَوَلَمْ یَخْرِیْدُوْا اِلَى الطَّيْرِ

فَوْقَہُمْ صَفَاتٍ وَّ یَقْبِضْنَ (الملک: ۲۰) (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۱ء)

اَلْخَرِيْدَۃُ اِلَى الطَّيْرِ: یہ پندے تمہاری لاشوں کے کھانے کیلئے اللہ نے رکھے ہیں۔

(تشیخ الافغان جلد ۸ ص ۹۷-۹۸)

کیا وہ ان پندوں کے حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کی جو میں قابو کر رکھا ہے۔ ہم

نے ہی تو انہیں تمام رکھ لیا ہے (اور ایک وقت آنے والا ہے کہ انہیں نبی کریمؐ کے دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دیں گے) مومنوں کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں۔

3.  
21

یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان ہے۔ جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موذی تھی اور اسلام کو عیب لگاتی تھی۔ اور بہت سے اموال جمع کر کے فتح کے گھنڈ میں مکر پر انہوں نے چڑھائی۔ یہ ایک حبشیوں کا بادشاہ تھا جس نے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑھائی کی جبکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نبی کریمؐ پیدا ہوئے۔ جب یہ شخص وادی محضر میں پہنچا۔ اس نے عمائد مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی معزز آدمی کو بھیجو۔ تب اہل مکہ نے عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بھیجا جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جب عبدالمطلب اس ابرہہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ ملذات سے پیش آیا۔ جب عبدالمطلب چلنے لگے۔ اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ لیں۔ انہوں نے کہا میری ستراؤں نکلیاں تمہارے آدمیوں نے پکڑ لی ہیں وہ واپس بھیج دو۔ تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا کہ تمہیں اپنی اوستیوں کی فکر لگ رہی ہے اور ہم تمہارے اس مقصد کو تباہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا کیا ہمارا مولیٰ جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے۔ جب یہ معبد اسی کے نام کا ہے۔ اور اسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کرے گا، اگر وہ اپنے معبد کی خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آخر اس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک وبا پڑی اور چمپک کا مرض جو حبشیوں میں عام طور پر پھیل جاتا ہے ان پر حملہ آور ہوا۔ اور اوپر سے بارش ہوئی اور اس دلدلی میں سیلاب آیا بہت سارے لشکر ہلاک ہو گئے۔ اور جیسے عام قاعدہ ہے کہ جب کثرت سے مرنے ہو جاتے ہیں اور ان کو جلانے والا اور گاڑنے والا نہیں رہتا۔ تو ان کو پرندے کھاتے ہیں۔ ان موذیوں کو بھی اسی طرح جانوروں نے کھایا۔ یہ کوئی پہلی اور معتمہ نہیں۔ تاریخی واقعہ ہے۔

(نور الدین ایڈیشن سوم ۱۶۳-۱۶۴)

۸۱- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ

لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْاَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ

ظَهْرِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَ

اَوْبَارِهَا وَاشْعَارِهَا اَنْفَاقًا وَمَتَاعًا اِلٰى حِينٍ ۝۸۱

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ سُلٰلٰتِهَا بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَهْرِكُمْ وَفِيهَا رَٰحَةٌ لَّكُمْ وَبَارِئًا مِّنْكُمْ ۝۸۲

ہم نے تمہارے لئے آرام کے گھر تجویز کر دیئے ہیں۔  
 اَوْبَارِهَا، اُونٹ کے بالوں کو دب کر کہتے ہیں بھڑوں کے بالوں کو صوف کہتے ہیں۔  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۴۔ یَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُوهَا

اَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۴﴾  
 نِعْمَتَ اللَّهِ، آپ کی سچائی، ہمت، استقلال اور رعب سے پہچان گئے ہیں کہ یہ نبی ہمارے  
 لئے اللہ کی نعمت ہے۔ مگر اس کا کفر کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۵۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ هَذِهِ أُمَّةً شَهِيدًا لِّمَا

يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۵﴾

امتحان کا دن ہر ایک شخص کو ہوشیار کرتا ہے۔ امتحان کا دن نزدیک آتا ہے تو امتحان والے چست  
 ہو جاتے ہیں۔ بڑی فکر ہوتی ہے دعائیں کی جاتی ہیں۔ جو دعوئیں کے منکر ہیں۔ وہ کوششیں کرتے ہیں  
 فرمایا۔ تمہارا ایک امتحان ہوگا۔ اس امتحان میں سب اکٹھے ہوں گے۔  
 يُسْتَعْتَبُونَ، عتاب عتبہ سے نکلا ہے۔ عتبۃ دروازوں کی چوکھٹ کو کہتے ہیں جس  
 پر عتاب ہو وہ عتبہ کے پاس نہیں آسکتا۔ اس واسطے فرمایا۔ ان کفار کو ہم اپنے حضور نہ بھٹکنے دیں گے  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۸۶۔ الَّذِينَ كَفَرُوا وَهَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

رَدَّ لَهُمُ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا

يُفْسِدُونَ ﴿۸۶﴾

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ، ایک اپنی بدی کا۔ ایک دوسرے کو بدی سکھانے کا۔  
 (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۹۰۔ وَمَا تَبَعَتْ فِي حُلِّ أُمَّةٍ شَيْئًا أَهْلَيْتُمُوهَا

وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِثْنَا بِكَ شَيْئًا أَعْلَىٰ حَوْكَاةٍ

وَنَزَّ نَبَاكَ لَكَ لِكُتْبِ تَبِيَّانَا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهَدَىٰ

وَرَحْمَةً وَبُشْرًا لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۹۰﴾

تَبِيَّانَا لِكُلِّ شَيْءٍ: جو انسان کو اللہ سے ملنے۔ اس کی رضامندی و تقرب کی راہوں۔ اخلاق  
فعلیہ معاشرت کی خوبیوں کے بیان میں کافی و مکمل بیان ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ص ۱۰، ۱۱ فروری ۱۹۱۰ء)

۹۱۔ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ

دَىٰ الْقُرْبَىٰ مِنْهُنَّ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

يَعْظُمُكَ لَعَلَّكَ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۱﴾

اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بدکاری کی باتوں  
اور برے کاموں اور بغاوت سے۔ تمہیں وعظ کرتا ہے۔ تاکہ دھیان کرو۔

(نور الدین طبع سوم ص ۱۹ دیباچہ)

اس رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو تین طوے پر ثابت کیا گیا۔ یہ سورت تمام ہی ثبوت  
نبوت میں ہے۔ مگر اس رکوع میں خصوصیت سے یہ ثبوت دیا ہے۔ پہلا ثبوت تو وہ ہے جہاں گزشتہ سے  
پیوستہ رکوع میں آقا کے دو غلاموں کی مثال دی ہے ایک وہ غلام جو آقا کے حضور دو بھر ہے۔ کوئی  
کام نہیں کرتا۔ جہاں بھیجے وہاں سے کوئی بھلی بات کہے واپس نہیں آتا۔ دوسرا غلام علی الصراط مستقیم  
ہے۔ جو خود عمل صالح کرنے والا ہے۔ پھر دوسرے کیلئے امیر بالمعروف و ناہی عن المنکر بھی ہے۔ کیا یہ  
دونوں مساوی ہو سکتے ہیں بہر گز نہیں۔ اسی طرح مگرہ میں دو فریق تھے۔ ایک فریق کی کارگزاری اور اللہ تعالیٰ  
کے احکام کی خدمت اسلام کے رنگ میں اب تک ظاہر ہے۔ دوسرے فریق نے خدا کی کوئی بھی خدمت  
نہ کی بلکہ راست باز کے مقابلہ میں نعمت الہیہ کا کفر کر کے ہلاک ہوئے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ: اس آیت پر ہزرگوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ ہمارے امام نے



بھی لمبا مضمون لکھا ہے۔

الْعَدْلُ: صحابہؓ کے نزدیک عدل کے معنی انصاف ہیں۔ اول ہم انصاف کر کے دیکھیں کہ بتوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا اور خدا نے کیا کیا۔ خدا کے احسانوں کا کچھ ذکر اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ (بقرہ ۱۶۵) کے رکوع میں پڑھو۔ کس کس احسان کا ذکر کیا جاوے۔ ارضی کارخانہ نہ ہوتا تو ہم اور تم ہی کہاں ہوتے۔ پھر ہم کو زندگی دی۔ مسلمان بنایا۔ آنکھیں دیں اور کان مٹے۔ قرآن مجید کا وعظ نصیب کیا۔ اب اس کے مقابل ہم دیکھیں کہ جو ہمارے مولیٰ نے احسان کئے کسی اور نے بھی کئے ہرگز نہیں۔ اس وقت بے اختیار منہ سے نکلتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔۔۔۔۔

قرآن نے عدل کے معنی کئے ہیں کہ انسان کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے۔ حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت بھی ہو۔ میں نے بہریداروں کے ذریعے بارہا تہجد کی توفیق پائی ہے۔ وہ بارش اور سردی کے موسم میں چلنے پانچ روپے کی خاطر خبردار۔ ہوشیار جاگتے رہو کہتے پھرتے ہیں۔ اس وقت مجھے اللہ کے احسان یاد آئے ہیں کہ وہ کس قدر لا تعدل۔ لا تخصی ہیں۔ کیا ہم اس کے لئے اس کے حضور کمر بستہ نہ ہوں؟

الْاِحْسَانُ: یہ مرتبہ عدل سے آگے کا ہے۔ کسی نے السلام علیکم کہا۔ ہم نے یہی کہہ دیا تو کونسی بڑی بات ہو گئی۔ احسان یہ ہے کہ پیش دستی کریں اور بڑھ بڑھ کر سلوک کریں۔

وَ اِتَّيْتُ ذِي الْقُرْنَيْنِ کے عام معنی یہ کئے گئے ہیں کہ رشتہ داروں کو کچھ دے۔ صوفیاء نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ غیر ولد کے ساتھ ایسا سلوک کر جیسے ذوی القربی کے ساتھ طبعاً کرتا پڑتا ہے۔ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ: انسان کے ایک ذاتی معاملات ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ ایک جن کا اثر سلطنت پر پڑے۔ پس فرماتا ہے کہ نہ ایسا کام کر جس کا بد اثر تجھ پر پڑے۔ نہ ایسا جس کا بد اثر دوسرے پر پڑے اور نہ ایسا جس کا بد اثر حکومت پر پڑے۔

يَعْظُمُكُمْ: فرماتا ہے کہ ایسی اعلیٰ تعلیم کوئی تم میں سے اور بھی دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

اللہ امر کرتا ہے عدل و احسان کا اور قریبیوں کو دینے کا اور روکتا ہے بے حیائی اور منکر اور بدکاری سے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ دھیان کرو۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۴۴)

اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔۔۔ الایہ، اس آیت میں بڑے حکم ہیں۔ پہلا حکم عدل

کا ہے۔ ایک عدل و انصاف بندوں کے ساتھ ہے۔ دیکھو ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے دُعا فریب کرے یا ہمارا لو کرے۔ تو وہ ہماری خلاف ورزی کرے۔ پس ہم کو بھی لازم ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ خلوانہ تعلق رکھتے ہیں تو اپنے مخدم و محسن کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اپنے فرائض منصبی کو ادا کریں اور کسی سے کسی قسم کا مکر و فریب اور دُعا نہ کریں۔ یہی عدل ہے طر

ہرچہ بر خود نہ پسندی بردیگاں پسند

یہ عدل باہم مخلوق کے ساتھ ہے اور پھر جیسے ہم اپنے محسنوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو محسنوں کا محسن اور مربیوں کا مربی اور رب العالمین ہے۔ اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں عدل کو ملحوظ رکھیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اس کا بڑا اور مقابل تجویز نہ کریں۔ اس کے بعد دوسرا حکم احسان کا ہے۔ مخلوق کے ساتھ یہ کہ نیکی کے بدلہ نیکی کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان یہ ہے کہ عبادت کے وقت ہماری یہ حالت ہو کہ ہم گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور اگر اس مقام تک نہ پہنچے تو یقین ہو کہ وہ ہم کو دیکھتا ہے۔

پھر تیسرا حکم ایتنا علی ذی القربی کا ہے۔ ذی القربی کے ساتھ تعلق اور سلوک انسان کا فطری کام ہے۔ جیسے ماں باپ بھائی بہن کیلئے اپنے دل میں جوش پاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی فرماں برداری میں متوالا ہو۔ کوئی غرض مد نظر نہ ہو۔ گویا محبت ذاتی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہو۔

پھر چوتھا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے ہر قسم کی بے حیائیوں۔ نافرمانیوں اور دوسرے کو دکھ دینے والی باتوں اور ان بغاوتوں سے جو اللہ جل شانہ یا حکام یا بزرگوں سے ہوں۔ اور آخر میں یہ ہے یُعْظِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَكَّرُونَ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے۔ غرض مثلاً الہی یہ ہے کہ تم اس کو یاد رکھو۔

دو قسم کے واعظ ہوتے ہیں اور دوسری قسم کے سننے والے۔ واعظ کی دو قسمیں تو یہ ہیں کہ کچھ ایسے مل جاویں اور یا اس سرائی ہو کہ عمدہ بولنے والا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارے واعظ میں یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ وہ محض نصیح کیلئے کہتا ہے۔ جو کہتا ہے اور سننے والوں میں سے ایک قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اس وقت کچھ مزہ آتا ہے اور پھر یاد کچھ نہیں رہتا۔ دوسرے بالکل کورے کارے ہوتے ہیں۔ پس تم اسی قسم کے سننے والے نہ بنو۔ بلکہ وعظ کی اس غرض کو ملحوظ رکھو لَعَلَّکُمْ تَذَكَّرُونَ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔

(الحکم، ۱ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۱)

عدل ایسی ضروری چیز ہے کہ شیعہ نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے

اسے ارکان اربعہ (توحید - عدل - نبوت - امامت) میں شمار کیا ہے۔ عدل کیسیا اچھا ہے۔ اس کا اطلاق شاید تم لوگ نہ کر سکو۔ کیونکہ تم میں سے کم ہیں جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جب کہ حکام کو بھی ننگ و ناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا۔ مگر اب اس کا راجہ ہے اور عدل ہو رہا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دُکھ دے یا کوئی اہل کے ساتھ بے جا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دُکھ دے یا اہل مال یا باطل کو دے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ کہ میں ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے۔ ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں۔ مناسب ہے۔ کہ ہم بھی جس کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے۔ عدل مد نظر رکھو۔ اور میری آندو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو۔ میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان لا بغیر میری محنت کے مجھ پر بڑے بڑے فضل کئے ہیں۔ اور بغیر میرے مانگے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دئے ہیں جس کو میں بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔ وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھ بہت سے مکانات دئے۔ بیوی بچے دئے۔ غلص اور سچے دوست دئے۔ اتنی کتابیں دیں اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے۔ پھر مطالعہ کیلئے وقت صحت۔ علم اور سامان دیا۔ اب میری آندو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امتیاز رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ کی محبت رکھنے والے۔ اللہ کے کلام سے پیار کرنے والے محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ کے فرماں بردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے پیغمبر ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔ دیکھو میں تم سے کوئی اچھ نہیں مانگتا۔ نہ تمہارے نذر و نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام بھی کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ کے

فرماں بردار بن جاؤ۔ اس کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و ہشتی کے ساتھ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پہنچاؤ۔

(اخبار بدیع دسمبر ۱۹۱۰ء ص ۱)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ، انصاف کرو۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ دیکھو کہ تم کسی کو پیسہ دو اور وہ دھوکہ دے کرے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے ساتھ دھوکہ کرے؟ تم کسی کو ملازم رکھو۔ اور وہ سستی سے کام کرے تو کیا تم پسند کرتے ہو؟ اگر نہیں۔ پھر تم دوسروں کے ساتھ کیوں بدی کرتے ہو؟ میں نے دیکھا ہے۔ سردی کا موسم ہے اور سرد ہوا چل رہی ہے۔ بندا باندی ہو رہی ہے۔ ایک مزدور چوکیدار کہتا ہے۔ خبردار۔ ہوشیار۔ وہ باہر پھرتا ہے۔ پھر کیسے انسوس اور تعجب کی بات ہے کہ وہ چند پیسوں کیلئے اتنا محتاط اور اپنے فرض کو ادا کرتا ہے اور ہم خدا کے بے انتہاء فضلوں کو لے کر بھی تہجد کے لئے نہ اٹھیں۔ پھر کوئی ہمیں گالی دے۔ بہتان باندھے۔ تو نا پسند کرتے ہیں۔ پھر دوسروں پر کیوں بہتان باندھیں؟ دوسروں کے گھر کی فحش باتیں کیوں سنتے ہو؟ پھر تا کید ہے۔

إِنَّمَا ذِي الْقُرْبَىٰ، بھائی ہے۔ بہن ہے۔ چچا ہے۔ ماں باپ اور بیوی کے رشتہ دار۔ وَيَتَلَفِي عَنِ الْفَحْشَاءِ۔ جو بدیاں تمہاری ذات میں ہیں یا دوسروں پر اثر کرتی ہیں۔ اُن سے رکو۔ پھر بغاوت سے منع کیا۔ بادشاہوں اور حکام کی مخالفت نہ کرو۔ یہ باتیں کیوں سکھاتے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ تم جانتے ہو کہ میں کس تکلیف سے آیا ہوں۔ اللہ جانتا ہے کہ امر بالمعروف کیلئے آیا ہوں۔ راستہ چلنے کی سکت نہیں پسینہ پسینہ ہوتا ہوں۔ صرف تمہاری بھلائی چاہتا ہوں۔ تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ جس کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہوں۔ وہی بہتر بدلہ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت تو ایسی بنائی ہے کہ تمہارے اٹھنے اور سلام کا بھی رد و اوار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تو فوق دے کہ تم متقی نہو۔ (آمین)

(الحکم پچ جولائی ۱۹۱۱ء ص ۱)

اس وقت بھائی ہوش و حواس تمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم میں سے مان لے گا۔ اسکا بھلا ہوگا۔ اور جو نہ مانے گا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انصاف کرو۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے گالی دے۔ یا میری کوئی ہتک کرے یا میرے تنگ و ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے؟ میرا ملازم سستی سے کام لے؟ جب تم نہیں چاہتے تو کیا یہ انصاف ہے کہ کسی کا مال ضائع کرو یا کسی کی ملازمت میں سستی کرو یا کسی کو نقصان پہنچاؤ یا کسی کے گھر کے یا لڑکی کو بد نظری سے دیکھو۔ تم عدل سے



کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اسی طرح جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو اسکی فرماں برداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دین جھٹ سے ہم دیکھتے ہیں۔ کل دئے جن سے ہم سُنتے ہیں۔ زبان دی جس سے ہم بولتے ہیں۔ ناک دیا۔ پاؤں دیے جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسوس۔ اتنے بڑے مرتبی۔ اتنے بڑے خالق۔ رزق کی نافرمانی کریں تو کیا یہ عدل ہے؟ پس میں تمہیں بھی چھوٹا سا فقرہ **اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ سنانے آیا ہوں۔** اور میں تمہیں دوسری دفعہ تیسری دفعہ چوتھی دفعہ تاکید کرتا ہوں کہ خدا کے معاملہ میں۔ اپنے معاملہ میں۔ غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ پھر اس سے ترقی کرو اور مخلوق الہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کر کے اس کی فرماں برداری میں بطور حلال روزی کماؤ۔ حرام خریدی سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ اور شاہ عبدالقادر صاحب اپنا جوتا مسجد کے باہر اتارا کرتے اور شاہ رفیع الدین اندسے جاتے پھر بھی ضائع ہو جاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا کہ ہم باہر جوتا اتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں کہ جو لے جائے اس کیلئے حلال۔ چونکہ چور کجغت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اس کو اسے اٹھا سکا موقع ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل مال بالباطل نہ کرو اور بیویوں کے ساتھ احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیویوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ **وَلَقَدْ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ مَبْرُورٌ مِّنْهُنَّ لَوْ كُنَّ يَفْقَهُنَّ شَيْئًا مِّنَ الْكَلِمِ الْغَنِیِّ لَظَنْنَ بِرَبِّهِنَّ** اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دے گا.....

اللہ تعالیٰ بے حیائیوں سے اور ان امور سے جن سے دوسروں کو تکلیف پہنچے اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرنا چاہتا ہے۔ وہ سننا کس کام کا جس کیسے عمل نہ ہو۔ سنو! دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ (الحکم پم جولائی ۱۹۱۱ء ص ۳)

اپنی آمدنیوں کے مطابق اپنے اخراجات رکھو۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد خراب ہو۔ کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کے لڑکے یا لڑکی کو بدی سکھائے۔ خراب کرے۔ بیکار بنا دے میری بھی لڑکی ہے۔ اس وقت میں اپنے آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔ جب کوئی یہ نہیں چاہتا تو پھر وہ لڑکی کی اولاد کو جو تمہارے سپرد ہے کیوں خراب ہونے کا موقعہ دیتے ہو۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا تحت نافرمان ہوں۔ جب یہ نہیں چاہتا۔ تو کیوں نافرمانی کرتے ہو! یہ لڑکے جو اپنے آفیسروں استادوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کی بدعتیں کرتے ہیں۔ اگر یہ صاحب اولاد ہوں اور انکی اولاد۔ بدی نافرمانی کرے تو ان کو معلوم ہو کہ کس قدر دکھ ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے ماتحتوں کو اپنا فرماں بردار دیکھنا



چاہتے ہیں۔ تو ہم کو چاہیئے کہ جس کے ہم ماتحت ہوں۔ اسکے فرماں بردار ہوں۔ کیا کوئی یہ چاہتا ہے کہ ہمارا مال کوئی شخص دھوکہ سے کھالے؟ ہم یہ ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کوئی ہم کو دھوکہ دے یا ہم کسی کا دھوکہ کھائیں۔ اس لئے ہم کو بھی چاہیئے کہ کسی کو دھوکہ نہ دیں۔ جہاں کسی کے دھوکہ کھانے کا موقع ہو۔ وہاں اپنے آپ کو بچائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيتَانِىْ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغِىْ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے۔ جو بات تم کو اپنے لئے پسند نہیں۔ دوسروں کیلئے کیوں پسند کرتے ہو وہ تم کو براٹیوں سے روکتا ہے اور ہر قسم کی بغاوت سے روکتا ہے۔ تم کو وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (البقرہ، ۶، مارچ ۱۹۱۳ء ص ۵)

عدل ایک صفت ہے اور بہت بڑی عجیب صفت ہے۔ عدل ہر شخص کو پیارا لگتا ہے اور بہت پیارا لگتا ہے۔ عادل ہر ایک شخص کو پسند ہے اور بہت پسند ہے۔ کالہ رس کے طور پر بھی عدل کا لفظ پیارا ہے اپنی ذات کے متعلق بھی جب آدمی کی ضرورت پڑے۔ اسے عدل بہت پیارا لگتا ہے۔ مگر نہایت تعجب ہے باوجود اس کے عدل نہایت پسندیدہ چیز ہے۔ جب دوسرے کیساتھ معاملہ پڑے تو ان کا عدل بھول جاتا ہے۔ عجائبات جو میں نے دنیا میں دیکھے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ کو بھی مانتے ہیں بلو پھر پتھر کے بت۔ پانی کے دیوا۔ پھل اور بڑے درخت۔ جانوروں میں سانپ اور گلے کی پرستش کرتے ہیں مجھے بڑا تعجب آتا ہے کہ اتنی بڑی عظیم الشان ذات کو چھوڑ کر ادنیٰ چیز کو کیوں اختیار کرتے ہیں؟ اسی طرح عدل کے معاملہ میں بھی (کئی دفعہ تعجب مجھے دنیا میں ہوا ہے)۔ ایک تعجب ہے کہ انسان عدل کو اپنے لئے اپنے دوستوں کیلئے۔ اپنے خورش و آفتاب کیلئے بہت پسند کرتا ہے۔ مگر جب دوسرے کے ساتھ معاملہ پیش آئے۔ پھر عدل کوئی نہیں۔ کسی کا بھائی باوا یا بہن یا ماں یا بیٹی مقدمہ میں گرفتار ہو جائے تو وہ کہتا ہے اس سے بڑھ کر میرا کون ہے اللہ کے چھڑانے کی کوشش میں اگر میری جان بھی جائے تو کوئی بڑی بات نہیں اس وقت بعض لوگ مجلسازی۔ رشوت دینے تک تیار ہو جاتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر یہ کام کرتے ہیں۔ مگر سوچو جس نے ایسا کیا اس نے عدل نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ہمارا رحمان۔ ہمارا رحیم ہمارا مالک ہمارا رازق۔ ہمارا استاد العیوب ہے۔ اس کی صفات کو چھوڑ کر کہتا ہے۔ بس جو کچھ ہے۔ میرا یہی بیٹا ہے۔ یا بیوی ہے یا ماں ہے۔ دیکھو وہی عدل جو بڑا پسند تھا۔ اس وقت بھلا دیا۔ یہاں دو دھوکا میں ایک گیند کا مقدمہ ہوا۔ دونوں مجھے عزیز تھے۔ اب میں حیران ہوا کہ کس کو دلاؤں۔ میرے پاس پیسے ہوتے تو میں مدعی کو گیند لے دیتا۔ مگر قدرت کے عجائبات ہیں کہ بعض اوقات نہیں ہوتے۔ ایک

گواہی دی کہ یہ گیند اس لڑکے کا ہے کیونکہ اس کیلئے ایک شخص نے میرے سامنے اس لڑکے کی پیشکش سے خریدنا تھا۔ میں نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ تب میں نے گیند دوسرے لڑکے کو دلایا۔ تھوڑے ملا گزرے تو گواہی دینے والا اس لڑکے کیساتھ غالباً لڑ پڑا تو یہ راز ظاہر ہوا کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی۔ دیکھو اس نے عدل نہ کیا اور ظاہر داری کیلئے خدا کو ناراض کر دیا میں نے اس لڑکے کو دیکھا ہے۔ بڑا خوبصورت تھا۔ جان نکل گئی۔ بس یہ انجام ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ ہر بدی کا انجام برا ہوتا ہے۔ جناب الہی کا حکم مان لو۔ فرما ہے عدل کرو۔ ہم تمہارے خالق۔ ہم تمہارے مالک۔ رحمن۔ رحیم تمہارے ستار۔ تمہارے غفار۔ ہماری بات ماننے میں مضائقہ! اور اپنے کسی پیارے کی بات ہو تو جان تک حاضر۔ یہ عدل نہیں۔

اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ ہر افسر اپنے ماتحت سے چاہتا ہے کہ جان توڑ کر خدمت کرے۔ میں جو تنخواہ دیتا ہوں تو یہ روپیہ ضائع نہ کرنے۔ لیکن آپ حین کا نوکر ہے۔ اسی کی نوکری میں اگر جان توڑ کر محنت نہیں کرتا تو یہ عدل نہیں۔

اس وقت ایک بات یاد آگئی۔ کسی امیر کی چوری ہو گئی۔ اور اس چوری کے برآمد کرانے والے کیلئے بڑا انعام مشہر ہوا۔ افسر پولیس نے اپنے ماتحتوں کو بلایا اور کہلو بھی اب تو عزت کا معاملہ ہے۔ ایک میرا رشتہ دار بھی اس کے ماتحت تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ایسی محنت کی کہ مال برآمد کرایا۔ مجرموں سے اقرار بھی کروایا۔ اس افسر نے سولہ روپے جیب سے نکال کر دیئے کہ لے بیٹا تم یہ لو۔ وہ انعام تو خدا جانے کب ملے گا۔ پھر ایک مفصل رپورٹ لکھی۔ جس میں دکھایا کہ کس طرح اس مقدمہ کی تفتیش میں نے محنت سے کی۔ اور بعض اوقات اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا۔ غرض وہ ساری کارگزاری اس غریب کی اپنی کر کے دکھائی اور انعام خود ہضم کر لیا۔ بلکہ ترقی کی درخواست دی۔ دیکھو عدل کیلئے کتنا زور دیا کہ میں نے ایسی محنت کی۔ مجھے ترقی ملے۔ وہ انعام ملے اور دوسری طرف کیسی بے انصافی کی کہ اپنے ماتحت کا حق خود ضبط کر لیا رات دن میں یہ حال دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کے گھر میں بہو آتی ہے۔ وہ اسے نہایت حقیر سمجھتا ہے مگر اپنی لڑکی کیلئے ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ کوئی اسے میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔ پہرہ داروں کو دیکھا۔ گرم بستر گھر میں موجود۔ سردی کے موسم میں سرد ہوا کی پرواہ نہ کر کے وہ آدمی رات کو چند ٹکوں کی خاطر ضبط خبردار پکارتا پھرتا ہے۔ مگر جن کو خدا نے ہزاروں روپے دیئے۔ اور عیش و عشرت کے سامان۔ وہ اتنا نہیں کر سکتے کہ پھلی رات اٹھ کر تہجد تو درکنار۔ استغفار ہی کریں۔ یہ عدل نہیں۔

پس میرے عزیزو! تم خدا کے معاملہ میں۔ مخلوق کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ ایک طرف

جناب الہی ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ محمد رسول اللہ کی دعائیں اپنے حق میں سنو آپ کا چال و چلن سنو۔ پھر یہ کہ آپ نے ہمارے لئے کیا کیا۔ اپنے تئیں جان جو کھوں میں ڈالا۔ ایسے مخلص مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اپنے دوست کی فرماں برداری کے برابر بھی نہ کرو تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔

بعض تاجروں کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ رستے میں چلتے ہیں اور حساب کرتے جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اپنے فکر میں مست ہیں اور یہ خیال نہیں کہ جس نے یہ تمام نعمتیں دیں اس کا شکر بھی واجب ہے۔ دیکھو اس وقت میں کھڑا ہوں۔ اور محض خدا کے فضل سے کھڑا ہوں۔ پر رسول میری ایسی حالت تھی کہ میں سمجھا کہ میرا آخری دم ہے اس کا فضل ہوا کہ مجھے صحت ہوئی۔ اس نے مجھے عقل و فراست دی۔ اپنی کتاب کا علم دیا۔ رسولوں کی کتابوں کا فہم دیا۔ اگر یہ انعام نہ ہوتے تو جیسے اور بھنگی ہمارے شہر کے ہیں۔ میں بھی ہو سکتا تھا۔ میں نہیں کھول کر سنا ہوں کہ عدل کرو۔ روپیہ جس آنکھ سے لائے ہو۔ اسی سے ادا کرو۔ مزدور کی مزدوری پسینہ سوکھنے سے پہلے دو۔ خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھو۔ پھر اس سے بڑھ کر حکم دیتا ہے کہ عدل سے بڑھ کر احسان کرو پھر فرماتا ہے کہ احسان میں تو پھر احسان کا خیال آجاتا ہے۔ تم دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسے اپنے بچوں کے ساتھ بدوں خیال کسی بدلہ کے کرتے ہیں۔ ..... دعا کے سوا مجھے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جو بدیوں سے بچائے۔ کامیابی دکھائے۔ ابھی ایک لڑکا تھا۔ اس کا بھی پوش نہ تھا۔ کہ میرے پاس لایا گیا۔ بڑے بڑے رنگوں میں میں نے اس کے ساتھ سلوک کیا۔ مجھے بڑے بڑے خیال تھے۔ خدا اُسے یہاں تک پہنچا دے۔ مگر آخر اسے عیسا یوں کا گھر پہنچا دیا۔ دل جو ہوتے ہیں۔ ان کا نام قلب اس لئے رکھا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس واسطے میری عرض ہے کہ تم دعاؤں میں لگے رہو۔ تمہارے بچے کیلئے کہتا ہوں۔ ورنہ میں تو تمہارے سلاموں۔ تمہارے مجلس میں تعظیم کیلئے اٹھنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ورنہ یہ خواہش کہ مجھے کچھ دو۔ اگر میں تم سے اس بات کا امیدوار ہوں۔ میرے جیسا کافر کوئی نہیں۔ اس بڑھاپے تک جس نے دیا۔ اور امید سے زیادہ دیا۔ وہ کیا چند روز کیلئے مجھے تمہارا محتاج کریگا؟

سنو! بچے کی شادی تھی۔ میری بیوی نے کہا۔ کچھ جمع ہے تو خیر۔ ورنہ نام نہ لو۔ میں نے کہا۔ خدا کے گھر میں سبھی کچھ ہے۔ آخر بہت جھگڑنے کے بعد اس نے کہا اچھا پھر میں سلام بناؤ ہوں۔ میں نے کہا میں تمہیں بھی خدا نہیں بناتا۔ میرے مولیٰ کی قدرت دیکھو۔ کہ شام تک جس سلام کی ضرورت تھی۔ جیسا ہو گیا۔ میں نے کیوں سنایا۔ تا تمہیں حرص پیدا ہو اور تم بھی اپنے مولیٰ پر عبور نہ کرو۔ پھر میری بیوی نے کہا۔ عبدالحی کا مکان الگ بنانا ہے تو اس کیلئے بھی خدا نے ہی سلام کر دیا۔ ان فضلوں کیلئے عدل کا اقتضا ہے کہ میں

سارا خدا کا ہی ہو جاؤں۔ قوی بھی اسی کے۔ عزت و آبرو بھی اسی کی۔ میری پہلی شادی جہاں ہوئی۔ وہ مفتی ہمارے شہر کے معظم و مکرم تھے۔ ایک دن میری بیوی کو کسی نے کہا ”چہا بے وی اٹ و نہی وچ جاگیں ایہ“ مگر کہنے والے نے جھوٹ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑے فضل کئے۔ پھر ہمیں ایسے موقع پر ملے دیا کہ تم تعجب کرو۔ جہول کا رئیس بیمار تھا۔ اس نے سب دوائیں کیں۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو فقراء کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا۔ تو مسلمان فقراء کی طرف توجہ کی۔ اور ان سب فقراء کو بڑا روپیہ دیا۔ ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا آفیسر تھا۔ اس نے ذکر کیا کہ میں لاکھ تو خرچ ہو چکا۔ اب ایک فقیر سنا ہے جسے بلانے کیلئے آؤمی کیا اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے۔ مگر اس کا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میرا کام تو دُعا کرنا ہے۔ دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں۔ دونوں جگہ کا خدا ایک ہے وہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک بات ہے۔ اگر آپ کا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اس کے فقر و بے روزگاری دے رہے ہوں گے۔ تو میں ایک دُعا کرنے والا کیا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے۔ سو جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا۔ اس آفیسر نے کہا کہ میں نے ایسا آؤمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں۔ میں نے کہا، سرور صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے۔ سنو! عبدالحی کی ماں اسی بزدل کی بیٹی ہے۔

خدا تعالیٰ میری خواہشیں تو یوں پوری کرتا ہے۔ اب میں غیر کا محتاج ہوں تو یہ عدل نہیں۔ میں نے نیکیوں سے اخلاص کے ساتھ تعلق چاہا۔ تو خدا کو بھی پسند آیا۔ ہمارے گھر میں باغ لگویا۔ قمرطو دے عقیقہ بھی دے۔ اس واسطے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ تہہ دار ہتھیار دُعا ہو جائے۔ دُعا بڑی نعمت ہے۔  
(الفصل ۲، جولائی ۱۹۱۳ء ص ۱۵-۱۶)

۹۲۔ وَأَذِّنُوا بِعَقْدِ اللَّهِ إِذَا عَاكَثْتُمْ وَلَا

تَنَقُّضُوا ۖ لَا يَمُكِّنُ بَعْدَ تَوْعِيدِهِ عَاكَثُ جَلَلُهُ

اللَّهُ عَلَيْكُمْ عَهْدًا فَلَا تُنَاقِضُوا مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۲﴾

اور پورا کرو اقرار اللہ کا جب آپس میں قرار دو اور نہ توڑو قسمیں پکی کے پیچھے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۵)

وَلَا تَنَقُّضُوا الْإِيمَانَ، یہ ایک پیشگوئی فرماتا ہے کہ ایک وقت مشرکین عہد توڑیں گے یہ بھی



ثبوت نبوت ہے۔ کیونکہ آخر حدیبیہ کی صلح کو کفار نے توڑا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۹۳۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَقَضَتْ غَزْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَافًا، تَقْعُدُونَ أَمَّا لَكُمْ دَخَلًا بِمَنْكُمْ أَنْ تَكُونُوا أُمَّةً مِمَّا يَزِيهِ مِنَ أُمَّةٍ، إِنْ كُنَّا بِكُمْ عَلَى اللَّهِ بَرًا، وَلَكِنَّكُمْ لَكُمُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ مَا كُنْتُمْ بِهِمْ تَخَلِّفُونَ ۝

دَخَلًا: اس کے معنی ہیں دھوکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وقت مکہ میں تشریف لے گئے۔ اپنی رؤیا تَحَلُّفُ الْمَشِجَّة (الفتح) کے مطابق جب آپ حدیبیہ میں پہنچے تو ان لوگوں نے مزاحمت کی۔ آخر صلح ہوئی اور کچھ معاہدے ہوئے جس میں سے عرب کے تمام قبیلوں کی فہرستیں بنیں۔ اور جو مسلمانوں کے طرفدار تھے۔ وہ بھی اور جو مشرکین کے جانبدار تھے۔ وہ بھی لکھے گئے۔ آپ نے حج و عمرہ کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا۔ اس سال نہیں۔ پھر آنا اور ہتھیار بند رہنا ہوگا۔ آپ نے یہ بھی تسلیم کر لیا۔ ایک خزاعہ قوم تھی۔ جنہوں نے اپنا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانبداروں میں لکھا دیا۔ اور وائل نے مشرکین کے طرفداروں میں۔ آخر ایک وقت وائل نے خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ خزاعی قوم نے فوراً ایک آدمی مدینہ طیبہ میں بھیجا اور خود بطور پناہ لینے کے مکہ میں آئے۔ اس امید پر کہ ہماری مدد ہوگی۔ مگر انہوں نے مدد نہ کی۔ بلکہ وائل کی جنبہ داری کی۔ پھر انہوں نے ایک آدمی اور مدینہ بھیجا۔ جو چند شعر بنا کر بھی لے گیا۔ جس نے جا کر اپنا تمام حال کہا۔ آپ نے اس بد عہدی پر مکہ والوں پر چڑھائی کی۔ اللہ تعالیٰ اس قصہ کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔ دیکھو انہوں نے خدا کو ضامن بنایا مگر معاہدات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور سب ساختہ پر واقعہ توڑ ڈالا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَقَضَتْ غَزْلَهُمَا، صلح حدیبیہ کے معاہدے کو مشرکین نے اسی طرح اپنے ہاتھوں سے توڑا جس طرح ایک عورت اپنا کاتا ہوا ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔  
(تشیع الاذعان جلد ۹ ص ۴۶۳)



۹۴- وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ

يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ. وَ لَتُسْـَْٔلَنَّ

عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۴﴾

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر جبر مقصود ہوتا تو سب ہی مسلمان ہو جاتے۔ مگر خدا نے جبر نہیں کیا۔ جو ضلالت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اسے گمراہ ٹھہراتا ہے۔ اور جو ہدایت کی راہوں پر چلتا ہے۔ اسے ہدیٰ بناتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۹۵- وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ

قَدَمٌ مِّنْكُمْ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَ تَذُقُوا السُّوءَ بِمَا

صَدَقْتُمُ عَنْ سِبْطِ اللَّهِ. وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۹۵﴾

فَتَزِلَّ قَدَمٌ، یہ ایک محاورہ ہے۔  
وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ، سبیل اللہ کے روکنے والوں کو جتایا۔ کہ ایک وقت آتا ہے کہ تمہارے بت توڑے جاویں گے اور مگر فتح ہو جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۹۸- مَن عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أَنفَى وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّاهُ حَيَوَةً طَيِّبَةً. وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾

جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت۔ ہم اسے پاک سنہری زندگی عطا کریں گے اور انکے اچھے کاموں کے بدلے میں انہیں اجر دیں گے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۴۶)

۹۹- فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ

## مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹﴾

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کے ختم کے بعد معجزاتی پڑھ لینی چاہیے اور بعض کہتے ہیں ابتداء میں پڑھنی چاہیے۔ بہر حال مقصد حاصل ہے جو یہ ہے کہ قرآن مجید کے پڑھتے وقت اگر ہم نے کوئی غلطی کی یا بے سمجھی کی تو اس سے یا ایسی لغزش کا آئندہ واقعہ ہونے سے ہمیں بچالے اور علماۃ الحکمة سے استفادہ کریں۔  
(بدر ۲۸ جنوری ۱۹۹۹ء ص ۹ کالم ۳ جلد ۸ ص ۱۲۸)

۱۰۰'۱۰۱۔ اِنَّكَ لَئِنْ لَمْ سُلْطٰنٌ عَلٰى الْذٰلِمِیْنَ اٰمَنُوْا

وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُكَ عَلٰی

الذٰلِمِیْنَ یَتَوَكَّلُوْنَكَ وَالذٰلِمِیْنَ هُمْ یَشْرِكُوْنَ ﴿۱۱﴾

یاد رکھو اس کو مومنوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں پر کوئی قدرت نہیں۔ اس کا بس تو ان پر چلتا ہے جو اسے دوست رکھتے اور اس کے ساتھ ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۳۳)  
ہُم بِہِ مُشْرِکُوْنَ: یہ مشرکوں کی ضمیر پر بڑی بڑی بخشنیں ہوئی ہیں۔ میرے نزدیک یہ اللہ کی طرف راجع ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء)

۱۰۲'۱۰۳۔ وَاِذَا بَدَّلْنَا آیٰةً مَّكَانَ آیٰةٍ وَّ اَمَلْنَا

اَعْلَمَ بِمَا یُنَزَّلُ کَا لَوْ اَنَّكَ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۚ بَلْ

اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ لِیُبَیِّنَ الْذٰلِمِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

ھٰدِیٍّ وَّ مُبْشِرٍ لِّلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾

وَ اِذَا بَدَّلْنَا آیٰةً: جب بدلا دیتے ہیں ہم کسی نشان کو بدلے کسی نشان کے۔  
اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ: لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہیں۔ آپ تو مفسر ہیں۔ بعض لوگ ان آیات سے بعض آیات کے نسخ کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کیلئے دو مشکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ آیت سے

مراد آیت قرآنیہ لیتے ہیں۔ پھر دوم اس متبدل و منسوخ آیت کو موجود فی القرآن ہونے کا ثبوت الہ کو دینا پڑتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

بَدَلْنَا آيَةً، ایک نشان مٹا کر دوسرا قائم کرنا چاہتے ہیں۔ بت پرستی کی بجائے توحید۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۴۶۳)

۱۰۴۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكُمْ مَقُولُونَ زُفَرًا

مُعَلَّمَةٌ بَشَرًا، لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ

أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴿۱۰۴﴾

انما یعلمہ بشر؛ ایک کتاب میں نے عیسائیوں کی پڑھی ہوئی ہے۔ اور ہماری پرانی روایتوں میں بلعام۔ یاسر۔ جبر ایسے ایسے نام لٹے گئے ہیں کہ ان کے اقوال سے گویا قرآن کریم کا استنباط کیا ہے۔

ایسی باتوں کا جواب ایک تو یہ ہے کہ وہ تو غلام تھے تم آقا ہو۔ تم بھی قرآن مجید کی کسی غلطی کا سامنا کر سکتے ہو اور ان غلاموں سے کیا سیکھتا تھا جبکہ معترضین کے مذاہب کے اصل الاصول کفارہ و تنلیت کی توحید کی ہے۔ ایک کے بارہ میں فرمایا۔ لَقَدْ عَفَا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (اللہ ۳)، اور دوسرے کی نسبت ارشاد کیا۔ لَا تَذَرُوا آيَةً وَاذَرَا وَذَرَا أَخَذَى (بنی اسرائیل، ۱۶) پس قرآن شریف اگر کسی یہودی یا عیسائی کا سکھایا ہوا ہے تو وہ خاص اپنے مذہب کی اس قدر سخت تردید کیونکر گوارا کرے پھر اب تو اس زمانہ سے بڑھ کر مسلمان موجود ہیں۔ اب ہی قرآن شریف کا مقابلہ کر دکھاؤ۔ جیسا مدلل بیان اس قرآن مجید میں ہے وہ تورات و انجیل میں مطلق نہیں۔ پس اس کا استنباط کیسے ہو سکتا ہے۔

لِسَانٌ؛ یہ زبان جو گوشت کی ہے۔ اس کو بھی لسان کہتے ہیں۔ لیکن جو بات اس کے ذریعہ کی جاتی ہے اسے بھی لسان ہی کہتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۵۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا

يَهْدِيهِمْ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۰۵﴾

لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ؛ ساتویں پاسے کے ختم پر فرمایا وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ  
أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ (انعام: ۱۱۰)

آہ! ضدی الٰہ جب کسی راست باز کی تکذیب کر بیٹھتا ہے تو پھر اسے ہٹ ہو جاتی ہے۔ اور  
وہ باوجود روشن نشانوں کے مٹا نہیں۔ اس پر لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۰۷۔ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مِنْ  
أُخْرَةٍ وَقَلْبُ مُمْطَرٍ بِأَلَا يُعْمَلُ وَلَكِنْ مَنْ  
شَرَّ بِالْكَفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ  
اللَّهِ. وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ: یہ تو اُن کیلئے ہے جو بعد الایمان کفر کریں اور کفر کے لئے  
اپنا سینہ کھول دیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۰۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ  
مَا فُتِنُوا أَثَرًا جَا هَدًّٰ وَاصْبِرْ دَاۤءِ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ  
بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ: جو الّا مِّنْ أُخْرَةٍ میں داخل ہوا۔ اس کے  
لئے فرمایا کہ اگر وہ ہجرت کرے اور پھر مجاہدہ اور نیکی پر جاوے تو خدا اس غلطی کو معاف فرما دے گا۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۲۔ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا  
وَتُؤْتَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهَذَا لَا يُظْلَمُونَ ۝

یَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ بِرَبِّهَا بِطُورٍ مُّخْتَلِفٍ قِيَامَتِ دُنْيَا میں بھی آتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی آیا ہے۔ خود ہم پر بھی۔  
 کوئی کسی کے ساتھ محبت کرے یا بغض۔ بمنزلہ بیچ کے ہے جو اپنے وقت پر پھل لٹاتا ہے۔ صلحِ زراعت جس قسم کے بیج بوئے ضرور اس کے مطابق کاٹتا ہے۔ اس میں مکہ والوں کو سمجھایا کہ تم کب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کے اتباع کو دکھ دو گے۔ ایک وقت اس کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا نبیوں کی ذات بڑی رحیم ہوتی ہے مگر نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ نبی پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بول اٹھتا ہے لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نور: ۲۷) اور پکارتا ہے وَاشْدُدْ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَذُوقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (یونس: ۸۹) کہ میں ان کا ایمان بھی اب نہیں دیکھنا چاہتا۔  
 (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)  
 تُوَلِّی، یہ اور باب سے ہے اور تَوَلَّیْتَنِّی اور باب سے۔ یاد رکھو۔  
 (تشمیذ الافان جلد ۸، ص ۹۷۳)

۱۱۳۔ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً  
 مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ  
 فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ  
 وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ □

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً، خود مکہ ہی سمجھو جس میں ہر طرح امن و اطمینان تھا چھپو عورت جب اپنے خاوند سے سکھ پاتی تو کہتی دُوبُحی کَلِیلِ تِهَامَةِ لَا مَخَافَةَ وَلَا سَامَةَ لِأَخَدٍ وَلَا قَرٍّ۔ (ترجمہ) میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح پرسکون ہے نہ خوف۔ نہ تنگی۔ نہ گرمی کی شدت نہ سردی کی۔ ناقل،  
 مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، ادھر شام۔ ادھر افریقہ تک سے تجارت کرتے۔ پھر بحاری لوگ آتے وہ روپیہ لاتے۔ حکومت کا معاوضہ الگ ملتا۔

فَكَفَرَتْ، ایک جگہ فرمایا ہے۔ يَذُوقُوا الْعَذَابَ كُفْرًا وَاحِلُوا قَوْمَهُمْ  
 دَارَ الْبَوَارِ (ابراہیم: ۲۹) یہ آیت اس کی تفصیل فرماتی ہے۔



لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ : مشرکین نے صحابہؓ کو بھی وہ دکھ دئے تھے۔ ایک تو ان کو بھوکا رکھا چنانچہ وہ غلہ خرید لیتے۔ قبل اس کے کہ شعب بنی ہاشم تک پہنچے۔ اس کی سزا میں ایسا شدید قحط پڑا کہ ہڈیاں اور چمڑے تک کھانے پڑے۔ خوف مشرکین کی طرف سے یہاں تک پہنچا یا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وہ شہر چھوڑ کر جانا پڑا۔ جس کی عقوبت میں ان پر جنگ کی سزا وارد ہوئی۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۴۔ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۱۴﴾  
وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْهُمْ : کیسا صاف نقشہ کھینچا ہے کہ خود مکہ والوں ہی کو سمجھا رہا ہے۔ مگر وہ نادان کہانی سمجھ رہے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۵۔ فَعَلُوا بِمَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ حُلَالًا طَيِّبًا وَ

اشْكُرُوا بِغَمَتٍ اَللّٰهُ اِنْ كُنْتُمْ رَاٰۤى

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

فَعَلُوا بِمَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ : فرماتا ہے حرام خوبیاں جن کی تفصیل آگے ہوتی ہے۔ چھوڑ دو۔ اور حلال کھاؤ۔ غنیمت سے بڑھ کر حلال طیب کیا ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۱۶۔ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ . وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ : یہودیوں پر جو چربی اونٹ وغیرہ حرام تھی تو ان کے ہی بد عملوں کی وجہ سے اور ارض مقدسہ سے جو چھل سال محروم رکھے گئے۔ تو یہ بھی عدولِ حکمی کی سزا

تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۱۔ اِنَّ اِمْرًا مِّمَّكَانَ اُمَّةٍ قَاتَلُوْهُ

حَنِيفًا، وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۱

انسان کی فطرت میں یہ خواہش ہے کہ وہ معزز ہو۔ اس کی اولاد اچھی ہو۔ اس کا ذکر خیر دنیا میں چلے۔ خدا کا اس سے بہت تعلق ہو۔ وہ مکر بھی عزت پائے۔ ابراہیم علیہ السلام ان تمام اعلیٰ سے مشتق ہوئے۔

اُمَّةٌ: ایک صفہ امام کے ہیں۔ دوسرے معنی گروہ ہیں لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ لِمُسْتَتَكِرٍ اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لحاظ سے ایک قوم تھے۔ اب بتانا ہے کہ اس کی اولاد میں سلطنت ہے۔ نبوت ہے۔ تمام جہان کے لوگ اس پر سلام بھیجتے ہیں۔ تورات میں ہے۔ جو تجھ پر اے ابراہیم۔ برکت بھیجے۔ میں اس کا گھر برکت سے بھر دوں گا۔ ابراہیم میں کیا خوبی تھی ان آیات میں کچھ ذکر ہے۔

حَنِيفًا: کے معنی ہیں مستقیم راہ پر چلنے والا۔ عربی میں جس کے پاؤں ٹیڑھے ہوں اسے بطور دعا اَحْنَفُ کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدلتاویان ۱۰، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۲۔ شَاكِدًا لَا نَعْبُدُ اِلٰهًا سِوَاكَ وَهَدِنَا اِلٰی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۲

شَاكِدًا لَا نَعْبُدُ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو ایک دفعہ فرمایا۔ تم بہت عورتیں دوزخ میں جاؤ گی۔ ایک عورت نے پوچھا کیوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ کی نعمتوں کا کفر کرنے والی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت معمولی بات پر ناراض ہو تو باوجود بہت سی آسائشوں کے کہہ اٹھتی ہے میں نے اس گھر میں ایک لمحہ آرام نہیں پایا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ شَعْرَتُكَ لَا زِيْدَ نَعْمًا (ابراہیم، ۸) اللہ شکر سے مال کو بڑھا دیتا ہے۔ مگر بہت ہیں جو اس سہل علاج کو چھوڑ کر کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا کہ

سر نوشت ما، بدست خود نوشت و خورش تو نیست، و خواہد بد نوشت  
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے شکم کا اجر کیا کھدایا۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ لڑکے۔ حضرت اسمعیلؑ  
کے بارہ لڑکے۔ پھر انہی کی اولاد میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، فروری ۱۹۹۱ء)

۱۲۵۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَىٰ لَيْسَ مَا خْتَلَفُوا

فِيهِ، وَإِنَّ رَبَّكَ لَمَحْكُمٌ بَيْنَهُم يَوْمَ

الْقِيَمَةِ فَمِمَّا هَكَذَا نَوَارِفِهِ يَخْتَلِفُونَ □

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ، حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن  
تھا۔ یہود نے ہفتہ نصاریٰ نے راتوار سمجھ لیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰، فروری ۱۹۹۱ء)

۱۲۶۔ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ

الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ

أَحْسَنُ، وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُنَافِقِينَ □

اپنے رب کے راہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ سے (لوگوں کو) بلا اور ان سے پسندیدہ طرز سے  
مباحثہ کر۔ تیرا رب انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے ہٹ گئے اور وہ راہ پانے والوں کو بھی جانتا ہے

(تفسیر برائیں احمدیہ ص ۳۵)

عیب شہاری سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کسی کا عیب بیاں کیا اور اس نے سنی لیا۔ وہ بغض و کینہ  
میں اور بھی بڑھ گیا۔ پس کیا فائدہ ہوا؟ بعض لوگ بہت نیک ہوتے ہیں اور نیکی کے جوش میں سخت گیر  
ہو جاتے ہیں۔ اور امر بالمعروف ایسی طرز میں کرتے ہیں کہ گناہ کو نیوالا پہلے تو گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا تھا  
پھر جھنجھلا کر کہہ دیتا ہے کہ جاؤ ہم یونہی کریں گے۔

امر بالمعروف کرتے ہوئے کسی نے ایک بادشاہ کا مقابلہ کیا بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس پر ایک بزرگ نے کہا امر بالمعروف کا مقابلہ گناہ تھا مگر ایک مومن کا قتل اس سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے واعظ کو چاہیے کہ اَدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ پر عمل کرے اور ایسی طرز میں کلمہ محکمیت گوشن گزار کرے کہ کسی کو برا معلوم نہ ہو۔

تم لوگ جو یہاں باہر سے آئے ہو۔ اگر کوئی نیک بات یہاں والوں میں دیکھتے ہو یا یہاں سے سنتے ہو تو اسکی باہر اشاعت کرو اور اگر کوئی بُری بات دیکھی ہے۔ تو اس کیلئے دُوبدل سے دعائیں کرو کہ الہی اب لاکھ مارو پے خرچ ہو کر یہ ایک قوم بھڑکی ہے۔ اور یہ قوم کے امام بن گئے ہیں۔ پس تو ان میں صلح پیدا کر دے۔  
(بدھ ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء ص ۱)

۱۲۷۔ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاكِسُكُمْ

۱۲۸۔ وَلَكُمْ صَبْرٌ لَّهُمْ وَخَيْرٌ لِلشَّيْءِ

یہ ایک خطرناک مرض ہے جس کو شریعت میں سودِ ظلم کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں مگر یاد رکھو۔ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ (الایۃ) عقاب کے معنی جو پیچھے آتا ہے۔ انسان جو بلا وجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سودِ ظلم سے کام لے کر اسکی حقیر کرتا ہے۔ اگر وہ شخص اس میں مبتلا نہیں جس بدی کا سودِ ظلم والے نے اسے مہتمم ٹھہرایا ہے۔ تو یہ یقینی بات ہے کہ سودِ ظلم کرنے والا ہرگز نہیں مرے گا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہوئے۔ پھر بتاؤ کہ سودِ ظلم سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ ممت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو عجیب عجیب خوابیں تم کو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سودِ ظلم کا مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تم پر نجات ہو کر تمہارے امتلاء کا موجب ہیں! اس لئے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اند کا محاسبہ کر کے استغفار اور حفاظت الہی طلب کرو!!

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ صبح کے باعث کسی کو رفعتِ شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے۔ ان پر نہیں اطلاع نہیں۔ وہ الگ رہتے رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جس سے خود رانی۔ خود پسندی۔ خود غرضی۔ حقیر بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے۔ جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ

بِعَا وَلَعَنَهُ لَعْنَةً إِلَى الْأَزْدِيَّةِ ۖ وَاللَّهُ سَوِيكُنَاتٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفِيًا يَا عُدُوَّ الظَّنِّ وَالظَّنَّ  
إِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ۔ بدگمانیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں  
بتلا ہو کر قرب الہی سے محروم ہو جاؤ گے! یاد رکھو حسن ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر بد ظنی کرنے والا  
ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے۔  
(الحکم ۳۱، جنوری ۱۹۰۲ء ص ۲)

۱۲۸۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِأَمْرِ اللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۳۸﴾

ہر ایک سلیم الفطرت۔ دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر سے کام نہیں لے سکتے  
اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی صبر۔ درگزر۔ نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ چود۔ باغی اور راستہ ٹوٹنے  
والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف جہم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے۔ فطری قوی میں  
انتقامی طاقت بھی سلیم الفطرت انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ پھر اگر قوت انتقام کو ہی کام میں لاوے  
اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے یہی قرآن کس طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کس طرح صبر اور نرمی کی  
ترغیب دیتا ہے۔

الْحَمْدُ سَیِّئَاتٍ مِّنْ عَمَلٍ طَوْرٍ مَّكَرٍ مَّا كَانَتْ فِيهِ رُحْمَةٌ ۖ سُوْرَةُ نَحْلٍ مِّنْ عَمَلٍ رَّغْمٍ مِّنْ كَفَّارٍ كِي شَرِّ رُحْمَةٍ كَاذِرٍ كَا  
اب آپ کی ہجرت کا واقعہ آتا ہے۔ اگلی سورۃ میں تمام ترقیات اسلام کا ذکر فرماتے گا۔

وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِأَمْرِ اللَّهِ ۖ صَبْرٌ كَبِيْرٌ مِّنْ رَّحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ۖ مَكْرٌ مِّنْ رَّحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ۖ مَكْرٌ مِّنْ رَّحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ ۖ

(ضمیمہ اخبار البدیع ج ۱۰، ۱۰ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۹۔ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ

هُمْ مُحْسِنُونَ ﴿۳۹﴾

پھر تقویٰ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے جیسے فرمایا إِنَّ اللَّهَ  
مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ضرور ہوتا ہے  
جو متقی ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو محسنین ہوتے ہیں۔ احسان کی تعریف رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ وہ خدا کو دیکھتا ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ کہ وہ اس پر ایمان رکھتا ہو کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ (الحکم، ۱، مئی ۱۹۰۴ء ص ۱۵)

اللہ تعالیٰ سے دوستی اور بعد ساری نیکوئیوں کی جڑ اور ناکامیوں کا اصل ہے۔ مگر مشق کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔ تقویٰ ایسی چیز ہے جو انسان کو اپنے مولیٰ کا محبوب بناتی ہے۔ (الحکم، ۳۱، اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۵)

## سُورَةُ بَنِي إِسْرَءِيلَ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن مجید جو کچھ ہم کو سناتا ہے۔ کئی حصوں پر منقسم ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق۔ وراثت وغیرہ کے متعلق جو آیات ہیں۔ وہ ڈیڑھ سو کے قریب ہیں اور قریباً ڈیڑھ سو بخلاف مکررات احادیث ہیں۔ پس یہ جو صد آیات باقی ہیں۔ یہ کس لئے ہیں؟

عزیزان! ان کو بہت ضرورتیں ہیں۔ ایک خدا شناسی۔ ایک خدا کو راہنی کرنا۔ ایک مخلوق پر شفقت۔ فرض اس قسم کی کئی باتیں ہیں جن سے باقی قرآن شریف مجرا ہے غصوں تو یہ ہے کہ ڈیڑھ سو آیات کے متعلق ہی کل بحثیں درمیں اور پھر ان پر بھی اکثر مسلمانوں کا عمل نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر مسلمان بے نماز ہیں۔ کسی کمال کھانے میں بعض کو کچھ تاقل نہیں ہوتا۔ وراثت کے متعلق تو لڑکیوں کے بارے میں عمل ہی اٹھا دیا ہے حلال کھائی کیلئے کچھ تڑپ نہیں رکھتے۔ چہ جائیکہ خدا کا عرفان اسکی ضمانندی اور شفقت علی خلق اللہ کی تڑپ ہو یہ سودہ یہ بتانے کیلئے کہ مشقی کو کیا انعامات ملتے ہیں۔ اور فاسق بشر پر۔ عہد شکن کو کیا سزا ملتی ہے مدینہ میں یہودی تھے اس لئے انکو بیدار کیا۔

۲۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی یَعْقِبُہٗ لَیْلًا قَتَیْ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ

بَرَعْنَاکَ لَیْلَۃً مِنْ اَیَّامِنَا۔ اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ

الْبَصِیْرُ

سُبْحَانَ، اللہ تعالیٰ سمجھاتا ہے۔ کہ یہود کو جو بابلیوں اور رومیوں نے تباہ کر دیا۔ اس میں اللہ ظالم نہیں بلکہ اس نے جو کچھ کیا۔ اس سے اسکی تنزیہ ثابت ہوتی ہے کہ گندول سے اس کو پیار نہیں اَسْرٰی یَعْقِبُہٗ۔ یہاں لوگوں نے معراج کا ذکر کیا ہے۔ یہ بہت مناسب ہے کیونکہ معراج ہی

واقعات صحیحہ کا بیان ہے جو آپ کے بعد بھی آپ کے ہانشینوں کو پیش آنے والے تھے۔ میرا ایمان ہے کہ معراج یقظہ میں ہوا۔ ایسے یقظہ میں جس کے سامنے ہماری بیداری بمنزلہ خواب کے ہے۔ ایک شخص نے میرے بدن پر ہاتھ لگا کر پوچھا کہ اس جسم کے ساتھ معراج ہوا۔ میں نے کہا۔ یہ تو لولہ الدین کا جسم ہے۔ پھر اپنی طرف اشارہ کر کے کہا۔ میں نے کہا کہ یہ آپ کا جسم ہے۔ مبہوت رہ گیا!

ہمارے قاضی صاحب اس کے معنی کیا کرتے ہیں کہ یہ ہجرت کا بیان ہے۔  
 الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى: سے خواہ وہ مدینہ کی مسجد مراد لیں۔ مگر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس طرف سے گیا۔  
 (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)  
 اَشْدَىٰ يَعْبُدُهُ: یہ اشارہ ہے ہجرت کی طرف کہ کس طرح خانہ کعبہ سے مدینہ کی مسجد میں پہنچے یا معراج کے ایک حصہ کا ذکر ہے۔  
 (تشنید الافعال جلد ۸، ص ۹، ۴۶۳)

۵۔ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ مَرْثَىٰ إِسْرَاءَ يُلْقِي الْأَكْمَامَ يَتْفِسِدُونَ

فِي الْأَذْيَانِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلَمَنَّ عُلُوًّا كَثِيرًا ۝

قَضَيْنَا: اَعْلَمْنَا وَ اَخْبَرْنَا (ضمیمہ اخبار بدرد قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا

لَنَا أُولَىٰ بِآيِسَ فُجَا سَوْءَ الْيَارِ ۚ وَ

كَانَ وَعْدُ الْمُتَعُولَا ۝

فَجَاسُوا: جو س اور جو سان کے معنی ہیں۔ کسی ملک میں چلند پھرنا۔ مسلمانوں پر بھی یہ بات آئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو بڑی سلطنت عطا کی تھی۔ اور ان کو وہ ملک عطا کیا گیا۔ جو سلیمانؑ کو دیا گیا جو داؤدؑ کو دیا گیا۔ جس پر عمالین کو فرماتا۔ پھر جب ان کے تقویٰ میں فرق آیا تو بالکل کمی ہو گئی۔ سورہ جمعہ میں آیا ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا الثَّوْرَاتِ لَمْ يُحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْإِبْرَةِ (الجمہ ۶)

بنی امیہ کے آخری بادشاہ کا نام مروان الحمار تھا گویا خدا نے سمجھایا کہ اب تم میں بھی یہود کی طرح حمار پیدا ہونے لگے۔ اب ضرور ہے کہ یہود ساسلوک تم سے بھی ہو۔ چنانچہ ان سے سلطنت چھینی گئی۔ پھر خدا نے فضل کیا اور عبدالرحمن کی محنت سلطنت کا حصہ ملا۔ (ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

بنی اسرائیل جب مصر کی طرف گئے تو پہلے پہل ان کو یوسف علیہ السلام کی وجہ سے آرام ملا۔ پھر جب شرارت پر کمر باندھی تو فرعون کی نظر میں بہت ذلیل ہوئے مگر خدا نے رحم کیا اور موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ان کو نجات ملی۔ یہاں تک کہ وہ فاتح ہو گئے اور اپنے تئیں نَحْنُ ابْنُو اللّٰهِ دَاجِلُوْهُ سمجھنے لگے لیکن جب پھر انکی حالت تبدیل ہو گئی۔ ان میں بہت ہی حلیہ کاری۔ شرک اور بدذاتیاں پھیل گئیں تو ایک زبردست قوم کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا..... ستر برس وہ اس بلا میں مبتلا رہے آخر جب بابل میں دُکھوں کا زمانہ بہت ہو گیا۔ اور ان میں سے بہت سے صلوا ہو گئے حتیٰ کہ دانیال۔ حزقیل ارمیاہ اور ایسے برگزیدہ ہنگامی خدا پیدا ہوئے اور انہوں نے جناب الہی میں خشوع و خضوع سے دعائیں مانگیں تو ان کا لہام ہوا کہ وہ نسل جس نے گناہ کیا تھا وہ تو ہلاک ہو چکی۔ اب ہم انکی بھرپوری کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے کام دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے کہ ان میں انسان کو مطلق دخل نہیں۔ مثلاً اب سردی ہے اور آفتاب ہم سے دور چلا گیا ہے۔ پھر گرمی ہو جائے گی اور آفتاب قریب آجائے گا۔ یہ کام اپنے ہی بندوں کی معرفت کرایا اور ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ بادشاہ اب ہلاک ہونے والا ہے۔ پس تم مید و فارس کے بادشاہوں سے تعلق پیدا کرو کیونکہ عنقریب یہ دُکھ دینے والی قوم اور انکی سلطنت ہلاک ہو جائے گی پس اللہ نے دو فرشتے ماروت اور ماروت نازل کئے۔ ہر ق کہتے ہیں زمین کو مصطفیٰ کرنے کو اور مرت زمین کو بالکل چٹیل میدان بنادینا گیا یہ امر ان فرشتوں کے فرض میں داخل تھا کہ یہ لوگ برباد ہو جائیں اور بنی اسرائیل نجات پا کے اپنے ملک میں جائیں۔

پس وہ ماروت ماروت نبیوں کی معرفت ایسی باتیں سکھاتے تھے اور ساتھ ہی یہ ہدایت کرتے تھے کہ ان تجاویز کو یہاں تک مخفی رکھو کہ اپنی بیبیوں کو بھی نہ بتاؤ کیونکہ عورتیں کمزور مزاج کی ہوتی ہیں اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کہہ دیں۔ پس اس تعلیم کو پوشیدہ رکھنے کے لحاظ سے میاں بی بی میں افراق ہو جاتا تھا۔ یعنی میاں اپنی بیوی کو اس راز سے مطلع نہ کرتا تھا اور پھر یہ بات جب پہنچتے ہو گئی تو مید و فارس کے ذریعہ بابل تباہ ہو گیا۔ اور خدا نے بنی اسرائیل کو بچا لیا۔ مگر جتنا ضرر دشمنوں کو

پہنچایا گیا۔ چونکہ اللہ کے اذن سے تھا۔ اسی واسطے وہ اس میں کامیاب ہو گئے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو مکہ والوں کو بڑا غیظ و غضب پیدا ہوا۔ پس انہوں نے یہودیوں سے دوستی کا نٹھی اور یہودی وہی پرانا نسخہ استعمال کرنے لگے کہ آؤ کسی بادشاہ سے مل کر اس محمدی سلطنت کا استیصال کریں۔ اسی واسطے ایرانیوں سے توسل پیدا کیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ ایرانیوں کے گورنر بعض عرب کے مضافات میں بھی تھے۔ انہوں نے اپنے بعض آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کیلئے بھی بھجوائے مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آگے تو تم اسے یہودیو! خدا کے حکم سے ایسے منصوبوں میں کامیاب ہوئے تھے۔ اب تم چونکہ یہ نسخہ اللہ کے رسول کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہو اس لئے ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔ چنانچہ چند آدمی شاہ فارس کی طرف سے گرفتار کرنے آئے۔ آپ نے ان کو فرمایا۔ میں کل جواب دوں گا۔ صبح آپ نے فرمایا کہ جس نے تمہیں میری طرف بھیجا ہے۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کر دیا ہے۔ وہ بات سن کر بہت حیران ہوئے۔

بات میں بات آگئی ہے۔ ہر چند کہ وہ ایسی عظیم الشان نہیں ہے۔ وہ یہ کہ جب وہ ایلی نبی کریم کے حضور آئے تو صبح صبح درطعیاں منڈوا کر آئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تم کیا کرتے ہو۔ ہم اس امر کو کہبت کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ جہاں اوپر کا قصہ لکھا ہے۔ وہاں یہ بھی ہے۔ خیر۔ اور خائب و خاسر واپس پھرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب یہ یہودی ایسی باتیں سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر دیتی ہیں۔ ان کے حق میں مفید بالکل نہیں ہیں۔ جواب یہ کرتے ہیں آخرت میں ان کیلئے کوئی حصہ نہیں۔ مارت مارت نے جو سکھایا تھا وہ چونکہ نبیوں کے حکموں کے ماتحت تھا اس لئے کامیابی کا موجب ہوا۔ لیکن اب چونکہ نبی کی نافرمانی میں وہ ہتھیار چلتا ہے۔ اس کیلئے کچھ کام نہ دے گا۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ ایسی بُری شے کے بدلہ میں اپنی جانوں کو نہ بیچتے۔ بلکہ اب تو یہ ان کے لئے بہتر ہے کہ ایمان لائیں۔ متقی ہو جاویں تو اللہ کے مال بہت اجر پائیں۔

(بد ۴، فروری ۱۹۰۹ء ص ۴۴)

۸ - اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لَا تُفْسِدُوْا مَا

اَسَاْتُمْ فَلَهَا، فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءًا

وَجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوْا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِرًا



لَيْسُوا أَجُوهَكُمْ، تمہارے بڑے آدمیوں کو ذلیل کر دیا۔ مسلمانوں پر بھی یہ زمانہ آیا۔ جب چنگیز خان کے حملے ہوئے۔ خوارزم کا ایک بادشاہ تھا۔ اسکو چنگیز خان نے لکھا آپ کے رسول نے فرمایا ہے اَتْرَكُوا النَّزْلَ مَا تَرَكَوْكُمْ۔ پس ہم مغلوں سے آپ نہ لڑیں۔ یہ آپ کے ہادی کا فرمان ہے۔ پھر اس نے لکھا۔ قرآن کریم میں ہے۔ حَتَّى لَا تَكُونُ بَشْتَةً (بقرہ: ۱۹۴) لڑائی سے باز رہو۔ پھر ایک جگہ لکھا ہے کہ تمہارے نبی نے حقوق رکھے ہیں۔ مگر تمہارے ملک میں ہمارے تاجر لوٹے گئے۔ افسوس کہ خوارزم کے بادشاہ نے یہ نصیحت کی باتیں نہ سنیں۔ آخر ہلاک ہو۔ ہلاکت کی تلوار بھجوا دیا اور چنگیز خانوں نے ۱۸ لاکھ کے قریب قریب آدمی قتل کر دیے اور سب کتب خانے غرق کر دیے۔ ہزار آدمی کو جو عیال سلطنت خیال کئے جاسکتے تھے زندہ دیوار میں چنوا دیا اور ہزاروں عورتوں کو زنا کا عمل کروادیا۔ ایسی تباہی کروائی جس کی کوئی حد نہیں۔ سعدیؒ نے اس تباہی کا کچھ کچھ نقشہ پیش کیا ہے۔ پھر بھی اللہ نے رحم کیا۔ ہلاک کا پوتا مسلمان ہو گیا۔ اور مسلمان کچھ بچ گئے اور اتنا نام رہ گیا۔ تم خدا سے ڈرو اور شرارتیں مت کرو۔ دین سلطنتیں میرے سامنے ہلاک ہوئی ہیں۔ ۱۔ دہلی کی سلطنت ۲۔ لکنؤ کی سلطنت ۳۔ کاشغر ۴۔ سمرقند ۵۔ بخارا کی سلطنت ۶۔ زنجبار ۷۔ مسقط ۸۔ مراکش ۹۔ الجزائر ۱۰۔ مصر یہ سب میری آنکھ کے سامنے برباد ہوئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

وَجُوهَكُمْ، تمہارے بڑے آدمیوں کو۔ بنی اسرائیل کو بتایا کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے اور پھر مغرب سے اور دوبارہ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔ سنبھلو۔ یہ دراصل مسلمانوں کو سنایا تھا۔ عباسیوں کی زبردست سلطنت تھی۔ چین تک اثر۔ جب فسق و فجور بڑھ گیا۔ ہلاک خان نے اٹھ لاکھ آدمی قتل کیا۔ سلطنت گئی۔ مسلمان نہ سمجھے۔ ہسپانیہ میں سلطنت تھی۔ حملہ آوروں نے اس ملک میں اسلام کا نام و نشان تک نہ رہنے دیا۔ ۳ جہاز منتخب کتابوں کے غرق کرادیے۔

(تشنید الاذیان جلد ۸، ص ۳۶۳)

۱۱۔ وَآتِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ نَذْرًا

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱﴾

بِالْآخِرَةِ : وہ باتیں جو اخیر میں ظاہر ہونے والی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۲۔ وَيَذْعُ آلَ نَسَانَ بِالَشَّيْءِ أَلَا خَيْرٌ

وَكَانَ آلَ نَسَانَ عَجُولًا ۝

وَيَذْعُ آلَ نَسَانَ بِالَشَّيْءِ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں۔ سارے جہاں کیلئے رحمت تھا۔ اس سورہہ کریمہ میں اللہ نے یہود کو سمجھایا ہے۔ کہ وہ وقت تم پر خطرناک آچکے ہیں۔ ایک جب داؤد کی لعنت تم پر پڑی۔ اور بابلیوں کے قبضے میں تم گرفتار ہوئے دوسرے حضرت عیسیٰ کی لعنت تم پر پڑی۔ ان کے بڑے عظیم الشان مقابلہ کا بد انجام طیطس کے زمانے میں ایسا خطرناک ہوا کہ تمہاری عظمتیں خاک میں ملا دی گئیں۔ میں نے تمہیں بتلایا ہے کہ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ط مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى (یوسف: ۱۱۳)

ایک مسلمان کی چپہ بھر زہن میں جائے تو اس کیلئے کیسا مضطرب ہوتا ہے۔ پھر تم یاد کرو کہ مسلمانوں کا کتنا ملک تھا۔ مگر بد عملیوں کی وجہ سے دوبارہ ان پر بھی ایسا ہی وقت آیا۔ فرماتا ہے کہ ان ان بدی کو بھی پکارتا ہے۔ یعنی اپنی بد عملی کی وجہ سے گویا اپنے لئے دکھ مانگتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اپنے یا اپنے اقرباء کے حق میں بد دعا کر لیتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں ماٹیں اپنی اولاد کو گالیاں بد دعا کے رنگ میں دیتی رہتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۱۳۔ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ

الْيَلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَسْتَغُوا أَفْضَلًا

مِنَ رِّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَّةَ الْيَمِينِ وَالْحِسَابَ،

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، عرب غموں اور دکھوں کو رات سے تعبیر کرتے۔ سمجھاتا ہے کہ وہ دکھ و بدی رات دور بھی کر دیتا ہے۔ جلد بازی سے گھبرا کر بد دعائیں نہیں مانگ لینی چاہئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ بہت چشم پوشی فرماتا ہے جو رات

کہلاتا ہے۔ مگر جب مامور آتا ہے۔ تو پھر مجرم گرفتار ہوتے ہیں۔ یہ زمانہ مسیح کا بھی ایسا ہی ہے۔  
(تشیذ الافغان جلد ۹ ص ۳۶۲)

۱۳۔ وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَةً فِي عُنُقِهِ ، وَنُخْرِجُ

لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَتْلُوهُ مَنْشُورًا ۝۱۳

طَائِرَةً فِي عُنُقِهِ ، جیسے جیسے اعمال کرتا ہے۔ ان کے اثر اور نتائج اسی عمل کرنے والے کے  
گم میں بندھے ہیں۔ اِنَّمَا اَعْمَالُكُمْ حَاصِيَ عَلَيْكُمْ۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء)

۱۴۔ مَنِ اخْتَذَىٰ قَائِمًا يَهْتَدِي بِإِنْفِيسِهِ ، وَ مَن

ضَلَّ قَائِمًا يَضِلُّ عَلَيْهَا ، وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

أُخْرَى ، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝۱۴

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ، مسند احمد بن حنبل میں کچھ ایسی حدیثیں ہیں  
جن سے عوام ناواقف ہیں۔ فرمایا جو لوگ بہرے ہیں یا جنہوں نے انبیاء و رسل کا زمانہ نہیں پایا۔ یا وہ بچے  
تھے یا بہت بوڑھے تھے۔ یہ جناب الہی میں اپنے اپنے عذر پیش کریں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہ تھی۔ وہاں  
بھی اللہ تعالیٰ رسول بھیج دیگا۔ بغیر رسول کے عذاب نہیں دیا جاتا۔ اب جو میر میں بھی ایسی حدیثیں ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء)

۱۵۔ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْنًا مَّرَنًا

مُتَرَفِفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ

فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝۱۵

فَفَسَقُوا فِيهَا : وہ جن کو حکم دیا جاتا ہے ہمارے حکموں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ : بیاں کرتے کرتے وہ حالت پہنچ جاتی ہے جس پر فردِ جرم لگ جائے  
(ضمیمہ اخبار بدیدہ ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۱۸۔ وَكَذَّاهُنَّ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ - وَكَفَى

رَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِمَّارَةٍ خَيْرًا بِصِغَرٍ ۝

وَعَفَى رَبُّكَ، نحو کا نکتہ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ کئی پرربک کے معنی کہتے ہیں۔ عَفَى  
رَبُّكَ ہیں۔ پس عَفَى پرربک کیوں ہوا۔ یہ بت کیوں پڑھی؟  
خبروں نے لکھا ہے کہ جب مدح یا ذمہ کا کوئی مقام ہو تو پہلے تو پھر ایک جملہ کے دو جملے بنا لیتے ہیں۔  
اِخْتَفَى بِرَبِّكَ تَوَكُّفَاتٍ کراپنے بت سے۔ کئی رَبُّكَ قَلَمَ بِأَخِيكَ مدح کے مقام میں بلائیں گے  
(ضمیمہ اخبار بدیدہ قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۱۔ كُلًّا نُمِدُّ هَؤُلَاءَ وَهَؤُلَاءَ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا

كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝

مَحْظُورًا، ممنوع۔ روکی گئی۔ (ضمیمہ اخبار بدیدہ قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۳۔ لَا تَجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا

مَّخْذُومًا ۝

او مخاطب! کسی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بنا تا کہ خدا کی بھی عبادت و فرماں برداری کی  
اور اس کی بھی۔ اگر شرک کا مرتکب ہوا تو دنیا میں برا اور ذلیل ہوگا۔ (تفسیر قرآن مجید ص ۲۵۸)  
لَا تَجْعَلْ، آخرت کے درجات اور فضیلتیں موقوف ہیں اس پر کہ تو خدا کے ساتھ شریک نہ  
ٹلائے۔ (ضمیمہ اخبار بدیدہ قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء)

۲۴۔ وَ قَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَ

أَحَدُهُمَا أَوْ يَكِلُهَا فَلَا تَعُدَّ لَهُمَا أُقْبَ وَلَا

تَنهَضُهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا عَرِيضًا ﴿٢٢﴾

اور مخاطب ! تیرے مرتی اور محسن پالنے والے کا حکم تو یہ ہے۔ کہ اس کے سوا کسی کی پرستش اور  
فرماں برداری نہ کی جاوے اور ماں باپ سے پورا نیک سلوک ہو۔ اگر او مخاطب تیرے جیسے ہو شوالہین  
بوٹھے ہو جاویں۔ ایک یا دونوں۔ تو خبردار کبھی ان سے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو  
اور ان سے پیاری میٹھی نرم ادب کی باتیں کیا کرنا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۵)

وَقَضَىٰ رَبُّكَ ۖ اِس کے معنی ہیں کہ حکم شرعی کیا ہے تیرے رب نے۔

الَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ، یہی ایک مسئلہ ہے۔ جس کیلئے انبیاء دنیا میں آئے۔

میں جب اذان سنتا ہوں تو مجھے یقین پڑتا ہے کہ اسلام کی یہی جامع تعلیم ہے۔ مگر افسوس کہ جس چیز کا رواج پڑ جاتا ہے۔ اس کی قدر بہت کم رہ جاتی ہے۔ اسی طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور کلمہ شہادت ان کے معانی پر غور و تدبیر کرنا ضروری ہے۔ مگر مسلمان بہت کم توجہ رکھتے ہیں۔ صوفیائے کرام نے اس کلمہ پر بہت زور دیا ہے اور اسکی تعلیم تفہیم میں بہت کوشش کی ہے اس پر کتابیں بھی لکھی ہیں۔

وَبَالُوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا : ماں باپ ایک تربیت کے متعلق ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں اگر اس پر غور کیا جائے تو بچے پر دھودھو کر شیں۔

میں نے چودہ بچوں کا بلا واسطہ باپ بن کر دیکھا ہے کہ بچوں کی ذرا سی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کے شکریہ میں ان کے حق میں دعا کرو۔ میں اپنے والدین کیلئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا جس میں ان کیلئے دعا نہ کی ہو۔ جس قدر بچہ نیک بنے ماں باپ کو راحت پہنچتی ہے اور وہ اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں۔

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آيَاتٍ : استقدر انکی مدارت رکھو کہ اُن کا لفظ بھی منہ سے نہ نکلے چہ جائیکہ کہ ان کو جبر طرکو۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

قرآن کریم فرماتا ہے کہ ماں باپ مشرک بھی ہوں تب بھی انکی رعایت و اطاعت ملحوظ رکھو۔ اور  
رَبِّیَ اِنِّیْ صَغِیْرٌ اَثْبُوْتْ دِیَاہِ (مدہ ۱۰، اکتوبر ۱۹۱۳ء)



۲۵- وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ﴿۲۵﴾

انکی پرورش دنیا دلوں کے لحاظوں سے نہیں بلکہ ولی محبت و پیار سے اس طرح کرنا جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کیلئے لیتے ہیں۔ اور خدا سے یوں دعائیں مانگنا میرے رب! اس طرح رحم کا سلوک کر۔ جس طرح انہوں نے میرے لڑکپن میں پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین تیرے لڑکپن میں ہمدرد تھے ایسا ہی تو ان کے لئے ہو۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۸-۲۵۹)

۲۶- رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِنَّ تَكُونُوا

صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ يَلَّا وَ اِيْتَنَ غَفُورًا ﴿۲۶﴾

سنو! مخاطبوا! تمہارا پرورش کرنے والا تمہارے دلوں کے مجید جانتا ہے۔ پس وہاں ریا و لود دکھلاوا کام نہیں آتا۔ اگر سچ مح کے نیک ہو تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لانے والوں کو بخشنے والا ہے (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۹)

رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ بعض والدین باوجود خدمت کے پھر بھی اولاد کی شکایت کرتے ہیں یا ان کو بے وجہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا۔ خدا تمہاری نیتوں سے خوب واقف ہے۔ دوسرے موقع پر فرمایا۔ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان: ۱۶) گویا اطاعت والدین کی حد بتا دی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدہ قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۲۷- وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمَسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

وَلَا تُبْذِرْ تَبْذِيرًا ﴿۲۷﴾

او مخاطب! ہر ایک رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اس کا حق ہے دیدے۔ اور اپنی نفسانی خواہشوں پر۔ نذر اور بڑائی کیلئے اور بے ایمانی کے کاموں میں اموال کو ضائع مت کر (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۰)

اِنَّ ذَا الْقُرْبٰى حَقُّهُ : اپنے اقرباء سے شکستیں بوجہ زیادہ معاملہ پڑنے کے پیدا ہوتی ہیں اُن کو خلوص سے دینا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اس کی تاکید فرمائی۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۲۸۔ اِنَّ الْمُبْذَرِّیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیْطٰنِ ۔

وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِزَیْرٍ کَفُوْرًا ۝۲۸

اِنَّ الْمُبْذَرِّیْنَ : انسان خیال کرے کہ ایک کھانا جو وہ کھاتا ہے اس کے اجزاء کہاں کہاں سے آئے اور کس مشکل اور کس مختلف تبدیلیوں کے بعد انکا ایک لقمہ اس کے منہ تک پہنچا۔ یہ سب سلام و اتاکہ من کلّ مآسأ لتُمُوْہ (ابراہیم، ۳۵) کے ماتحت حضرت جی بھلّے نے پہلے سے عطا فرمائے مگر لوگوں نے اس میں تہذیر کی تو اسکا نتیجہ بھیگتا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے دینے میں کسی سے غل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے غلط استعمال نے تنگی پیدا کر دی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡیۡرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغۡیۡرُوۡا مَا بِاَلۡنَفۡسِہِہٖ (رعد: ۱۲) سے مراد نعمت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

نا جائز طور پر مالوں کو ضائع کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان تو ایسا ہے کہ جس نے اسے پیدا کیا اور جس نے اس کو پرورش کیا اسکا بھی منکر ہو گیا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۹) دنیا کے ہر کاروبار میں اس قسم کے امتحان اور مشکلات پیش آتے ہیں۔ ایک طرف بوی بچوں کیلئے خرچ کی ضرورت ہے۔ اور صرف ان شریف میں پڑھتا ہے۔ لَا تَسْرِفُوْا (انعام ۱۳۱) صرف (۳۷) اور اِنَّ الْمُبْذَرِّیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیْطٰنِ اور ایک طرف دیر۔ مال و عزت اور جان خرچ کرانی چاہتا ہے۔ اسی وقت اپنے اندرون کا معائنہ کرے اور اپنے فعل سے دکھائے کہ کیا دین کو مقدم کرتا ہے یا دنیا کو۔  
(الحکم ۱۰، اپریل ۱۹۰۵ء ص ۶)

۳۱، ۳۰۔ وَلَا تَجْعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا

تَبۡسُطَہَا کُلَّ الْبَسۡطِ فَتَقۡعَدَ مَلُوۡمًا مَّخۡسُوْرًا ۝۳۱ اِنَّ



اور نہ مارو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے۔ ہم روزی دیتے ہیں انکو اور تم کو بیشک انکاماتا بڑی چوک ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۴۴)

میں بڑا مشترک ہوں اگر اپنی اولاد کی نسبت میں یہ خیال کروں کہ ان کا گزارہ میرے مال پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ۔ جب رزق دینے کا خدا وعدہ کرتا ہے تو مجھے کیا فکر ہے۔ پس اگر مجھے فکر ہے تو یہ کہ قبر اور قیامت میں میرے ساتھ جانے والا کوئی نہیں۔ پس میں تم کو وعظ کرتا ہوں تو کیا اپنائیتیں مہلکوں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (بدھ اسد اکتوبر ۱۹۰۹ء ص ۱۸)

۳۳۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ

سَبِيلًا

بدکاری کے پاس بھی نہ جاؤ۔ زنا بڑی بے حیائی اور بُرائی ہے اور بُری راہ ہے۔

(تصدیق برائیں احمدیہ ص ۲۸۵)

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ: دوسری حالت شہوت کی ہے۔ جو اولاً بعض اوقات کانوں کے ذریعہ سے شروع ہوتی ہے۔ پھر آنکھ کے ذریعہ۔ اسی واسطے اسلام میں غصّ بصر کا حکم ہے۔ مولوی اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اگر حسین جیل کے دیکھنے سے انسان آنکھیں نیچی کر لے تو اس کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدھ قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۳۴۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا

مُشْرِفٌ فِي الْقَتْلِ۔ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا

اور ایسے شخص کو بے وجہ قتل نہ کر جس کا قتل اللہ نے حرام فرمایا۔ جو کوئی بے وجہ قتل کیا گیا اس مقتول کے وارث کو ہم نے طاقت دی ہے کہ قاتل کو مار ڈالے۔ مگر کوئی ناہانز کام اس قصاص میں نہ کرے اور بے ریب مقتول کو مدد دی گئی کہ اس کا بدلہ دنیا میں بھی لے لیا جاوے۔ اور

آخرت میں گناہ کے بوجھ سے ہلکا ہو۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۰-۲۶۱)

۳۵۔ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِاتِّبَاعِ

أَخْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ إِنَّ

الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿۳۵﴾

کسی بچے غرض کے سوا یتیموں کے مال کے پاس مت جاؤ اور ان کا خیال رکھو۔ یہاں تک کہ مضبوط اور بڑے ہو جاویں۔ اپنے معاہدوں پر وفا داری دکھلاؤ۔ تمہارے معاہدے خدا تعالیٰ سے ہوں یا اس کے بندوں سے۔ پورے رکھو۔ عہدوں کی بابت پوچھے جاؤ گے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۱)

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ: تیسری طاقت حرص مال کی ہے۔ اس سے منع فرمایا۔ قویٰ بدنی کا قیام زیادہ تر فضل الہی سے ہے۔ دیکھو میں دودھ کبھی نہیں پیتا۔ پھر بھی اس بڑے بچے میں سات سو صفحے کی کتاب ایک رات میں پڑھ سکتا ہوں۔ زیادہ حرص نہ کرو۔ نہ اپنے مال پر۔ نہ کسی کے مال پر۔ خصوصاً یتیم کے مال سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲ فروری ۱۹۱۰ء)

۳۶۔ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمُوزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ

الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَخْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿۳۶﴾

لپٹنے اور تولنے میں پورا ماپ اور پورا تول اختیار کرو۔ اس بات کا نتیجہ اس دنیا میں بہت ہی اچھا ہوگا۔ اور اس امر کا انجام بھی بہت عمدہ ثابت ہوگا۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۱)

۳۷۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿۳۷﴾

اور جو بات معلوم نہ ہو اس کا دعویٰ مت کرو۔ نا سمجھی سے گواہی نہ دو۔ کان اور آنکھ اور عقل



مرکز جسے قلب کہتے ہیں۔ سب سے ان کے کاموں کا سوال ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۱)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ لَا تَقْفُ كے معنی ہیں لَا تَقْلُ۔ جو صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں۔ جس چیز کا علم نہ ہو۔ وہ منہ سے نہ نکالو۔ سبکل ایسی بے باکی بڑھ رہی ہے کہ پالیٹکس اور اکاؤنٹی کے معنی تک نہیں جانتے اور اپنے اخبار اس کیلئے وقف کرنے پر بیٹھے ہیں (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۳۸۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ

الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝

خوشی سے اتراتے ہوئے زمین پر مت چلو۔ تو اوغلاط! اپنی طاقت سے زمین کو نہیں بھاڑ سکتا اور نہ پہاڑوں سے اونچا ہو سکتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۱)

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ ایک اور بُری بلا ہے۔ تکبر۔ اس سے منع فرماتا ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء) اور مت چل زمین پر اترتا۔ تو بھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو اور نہ نیچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۶)

۳۹۔ كُلُّ ذِيكَ كَانَ سَيْئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ۝

یہ سب بُری باتیں ہیں۔ ان کی بُرائی تیرے رب کو نا پسندیدہ ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۶۱)

۴۰۔ ذِيكَ مِمَّا آوَحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۚ

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْفَىٰ فِي جَهَنَّمَ

مَلُومًا مَّدْحُورًا ۝

پھر وہ حکمت کی باتیں ہیں کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ بتلا دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود مت ٹھہرانا۔ اگر شرک کیا تو جہنم میں ملزم ہو کر دھکیل دیا جاوے گا۔

(تصدیق برائیں احمدیہ ص ۲۶۱-۲۶۲)

وَلَا تَجْعَلْ: پھر وہی پہلی بات جو کل نیکوں کا اصل الاصول ہے۔ یاد دلاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیال ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۲۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا

وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝

لِيَذَّكَّرُوا: اللہ نے اس کتاب میں قریب الہی سیکھنے والوں۔ دنیا داروں۔ امراء۔ غریبوں۔ بچے۔ بوڑھے۔ غرض ہر طبقہ۔ ہر مذاق کے لوگوں کیلئے بھلائی کی باتیں اور نصیحتیں مکمل بیان کی ہیں۔

ایک سوال ہوا کہ خدا نے مسیح و عہدی کا ذکر قرآن کریم میں کیوں نہیں کیا؟ فرمایا ذکر تو کیا ہے

چنانچہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ (نور: ۵۶) میں اسکا ذکر مذکور ہے۔ نام بہ نام ہرست کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس طرح تو ضروری تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا نام بھی بتایا

اور پھر خلفاء کا نام لکھ دیتا تو سب لوگ اپنی اولاد کا وہی نام رکھتے اور معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔ اس لئے

ایک نشان انکی صداقت کا فرمایا کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (نور: ۵۶) اور فرمایا کفی بِاللَّهِ شَهِيدًا

(نساء: ۸۰)

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیال ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۳۔ قُلْ لَوْ كُنَّا مَعَهُ آلِهَةٌ مَعًا يَقُولُونَ إِذَا

لَا ابْتَغَوْنَا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝

إِذَا لَا ابْتَغَوْنَا: یعنی اے مشرکین۔ ایک تم خدا کے پرستار۔ پھر تم ہمارے شفیع۔ پس ذی العرش کے سامنے اس صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں تم جیت سکتے ہو؟ مگر ہرگز ایسا نہ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدعتا دیال ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۶۔ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿۴۶﴾

حِجَابًا مَّسْتُورًا: جو شخص غفلت کی راہ اختیار کرتا ہے اولاً اس کے قلب پر غین آتا ہے۔ پھر رین۔ پھر صدا آتی ہے پھر طبع پھر ختم ہوتی ہے۔ پھر قفل۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۷۔ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ

وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذُكِّرْتُ بِهِ فِي الْقُرْآنِ

وَلَوْ أَنَّ عَلَى آذَانِهِمْ نَفُورًا ﴿۴۷﴾

وَلَوْ أَنَّ عَلَى آذَانِهِمْ نَفُورًا: اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا بیان کریں اور حاضرین کے مذاق کے مطابق ان کے سلسلے کے کسی پیر کا ذکر نہ آئے تو لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ مرہ نہیں آیا۔ چشتیوں کی مجلس میں چشتیوں کے پیر طریقت کا ذکر نہ کریں۔ نقشبندیوں۔ قادریوں کی مجلس میں ان کے پیروں کا۔ سہروردیوں میں ان کا۔ تودہ ناراض ہو جاویں۔ میں دوسروں کا کیا ذکر کروں۔ ایک شہر میں میں نے خدا تعالیٰ کی صفات کا ذکر شروع کیا اور دیدہ دانستہ حضرت صاحب کا ذکر نہ کیا۔ تو بعض شخصوں میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ حق فرمایا خدا نے وَإِذَا ذُكِّرْتُ بِهِ وَجَعَلْنَا أَكِنَّةً (زمر: ۴۶) آہ!

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۴۸۔ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ

إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ

الْقَلَمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا دَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿۴۸﴾

دَجُلًا مَّسْحُورًا: مسح کے تین معنی کئے ہیں۔ اسم مفعول کا صیغہ جس پر مسح کیا گیا ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ کوئی چیز جب اپنے کمال کو پہنچ جاوے تو مبالغہ کیلئے اس کے اسم فاعل

کو اسم مفعول بنا دیتے ہیں یا برعکس نام لیتے ہیں۔ مثلاً بہت سیاہ جھنشی کا کافور نام رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسا کر لیتے ہیں۔ جیسے چلتی کا نام گاڑی۔ پس جو بڑا ساحر ہو اسے مسح کہہ دیتے ہیں ۳۔ مسح سحری کھانے کو کہتے ہیں۔ پس مسح کے معنے ہوئے۔ کھانے والا۔ عربی کا شعر سنا تا ہوں۔

فَإِنْ تَسْأَلُنَا فِيمَا نَحْنُ فَإِنَّمَا ۖ عَصَا فِئْرَمِينَ هَذَا الْإِمَامُ السَّحَرِ  
اس شعر میں مسح کے معنے کھانے والے کے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور طعن کہتے  
يَا كُلُّ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ (مومن: ۳۲) گویا ان کے نزدیک نبی کھانے  
والا نہیں چاہیئے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القلوب ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ اَوْ خَلَقًا مِّمَّا يَخْبِرُ فِي صُدُورِكُمْ۔

فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِينُنَا، قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ

مَرَّةٍ، فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى

هُوَ، قُلِ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا ۝

فَسَيُنْغِضُونَ: بعض کہتے ہیں کہ سر کو اونچا کر کے نیچا یا نیچا کر کے اونچا کرنا۔ بے ایمان  
لوگوں کی عادت ہے کہ محارت کا اظہار اس طریق پر کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدیع القلوب ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۲۔ وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ، إِنَّ

الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ، إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ

رِجَالًا نَسًا بَعْدَ ذُنُوبِهِمْ ۝

هِيَ أَحْسَنُ: اس پر مجھے ایک حکایت یاد آگئی۔ ایک مولوی ایک مس کو پڑھایا کرتے۔ مس  
نے ان پر ایسا اعتبار جمایا کہ اپنی کنجیاں تک ان کے سپرد کر دی تھیں۔ میں نے انہیں کہا۔ ہوشیار رہنا  
ایک دن بھاگتے میرے پاس آئے۔ وجہ دریافت کی تو بتلایا کہ مس نے مجھ پر اعتراض کیا ہے کہ میں

موٹ کی ضمیر ہے اور یہ لَحْسَن کیلئے ہے جو مذکر ہے۔ یہ کیونکر درست ہوا؟ میں نے کہا یہ تو معمولی بات ہے کہ یہ اسم تفضیل جس پر ال نہ ہو مذکر و مؤنث کیلئے یکساں آسکتا ہے۔ جب جا کر ال کو ہوش آیا۔

اس موقع پر میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اول بات کو تو لو۔ پھر منہ سے بولو۔ ال ایسا لفظ کیوں منہ سے نکالے جس کا نتیجہ اخیر میں بُرا بھگتنا پڑے۔

يَنْزَعُ بَيْنَهُمْ : يُفْسِدُ بَيْنَهُمْ سورة يوسف میں بھی یہ لفظ آیا ہے مِنْ  
بَعْدِ أَنْ تَزْعُ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي (یوسف : ۱۰۱)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۵۶۔ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ

لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُدَ

زَبُورًا ﴿۵۷﴾

بِمَنْ : سب لوگوں کو۔

وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا : اس کے پہلے لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ

فرمایا۔ ال کا تعلق آپس میں کیا ہوا؟ سنو! قرآن مجید میں ہے کہ لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ

بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ (مائہ : ۷۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے

کہ آپ محتاط رہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بزرگی دی۔ ایسی بات آپ کی شان سے بعید ہے۔ اسی

واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعان نہیں تھے۔ حدیث میں جہاں ذکر آیا ہے وہاں ساتھ ہی

ممانعت کا بیان بھی ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

آتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا : نبیوں نے تیرے متعلق بڑھ بڑھ کر پیشگوئیاں کی ہیں۔ ازاں جملہ زبور

(تشیخ الاذیان جلد ۸، ص ۳۶۲)

داؤد میں بھی۔

۶۰۔ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا

الْأَوَّلُونَ ۚ وَآتَيْنَا شُمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً



## فَظَلَمُوا بِهَا، وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۝۹۰

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ : یہ ایک آیت ہے۔ جس پر لوگوں کو شبہ ہوا ہے سرسید احمد خاں صاحب نے بھی ٹھوکر کھائی ہے اور معجزوں سے انکار کیا ہے۔ میرے سامنے اس کے صحیح معنی یہ ہیں۔ کسی چیز نے ہمیں آیات کے بھیجنے سے نہیں روکا۔ اور کیا پہلوں کی تکذیب ہمیں روکتی ہے؟ ہرگز نہیں چنانچہ دیکھو۔ تھو کیلئے اونٹنی بطور نشانی بنائی۔ جب انہوں نے اس پر ظلم کیا۔ تو خیانت اٹھایا اسی سورۃ کے رکوع دس میں اخیر یہ وَمَا مَنَعَنَا النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ (بنی اسرائیل، ۹۵) کس چیز نے روکا ہے لوگوں کو ایمان سے۔ مگر اس نے کہ یہ بشر رسول ہے۔ یہ تو ایسی چیز نہیں۔ پھر یہ معنی ہیں کہ بِالْآيَاتِ میں آل کیسا ہے؟ استعراق کا! تو مطلب یہ ہوا کہ کل آیات کے بھیجنے سے تو تکذیب روکتی ہے مگر بعض سے تو نہیں روکتی۔ اگر بعض آیات مراد ہیں تو باقی بعض کے بھیجنے سے تکذیب الناس نہیں روکے گی۔ (ضمیمہ اخبار سیدہ نقویاں ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا، اور نہ اس بات سے منع کیا کہ پہلوں نے جھٹلایا۔

(تشیخ الاذکار جلد ۸ ص ۳۶۳)

الْآيَاتِ : عربی لفظ ہے دو کلموں سے بنا ہے ایک آل اور دوسرا آیات سے جو آیت کی جمع ہے۔ آل کے معنی عربی میں کبھی خاص کے آتے ہیں اور کبھی کل کے معنی دیتا ہے۔ اگر لفظ آل کے خاص معنی کئے جاویں تو آیت کا مطلب اور معنی یہ ہوں گے "ہمیں ان خاص نشانیوں کے بھیجنے سے (جنہیں منکر لوگ طلب کرتے ہیں) کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر یہ کہ ان نشانیوں کو انگوٹوں نے جھٹلایا۔ اس کے بعد کی آیت بھی ان معنوں کی تاکید کرتی ہے۔ جس کا ثبوت ہے۔ تھو کی قوم نے ایک نشان مانگا۔ پھر انہوں نے تکذیب کی اور اس نشان پر ظلم کیا۔

اس قسم کے نشانات کی نفی صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وقت نہیں ہوئی۔ بلکہ غور کرو مرقس ۸ باب ۱۱۔ فریسیوں نے مسیحؑ سے نشانات طلب کئے۔ اُس نے آہ کھینچ کر کہا۔ اس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے پچھتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جاوے گا۔ اور جس نشان دکھانے کا وعدہ ہوتا ہے وہ بھی اب تک ظلمت میں ہے۔ اور لوقا ۲۳ باب ۸ میں ہے۔ ہیرودیس کو بڑی خواہش تھی کہ مسیحی معجزے دیکھے۔ باوجود اصرار مسیحؑ اس کے سامنے بولے بھی نہیں آخر اس نے ناچیز ٹھہرایا۔

غور کیجئے۔ ذرا انصاف سے سنئے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ اگر کسی میں رائی برابر ایمان ہو تو پہاڑوں کو کہے یہاں سے وہاں چلے جاؤ تو وہ چلے جاویں گے۔ بیماروں کو ماتھہ رکھ کر چنگا کرے گا۔ وغیرہ وغیرہ مرقس ۱۶ باب ۱۷۔ عیسائی انصاف سے کہیں۔ تمام دنیا میں کوئی عیسائی مومن ہے؟ یا سب کے سب کافر ہیں؟ اگر کوئی ہے تو اپنے ایمان کو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر رکھ کر دیکھے!

اگر کہے کہ اس وقت معجزات کی ضرورت نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں۔ ایسی ہی محمد صاحب کے وقت بھی ضرورت نہ تھی۔

دوم اگر اُن کے معنے جو آیات میں ہیں۔ کُل کے کئے جاویں تو یہ معنے ہوں گے۔ ہمیں کُل معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں ہوا۔ مگر انگوں کا ان معجزات کو جھٹلانا۔ یعنی جس قدر معجزات ہماری قدرت میں ہیں وہ سب کے سب ظاہر نہیں کئے گئے۔

..... اس سے بالکل معجزے کی نفی نہیں نکلی۔ اس کی مثال ایسی سمجھو۔ کوئی کہے میں نے کُل مطالب بیان نہیں کئے۔ اس کلام سے کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہ قائل نے کوئی مطلب بھی بیان نہیں کیا (فصل الخطاب حصہ اول طبع دوم ص ۶۲-۶۳)

آپ کے دلائل نبوت اور علامات رسالت میں کو قرآن کریم نے آیات اور بیان کر کے تعبیر فرمایا ہے قانون قدرت میں مشہود اور قرآن میں موجود ہیں۔ اگر ان دلائل کو معجزہ کہیں جس کے معنے ہیں غیر کو عجز کر دینے والا یا خرق عادت کہیں تو بالکل بجا ہے۔

اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دنیا کی تاریخ پر نظر کرو۔ جس ملک میں آپ پیدا ہوئے وہ کیسا تھا۔ عامہ عرب کسی مذہب کے پابند نہیں کوئی کتاب نہیں رکھتے۔ کوئی پتھروں کی پوجا کرتا ہے کوئی درختوں کی کوئی ستیاریوں کی۔ کوئی مجبوت پریت کی۔ جزا و سزا کے منکر ہیں۔ سیاست و تمدن کو نہیں جانتے۔ چھری قمار بازی۔ باہمی جنگ اور بغض اور عناد۔ جہالت۔ فخر اور کبر ان کی صفات ہیں اور شاعری پر کمال کا مدار ہے۔ عرب کے مشرق میں ایک طرف ہندوستان ہے جس میں توہمات کی گھٹا ایسی چھائی ہے کہ مرد کی شزگاہ جسے لنگ کہتے ہیں اور عورت کی شزگاہ جسے بھگ کہتے ہیں بے طعن پوجی جاتی ہے۔ منتر فال وغیرہ توہمات کا سمندر موج مار رہا ہے۔ دوسری طرف ایران ہے جس میں آگ کی پرستش ستیاریوں کی معبودیت۔ نور و ظلمت و خداؤں کی سلطنت پر اعتقاد ہے شمال و مغرب اور عین وسط میں کچھ عیسائی پوپ کے بندے رومن کیتھولک وغیرہ پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ (اس مذہب کا بانی یوحنا ہے) مریم اور مسیح کے پجاری اور ان میں پوپ صاحب بہشت بانٹے

والے اور تمام عیسائی خاک رہندے ابیہم کو خدا ماننے والے مجھ کے حق میں قرآن فرماتا ہے لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ (آل عمران: ۶۴) اور کچھ یہود بعل اور مولک اور عسارات کے پجاری۔ اور ایسے سخت بے ایمان جو عرب کے سخت بت پرستوں کو کہتے ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا الصِّبْيَانِ مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجَنَّةِ  
وَالطَّاعُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ  
آمَنُوا سَبِيلًا۔ (النساء: ۵۲)

دنیا کی ایسی حالت میں ایک بے ساز و سامان۔ بے فوج و ملک، توحید کا واعظ کھڑا ہو گیا اور دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے بھیجا اور حکم دیا ہے۔ قَدْ فَانَّذِرْكَ رَبَّنَا فَكَذَّبْتَ۔ اس نے تمام رسومات باطل پر ایک قلم خط نسخ کھینچنا چاہا۔ تمام رئیس اور امیر غریب اور فقیر اس واعظ کے جانی دشمن ہو گئے۔ سبحان اللہ کیسا مخالف اٹھا۔ اپنی قوم کو جاہل اور ان کے زمانے کو جاہلیت کا زمانہ کہتا ہے۔ قوم کا ایسا مخالف نہیں جیسے ایک شخص مصلح قوم کہتا ہے۔ یہ مت سمجھو۔ میں نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا اور ایک کہتا ہے وید ایسے ہیں کہ تمام علوم اور فنون کا مخزن ہیں۔ پھر اپنی امیدیں خاک میں ملے گی تمام ملک اور تمام اہل شہر مارنے کے درپے ہیں اور یہ کہتا جاتا ہے يُرِيدُونَ لِيُطْفِقُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمِّتُ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (الحج: ۷۹)

سَيُفْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القر: ۴۶)

اور پھر ایسا کامیاب ہوا۔ ایسا کامیاب ہوا کہ اپنے سامنے اس کو یہ سورۃ پہنچ گئی۔ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا (التق: ۳۴) جس قوم میں اٹھا۔ اس قوم میں ایک بھی نہ تھا جو اس کے آخری ایام میں مخالف ہوتا؛ اپنے ارادوں میں پورا کامیاب ہو گیا اور کامیابی دیکھ کر اپنی ڈیوٹی کو پورا کر کے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا۔

بتائے یہ معجزہ اب تک نظر میں آتا ہے یا نہیں؟ مگر یہ خرقِ علوت نہیں تو اس کی نظیر دکھائیے؟ اور معجزہ بمعنی عاجز کنندہ نہیں تو اس کے ہم شہر اور ہم قوم دشمنوں کا نام و نشان ڈھونڈ لیں؟ عیسائی مذہب کا رب اور ان کا خدا کیا نظیر ہو سکتا ہے؟ جو بقول عیسائیوں کے قوم سے پٹا۔ مارا گیا۔ اسکی مخالف اس کی قوم اب تک موجود ہے۔ موسیٰ کب نظیر ہو سکتا ہے؟ جس نے خود بھی ملک نہ دیکھا جس کی امید پر مصر سے قوم کو لے چلا۔

وید کے تتبع کیا دکھائیں گے؟ جن کے مقدس مکان دیسروں کے قبضوں میں نظر آتے ہیں۔ جن کی الہامی دعائیں، خدا کی بتائیں رحیم، ہمیشہ اٹھی پڑیں! زرتشتی کیا نظیر دکھائیں گے؟ جن کو اپنے ملک میں سر رکھنے کی جگہ نہیں ملی!

دوسری آیت نبوت یا دوسرا معجزہ اور خرق عادت جو محسوس اور مشہود ہے۔ آپ کی حیات میں آپ کا اپنے ملک پر پورا تسلط اور اپنی قوم پر پوری حکومت جو نہ آپ کے پہلے کسی ایسی کامیابی کسی مدعی نبوت کو ہوئی اور نہ آپ کے بعد۔ حضور علیہ السلام کیسے آزادی بخش اپنی قوم کے ہوئے کہ آپ کا شہر آج تک غیروں کی غلامی سے آزاد ہو گیا۔ سلطان ترکی جو برائے نام وٹاں کے بادشاہ ہیں خادم الحرمین کا لقب رکھتے ہیں۔

اس موقع پر وید کی الہامی دعائیں اور انکی کوششیں جو وید کے مومن ہیں اور عیسائیوں کے مخلص منجی کی جاں فشانی اور موسیٰ کے بڑے معجزات اور ابراہیم اور یعقوب کے ساتھ خدائی وعدے کنعان کی ابدی وراثت کی بابت۔ اور پارسیوں کے الہامی ہادیوں کی دعائیں فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ قومی آزادی کے قدر دان قوم کے مصلحین کے قربان انصاف کریں۔ ہادی عرب کمزوری کی حالت میں کیا کر گئے جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (سبا: ۵۰) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَمَعَىٰ فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنَاكَ اَلْهَدَا وَبَيْنًا (الزلزلہ: ۱۶) اور آرام کا وعدہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ (النور: ۵۶)

پھر اپنے وعدہ کو سچا کر دکھاتا ہے۔

مدعی نبوت سے ایسی کامیابی بے نظیر اور خرق عادت نہیں تو اور کیا ہے۔

تیسرا معجزہ یا خرق عادت بلکہ آیت نبوت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَحٰٰفِظُوْنَ (الحجر: ۱۰)

کس طرح قرآن کی حفاظت ہوئی۔ دنیا میں کوئی مذہب دکھاؤ جس کی کتاب اپنے ہادی کی زبان

میں بعینہ اس طرح شہرت پذیر ہو۔ تراجم کا اعتبار نہیں۔ تراجم مترجمین کے خیالات ہیں۔ انجیل کی تو ایسی حفاظت ہوئی کہ الامان۔ انجیل کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ آج تک پتہ نہیں لگتا۔ مسیح کی اصلی کتاب عبری تھی یا یونانی۔ پھر ان کا کلام بالکل حوریوں کے کلام سے مخلوط ہے۔ ممتاز نہیں۔ وید کی حالت



کی حالت شب و روز آنکھ کے سامنے ہے۔ حاجت بیاں نہیں۔ پھر علی العموم تلاوت سے محروم ہیں اگر دنیا بنصرت الہی کسی مذہبی کتاب کی حافظ و ناصر ہے تو قرآن کریم اول نمبر پر ہے۔

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۶۵ تا ص ۶۸)

کتاب اللہ (قرآن) اور سنت رسول اللہ (حدیث) میں بجائے لفظ معجزہ اور خرق عادت کے جو نہایت کمزور اور ناقص تھے آیت اور برہان کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ جو دلائل اثبات نبوت اور علامت رسالت کے واسطے جامع اور محیط ہونے کے علاوہ ہر زمانے کے موافق اور ہر ایک عقل صحیح کے مناسب ہے۔ فطرت اور قانون کے نزدیک صحیح ہے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۶۸)

”قرآن کریم میں ہرگز ہرگز اختلاف نہیں۔ جب قرآن کریم نے بتادیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہم نے نشان بھیجے تو ایسا ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ قرآن میں یہ بھی لکھا کہ ہم نے نشان نبوت حضرت نبی عرب کو نہیں دئے۔ کیونکہ ایسا ماننے سے قرآن میں اختلاف ہو جائے گا اور قرآن میں اختلاف نہیں علاوہ بریں کسی قرآنی آیت میں یوں نہیں آیا کہ ہم نے نشانات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دئے معجزوں کے انکار پر جن آیات سے سائل اور اس کے کسی ہم خیال عیسائی اور ان کے پیرو آریہ نے استدلال کیا ہے۔ اَلْآیَاتِ مَفْصَلٌ لِّمَنْ تَصَدَّقَ بِرَأْسِیْ حَمِیْدٌ مِّنْ دِکْہِیْ وَبِقَدْرِ ضَرْوَتِیْ ہَا لَمْ یَعْرِضْہِ۔ پہلے وہ آیت جس سے نبی عرب اور محسن تمام خلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں نے دھوکہ کھایا ہے اور جس کا ذکر بہت سننے میں آیا ہے یہ ہے

وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّزِیْلَ بِالْآیَاتِ اِلَّا اَنْ کَذَّبَ بِہَا الْاَوَّلُوْنَ (بنی اسرائیل، ۶۰)

اس آیت شریف سے منکرین نے یقین کیا ہے کہ حضرت نبی عرب پر معجزہ کا ظہور نہیں ہوا۔ کیونکہ معنی اس آیت کے یہ سمجھے ہیں کہ پہلوں نے معجزات کو جھٹلایا۔ اس واسطے ہم معجزات کے بھیجنے سے رک گئے مگر یہ ان کا خیال غلط ہے۔

اول اس لئے کہ معجزات اور آیات کے وجود کا تذکرہ قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے اور محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات نہ ماننے والوں کو اس لئے کہ ہدایت اور موجودہ چیز کے منکر ہیں ظالم اور فاسق اور کافر کہا ہے اور اَلَا کَالْفِطْرِ مَنَعَنَا وَالْآیَاتِ مِیْنِہِ۔ عرب کی زبان میں جن کی بولی پر قرآن کریم ہے۔ زائد بھی آتا ہے۔ دیکھو ذوالرّمہ کا یہ قول

حَرَّاجِیْعَ مَا تَنْقَلَبُ اِلَّا مَنَاخَۃً عَلَی الْخَفِیِّ اَوْ تَرْفِیْ یَذْرِ قَفْرًا

میرے لیے قد کی اونٹنی ذلیل بیٹھی رہتی ہے۔ یا اس پر دود دراز کے بے آب و گیاہ میدانوں کا سفر کرتا ہوں۔ دیکھو اس تحقیق پر۔ اس آیت شریف کے معنی جس کو منکرین معجزہ پیش کرتے ہیں۔ یہ ہوئے



”اور نہیں منع کیا ہم کو نشانوں کے بھیجنے سے پہلوں کی تکذیب نے“ کم سے کم یہ آیت انکارِ معجزہ پر صاف اور واضح دلیل نہ رہی۔ کیونکہ اس آیت سے معجزہ کا ثبوت نکلتا ہے۔ نہ نفی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اِنَّ هٰذَا اِلَّا بَشَآئِیْدٌ رُّوحِ الْقَدَسِ۔

دوم اس لئے کہ اِلَّا ایک حرف ہے جس کے معنی واؤ عطف کے بھی آتے ہیں دیکھو معانی اور نحو کی بڑی بڑی کتابیں اور ثبوت کیلئے دیکھو یہ آیت شریف

اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُتَسَلِّیْنَ۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حَسَنًا بَعْدَ سُوءٍ

(نمل: ۱۱)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے پاس میرے رسولوں اور انہیں خوف ہی نہیں جنہوں نے گناہ کرتے کرتے گناہوں کو چھوڑ دیا اور گناہوں کے جا بجا نیکی کرنے لگے۔ امام اخفش۔ امام فراء۔ امام ابو عبید ائمہ لغت و نحو نے کہا ہے۔ یہاں اِلَّا واؤ کے معنی پر آیا ہے۔ ایسے ہی آیت شریف لِسَلَّا یَكُوْنَنَّ لِلنَّاسِ عَلَیْكَ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ (لقمہ: ۱۵۲) تو کہہ نہ رہے تم پر عام لوگوں اور خاص کر بدکاروں کی کوئی حجت اور دلیل۔ پھر اس تحقیق پر منکر یہی کی پیش کردہ آیت کے یہ معنی ہوں گے۔

”اور نہیں منع کیا ہم کو آیات کے بھیجنے سے کسی چیز نے اور منکروں کی تکذیب نے۔“ اور یہ عطف خاص کا ہوگا عام پر۔

غور کرو۔ منکروں کی تکذیب ہرگز ہرگز معجزات کے روکنے والی نہیں۔ اگر انکی تکذیب روکتی تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بڑے معجزات کا انکار کیا تھا۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو معجزات عطا نہ کئے؟ بلکہ منکر ہمیشہ انکار کرتے رہے اور معجزات بھی آتے رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَهٰذَا بَشَآئِیْدٌ رُّوحِ الْقَدَسِ۔

تیسرا۔ اس لئے کہ ہم نے مان لیا یہاں اِلَّا کا لفظ زائد نہیں۔ عطف بھی نہیں۔ استثناء کے واسطے ہے۔ اَلْاٰیٰتِ کا الف اور لام عہد اور خصوصیت کے معنی دیگا یا عموم اور استغراق کے۔ پہلی صورت عہد اور خصوصیت کی اگر ہوگی تو آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ اور نہیں منع کیا ہم کو خاص آیات کے بھیجنے سے مگر پہلوں کی تکذیب نے۔ اس سے یہ نکلا کہ خاص آیات اور کوئی خاص معجزات نہ آویں گے۔ اس سے عموم معجزات کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

دوسری صورت یعنی اگر الف اور لام سے عموم اور استغراق لیا جاوے تو یہ معنی ہوں گے۔

کُلِّ آیات کے ارسال سے پہلوں کی تکذیب نے روکا۔ مگر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوئی بھی معجزہ نہیں بھیجیں گے۔

چہارم اس لئے کہ اس مَامَنْعَنَا والی آیت سے اتنا نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معجزات کے بھیجنے سے تکذیب کے ماوراء کسی چیز نے نہیں روکا اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی روک نہیں۔ کہیں منکروں کی تکذیب سے باری تعالیٰ حجت کو بند کر دیتا ہے؟ ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہوئی۔ مگر وہ آتے رہے۔ ہمیشہ معجزات پر تکذیب ہوا کی اور معجزات ہوا کئے۔

الہی طاقتیں اور قوتیں منکریں کی روک سے رکتی نہیں۔ مَنْعَنَا لفظ کے معنی ہیں۔ روکا ہم کو۔ اس لفظ کے یہ معنی نہیں کہ ہم روک گئے۔ ہاں اگر قرآن کریم میں یوں ہوتا مَامَنْعَنَا اِنَّ نُنْزِلَ بِالْآیَاتِ اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُونَ۔ جس کے معنی ہیں۔ نہیں روکے ہم آیات اور نشانات کے بھیجنے سے مگر اس لئے کہ پہلوں نے تکذیب کی تو البتہ منکریں معجزہ کی تقریر کچھ تھوڑی دور تک چل پڑتی۔ مگر قرآن میں اِمْتَنَعْنَا نہیں۔ مَنْعَنَا ہے۔ جس کے معنی ہیں روکا ہم کو۔ نہ یہ کہ ”روکے ہم“

غرض تکذیب نے روکا۔ اور باری تعالیٰ نہ روکا۔ روکنے کے ثبوت میں بغرض تسلیم یہی آیت اور نہ روکنے کا ثبوت وہ آیات ہیں جن میں ثبوت آیات ہے۔ وَالْقُدْرَانُ مُتَشَابِهًا اِیْ یُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا۔

قرآن کریم کی آیات متشابہ ہیں۔ یعنی ایک آیت دوسری آیت کی مصدق ہوتی ہے۔ نہ اسکے مخالف اور مکذب۔ هٰذَا اَيْضًا بِتَأْیِیْدِ رُوحِ الْقُدْسِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

پنجم اس لئے کہ بعض وہ معجزات جن کو یہودی اور عیسائی اور اہل مکہ اہل کتاب کے سمجھانے اور بہکانے سے پوچھتے تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں اور بشارتوں کے بالکل خلاف تھے اور ایسے معجزات کو مخالف لوگ اس واسطے طلب کرتے تھے کہ اگر یہ معجزات خلاف بشارات ظہور پذیر ہوئے تو ہم بشارات اور حضور کی ان پیشگوئیوں کے ذریعہ حضور پر اعتراض کریں گے جو انبیاء نے کتب مقدسہ میں حضور کے حق میں کئے ہیں اور اگر ایسے معجزات بلحاظ ان بشارات کے ہم کو دکھائے نہ گئے تو معجزات کے نہ ہونے کا الزام قائم کر دیں گے۔ مثلاً حضور علیہ السلام کی نسبت ایک بشارت میں یہ آیا ہے کہ جو کلام اس نبی موعود پر اترے گا وہ ایک دفعہ کتاب کے طور پر نازل نہ ہوگا۔ بلکہ وہ کلام اس نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں رکھا جائے گا کچھ یہاں اور کچھ وہاں۔

غور کرو کتب مقدسہ کی آیات ذیل :-

”ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔“

استثناء ۱۸ باب ۱۸۔

”حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ مقوڑا یہاں۔ مقوڑا وہاں۔ ہاں وہ وحشی (عربی) کے سے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ سے باتیں کریگا۔“ یسعیاہ ۲۸ باب ۱۱، ۱۰۔ ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ اس نبی موعود کو جو کلام عطا ہوگا وہ اس نبی کے منہ میں ڈالا جائے گا اور بتدریج نازل ہوگا۔ کچھ یہاں۔ کچھ وہاں۔ یعنی کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں۔ کچھ کہیں۔ کچھ کہیں۔ اب قرآن کریم کی طرف نگاہ کرو۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کافر کہتے ہیں۔

تَذَقُّوْا فِی السَّمٰوٰتِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ بِرُقِیَّتِكَ حَتّٰی تُنْزِلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ (نہ مثل ۹۱) تو اے محمد چڑھ جا آسمان پر اور تیرے چڑھنے پر تجھے نہ مانیں گے جب تک اوپر سے ایسی کتاب نہ لاوے جس کو ہم پڑھ لیں۔ اب بتلائیے اس طلب کا بجز اس کے کیا جواب ہو سکتا ہے کہ پاک ذات ہے میرا رب اس نے میرے لئے جو تجویز فرمادی۔ وہ ناقص نہیں کہ اب تجویز کو بدلا دے اور میں تو بشر رسول ہوں۔ بشر رسول تو ہمیشہ وہی معجزات دکھاتے رہے جو انکی بشادات کے برخلاف نہ تھے اور وہی نشان لائے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے مقرر فرمائے تھے۔

ششم اس لئے کہ معجزات کا ظہور اور انبیاء کا فرمودہ کبھی بتدریج ظہور پذیر ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ بشر اور رسول ہوتے ہیں۔ وہ کوئی ایسی مخلوق نہیں ہوتے کہ خدائی ارادے کا خلاف چاہیں بشر لوگ ایسے ثبوت معجزات کو قبل از وقت چاہتے ہیں۔ چونکہ وہ معجزات وقت معین پر ظاہر ہونے والے اور مشروط بشرائط ہوتے ہیں۔ اسی لئے قبل از تحقیق شرائط اور اس وقت معین کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان بنی اسرائیل سے جو فرعون کی سخت تکالیف اٹھا رہے تھے۔ وعدہ ہوا کہ تم لکھناں وغیرہ کا ملک عطا ہوگا۔ دیکھو توریت۔ ”میں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر میں ہیں یقیناً دیکھی۔ اور انکی فریاد جو خراج کے مصلوں کے سبب سے ہے سنی۔ اور میں اُن کے دکھوں کو جانتا ہوں۔ اور میں نازل ہوا ہوں کہ انہیں مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس زمین سے نکال کے اچھی وسیع زمینی میں جہاں دودھ اور شہد موع مارتا ہے لے جاؤں۔ کنعانیوں جتیوں اور اموریوں اور فرزویوں اور حویتیوں اور یوسویوں کی جگہ میں لاؤں۔ (خروج ۳ باب ۷: ۸)۔

مگر دیکھو۔ یہ وعدہ اس قوم کے حق میں پورا نہ ہوا۔ جنہوں نے فرعون سے دُکھ اٹھایا۔ دیکھو۔ خداوند نے تمہاری باتیں سنیں اور غصے ہوا اور قسم کھا کے یوں ہلا کر یقیناً شریعت کے لوگوں میں ایک بھی اس

ابھی زمین کو جس کے دینے کا وعدہ میں نے اللہ کے باپ دلوں سے قسم کھا کے کیا ہے۔ نہ دیکھے گا۔ مگر یقیناً کا بیٹا کالب اسے دیکھے گا۔ (استثناء باب ۳۳ تا ۳۶)

ایسے ہی چند معجزات کفارِ مکہ نے طلب کئے جن کا ذکر ذیل میں ہے۔

۱۔ وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا

۲۔ أَوْ تَكُونُ لَكَ حَنْتَةٌ مِّنْ نَّجِيلٍ وَغَنَبَ لَنَا مِمَّا خَلَقْنَا الْفَجِيرَ

أَوْ تَسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلٰئِكَةِ قَبِيلًا أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ نُحْدِفٍ أَوْ تَنَزَّلَ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ بِرُؤْيَاكَ حَتَّى تَنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدًا تَقْدُوهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ عُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا (نہما سرائل، ۱۱ تا ۱۴)

آیاتِ مرقومہ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ کفارِ مکہ نے ایسے چھ معجزہ حضرت علیہ السلام سے طلب کئے جو اس وقت سر دست منکروں کو دکھائے نہیں گئے۔ مگر خود کرو یہ معجزے کیوں طلب کئے گئے اور کیوں ان کا فوری ظہور نہ ہوا۔

پہلا معجزہ جس کو کفارِ مکہ نے طلب کیا ہے کہ الْأَرْضِ یعنی اس خاص مکہ کی زمین میں چشے چلیں اور دوسرا معجزہ جس کو انہوں نے مانگا ہے

کہ تیری کجیروں اور انگوٹوں کے ایسے باغ ہوں جن میں نہریں چلتی ہوں۔ یہ دونوں معجزے اس واسطے طلب کئے گئے۔ کہ کتبِ مقدسہ بعضی بشارات محمدیہ لکھا ہے۔ "ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤں گا۔ اور شمت کے بہائم گیدڑ اور شتر مرغ میری تعظیم کریں گے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کروں گا۔ کہ وہ میرے لوگوں کے میرے برگزیدوں کے پینے کیلئے ہوں۔ میں نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا۔ وہ میری ستائش کریں گے۔" (یسعیاہ ۴۳ باب ۱۹-۲۱ مکیہ) اور دیکھو۔

"کس نے یعقوب کو حوالہ کیا کہ غنیمت ہوویں۔ اور اسرائیل کو کہ لیروں کے ہاتھ میں پڑے؟ کیا خداوند نے نہیں۔ جس کے مخالف ہو کے انہوں نے گناہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے نہ چاہا کہ انکی بہن پر چلیں یسعیاہ ۴۲ باب آیت ۲۲ اور یسعیاہ نے <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup> میں عرب کی بابت الہامی کلام یوں ہیں۔ "پانی کے پیسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیماک کی سرزمین کے باشندو! روٹی کے بجائے دال کے ملنے کو نکلو یسعیاہ <sup>۲۱</sup> <sup>۲۲</sup>۔" اور پھر کہا مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے۔"



ان آیات سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بیابان اور صحرا میں چشتے جاری ہوں گے ندیاں چلیں گی۔ مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ برگزیدوں کے پینے کیلئے ہوں۔ (دیکھو یسعیاہ ۴۱)

بنی اسرائیل کے ایسے باغ عربوں کے ماتہ ضرور آویں گے جن میں نہریں چلتی ہوں۔ مگر بنی اسرائیل مکہ میں آباد نہیں۔ وہ زمانہ ہجرت کے بعد ہے۔ جس میں یہ بشارت پوری ہو گئی۔

کفار اہل کتاب کے بہکانے پر دھوکہ دیتے ہیں مگر دیکھو نبوی معجزات اور محمدیہ کلمات کیسے نبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کے واسطے اس بیابان اور صحرا میں ندیاں چلیں گیں۔ نہ کفار کیلئے! دیکھو نہر زبیدہ مکہ میں اور بنی زرقاء کی نہر مدینہ طیبہ میں برگزیدوں کے پینے کے واسطے موجود ہیں۔

بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مکانات برگزیدوں کے قبضے میں آچکے اور کھجوروں اور انگوروں کے ایسے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ حضور کیا۔ حضور کے خدایوں کے پاس وہاں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے وعدوں سے (ملک کنعان وغیرہ کی حکومت سے وہ نسل اکثر محروم رہی) اور حضور کے بركات معجزوں سے آپ کی اکثر قوم وعدہ کو دیکھ چکی اور انشاء اللہ یقیناً حقیقی کنعان میں بھی پہنچ جائیں گے۔

تیسرا اور چوتھا معجزہ: یہ کہ مشرکوں پر آسمان ٹوٹ پڑے۔ اور اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی افواج کفار کو تباہ کرے یہ دونوں معجزہ بھی جن کو کفار نے طلب کیا۔ کتب مقدسہ میں موجود ہیں۔ دیکھو۔

”خدا سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ کس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا“ (استثناء ۳۳ باب ۲)

یہ پیشگوئی نہایت عمدگی سے اس دلی پوری ہوئی۔ جس دلی حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو فتح فرمایا خود کرو بخاری (مطبع میرٹھ کا صفحہ ۶۱۳) اور بخاری (مصری کا جلد ۲ صفحہ ۵) حضور کے ساتھ اس دلی دس ہزار ہاں ٹھیک دس ہزار قدوسی صحابی بھیجے کے ساتھ ملائکہ تھے موجود تھا اور اسی دلی مکہ کے کفار پر آسمان ایسا ٹوٹ پڑا کہ وہاں ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

یاد رہے۔ ”ماجرہ عرب کا کوہ سینا ہے“۔ دیکھو تادمہ گیتیاں ۴ باب ۲۵۔ پس معنے ہوں گے۔ ماجرہ کی پشت سے اور فاران خود وادی حجاز کو کہتے ہیں اور شعیر میں دو دفعہ حضور بطور تجار تشریف لے گئے اور مدینہ کی طرائی میں بھی ملائکہ کا لشکر اسلام کا گہرا مدگار تھا۔ دیکھو قرآن سورۃ آل عمران

پانچواں معجزہ۔ کہ تیرا گھر طرازینت والا ہے۔ یہ کتب مقدسہ سے لیا گیا۔ تیرے پتھروں کو نمزہ لگاؤں گا اور تیری بنیاد نیلموں سے ڈالوں گا۔ میں تیری فصیلوں کو لعلوں سے اور تیرے پچانگوں میں چمکتے ہوئے جواہرات اور تیرا سرا احاطہ بیش قیمت پتھروں سے بناؤں گا۔ تیرے سب فرزند بھی خدا سے تعلیم پادیں گے۔ (یسعیاہ ۵۴ باب ۱۲-۱۳)



اور اگر ہمارے حضور۔ ہمارے ہادی کا گھر ہی لینا ہے جیسے بیت لک سے معلوم ہوتا ہے تو اب  
روضہ اہلر و اقدس کا نظارہ کر لو۔

كَيْفَ الْوَصُولُ إِلَى مَدِينَةِ الْمُصْطَفَىٰ ۖ شَتَايَ بَيْنَ الْهَمْدِ وَالذُّرَارِ  
اللَّهُمَّ اِنْزُقْنِي شَهَادَاتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ، آمِينَ  
چھٹے معجزہ کا بیان سابق کر چکا ہوں۔ غم نہ کرو۔ کیسے یہ تمام معجزات پسے ہو گئے۔ وَالْحَمْدُ  
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

یادداشت۔ عیسائی صاحبان! اگر کسی امتحان اور معجزہ کا اہلور پذیر ہونا نقص ہے تو جواب دہ  
جب کسی نے حضرت مسیح کو کہا

اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جاویں۔ اس نے (مسیح نے) جواب میں کہا۔ لکھا ہے  
انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔ جیتا ہے۔ پھر شیطان اے  
(مسیح) مقدس شہر میں اپنے ساتھ لے گیا۔ اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اسے کہا۔ اگر تو خدا کا بیٹا  
ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے۔ کیونکہ کہا ہے کہ وہ تیرے لئے اپنے فرشتوں کو فرمائے گا اور وہ تجھے  
ہاتھوں پر اٹھالیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ یسوع نے اسے کہا۔ یہ بھی لکھا ہے  
کہ تو خداوند اپنے خدا کو مت آرا۔ (متی ۴ باب آیت ۳ تا ۷)

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات ص ۷ تا ۹ نیز دیکھیں تشریح القرآن جلد ۱ ص ۴۴۹)

۶۱۔ وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَدْرَيْتَكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُحَوِّفُهُمْ،

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿۶۱﴾

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ، اب ایک نشان کا ذکر فرماتا ہے۔

الرُّءْيَا: بعض نے کہا ہے یہ رؤیا معراج مراد ہے۔ بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم معراج کے رؤیا میں اپنی بڑی بڑی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کب نصیب ہو سکتی ہیں۔ لیکن آخر  
ہم چودہویں صدی میں دیکھ رہے ہیں کہ معراج کے واقعات صرف بہ حرف صادق آرہے ہیں۔

الشَّجَدَةُ، ایک اور موقع پر فرمایا ہے۔ اِنْهَا شَجَدَةٌ تَخْدُحُ فِيْ اَصْلِ الْجَحِيْمِ (صفت : ۶۵) اس پر مشرکین نے ہنسی کی اور شجرہ زقوم کے معنی ممکن۔ کجور بنا کر لوگوں کی دعوت کی اور کہا۔ یہ ہے۔ جس سے حسد ڈرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء) وَالشَّجَدَةُ الْمَلْعُوْنَةُ، اور یہ جھگڑے لعنتی ہیں قرآن میں۔  
(تشمیذ الاذیان جلد ۹ ص ۳۶۲)

۶۳۔ قَالَ اَرَاَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتِ عَلَيَّ لَوْ اَنْ  
اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَخَسِّنْتُكَ ذُرِّيَّتَكَ اِلَّا قَلِيْلًا  
لَاخْتَنَيْتُكَ : کے تین معنی ہیں۔

۱۔ ۳۔ بعین نے معنی کئے ہیں۔ اَخْتَوَيْتَ حاوی ہو جاؤں گا۔ ۲۔ لَا اَسْتَوِيْنِ مسلط ہو جاؤں گا۔ شاہ عبدالعزیز نے لطیف ترجمہ کیا ہے۔ ان کی ڈھائی بازووں کا۔ ڈھائی کو پنجابی میں کہتی کہتے ہیں۔ قَالَ کے متعلق یاد رکھنے کی بات ہے کہ ضَرْب۔ فَعَلَ۔ قَالَ تینوں بلکہ ان کے ساتھ قَتَلَ بھی قریب المعنی ہیں۔ مَنَہ سے کہے۔ مَاتَ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھوں کے کسی فعل کو کرے یا کسی واسطے سے کرے سب پر قَالَ بولا جاتا ہے۔ اسی واسطے صرفیوں نے بالعموم انہی افعال کو رکھا ہے۔ كَلَّمَ کا لفظ بھی وسیع ہے۔

اَلَا كَلَّمَ تَعْلِيْمًا جب آئے تو پھر لفظوں سے بات کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ كَلَّمَ الْجِدَارَ اَلْوَتَدَ تَعْلِيْمًا کسی نہیں بولتے۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۴۔ قَالَ اِذْ هَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاَنْ جَهَنَّمَ

جَزَاءُ مَوْفُوْرًا

جَزَاءُ مَوْفُوْرًا، عربی زبان میں جب اسم فاعل کمال کو پہنچے تو صیغہ مبالغہ سے بڑھ کر اسے مفعول کے رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ وفور کے معنی ہیں بڑی وافر۔

(ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۲۴، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۵۔ وَاسْتَفِزْ ذَمَّنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

أَجَلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَبْرِكَ وَرَجِلْ وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ  
وَالْأَوْلَادِ وَعِدُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝

وَاسْتَفِزْ : استَفِزَّاز۔ کسی کو ہلکا اور چابنا لینا۔ ایسا کہ اپنے پر بھی قابو نہ رہے۔  
بِصَوْتِكَ : صوت کا لفظ چار معنوں میں آیا ہے ۱۔ کھیل کود۔ لعب ۲۔ لہو۔ اللہ سے  
قافل کرنے کا سلام ۳۔ بھٹاء۔ گناہ بھٹانا ۴۔ ہر چیز جو معصیت اللہ کی طرف بلائے۔ (مُكْدَاۤءِ  
إِلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ) مومن کو ایسی باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔  
بِخَبْرِكَ وَرَجِلْ : دنیا میں کوئی سوار ہے۔ کوئی پیادہ۔ اے شیطان تیرے سوار و پیادے  
میں یعنی تیرے کام میں گم ہوئے ہیں۔

وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ : مال میں شرکت شیطان یہ ہے کہ مال حرام راہ سے کمادے ۲۔ اللہ  
کے حکم کے خلاف اس مال کو خرچ کرے۔

وَالْأَوْلَادِ : اولاد میں شرکت شیطان یہ ہے ۱۔ زلمے سے اولاد حاصل کرنا۔ ۲۔ اولاد کو کفر میں  
رنگینہ کرنا۔ ۳۔ ایسے نام رکھنے میں غیر اللہ کے فضل وغیرہ کا ذکر ہو مثلاً فضل میراں۔ پیراں پوتا  
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ : شیطان کے وعدے کیا ہیں۔ ان کیلئے میں نے بہت تحقیقات کی  
ہے۔ تین باتیں تو بہت قوی ہیں۔ اور دو اسی قبیل سے۔ ادنیٰ شعبہ تو یہ ہے کہ کوئی آدمی بُرے کام  
سے روکا جاوے تو وہ جواب میں کہے کہ فلاں جو کرتا ہے۔ ایسا کہنے والا گویا تمام بدیوں کو جائز ٹھہراتا ہے  
۲۔ یہ کہنا کہ یہ کام ہم نے پہلے بھی کیا ہے۔ ہمارا کسی نے کیا بگاڑیا۔

۱۔ عقائد کے اندر شبہات یا عقائد باطلہ ۲۔ عمل باطل ۳۔ جزاء و سزا کا انکار۔ تمام شیطانی  
باتوں کا اصل الاصول یہی تینوں چیزیں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد تعلیمات ۳۲ فروری ۱۹۱۰ء)

۶۶۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى

بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۝

بے ریب امیرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں (نور الدین ص ۷۷)

۶۷۔ رَبُّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ

لِتَسْتَبْغُوا مِنْ قَضْرِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿۶۷﴾

یُزْجِی، یَجْرِی (ضمیمہ اخبار سید قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۶۹۔ أَلَمْ نَسْتُمْ أَن تَخْشَفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ

أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَاعِظًا ﴿۶۹﴾

أَن تَخْشَفَ بِكُمْ: تمہیں ذلیل کر دیگا۔ (ضمیمہ اخبار سید قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۰۔ أَلَمْ نَسْتُمْ أَن يُعِيدَ كُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا

كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿۷۰﴾

قَاصِفًا: قصف۔ کوٹنا۔ ہلک کرنا۔ دبوچ لینا۔

تَبِيعًا: بدلہ لینے والا۔ نصرت کرنے والا۔ (ضمیمہ اخبار سید قادیان ۲۲، فروری ۱۹۱۰ء)

۷۳، ۷۴۔ يَوْمَ نَدْعُوهُ أَتَانًا بِرَأْمًا مِمَّنْ

فَمَنْ أَوَّيَّ عَثْبَهُ يَسْمِئِينَ مَفَاوِشِكَ يَقْرَءُونَ

عَثْبَهُمْ وَلَا يَظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۷۳﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ

أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَاضْلٌ سَبِيلًا ﴿۷۴﴾

إِمَامٌ: اس کو کہتے ہیں جس کی اتباع کی جاوے۔ بیکار بیکاروں کی اقتداء کرتے ہیں۔ اس لئے

الکاف نام امام بد ہے۔ نیک نیکوں کی اقتداء کرتے ہیں اس لئے الکاف نام امام نیک ہے۔

دانشمند انسان خود کرے کہ وہ جہاں اولین و آخری جمع ہوں گے۔ کس جماعت میں پیش ہونا چاہتا ہے۔ دنیا میں بھی کوئی بد معاشوں۔ شہیدوں کے ساتھ ہو کر بادشاہ کے حضور پیش ہونا پسند نہیں کرتا تو اخذ الحاکمین کے حضور اولین و آخری کے سامنے کب گوارا کر سکتا ہے کہ بڑی جماعت میں ہو کر پیش ہو۔ (ضمیمہ اخبار بدعتیہ ۲۲ فروری ۱۹۱۰ء)

یہ بات بڑی غور طلب ہے کہ ایک شخص بظاہر اچھے لباس میں لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ نمازی بھی نظر آتا ہے لیکن کیا اسے اتنی ہی بات پر مطمئن ہو جانا چاہیے بہرگز نہیں۔ اگر اسی پر انسان کنیت کرتا ہے اور اپنی ساری ترقی کا مدعا اسی پر ٹھہراتا ہے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے یہ سرٹیفکیٹ نہ مل جاوے کہ وہ مومن ہے وہ مطمئن نہ ہو۔ سچی کرتا ہے اور نمازوں اور دعاؤں میں نگارے تاکہ کوئی ایسی ٹھوکر اسے نہ لگ جاوے جو ہلاک کر دے۔ عام طور پر تو یہ فتویٰ اسی وقت ملے گا جب کہ سعادت مند جنت میں داخل ہوں گے۔ اور شقی دوزخ میں۔ لیکن خدا تعالیٰ یہاں بھی اتنا س نہیں رکھتا ہی دنیا میں بھی یہ امر فیصل ہو جاتا ہے۔ اور مومن اور کافر میں ایک بین امتیاز رکھ دیتا ہے جس سے صاف صاف شناخت ہو سکتی ہے۔ ہر ایک شخص ان آثار اور ثمرات کو جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ہیں اسی دنیا میں بھی پاسکتا ہے اگر سچا مومن ہو بلکہ اگر کوئی شخص اس دنیا میں کوئی نتیجہ اور اثر نہیں پاتا تو اسے استغفار کرنی چاہیے۔ اندیشہ ہے کہ وہ آخرت میں اندھانہ اٹھایا جاوے۔

مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی

حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اس سوال کو پھیرا ہے اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہے کہ بہشتی زندگی اور اس کے آثار اور ثمرات اسی عالم سے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس جگہ سے وہ قوی نہیں لے جاتا وہ آخرت میں کیا پائے گا۔ (الحکم ۲۲ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۱۳)

۷۵۔ وَلَوْ لَا اَنْ تَبَيَّنْتَ لَقَدْ حَدَّثْتَ تَزَكُّنْ

إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا

لَقَدْ حَدَّثْتَ تَزَكُّنْ إِلَيْهِمْ: جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انکی صحبتوں میں بیٹھنے سے ممکن ہے کہ تم کسی فتنہ میں پڑ جاؤ تو پھر دوسرے مومن کس گنتی میں ہیں۔ غفلتوں کی صحبت سے بہت بچنا چاہیے۔ صحبت کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ پس تم کسی



کے پاس بیٹھنے سے پہلے غور کرو کہ کیسا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرتقاویاں ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

۷۶۔ اِذَا لَاقَتْكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ

الْمَمٰتِ تُعْلَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۶﴾

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ، اس دنیا کی زندگی میں دُکھ و عذاب۔ یہ معنی بخاری نے کئے ہیں۔ یہی مجھے پسند ہیں۔

۷۷۔ وَ اِنْ كَادُ وَا لَيَسْتَفْرِؤْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذَا لَا يَلْبَثُوْنَ خَلْفَكَ اِلَّا

قَلِيْلًا ﴿۷۷﴾

یقیناً یہ لوگ (اہل مکہ) تجھے (محمدؐ) اس زمین میں مٹنے سے نکال ڈالنے والے ہیں مگر تیرے بعد یہ لوگ بھی تھوڑی ہی دیر میں گئے۔ (فصل الخطاب حصہ اول ص ۶۹)

اللہ اللہ یہ پیش گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادت اللہ قدیم سے اس طرح پر جاری ہے کہ جو قوموں نے لادیا ہے برحق کے نصائح نہ سُننے اور ان کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے اور جھوٹے نبی کا نشان یہ دیا گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو کوئی اس نبیؐ کی بات نہ مانے گا۔ سزا پائے گا۔ اب کفار عرب اس پتے رُوف و رحیم لادی کو جھٹلا چکے ہیں طرح طرح کی اذیتیں دل کو کپکپا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ نبی صادق و مصدق ہے اور وہ نبی وہ ہے جس کی نسبت موسیٰؑ و عیسیٰؑ بڑے فخر سے بشارات دیتے چلے آئے ہیں۔ اب خدائی غضب اُمٹ آیا۔ کلمۃ اللہ برسر انتقام آمادہ ہوا۔ کہ اُن کے دشمنانِ دین حق کو ہلاک کیا جاوے۔ مگر باری تعالیٰ بایں ہمہ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ جب تک تو اُن لوگوں میں موجود ہے (یعنی سرزمینِ مکہ میں) ان پر عذاب نہ ہوگا اور عالم الغیب حق تعالیٰ ایک سال میعاد مقرر فرماتا ہے کہ یقیناً اس عرصے میں بلا تقدم و تاخیر ایک ساعت کے یہ واقعہ زوال و قوع میں آئے گا۔ قدس حق کا کرشمہ مشاہدہ فرمائیے کہ کیوں کر یہ و ایک سال بعد پورا ہوتا ہے۔ اب کفار عرب نے جن کا سر غنم ابو جہل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

قتل کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی ۶۲۳ء جمعہ کے دن آپؐ نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ دوسرے سال یعنی ۶۲۳ء میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (فصل الخطاب حصہ دوم ص ۸۹-۹۰)

۷۸۔ سُنَّةٌ مِّنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رَّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۸﴾

سُنَّةٌ مِّنْ قَدْ أَرْسَلْنَا، یہ طریقہ کہ جب نبی نکلا تو قوم پر عذاب آیا۔  
(تشمیذ القرآن جلد ۹ ص ۴۶۳)

۷۹۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ الْيَلِ

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

﴿۷۹﴾ وَمِنَ الْيَلِ فَتَمَجِّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَشَىٰ إِنَّ

يَتَّبِعُكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّخْمُودًا ﴿۸۰﴾

حدیث میں آیا ہے جِبَلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا۔ سلیم انعامت لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ کے دلوں میں کپٹ نہیں رہتی۔ ایسے لوگوں کی عادت ہے کہ جو اللہ کے ساتھ نیکیاں کرے۔ اس کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کس قدر احسان ہیں۔ إِنَّ تَعْدُ ذَا نِعْمَةٍ اللّٰہِ لَا تُحْصُوہَا (ابراہیم ۳۵) کہ گئے محض نہیں جاسکتے۔ پس اس سے بڑھ کر کون محسوس ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ کون مزاحم محبت و اطاعت ہو سکتا ہے ؟

ایک معمولی بال سفید ہو جاوے تو انسان کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ خدا اسی ناک کٹ پہلے یا آخر کی پتلی خراب ہو یا کان میں ضرر پہنچ جاوے تو کیا انجام ہوتا ہے۔ یہ خدا کے فضل سے سلامت رہتے ہیں۔ غرض ایسے محسوس کی محبت و اطاعت کے اظہار کیلئے نماز ہے۔ جس کا حکم اس دیکھا میں دیتا ہے۔ اور اللہ کے ادا کرنے کے اوقات بتائے ہیں جو پہلے پہلے آئیوا لے ہیں۔ تاکہ ایک نماز کے پڑھنے سے وہ جانیت کا اثر

ابھی باقی ہو کہ دوسرا آجائے۔ اہل اللہ تو آٹھ بار نماز پڑھتے ہیں۔ نماز صبح کے بعد اشراق پھر ضحیٰ پھر ظہر کی نماز پھر عصر۔ پھر مغرب۔ پھر عشاء۔ پھر تہجد۔

فَتَهَجَّدُ بِهِ : ہجود کے معنی سونے کے ہیں۔ ..... تہجد کے معنی ہیں۔ نیند کو ہٹا کر کھڑا ہونا۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۱۔ وَقَدْ رَيْتُ أَخِي خَلِيئِي مَدْخَلَ صَدِيقِي وَ

أَخْرَجَنِي مَخْرَجَ صَدِيقِي وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ

سُلْطَانًا نَصِيرًا ﴿۸۱﴾

صَدِيقِ : عربی بولی میں ہر عمدہ چیز کو صدق کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ عمدہ تلوار کو بھی اسے صَدِيقِ بولتے ہیں۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۲۔ وَقَدْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ . إِنَّ

الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا ﴿۸۲﴾

قَدْ جَاءَ الْحَقُّ : یعنی عبادت اور ان دعاؤں کے بعد نصرت الہی آئے گی۔ اور بطلان دور ہو جائے گا اور تو کہے گا جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَقَ الْبَاطِلُ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

تو کہہ کہ آیا سچ اور نکل بھاگ محبوت ہے شک محبوت ہے نکل بھاگنے والا۔

(فصل الخطاب حصہ دوم ص ۵۷)

اور کہہ دے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل دور ہونے والا ہی تو ہے۔

(تفسیر براہین احمدیہ ص ۱۱۲)

۸۳۔ وَنُزِّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ

لِلْمُؤْمِنِينَ ، وَلَا يَزِيدُ الْظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿۸۳﴾

مَا هُوَ شِفَاءٌ، میرا اعتقاد ہے کہ روحانی بیماریوں کے علاوہ ظاہری بیماریوں کی بھی شفاء کرتا ہے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

اور ہم قرآنی سے مومنوں کیلئے شفاء اور رحمت آمارتے ہیں اور ظالموں کو اس سے گھٹا نصیب ہوتا ہے۔  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۲)

۸۴۔ وَإِذَا آتَيْنَا عَلَىٰ نَاسٍ أَنَا نَسِيتَ آَعْرَضُوا وَنَا

بِجَانِبِهِ، وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَكُفِّرًا

اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اسی حال کی طرف ہوجاتا ہے۔ اور جب اُسکو دکھ پہنچتا ہے۔ ناامید ہوجاتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۲)

۸۵۔ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاٰعِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ

أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا

کہہ دے ہر ایک اپنی طرز پر عمل کرتا ہے۔ تہذا رب خوب جانتا ہے اس کو جو سیدھی راہ پر ہے  
(تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۱۲)

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاٰعِلَتِهِ ط، یہ آیت بہت مشکل ہے۔ میں نے اس کے سمجھنے میں بڑی محنت کی ہے۔ بہر حال شَاٰعِلَتِهِ کے معنی ہیں ”اپنے طریقے پر“ ہر شخص اپنے نزدیک کوئی بات سوچ لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں نے ایک نیک کام کیا یا نیک کام کا ارادہ کیا۔ اب اس نے جو اپنے طریقے یا خیال یا ارادہ پر کام کیا ہو۔ تم اُسے اپنے رب کے سامنے پیش کرو۔ یعنی خدا کے کلام کے آگے ہر صداقت لگانے کیلئے پیش کرو۔ کیونکہ وہ اَعْلَمُ اور اَهْدَىٰ سَبِيلًا ہے۔ اور پھر اس پر رائے زنی کرو کہ نیک ہے یا بد۔  
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۸۶، ۸۷۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ

أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

## شَيْئًا لَّنْذَهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَاعِيًا ۝

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ : يہ سوال یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کیا جب آپؐ ان کے بیت المدارس کے پاس سے گزرے۔ مگر یہ سورۃ مکتی ہے۔ اس لئے اعتراض کیا جاتا ہے کہ مدینہ کے یہود کے سوال کا جواب کیوں دیا یہ اعتراض قوی ہے۔ مگر کیا ممکن نہیں کہ یہود نے مکہ جانے والے لوگوں کی معرفت یہ سوال پوچھا ہو۔ یہ جواب بر تقدیر تسلیم ہے کہ یہود نے سوال کیا۔ وہ یَسْأَلُونَكَ عام ہے۔ سوال کرنے والوں نے سوال کیا۔ یَسْأَلُونَ سے ہی اس کے فاعل کا پتہ لگ سکتا ہے جیسے اَعِدُّوا لَهُمْ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (مائہ: ۹) میں ہُو کے مرجع کا۔ یہ امر نحو کے قاعدہ کے مطابق ہے۔ کہ فعل کے مشتق سے اس کا فاعل نکال لیتے ہیں۔ پس یَسْأَلُونَ کے سائل عام سائل ہیں۔ پوچھتے ہیں رُوح سے۔ رُوح کیا چیز ہے۔ اس کا جواب خود قرآنی کریم کی ہی دوسری آیات سے کھلے گا۔ اس زمانہ میں رُوح کا لفظ مشتبہ سا ہو گیا۔ بعض نے رُوح سے مراد ”سول“ (SOUL) سمجھا۔ جس سے آدمی کی زندگی وابستہ ہے۔ مگر اگر یہ مراد ہوتی تو ایسا کثرت جواب خالق الارواح کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اسلام کے ادنیٰ خادموں میں سے اور شیخ زین عابدینؑ امام غزالیؒ نے بھی حقیقت رُوح انسانی پر مبسوط مضمون لکھا ہے پس دراصل رُوح کلام الہی کو کہتے ہیں۔ پھر کلام الہی کے پہنچانے والے نبی کو۔ اور کلام الہی کے لانے والے ملک کو بھی کہتے ہیں۔ دیکھو سورۃ نمل پارہ ۱۴۔

۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ  
إِنَّ أَنْذَرُونَ إِلَّا أَنْفًا فَاتَّقُونِ (النمل: ۳)  
اس کے صاف معنی ہیں کہ ملائکہ اللہ کے حکم سے جس پر چاہتے ہیں کلام لا اِلهَ اِلَّا اَنَا نازل کرتے ہیں۔

۲۔ سورۃ مومن پارہ ۲۴۔ رَفِيعَةُ الدَّرَجَاتِ ذَوُ الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ  
أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ (مومن: ۱۶) یہاں بھی رُوح  
سے مراد کلام الہی ہے۔

۳۔ پھر سورۃ الشوریٰ پارہ ۲۵ میں۔ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا  
(الشوریٰ: ۵۳) یہاں بھی رُوح سے مراد کلام الہی ہے۔



حضرت مسیحؑ کے حق میں اَيَّدْتَهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (بقرہ: ۸۸) جو آیا ہے۔ اس سے مراد بھی صریحاً کلام الہی ہی ہے۔ ایک اور دلیل اس بات کی کہ یہاں رُوح سے مراد کلام الہی ہے۔ یہ ہے کہ اس سے پہلے تین آیت قرآن مجید کا ذکر ہے۔ کہ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ (نمل: ۸۳) فرمایا اور پھر اس کے بعد بھی قُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ فِي الْقُرْآنِ مجید کا ذکر ہے جس صاف کھل گیا۔ یہاں رُوح سے مراد کلام الہی ہی ہے۔ پھر دیکھو اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِمَّا يَنْفَخُ فِي السُّنْبُوتِ مَا يَسْمَعُونَ (شعرا: ۱۰۱) کہ تم بڑے ہی بے وقوف ہو کہ کیا تم کلام الہی قرآن اور دوسرے کلاموں میں جن میں احادیث رسولؐ بھی شامل ہیں۔ بین فرق نہیں پاتے۔ یہ بہت ہی بے ادبی کا کلمہ ہے کہ صحابہ کو بے علم کہا جاوے۔ گو کہنے والا علامہ کہا جاوے کہ تم رُوح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ عام تفاسیر میں یہ بات نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدیع القایان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

عَنِ الرَّوحِ ۱۔ کلام پاک (قرآن) کے بارے میں۔

مِنْ أَمْرِ رَبِّي ۱۔ یہ خدا کے حکم سے آیا ہے۔ (تشیخ لادمان جلد ۹ ص ۳۶۳، ص ۳۶۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ مفسر ہونے پر اہل کتاب نے چند سوال کئے۔ ایک رُوح کے متعلق کیونکہ قدیم رُوح کا ایک جہان قائل تھا اور اس عقائد نے رُوح کے غیر مخلوق ماننے میں پھنسا رکھا تھا اسی واسطے یہود نے اور لنگے ساتھ اند لوگوں نے پوچھا۔ رُوح کی نسبت فرمائیے۔ جیسے قرآن میں ہے یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرَّوحِ پھر ان کے جواب میں حکم ہوا قُلِ الرَّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي تو کہہ کہ رُوح میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔ یعنی مخلوق ہے قدیم نہیں۔ اور لوگوں کو بتایا کہ اگر رُوح پہلے سے موجود ہوتی تو اسے علم بھی ہوتا۔ لاکھ دیکھتے ہو۔

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا (النمل: ۱۹)

(فصل الخطاب حصہ اول ص ۱۷۳)

حیات دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اور دنیوی اور دوسری روحانی اور اخروی۔ پہلی قسم کی حیات حاصل کرنے کے سامان اگر جڑھ پدارتھ میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں تو دوسری قسم کی حیات کے اسباب بھی چھتین و ستو میں ضرور رکھے ہیں۔ قرآن میں دونوں محاوروں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو! اول جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَا أَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

(البقرہ: ۱۶۵)

۲۔ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ وَالنَّخْلَ بَسَقَتِ أَعْيُنُهُمْ لِقَابِهِ (ق ۱۱۰)

۳۔ رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلَدَةً مَيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (ق ۱۲)

اور روحانی زندگی۔ و حرم اوقت حیات۔ ایمانی حیات اور و حرم جیون کے بارے میں فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الأنفال: ۲۵)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِمَّنْ ذَكَرُوا يُشْرِكُوا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّاهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (نمل: ۹۸)

جیسے جسمانی زندگی کے واسطے جسمانی روح کی ضرورت ہے ویسے ہی ایمانی زندگی کے واسطے کسی ایمان سکھانے والی بلکہ ایمان دینے والی روح کی ضرورت ہے۔ اسی ایمان دینے والی روح کا تذکرہ اس آیت شریف میں ہے۔

اصل یہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنی سمجھنے میں اکثر لوگوں نے غور نہ کیا ہے۔ میں ماقبل اور مابعد کی آیات بھی نقل کرتا ہوں۔ اور کلام الہی کی واقعی تفسیر خود کلام الہی کی راہنمائی سے کرتا ہوں۔ امید ہے کہ راستی کے مجھ کے اور پیار سے حظ دانی اٹھائیں گے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا.

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأْيَ جَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَؤُسًا. قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا. وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ. قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا. وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَحْيًا. إِلَّا رَحْمَةً مِن رَّبِّكَ. إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا.

قُلْ لَّيِّنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا.

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَآلِیْ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا عَفُورًا.

اب اس امر کے اثبات کیلئے کہ روح سے مراد وہی کلام الہی ہے جس سے ایمان مردہ لوگ حیات ابدی پاتے ہیں۔ اور جو ہم نے مراد و معنی لئے ہیں۔ وہی حق اور منشاء فرقانِ مہمید کے مطابق ہے۔ خود قرآن کریم سے مؤید آیات نقل کرتے ہیں۔ اور اس معاملہ کو واضح کرتے ہیں۔ سنو!

وَكَذَلِكَ أَوحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَئِن جَعَلْنَاهُ نُورًا لَّنَهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (الشوری، ۵۳) اَللّٰهُ لَا تَسْتَغْلُوْهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ یُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِنَّ أَنْذَرُوْا أَنَّهٗ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُوْنَ (النمل، ۲۰۲) رَفِیْعَةُ الدَّرَجَتِ۔ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن یَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لَیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ (مومن، ۱۶) لَا تَجِدُ قَوْمًا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ یُوْذُوْنَ مَن حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَّ لَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَاؤُهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتُهُمْ اُولَئِکَ کَتَبَ فِی قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ فَاِذْ خَلَّهُمْ خُجَّتْ (مجادلہ، ۲۳)

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الہی ہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتی اور مردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ قرآن نے انبیاء اور طاغیہ کو بھی روح فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کا باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

إِنَّمَا الْحَسْبُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَامَا اِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ (النساء، ۱۷۲) وَاتَّيْنَا عِيسٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَلَمَّسْنَا وَاٰیٰتِنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ (البقرہ، ۸۸)

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ روح کی حقیقت کو قرآن نے کیسے بیان کیا ہے۔ یہ مجاہدہ روح کی نسبت اگرچہ میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے۔ اور آفتاب کے سامنے ستارہ کی حاجت نہیں مگر مزید تذکرہ کے واسطے کتب سابقہ سے بھی بیان کرتا ہوں۔

”پھر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے نکلتی آوے تو وہ میرے گواہی دیگا“ (یوحنا ۱۶ باب ۱۳)۔ ”لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آوے تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتا دیگی“ (یوحنا ۱۶ آیت ۱۳)۔ ”اس لئے تم سے کہتا ہوں لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا“ (متی ۱۲ باب ۳)

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اس قدر ہے کہ عند الشرائع یہی حقیقی معنی ہیں۔ مگر میں اس قصہ میں زیادہ طوالت لا حاصل جاتا ہوں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ : میں اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہ سوال عیسائیوں اور یہودیوں نے کیوں کیا؟ تو وجہ ظاہر ہے۔ یوحنا کی انجیل میں..... اس رُوح کی آمد کی خبر تھی۔ اور بہت لوگوں کو خیل تھا۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ قرآن کریم جسے تو نے بار بار رُوح کہا ہے کس کی تصنیف ہے۔ تو خود قرآن کریم نے اسکا یوں جواب دیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا امر اور اس کا حکم اور اس کا کلام ہے۔ اور جو کہا وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ اس کے مخاطب وہی سائل ہیں جن کو بہت ادلہ سے ثابت کر دیا گیا تھا کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

رُوح کی نسبت یہود کا سوال ہے۔ یا عیسائیوں یا دونوں کا یا مان لیتے ہیں کسی ایسے دیانندیوں کے ہم خیال کا سوال ہے جو انسانی رُوح کے غیر مخلوق۔ قدیم۔ انا دی ہونے کا معتقد تھا۔ کسی کا سوال ہو۔ کسی طرح کا سوال ہو۔ ایسا وسیع جواب قرآن کریم نے دیا ہے کہ سب کو حاوی ہے۔ اور جواب دہندہ کی بے علی یا قلت علم کا یہاں ذکر نہیں۔ بلکہ مخاطبین کی بے علی کا ذکر ہے جو باوجود واضح اور حجت مانے قاطعہ کے تسلیم حکمانا پسند نہ کرتے تھے۔ (تصدیق براہین احمدیہ ص ۱۵۵ تا ۱۵۸)

رُوح کو کتب مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے بہت معنوں پر استعمال کیا ہے۔ اول۔ رُوح کلام الہی کا نام ہے۔ اور اس لئے کلام الہی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہیں۔ اگر اس متعارف رُوح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس رُوح (کلام الہی) سے جاودانی حیات۔ ابدی نجات نیو لائف۔ دھرم جیوں کو ان لے سکتے ہیں۔ اگر اس رُوح سے چند روزہ جسمانی خوشیوں کو لے سکتے ہیں تو اس رُوح سے ابدی سرور۔ مہاشند۔ ابدی آرام پاسکتے ہیں۔ ان معنی کی رُوح سے رُوح مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اس لئے کہ رُوح کلام الہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مکمل۔ جب الی معنی کے لحاظ سے رُوح خدا کی صفت بھری اور مخلوق نہ ہوئی اس کیلئے کسی مصالحت کی ضرورت بھی۔ بجز ذات الہی کے نہ رہی۔ قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو!

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُفْعًا مِّنْ اَمْرِنَا - (الشوریٰ: ۵۳)

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ اَمْرِهِ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ (النحل: ۲)

دوم: رُوح ملائکہ اور انبیاء کو کہتا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مختلف اوقات میں مختلف عناصر سے پیدا ہوئے ہیں اور مختلف مصالحوں سے بنے۔ ان معنی کا ثبوت قرآن کریم سے سنئے



وَأَتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَاتِ وَإِنَّا لَهُ بِرُوحٍ الْقُدُسِ (البقرة: ۸۸)  
 إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى  
 مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ (النساء: ۱۷۲)

سوّم رُوحِ جبرانی جس کا نفع انسانی جسم میں اُورِفہ اور شراٹمیں کی تجویف ہو جانے کے بعد  
 ہوتا ہے جس کا اشارہ فَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِي میں ہے۔

اگر اس کی بابت پوچھتے ہو کہ مٹی کہاں سے آئی؟ تو ہم نہایت جرات سے بلا متنبذ جواب  
 دیتے ہیں۔ مٹی سرب شکستیاں (قادر مطلق)۔ باختیار و قادی کی ایجادی طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا۔  
 رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہیں۔ اس تذکرہ سے کس قوم پر تعریف کرتے ہو۔ اسلامیوں میں  
 تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود بالذات۔ کوئی غیر مخلوق۔ اور فاعل مستقل نہیں۔ رب  
 النوع کے معتقد اسلامیوں میں مُشرک کہلاتے ہیں۔ اور شرک کے حق میں قرآنی فتویٰ یہ ہے۔ اِنَّ  
 الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان: ۱۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ (النساء: ۴۹)  
 (تصدیق برائین احمدیہ ص ۲۱۳، ۲۱۴)

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ - قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ. وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ  
 إِلَّا قَلِيْلًا. وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا  
 وَكِيلًا۔

یعنی یہ لوگ پوچھتے ہیں کہ رُوح کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ ان کو جواب دے کہ رُوح میرے  
 رب کے امر سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی وہ ایک رازِ قدس ہے۔ اور تم لوگ رُوح کے بارے میں کچھ علم  
 نہیں رکھتے مگر محوڑا یعنی صرف اس قدر کہ تم رُوح کو پیدا ہوتے دیکھ سکتے ہو اس سے زیادہ نہیں۔  
 اور انسانی رُوح کے پیدا ہونے کیلئے دونوں نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار  
 ہو جاتا ہے۔ تو جیسے چنداویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے کہ جوانِ صفا  
 میں فردِ فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس قالب میں جو خون اور دو نطفوں کا مجموعہ ہے ایک خاص  
 جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفورس کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جب تجلی الہی کی ہوا کُن کے امر کے  
 ساتھ اس پر چلتی ہے تو ایک دفعہ وہ افر و غصہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے  
 تب وہ جنینِ زندہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی اُو ذمہ پیر جو جنین کے اندر تجلی رتی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی  
 کا نام رُوح ہے۔ (یاد رہے) گو رُوح کا فاسفورس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ مگر



وہ روحانی آگ جس کا نام نور ہے۔ وہ بجز نسیمِ آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سچا علم ہے جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے۔  
(تشمیذ الافان جلد ۶ ص ۲۴۳)

۸۹۔ قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی

اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ

وَلَوْ كَانُ بِغَضُ مُرَبِّعِضٍ ظٰهِيْرًا ﴿۸۹﴾

قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ، اس بات پر بہت مباحثہ ہوا ہے کہ مثل کس بات میں ہو؟ میرے خیال میں مثل کوئی قید نہیں۔ جس بات میں پاہیں مقابلہ کر لیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ آیات مغربیات جو پیش کریگا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہلک کر دے گا۔ اگر وہ ان کو منجانب اللہ بتائے۔  
(ضمیمہ اخبار بدینہ قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۰ تا ۹۴۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی تَنْجِرَ

لَنَکُمْ اِلَآءِیْ یُّثْبِتُوْا عَلَیْکُمْ ﴿۹۰﴾ وَتَکُوْنَ لَکَ جَنَّةٌ مِّنْ

نَّجْوٰی دَعْنِیْ فَتَنْجِرَ اِلَآ نَهْرٍ خِلَآءَکَ تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾

اَوْ تَسْقُطَ السَّمَآءُ کَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا عِصْفًا اَوْ

تَاْتِیْ بِاٰیٰتٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَعْکُوْنَ لَکَ

بَیْتُ مِّنْ ذُّخْرِیْ اَوْ تَرْفِیْ فِی السَّمَآءِ ۚ وَلَنْ

نُّؤْمِنَ بِرُقِیَّتِکَ حَتّٰی تُنْزِلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ ۚ

قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَآ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ، یہ سب نو نشان ہیں۔ اہد سب توہیات و قرآن مجید کی بناء پر ہیں۔

اور سب اپنے اپنے موقع پر دکھائے گئے مگر اس رنگ میں جو بشر رسول کے مناسب تھے۔  
(تشیذ الاذیان جلد ۸، ص ۹۷۴)

حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا : آہ ۔ نو چیزیں انہوں نے مانگی ہیں۔ بد قسمتی سے لوگوں نے سمجھا ہے کہ یہ باتیں پوری نہیں ہوں گی۔ اس لئے طرح طرح کی بدگمانیاں کی ہیں۔ ذرا بھگتہ کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ باتیں بطور سوال صحیح پیش ہوئیں۔ پارہ اول میں ہے اِنَّ لَكُمْ جَنَّاتٍ (بقرہ: ۲۶) یعنی مومن کیلئے جنت ہوں گی۔ جس میں کھجور، انگور سب آگئے۔ اسی میں آیہ ہے تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (بقرہ: ۲۶) پھر خدا نے ہی فرمایا هَلْ يَنْظُرُونَ اَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ (البقرہ: ۳۱) پھر ایک جگہ فرمایا ہے۔ مُتَعَبِّثِينَ عَلَى فُوشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ (الرحمن: ۵۵) پھر فرمایا قَصِدَتْ الطَّرِيفُ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ (الرحمن: ۵۶) اور فرمایا فِيهِمْ خَيْرَاتٌ حَسَنٌ (الرحمن: ۵۷) پھر سورۃ واقعہ میں اشارہ کیا۔ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ (آیت: ۱۸) غرض جب قرآن مجید میں ایسے ایسے تمام دعوے تھے۔ تو پھر اگر انہوں نے ایسا مطالبہ کیا۔ تو کیا بے جا کیا۔ جواب دیکھو کیسا صحیح ہے کہ اے نبی کہہ دے۔ میرا رب پاک ہے۔ اس نے جھوٹے دعوے نہیں کئے۔ ضرور ایسا ہوگا۔ مگر میں بشر رسول ہوں۔ چنانچہ جب صحابہؓ نے عراق، عجم، شام۔ عدک فتح کیا تو صحابہؓ کے قبضہ میں بادشاہوں کے گھر آئے۔ انکی بیٹیاں بھی نکاح میں آگئیں۔ گھر بھی سونے چاندی کے تھے امانت بھی تھے۔ بلکہ مدینہ مکہ میں نہریں آئیں۔ خدا کا ان پر عذاب بھی آیا۔ ملائکہ بھی نصرت کرتے آپ کو معراج بھی ہوا۔ قرآن ایسی کتاب بھی ملی۔ غرض سب کچھ ہوا۔ مگر یہ سب کچھ پورا ہوا۔ اسی طرح جس طرح بشر رسولوں کی پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بد قادیان ۳، مارچ ۱۹۱۰ء)

کفار نے یہ اقتراحی معجزات طلب نہیں کئے بلکہ انہوں نے ان کا مطالبہ قرآن مجید اور کتب سابقہ کی بناء پر اپنے فہم کے مطابق کیا۔ چنانچہ ان کے اس مطالبہ میں آیات الرحمة بھی ہیں۔ آیات العضب بھی اور آیات مشترکہ بھی۔

آیات الرحمة تو یہ ہیں : ۱۔ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کر دو۔ ۲۔ تمہارے پاس کوئی باغ

کھجور اور انگور کا ہو جائے۔

آیات العضب ۱۔ آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر دو ۲۔ اللہ اور فرشتوں کو

سامنے لاؤ۔

آیات مشترکہ ۱۔ تو آسمان پر چڑھ جائے۔ ۲۔ اور ہم پر تو کتب نازل کرے۔

۳۔ جسے ہم پڑھ لیں۔

یہ نوشتہ ہیں جو ان لوگوں نے طلب کئے۔

۱۔ چشمے اور باغ اور سونے کے گھر تو ان آیات کی بناء پر طلب کئے۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِیَّةِ۔

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتٌ عَدْنٌ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِیْنَ

فِیْهَا اَبَدًا (البقرہ: ۸-۹)

ب۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرٰی مِنْ

تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ۔ (البقرہ: ۳۵)

یعنی ہم مومن بنتے ہیں۔ آپ وہ باغ اور چشمے اور نہریں دکھائیے اور دلائیے جس کا وعدہ

دیا جاتا ہے۔

ج۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ ظِلِّ وَاَعْیُوبٍ ۙ وَفَوَٰكِهِمْ مَّعٰیشتُهُمْ ۙ (المرسلات: ۴۲-۴۳)

یعنی جب عالم متقیوں کے ساتھ سایوں اور چشموں کا وعدہ ہے تو آپ تو امام المتقین ہونے کا دعویٰ

ہے۔ آپ اپنا ایک ہی چشمہ دکھائیے۔

د۔ پھر خدا تعالیٰ آپ کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔ وَفَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی (القصص: ۹)

اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرع: ۵) پس ضرور ہے کہ اظہارِ غنا اور رفیع ذکر کم از کم کسی

سومنے کے گھر ہی سے ہو۔

هـ۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنَّتٌ تَجْرٰی مِنْ

تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَیَجْعَلُ لَكَ قَصْرًا (الفرقان: ۱۱)

۲۔ اور آسمان کا لکڑے ہو کر گنا اس آیت کی بناء پر۔

۱۔ وَ اِنْ یَّدْرِءَا حِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا یَقُولُوْا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ فَذَرْهُمْ

حَتّٰی یُلَاقُوا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَ (الطور: ۴۵-۴۶)

ب۔ اِنْ لِّسَانٍ خَسِیْفٍ بِهِمَّ الْاَرْضِ اَوْ لُسِیْقٌ عَلَیْهِمْ كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ

(سبا: ۱۰)

۳۔ اور اللہ کے فرشتوں کا آنا اس آیت کی بناء پر۔

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (العنبر، ۲۳) وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ  
مَحِيطٌ (البروہ، ۲۱) فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ (العلق، ۱۸-۱۹)  
کلا اور قبیلاً یعنی شہادت کیلئے یہ آیت ہے۔ وَالْمَلٰئِکَةُ لَیْشْهَدُوْنَ وَکَفٰی  
بِاللّٰهِ شَهِیْدًا۔ (النمل، ۲۸)

۴۔ اور آسمان پر جانے کا مطالبہ اس آیت کی بناء پر کیا۔

۱۔ وَرَبُّكَ الْأَعْلَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (العلق، ۴)  
ضرور ہے کہ آپ کے پاس جائیں۔ اور کتاب اُتارنے کا اس آیت کی بناء پر رَسُولُ بِنِ اللّٰهِ یَسْتَلُوْا صُحُفًا  
مُّطَهَّرَةً فِیْهَا کُتُبٌ قَیْمَةٌ (البیئہ، ۳-۴) اور ہم پڑھ لیں کا مطالبہ اس آیت کی بناء پر  
تھا۔ قَدْ اَنَا عِنْدَ رَبِّیْ تَلْکُمُ تَعْبٰوْنَ (نور، ۵) اور قوله تعالیٰ اِقْرَءْ عِبَادَکَ (بنی اسرائیل، ۵)  
کفار نے اغواء یہود سے یہ مطالبہ کئے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو  
مثیل موسیٰ فرمایا تھا۔ اور موسیٰ کیلئے جو کچھ تورات میں آیا یا آنے والے نبی کی نسبت جو پیش گوئیاں تھیں  
وہ آپ کی ذات میں پوری ہونی چاہیے۔

چنانچہ استثناء ۸ آیت ۸ میں ہے کیونکہ خداوند تبارک و تعالیٰ تجھے ایک نفس زمین میں داخل کرتا ہے ایسی  
زمین جہاں پانی کی نہریں اور چشمے اور جھیلیں جو دلوں میں سے اور پہاڑوں سے نکلتی ہیں اور ایسی زمین  
جہاں گیہوں اور جو اور انجیر اور انار ہوتے ہیں۔ ایسی زمین جہاں زیتون کا تیل اور شہد ہوتا۔ اور مکاشفہ  
باب، آیت ۹ میں ہے۔ اور خرما کی ڈالیاں اٹھوں میں لئے اس تخت کے آگے اور برے کے حضور  
کھڑی ہیں۔ پس ان آیات کی بناء پر چشمے اور باغات کا مطالبہ کیا اور خروج کے باب ۲۵ میں موسیٰ کے  
لئے بہت سے نذرانوں کا ذکر ہے۔ جس میں آیت ۱۱-۱۲ میں سونے کا بھی ذکر ہے جس کی بناء پر انہوں  
نے بیت زخرف کا مطالبہ کیا۔

اور خروج باب ۱۹ میں ذکر ہے کہ خدا نے فرمایا۔ دیکھو میں اندھیری بدلی میں تجھ پر اس آتا ہوں۔  
..... اور جو کوئی پہاڑ کو چھوئے گا۔ البتہ جان سے مارا جائے گا۔ اور باب ۲۰ میں ہے۔ بادل گرے  
بجلیاں چکیں۔ قزائی کی آواز ہوئی۔ پہاڑ سے دھواں اُٹھا..... تب انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تو ہی  
ہم سے بول اور ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے کہیں ہم مرنے جائیں۔ اس بناء پر انہوں نے تَسْقِطُ  
السَّمَاءِ طلب کیا۔

اور باب ۱۹ آیت ۱۱ میں ذکر ہے کہ "اور تیسرے دن تیار ہیں کہ خداوند تیسرے دن سارے لوگوں

میں کوہ سینا پر اتر آئے گا۔ اس بناء پر انہوں نے تاقی باللہ کہا۔  
 اور خروج ۲۳ آیت ۱۰ میں ہے "دیکھ میں ایک فرشتہ تیرے آگے بھیجتا ہوں کہ راہ میں تیرا  
 نگہبان ہو اور تجھے اس جگہ جو میں نے تیار کی ہے لے آئے" اس بناء پر انہوں نے وَالْمَلِئِیَّةَ  
 قَبِیْلًا کہا۔

اور خروج کے باب ۱۹ آیت ۳ میں ہے "تب موسیٰ خدا پاس چڑھا اور خداوند نے اسے پہاڑ  
 سے بلوایا" اور باب ۲۰ آیت ۲۱ میں ہے "تب وہ لوگ دھڑی کھڑے رہے اور موسیٰ کال بدلی کے  
 جس میں خدا تھا نزدیک آگیا" اس لئے انہوں نے اَدْتَدَّتْ فِی السَّمَاءِ کہا کہ سماں پر چڑھ جائے  
 اور کتاب لے آئے۔

اور چونکہ خروج باب ۱۹ میں ۲ سے ۲ تک اس سماں پر چڑھنے کی حالت میں احکام لانے کا ذکر ہے  
 اس لئے چاہا کہ آپ بھی شیل موسیٰ ہونے کے مدعی ہیں۔ سماں پر چڑھ کر کتاب لائیں۔  
 تعجب ہے کہ پہلا حکم تو اہل کوہ تھا کہ "میرے حضور تیرے لئے دو سرخ اقدانہ ہو تو اپنے لئے کوئی  
 صحت یا کسی چیز کی صحت جو اوپر آسمان پر ہو یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے مت بنا" اسی کو  
 محمول گئے اور چھوڑ دیا اور ایسے مطالبے کئے جس سے وہ کچھ فائدہ نہ اٹھائیں۔  
 اب دیکھئے

۱۔ کہ موسیٰ تو اپنی قوم کو وہ کی زمین نہ پہنچا سکے اور انکی قوم کو بجائے چشنے اور نہروں کے  
 ایک جنگل میں ۴۰ سال خراب ہونا پڑا۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم اس زمین میں پہنچی جس میں  
 چشنے اور اہلاد اور باغات تھے۔

کیا وہ جنات عدل نہیں جہ میں یہ محمول اور سچول بہتے ہیں۔ وجہ اور فرات ہیں۔ نیل ہے۔ بنی  
 اسرائیل کی اراضی کی اہل سرزمینوں کے سامنے کیا حقیقت ہے جہ میں امت محمدیہ پہنچی۔  
 ۲۔ کیا اللہ نے اپنے رسول کی حفاظت نہ فرمائی۔ ٹھیک اس وقت جب آپ مکہ سے نکلے۔ کیا  
 آپ کو مدینہ میں نہ پہنچایا۔

۳۔ کیا فرشتے آپ کی نصرت کو نازل نہ ہوئے اور کیا مومنین کثیر میں آپ کے صدق کی شہادت  
 بند لہجہ ملائکہ نہ دی گئی۔ یہاں تک کہ عراق میں بشارم۔ مصر فتح ہو گئے جہ کو بنو اسرائیل نہ کر سکے کیا فرشتے  
 بد۔ جنہیں اور احزاب میں نازل نہ ہوئے۔

۴۔ کیا آپ کے اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ میں کتاب نہیں۔ جسے پڑھتے ہیں۔ کیا یہ کتاب



آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔

۵۔ کیا فلک کے جنت ہونے میں کچھ کلام ہے۔ اور کیا خیر اور طائفہ کے باقات آپ کے قبضہ میں نہ آئے۔ ہاں وہ بشر رسول تھا۔ اس لئے یہ آیات اسی سنت اور اندازے کے ماتحت دی گئیں جو رسولوں کے ساتھ ابتداء سے اس کا طریق چلا آیا ہے۔

خدا نے آپ پر یہاں تک فضل کیا کہ مکہ اور مدینہ میں بھی نہرا گئی جیسا کہ یسعیاہ ۴۱ میں ہے "میں ٹیلوں پر نہریں اور ولولوں میں چشمے کھولوں گا۔ میں صحرا کو تالاب اور سوکھی زمین کو پانی کی نہریں کروں گا۔ میں بیابانوں میں دیوار اور بول اور آس اور بلسان کے سخت اکاؤں گا " اور تمام وعدے پورے دیئے جو یسعیاہ ۴۲ و ۶۰ میں ہیں۔ (تشیذ الانان جلد ۲ ص ۳۹۹ تا ص ۴۰۴) جب کفار مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کا شاد کیا کہ یوں جواب دو۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَذَا كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا

تو کہہ میرا رب ایسے تاجائز سوالوں کا جواب اور ایسی لغو حکمت سے پاک ہے۔ کہ اپنی سنت کو توڑے۔ یہ اسکی مصلحت کے خلاف ہے۔ میں تو بشر رسول ہوں اور بشر رسول کا آسمان پر بحکم عصری جانا سنہی الہیہ کے خلاف ہے۔ (نور الدین طبع سوم ص ۹۸)

۹۶۔ قُلْ لَوْ كَانُ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَتَمَشَّوْنَ

مُطَمَّئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا

رَّسُولًا ﴿۹۶﴾

لَوْ كَانُ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ : اس سے ظاہر ہے کہ واعظ بھی اگر ہو تو اس قوم کے رسم و

رواج۔ عادات۔ حالات۔ زبان سے خوب واقف ہو۔

مُطَمَّئِنِّينَ : میں ایک مکتبہ ہے کہ کسی قوم میں خود تفرقہ۔ جنگ۔ فساد پڑتا ہو تو پھر ان کو کوئی کیا سمجھائے گا۔ اور وہ کیا سمجھیں گے؟ چنانچہ مکہ کی نسبت خود فرمایا "قَدْ يَتَمَشَّوْنَ اِمْنَةً مُطَمَّئِنَّةً" (نمل: ۱۱۳) عرب کی اصلاح کے لئے اسی وقت رسول مبعوث فرمایا۔ جب وہ اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسی اصول پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے۔ چنانچہ جب

کسی کو دیکھا کہ وہ اطمینان میں خلل انداز ہے۔ تو اس کو جلا وطن کر دیا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کہ خدا شرے برا نگیزد۔ خدا تعالیٰ کوئی شر نہیں اٹھاتا۔ آدمی خود ایسا کرتے ہیں۔

سوال۔ ہاروت مروت بنی اسرائیل کی طرف آئے۔ اس وقت وہ بنی اسرائیل غیر مطمئن تھے؟ جواب میں فرمایا دیکھو انگریز بڑے تجربہ کار ہیں۔ بیس برس کسی کو وائٹم الجبس رکھ کر اس سے مطمئن ہوتا ہے۔ پس بنی اسرائیل جب بابل میں قید ہو کر گئے تھے تو اس کے شر برس بعد ہاروت مروت کا نزول ہوا۔ اتنی مدت میں وہ یہود جو اصل مجرم تھے وہ بہت سیدھے ہو چکے تھے اور ان میں کسی قسم کا جوش و خروش باقی نہ رہا تھا۔ بلکہ ایک نئی نسل تھی۔

دوسرا سوال کہ ہاروت مروت ملک آدمیوں میں آئے! جواب میں فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ خود کرو جملات میں بھی ایک نہ ایک ایسا ہوتا ہے جو قریب بہ نباتات ہوتا ہے۔ جیسے مونگا (مروان) جو جملات میں سے ہے اسے بعض فلاسفر نباتات میں سے کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں تو جملات میں سے مگر قریب بہ نباتات ہے۔ اسی طرح حیوانات میں مراتب ہیں۔ مثلاً بندہ و انسان کے درمیان کا مرتبہ کہ وہ نہ حیوان ہے نہ انسان۔ چنانچہ ذلیل ترین کو کالاً نعام بِلْ هَذَا أَضَلَّ (اعراف: ۱۸۰) فرمایا اسی طرح جو آخری درجہ انسانوں کا ہے۔ وہ ملائک سے بہت ہی قریبی تعلقات رکھتا ہے۔ انبیاء جو ہوتے ہیں وہ کسی ملکیت کے رنگ میں آجاتے ہیں اور کسی انسانیت کے رنگ میں۔

مگر یہاں تو کل قوم کا ذکر ہے۔ کہ تمام قوم ملائکہ ہو۔ پھر ملک رسول آوے گا چونکہ ایک خاص شخص نبی ہی ملائکہ سے بہت قریب ہوتا ہے۔ اس لئے اسی پر ملک کا نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے یَعْلَمُونَ النَّاسَ (بقرہ: ۱۰۳) فرمایا۔ شنیہ کا صیغہ نہیں فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۷۔ قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ لَا إِلٰهَ

كَانَ يَعْبادُهُ خَيْرًا أَبْصِيرًا ﴿۹۷﴾

کفی باللہ شہیداً: خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت میری صداقت کا فیصلہ کریگی۔ چنانچہ آخر آپ کی امت مظفر و منصور ہوگی۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ ہی حق پر تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدیع قلیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۹۸۔ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ، وَمَنْ يُضِلِّ  
فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ، وَنَحْشُرُهُمْ  
يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ دُجُومِهِمْ عُمِّيًّا ۚ بُعْمًا  
صُمًّا، مَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ، كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ

سَجِيرًا ﴿۹۸﴾

وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ : فرماتا ہے کہ بے شک تیری قوم میں کچھ آدمی تصنیف کرتے ہیں اور اپنی طرف سے ہادی بنتے ہیں۔ مگر ہدایت اصل وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ اسی واسطے میں برہمہ سماج سے بہت خطرہ میں رہتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمام انبیاء کو منقری اور دروغ مصلحت آمیز کا پیرو سمجھتے ہیں۔ اور ہدایت کی کتابیں خود وضع کرتے ہیں۔ جو مفید اور بابرکت نہیں ہو سکتیں بہت سے لوگ تنہائی میں رہتے ہیں۔ ریاضتیں کرتے ہیں۔ مجاہدے میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ اور ثمرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ مگر سچی اور بااثر راہ و مشربکات وہی راہ ہے جو خدا سمجھائے۔

عُمِّيًّا ۚ بُعْمًا ۚ صُمًّا : اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف میں ۱۔ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ (کہف، ۵۴) ۲۔ يه دَعَا هُنَالِكَ ثُبُورًا (فرقان، ۱۳) ۳۔ سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا (ملک، ۸) بھی آیا ہے۔ جس سے وفد خیوں کا دیکھنا۔ بولنا۔ سُننا ثابت ہے جعفرت ابی عباس نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ لَا يَسْمَعُونَ مَا يَسْرَهُمْ ۲۔ لَا يَنْطِقُونَ بِحُجَّتِهِمْ ۳۔ لَا يَذَوْنَ مَا يَسْرَهُمْ یعنی ایسی چیز نہ سنیں گے یا نہ دیکھیں گے جو ان کو خوشی کرے اور نہ کوئی اپنی دلیل دے سکیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدیع قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۲۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

فَسَلَّ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ

فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يُمُوسَىٰ مَسْحُورًا ﴿۱۰۲﴾

تِسْعَ آيَاتٍ : ان نو نشانوں کے بیان میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ نو

احکام دئے۔ بعض کہتے ہیں کہ نو نشان تھے۔ دونوں قسم کے نشان بیان کرتا ہوں ۱۔ عصا ۲۔ پید بیضا ۳۔ طوفان ۴۔ مٹی دل ۵۔ چھڑیاں ۶۔ مینڈکیاں ۷۔ خون کا مرض ۸۔ قحط پڑا ۹۔ پلوٹھے مر گئے احکام یہ ہیں۔ ۱۔ شرک نہ کرو ۲۔ چوری نہ کرو ۳۔ زنا نہ کرو ۴۔ بے وجہ قتل نہ کرو ۵۔ کسی نیک عورت کو تہمت مت دو ۶۔ جنگ میں مت بھاگو ۷۔ مَشْبُورًا ۸۔ محبوس ۹۔ ملعون ۱۰۔ چونکہ حضرت موسیٰ کو نرمی سے کلام کرنے کا ارشاد تھا۔ اس لئے بھی شاید فرعون کو محبوس کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف بھی ایک موسیٰ (حضرت سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) تسخیرِ ایت کے ساتھ بھیجا۔ پس جو ان کے خلاف کرتا ہے وہ بھی فرعون کی طرح مشور یعنی رسومات اور عادات میں محبوس ہے۔ شرک مت کرو۔ ناجائز روپیہ نہ کھاؤ۔ نہ ناجائز طور پر خرچ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ کسی کو دکھ نہ دو۔ قتل نہ کرو۔ اکثر باری سے نہ چلو۔ کسی کو بے جا گالی مت دو۔ مقابلہ کے وقت مت بھاگو بیاج نہ کھاؤ۔..... غضب۔ رسوم عادات کی پابندی چھوڑ دو۔ حرص میں نہ بڑھو غفلت نہ کرو۔ علم حاصل کرو تو اس پر عمل بھی کرو۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ آئندہ آنے والی قومیں تمہارا نمونہ پکڑیں گی۔ پس تمہارا فرض نازک ہے۔

(بدر ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء ص ۳)

۱۰۵۔ وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ اشْكُونَا  
الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ  
لَفِيفًا ۝

لَفِيفًا، سب کو ایک جگہ اکٹھا کر لیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۰۶۔ وَيَا حَقِّ أَنْزَلْنَاهُ دِيَارَ حَقِّ نَزَلَ، وَمَا

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، یعنی جس طرح فرعونوں کا معاملہ تھا۔ اسی طرح اے نبی آپ کا اور آپ کے دشمنوں کا ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

۱۱۰۔ وَيَخْرُونَ لَإِذْ قَانَ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ

خُشُوعًا ۝

يَزِيدُهُمْ خُشُوعًا : تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً (ختم نمبر ۳۹)۔ یعنی زمین میں ہلہلانا۔ سبزی کا رنگ دکھانا وغیرہ کچھ نہ ہوتا اور وہ مینے سے فیض حاصل کرنے کیلئے تیار ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان خشوع کرنے والا ہے۔ جو آسمانی فیض حاصل کرنے کا محتاج ہو اور اس کیلئے تیار ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

وہ روتے ہوئے ٹھوڑی کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کو فروتنی میں ترقی ملتی ہے۔

(الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۹)

۱۱۱۔ قُلْ اَدْعُوا اللَّهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ ۚ اَيُّمَا

تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ۚ وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيْلًا ۝

اَدْعُوا اللَّهَ : اللہ کے لفظ سے دعا کرو یا رحمن کے لفظ سے۔

بِصَلَاتِكَ : صلوٰۃ کے معنی دعا کے بھی آئے ہیں۔ تہجد کی نماز بھی مراد ہو سکتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)



---

# انڈیکس

۳	انڈیکس مضامین
۱۷	اسماء
۲۷	مقامات
۳۱	حل اللغات

---

# انڈیکس مضامین

۱	آخرت	مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے افراس و تفراس	جماعت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی
ایمان کی بڑی بات اللہ تعالیٰ پر ایمان اور مفتوحہ آخرت پر	خود آپ کے بیان سے معلوم کرنے ضروری ہیں	ایکے کا بند	۵۰۲
ایمان	۳۱۴	مرکز میں نہ گرنے کی ہدایت	۳۱۴
اللہ تعالیٰ کے بعد آخرت پر ایمان رکھنے کی حکمت	اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تہذیب و امام کے ساتھ	علوم ہدیہ کے حصول کیلئے ہر جماعت اپنے	۳۱۴
۱۳۲	ہیں تہذیبی غفلتوں سے معروضی توقف میں نہ پڑیں	کچھ لوگ مرکز میں بیٹھے	۳۱۴
ایمان بالآخرۃ کا نہ ہونا تمام خرابیوں کی وجہ ہے	۳۱۴	مرکز میں نہ آنے والوں کیلئے ایک بنیادی ہدایت	۵۱۸
آخرت پر ایمان ہو تو پھر انسان بدی کی برأت نہیں	قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بناؤ	احمدیوں کو قلم کا ہتھیار استعمال کرنے اور	۵۱۸
کر سکتا	قرآن مجید اور اسکی تفاسیر پڑھنے کے متعلق	علم مناظرہ سیکھنے کی تلقین	۵۱۸
۱۳۳	اس زمانہ کی سہولتوں کا ذکر	مسئلہ وفات مسیح کا اہمیت	۵۱۸
نہایت کیلئے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کافی نہیں	جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت	ادب	۵۱۸
۱۳۵	تم یوں سمجھو کہ دعاؤں کیلئے پیدا کیے گئے ہو	الطریقۃ کلھا آداب (مسیح موعود)	۳۱۴
آریم (نیز دیکھئے ہندومت)	احمدیوں کو دین کیلئے صمد اور دین پر عمل کرنے کی	قرآن مجید موعود کو ادب سکھانے	۳۱۴
اللہ تعالیٰ کی ازلیت کیساتھ روح، مانہ، نانا اور	نصیحت	اللہ تعالیٰ کا حضرت نور کو ادب سکھانا	۳۱۴
فضا کو شریک قرار دیتے ہیں	استغفار اور لا حول پڑھنے کے ساتھ سچی اتباع	بنی اسرائیل کی بے لوثی اور اسکا نتیجہ	۲۳۲
۸۹	کی تلقین	سوالیہ فرمولہ کے ادب کے نتیجہ میں ایمان	۲۳۲
توحید کا پرچار	تم بھی اس آیت (ثُمَّ جَعَلْنَاكَ مَظْلُومًا	کی توفیق	۳۱۵
چار کتابوں کے بیچ	بِیْئَاتٍ مِّنْ دُونِهَا) کے نیچے ہو۔ بدعتی سے بچو۔	آداب مہمان نوازی	۳۱۵
۸۸	انقلاب خدائے نہ کرو۔ علوم و دین سے واقفیت پیدا کرو	ادب	۳۱۵
دوسروں کی عیب پیمانی	۳۱۵	اسلام کی جامع تعلیم	۵۱۹
۱۴۵	اگر کوئی نہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے	پیدائش کے وقت کلام میں اذالہ دینے کی	۵۱۹
اسلام کے خلاف صفراء	تو جس مسجد میں تمہارا اختیار ہے اس میں نماز	سنت موکد	۵۱۹
۱۵۲	پڑھنے سے نہ روکو	ارتداد	۵۱۹
موسم کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا	نافع الناس وجود بنو اور دیگر نصائح	فقہ اہل لہو کے موقع پر حضرت ابو بکرؓ اور صحابہ	۵۱۹
مسلمانوں کو ملازمتوں سے نکلانے کی کوشش	۳۱۵	لا جواب	۱۸۸
۸۵	نصیحت کی قدر کرو	استقامت	۱۸۸
ابتلاء	اگر تم لوگ آپس میں لڑائی کرو تو اِنَّا لِلّٰہِ ہي	حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استقامت	۱۸۸
۲۹، ۲۳۸	پڑھنا چاہیے	کا حکم	۲۴۴
ابتلاء کی اقسام	۱۸۸	استغفار	۲۴۴
اجماع	میں نہیں معاہدہ (معاہدہ بیعت) پر قائم رہنے	معنی اور حقیقت	۲۴۳، ۲۴۳، ۲۴۳
تمام انبیاء کا توحید پر اجماع ہے	کی سخت تاکید کرتا ہوں	تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ	۲۴۳
۲۳۵	ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے	استغفار اور لا حول پڑھنے کی تلقین	۲۰۳
۲۳۵	کہ جو بھلی بات کہو گے مان لیں گے۔ ہم نے تمہیں	جب حاکم ظالم ہو تو استغفار کرو	۱۸۳
۲۳۵	کئی بھلی باتیں بتائیں اور پر عمل چلایے	استغفار کرنے والے کو عذاب الہی کا خطرہ نہیں	۲۱۹
۲۳۵	بیعت خلافت کو پورا نہ کرنے کا نتیجہ	۲۰۱	۲۰۱
۲۳۵	۵۴۳	۵۴۳	۵۴۳
۲۳۵	۵۴۳	۵۴۳	۵۴۳
۲۳۵	۵۴۳	۵۴۳	۵۴۳
۲۳۵	۵۴۳	۵۴۳	۵۴۳

۴۹۹	القلندر، القہار	اطاعت	۱۸۲	ہری صحبت کے اثرات کا مطالعہ ہے
	تعلق باللہ	شہد کی مکوں سے ملاقات امیر کا سنی	۲۰	کا لیمیٹوں کیلئے استفادہ کی ضرورت
۱۲۸	سب سے شہد اللہ کی ضمانت ہے	جس کو اللہ ہر روز تقسیم لے صاحب تقیم		اسلام
	اللہ تعالیٰ سے ہم کو شیطان کا حاصل	اور صاحب الہام کی اطاعت کرنی چاہیے		انجیل میں خدا کی بادشاہت آنے سے ملو اسلام ہے
۴۳۳	نہیں ہوئی	اعراف	۲۳۲	
۲۲۷	خدا کی توفیق کی علامت	صوفیاء کی تفسیر	۷	دیو اسلام کی تکمیل کا نام
۲۲۲	اللہ تعالیٰ کے مدظل	افتراء	۲۸۲	اسلام کی مدد کیلئے ہمیشہ فرشتے آتے رہے
۲۳۰	اپنی عظمت کے قیاس کیلئے کا قیوم	جو انفرادی کے ملک ہوتے ہیں وہ سرور ملک	۲۸۹	بند شمشیر کیلئے ہند
۷۹	ما اؤمل بفضل اللہ کی حرمت کی وجہ	ہوتے ہیں		اسلام مدینہ فطیہ میں اس طرح جمع ہو گا جس طرح
۱۵۱	اللہ اس وقت تفرغ چاہتا ہے	مفتی کی مجلس نہیں ہوا	۲۷۲	سانپ اپنے بلی میں (حدیث)
	الہام	افلاس		حضرت عمر اور علی کے قتل کے بعد اسلام کا
	الہام کے صدق کا ایک ثبوت ہے کہ اس	حکمی نظام کی ایک وجہ	۲۴۰	کوئی نقصان نہیں ہوا
۲۱۸	کے ساتھ ہر جہاں	اللہ تعالیٰ		اس زمانہ میں اسلام اور قرآن کریم کی زندگی
	عام آدمی کے اہلیت نبی کے الہام کے تحت	اللہ کے فضل کا ترجمہ کوئی زبان برداشت نہیں	۱۱۹	کیلئے مسئلہ وفات مسیح کی اہمیت
۲۰۲	ہوتے ہیں	کر سکتی	۲۵۲	اسلام کی روح رواں
	الہام	بستی باری تعالیٰ		تعریف
	اللہ کی تعریف اور بیعت اللہ میں ہی دیکھتے ہیں	اللہ تعالیٰ کی بستی کی دلیل	۲۲۲	اسلام کی تعریف
۲۸۵	امت محمدیہ	اللہ کی بستی پر ایمان بڑھانے والے ہیں	۲۵۳، ۷۹	ایک معنی میں سلامتی موجود ہے
	جس میں ہزار اولیاد اور بادشاہ ہوتے ہوئے مسیح موجود	انسانی فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور		اسلام نام ہے صدق دل سے مان لیتے کا نام
۲۸۰	خاتم القہار ہی کسی امت سے ہوا	فرد فرستاد و بیعت کیا گیا ہے جو ان کے	۲۵۱	جبر و اکراہ میں یہ بات ہرگز نہیں
	امید	کو خدا کے وجود کی طرف متوجہ کرتا ہے	۷۹	اسلام کا لفظ چاہتا ہے کہ کچھ کر کے دکھاؤ
	امید و ایمان میں کیلئے دلوں میں خدا کی پہنچنے	اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہیں		خصائص
۴۹۲	کے لئے	آسان ہو گئی ہیں	۲۱۳	یونینہ سل ریجین
	انتخاب	آنست پسند ہونے کی حقیقت	۲۷۵	جامع کائنات مذاہب مختلف
	ہر قسم کے انتخاب میں اہلیت نظر کرنی	اللہ پر ایمان لانے والے چار گروہ	۷۸	امیلاری خصائص
۲۰	چاہیے	خدا کا انکار شرک سے بھی بڑھ کر گنہگار ہے		اسلام نے خدا کی کوئی ایسی صفت بیان نہیں کی
	انجیل	صفت		جس کا پیک میں ذکر کرتے ہوئے شرم آئے
۲۲۲	خدا کی بادشاہت سے ملو اسلام ہے	اسلام نے اللہ کی کوئی ایسی صفت بیان	۲۵۰	اسلام میں کوئی خاص زبان یا لباس نہیں
۲۳۵	انصاف علیٰ غلطیہ و ظلم کے متعلق مشکوٰۃ	نہیں کی جس کا پیک میں ذکر باعث شرم ہو		تعلیم
۵۶۲	روح حق کے آنے کی پیش گوئی	مختلف صفات مختلف اوقات میں جلوہ گر		بلند اخلاقی تعلیم
۵۴۳	اصل انجیل کا کوئی پتہ نہیں	ہوتی ہیں	۱۵۰	اذہاں اسلام کی جامع تعلیم
۴۶	قدیم ترین انجیل کے بارے میں اختلاف	اللہ تعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے	۵۶۹	تعلیم کی سادگی
	اس میں معاشرتی اور تمدنی مسائل کا کوئی ذکر	مساوی ہو رہی نہیں سکتا	۲۰۲	اسلامی تعلیمات کو ہر زمانہ میں زندہ رکھنے کیلئے
۷۲	نہیں	تکبر اللہ کی صفت ہے		اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان
۵۴۱	ایمان طہر کی علامت	خالق حقیقی	۲۳۶	اسلامی تعلیمات
	”جوابات تو نے حکیموں کی نظر سے چھپائی وہ	قدرت نہائی	۲۷۸	نوبہ کے مسئلہ میں منفرد ہے
۱۷۲	بچوں کو دکھائی	خیر اللہ اذیقین	۲۷۸	غیر مسلموں سے رواداری کا سلوک رہا
	انسان	شکر	۸۷	اصحاب الصفا
	ان کے انصاف کا تعلق اس سے ہے	شدید انتقاد اور غمزدہ و ریم		اشغال و مقام
	ہدایت محض یا ضلالت محض پر ان کی	الواجہ القہار	۲۲۳	

۱۱۵	کا تہذیب سے پیدا ہونا
۳۳۸	معاذ اللہ کیلئے قرآن کریم کی ایک پیشگوئی
۳۶۱	مکہ آیات میں کھانک حاکم کی پیشگوئی
۱۵۸	اہل مکہ کے لئے ایک پیشگوئی
۵۰۰، ۳۲۲	فتح مکہ کی پیشگوئی
	خانہ کعبہ کو مشعل کی تزیینت میں دئے جانے
۲۶۲	کی پیشگوئی کا ہوا ہونا
۲۶	قرآن کریم کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں
	قرآن کریم کی ایک پیشگوئی کا ہجرت کے
۲۶۲	ایک سال بعد پورا ہونا
	کھانک کے متعلق ایک قرآنی پیشگوئی کا
۵۵۵	وقوع
۲۷۳	قرآن کریم میں نئی سوریوں کا ذکر
	بائبل کی پیشگوئیاں
	تورات اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
۵۲۸، ۳۲۹، ۳۳۲	وسلم کے متعلق پیشگوئیاں
	اپنے قبل کے بارہ میں موسیٰ علیہ السلام کی
۳۳۵	پیشگوئی
	زبور و لوط میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۵۳۶	کے متعلق پیشگوئیاں ہیں
	بائبل کی پیشگوئی کہ نبی موعود پر الہی کلام
۵۳۶	آہستہ آہستہ نازل ہوگا
	ماویل
۲۰۸	توبل کے معنی اور حقیقت
	تبلیغ
	تبلیغ دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
۱۱۵	عظیم جدوجہد
	باوجود سب بڑی مشکلات کے آنحضرت
۱۱۴	صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ فرماتے رہے
	حب کوئی حق کا شہنشاہ نہ ہو اس کو حق سننا
۳۹۵	مگر مؤثر طور پر
۱۱۴	تبلیغ کرو مگر کسی کے درد کو گالی نہ دو
	رسول کے ثواب کو بہت سی زبانیں سیکھنے
۲۳۲	کی ضرورت
	ترک
	اِنَّكَ كَاثِرٌ بِكَ مَا تَدَّ كُوْنُكَ صِدْقٌ
۵۲۵، ۲۹۰	تصوف
۲۳۲	تصوف کا مقام اور حقیقت

	پ۔ پ۔ ت
	بائبل (نزدیکھے انجیل - عیسائیت)
۱۵۱	۳۸۰۰ زبانوں میں ترجمہ
۳۳۳	اس میں بہت سے مسائل بغیر دلیل کے ہیں
۳۲۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں
	بائبل
۲۲	قرآن کریم کی روشنی میں بائبل کی تعریف
	بدطبی
۵۱۸	بچنے کی تقصیر
	بدھ مذہب
۳۶۱	پیر و کھول کا مسلمانوں سے تعصب
	بدی
۲۷۲	بدیوں پر جوڑت ہانے کے اسباب
۳۳۲	چند عجائبات اور شہوت پرست کا انہام
	پیر و کھول
۲۳۲	مکر کے مکر ہیں
۱۸۵	انبیاء اور ان کی حقیقت اور مکر کے مکر ہیں
۵۷۲، ۱۹۴	تمام انبیاء کو مقرر کی سمجھتے ہیں
۳۳۱	ہر نبیوں کیلئے قابل توجہ نکتہ
	بزدلی
۲۵	بندوں کی عظمت
	بہشت (نزدیکھے جنت)
	بہشتی زندگی کے آثار اسی دنیا میں ظاہر
۵۵۲	ہوتے ہیں
۲۸۱	اس دنیا کی بہشت
	پیشگوئی
۲۵۶	دنیا کا دہرہ پیشگوئوں پر ہے
	غیب سے روئے پیشگوئیاں میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
۳۸۴	وسلم کی کیا بیروں کے متعلق ہیں
	اور اپنی کامیابیوں اور اپنے مخالفوں کی
۳۶۱	حاکم کی پیشگوئی کہتے ہیں
۲۰۷	پیشگوئی کا پورا علم بعد از وقوع ہوتا ہے
۳۲۶	وعید کی پیشگوئیاں مل جاتی ہیں
۲۸۷	اسلام کے غلبہ کی پیشگوئی کا زمانہ آگیا ہے
	قرآن کریم کی پیشگوئیاں
	قرآن میں تھے نہیں ہیں بلکہ ان واقعات میں
۱۲۶	پیشگوئیاں ہیں
	حضرت یوسف کے واقعات میں آنحضرت کے
۳۸۵	متعلق پیشگوئیاں
	وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ كَيْدَ الْيَاسِقِ

۱۷۸	مقبول و حقوق نہیں
	حکم الہی کے بغیر ان کے بائبل کو نہیں چھوڑ سکتا
۲۵	انصاف
۶۲	گری ہوئی بات انصاف کے خلاف ہوتی ہے
	انفال
۲۵۰	ثقی۔ قیمت اور انفال میں فرق
	انگریز
	باوجود عقائد ہونے کے مذہب کے معاملے
۱۷	میں کوئی نکتہ
	ہندوستان میں میل جول نہ رکھنے کے نتیجہ
۲۲۹	میں ان کے قومی خصائص ملحوظ ہیں
	اولاد
۵۳۲، ۱۹۲	قبل ولاد
۱۸۷	بندوبست میں قبل ولاد
	اہل کتاب
	حضرت عیسیٰ کے قتل پر ایمان لاتے ہیں
۶۷	لاتے رہیں گے۔
	ایمان
۱۳۵	ایمان ہی اللہ کے فضل سے ہی ملتا ہے
	تعریف
۲۳۲	ایمان کی تعریف
۲۵۱	اسلام اور ایمان
۱۵۲	ایمان کیساتھ اصلاح ضروری ہے
	اہمیت
	ایمان کی جڑ خدا پر ایمان اور ختمی آخرت پر
۱۶۶	ایمان ہے
۳۳	اللہ کے بعد آخرت پر ایمان رکھنے کی حکمت
۲۵۸	ایمان بالآخرہ کا نہ ہونا تمام غواہوں کی جڑ ہے
۲۵۲	مگر پر ایمان ضروری ہے
۱۶۵	نجات کیلئے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالآخرہ کافی نہیں
	ثمرات
۳۵۹	ایمان باللہ سے ہی سچی راہت ملتی ہے
۳۷۸	اعلیٰ اخلاق کے حصول کیلئے ایمان ضروری ہے
۲۸	ایمان ہی گناہ سے روکتا ہے
۳۱۲	مومن کی علامات
۲۳۷	اللہ پر ایمان لانے والے چار گروہ
۱۵۲	مومن کو نہ خوف ہوتا ہے نہ حزن
۲۷	قلت و کثرت مومن کیلئے اہم نہیں ہوتے

۲۷۹	مقام لقاء	۲۷۹	مشتق کی صفات	۲۷۹	پہرہ بیلوں سے سبق حاصل کر کے تہجد کیلئے
۲۷۹	صوفیاء اس کو پہچانے کے زیادہ واقف اور توجہ رکھتے ہیں	۲۷۹	حصول کا انداز	۲۷۹	بیدار ہوا کرو
۲۷۹	نکات معرفت	۲۷۹	حصول کا اگر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے پر ایمان	۲۷۹	تہجد کا طریق
۲۷۹	صوفیہ کا ایک نکتہ	۲۷۹	ان کی کئی تہذیبیں	۲۷۹	بیلوں کیلئے کس ہوا اس میں تہجد کرنا چاہیے
۲۷۹	صوفیاء نے لکھا ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے	۲۷۹	حکمر اور دوسرے کرنے والے اکثر کام	۲۷۹	ثابت قدمی
۲۷۹	بعض حواس میں غیر معمولی ترقی بخش دیتا ہے	۲۷۹	رہتے ہیں	۲۷۹	منظروں سے ہونے کا گھر ہے
۲۷۹	صوفیاء کے نزدیک اعلیٰ الاذی سے	۲۷۹	ان کی تہذیبوں کا پورا گناہ تھا	۲۷۹	نویہ
۲۷۹	مراد رذائل میں جو خدا کی پہچان میں رکھیں	۲۷۹	یہود کا تہذیب علم ان کے آنحضرت پر ایمان	۲۷۹	یزدان و اہرمن دو خداؤں کو ماننے والے
۲۷۹	صوفیاء کے نزدیک اینٹائی ذی تقدس کی	۲۷۹	لانے میں آئے ہوا	۲۷۹	ظلمت اور نور کے الگ الگ خدا تھے ہیں
۲۷۹	کی حقیقت	۲۷۹	توبہ (نیز دیکھئے استغفار)	۲۷۹	ج
۲۷۹	سحران فرعون کے ایمان لانے کے متعلق	۲۷۹	توبہ کا فلسفہ	۲۷۹	جماعت احمدیہ دیکھئے زیر عنوان احمدیت
۲۷۹	ایک صوفی کا نکتہ	۲۷۹	صلوات کے نزدیک توبہ کے لئے	۲۷۹	جنت
۲۷۹	قری کیلئے اللہ کے متعلق صوفیاء کا ایک نکتہ	۲۷۹	ضروری شرط	۲۷۹	وہ تمام جہانوں میں ہندو جہاں
۲۷۹	تقریباً اعلیٰ ہے یا تو کمال ہے	۲۷۹	توبہ کے ساتھ اصلاح ضروری ہے	۲۷۹	جنت (نیز دیکھئے بہشت)
۲۷۹	صوفیاء میں ایک بحث	۲۷۹	ایسے لوگوں کا عمل صاف ہی تو فتنہ نہیں ملتا	۲۷۹	مومن بعد موت معافیت میں جاتا ہے
۲۷۹	تضرع	۲۷۹	جو کہتے ہیں پہلے بدی کریں پھر توبہ کریں گے	۲۷۹	آنحضرت کی صحبت بھی ایک جنت تھی
۲۷۹	اللہ تعالیٰ اس وقت تضرع چاہتا ہے	۲۷۹	توحید	۲۷۹	صحابہ کے لئے ایک سے زائد جنتیں
۲۷۹	تعلیم	۲۷۹	توحید کی حقیقت	۲۷۹	جنت کا ورثہ کرنا والے احمد
۲۷۹	تعلیم کا مقصد تفقہ فی الدین ہے	۲۷۹	تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ	۲۷۹	جنگ
۲۷۹	بچپن کی تعلیم کا اثر	۲۷۹	انبیاء توحید ذاتی سے زیادہ توحید صفاتی پر	۲۷۹	جنگوں کی علامت
۲۷۹	تقدیر	۲۷۹	نور دیتے ہیں	۲۷۹	جہنم
۲۷۹	لوگوں کی تقدیر کے مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتا	۲۷۹	رسالت مآب کی تعلیم کا خلاصہ توحید ہے	۲۷۹	شریک مال
۲۷۹	تقویٰ	۲۷۹	توحید سے غروی کا نتیجہ	۲۷۹	جنسیوں کے حواس
۲۷۹	تقویٰ کی حقیقت	۲۷۹	تورات (نیز دیکھئے بائبل)	۲۷۹	بچنے کے فرائض
۲۷۹	تقویٰ کے معنی	۲۷۹	ہڈی ڈنڈوں ہونے کی حقیقت	۲۷۹	جین مت
۲۷۹	تقویٰ کی حقیقت احمدیوں کی صحبت میں	۲۷۹	قرآن تورات کا کس طرح مصدق ہے	۲۷۹	اپنے مذہب کی تداومت کا دعویٰ
۲۷۹	بیٹے بزرگ حاصل نہیں ہو سکتی	۲۷۹	اس کے وہی غیر روحی ہونے میں اختلاف ہے	۲۷۹	ح
۲۷۹	اہمیت	۲۷۹	مسائل میں بہت اختصار ہے اور دلائل	۲۷۹	حدیث
۲۷۹	ایسی لکھ ہے کہ کتاب اللہ کے علوم کے	۲۷۹	ساتھ نہیں	۲۷۹	نئی حدیثوں کو کتابوں
۲۷۹	دروازے اسی سے کھلتے ہیں	۲۷۹	معاشرتی مسائل کا بہت مجموعہ اذکار ہے	۲۷۹	قرآن کے بعد اگر کوئی کتاب ہے تو بخدا ہے
۲۷۹	روح کی کامیابیوں کے حصول کیلئے تقویٰ کا	۲۷۹	تہذیب میں ہے کہ نور کے فتنے والے	۲۷۹	خدا تعالیٰ نے جس طرح قرآن شریف کی حفاظت
۲۷۹	نسخہ مجرب ہے	۲۷۹	صرف یہ تھے	۲۷۹	کی ہے اسی طرح تعالٰیٰ اور حدیث کی بھی ہے
۲۷۹	دعاؤں کو قبولیت کے لائق بناتا ہے	۲۷۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق چھ گویاں	۲۷۹	احادیث کی باہم تطبیق کے بارہ میں دعویٰ
۲۷۹	حصول بندق کا انداز	۲۷۹	توکل	۲۷۹	منکر یہ حدیث کا جواب
۲۷۹	ان کی نیکی اور تقویٰ کا پتہ ملتا معاملات	۲۷۹	توکل کا ایک حیرت انگیز واقعہ	۲۷۹	اس جلد میں مذکور احادیث
۲۷۹	میں لکھا ہے	۲۷۹	تہجد	۲۷۹	اللہ کو اللہ کا ماتہ کو گنہ
۲۷۹	مشتق کے مراتب و صفات	۲۷۹	ایک چھوٹے انداز میں تہجد پڑھنے کی تلقین	۲۷۹	اذا اخذت کذباً و اذا دأب عدا خلف
۲۷۹	تقویٰ کے تین مراتب	۲۷۹		۲۷۹	و اذا اخاصم فجز و اذا اعاهد عذر



وَإِذَا أُوْتِيتَ خَاتَنٌ  
إِذَا رَأَيْتَ شَخْصًا مَطْلَعًا وَهُوَ مَتَبَعًا  
وَلَقَدْ جَبَّ كُلُّ ذِي نَفْسٍ بِرَبِّهِ  
اللَّهُمَّ مَا لَوْ جَعَلْتَ بِالذِّقْرِ الْأَعْلَى  
اللَّهُمَّ نَحْمَتِكَ أَنْجُو فَلَا تُكَلِّفْنِي  
إِلَى نَفْسِي طَرَفَةً عَنِّي  
أَنَا قَدْ طَعَمْتُ عَلَى الْخَوْضِ  
إِنَّ الْإِسْلَامَ لَيَأْتِي النَّبِيَّ الْمَدِينَةَ  
عَمَّا تَأْتِي رِذْلُ الْخَيْلَةِ إِلَى جَعْفَرِهَا  
إِنَّ الْمَدِينَةَ عَلَى وَجْهِ خَيْبِهَا  
إِنَّمَا أَعْمَلُ الْكَمَامُ خَصِي عَلَيْكُمْ  
أَوْ خَفَرَةٌ مَن خَفَرُ الْبَيْتِ  
إِيَّاكُمْ وَالْقُلُوبَ وَإِنَّ الْقُلُوبَ  
أَكْثَرُ الْحَدِيثِ  
جَبَلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ  
أَخْتَرَتْ إِلَيْهَا  
حُبُّكَ الشَّيْءُ يَنْفَعُ وَيُضِرُّ  
رَبِّكَ مَبْلُغٌ أَوْ عَلَى مَن سَلِمَ  
نَحْمَتِكَ أَنْجُو فَلَا تُكَلِّفْنِي نَفْسِي  
طَرَفَةً  
السَّاجِدُ الْمَلَكُ  
شَيْطَانٌ يَتَّبِعُ شَيْطَانَةً  
عَلَيْكَ بِحَدَّثِ الدِّينِ  
الْقَبْرِ نَفْسُهُ مَن يَخْفَى لِحَدَّثِهِ  
كَانَ نَفْسِي يَخْفَى  
الْعَجَبِيَّةُ بِدَائِي  
كَلِمَةُ عَارِ الْأَمَنِ كَسَوْنَهُمْ كَلِمَةً  
ضَالِّي الْأَمَنِ هَدَيْتُهُ  
لَا تَقْعُونَ أَمَنَةً وَلَا غَائِبًا  
لَا تَقْلُوبُ كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ  
بِمَوْسَى إِذْ هَبَّ أَنْتَ وَرَبُّكَ  
لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كَمَحَاقِي يُحِبُّ لِأَخِي  
مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ  
مَا يَنْدَالُ عَبْدِي يَتَّقِدُ بِالنَّوَابِلِ  
يَمْشِي بِهَا  
مَنْ اسْتَوَاهُ يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُورٌ  
الْبَسَاءُ حَبَابُ الشَّيْطَانِ  
الْحَارِثُ بِالْمَعْنَى  
وَاتِ كَيْ وَتِ مَدِينَةٍ بَدْرُ خَدَّهَا  
وَحَلَّ كَيْ كَالِدِ

شیطان دیا کہیں اس میں نہیں ہوتا جیسے  
عرفات کے دن  
جس وقت سے تم سایہ کا کلمہ اٹھاتے  
ہر اس کے نیچے پانچ سو چھ سو  
رحم کی خدائوں کے حضور گواہی  
اللہ تعالیٰ کا جواب  
ایک ہفتہ کے اندر  
حسد  
حسد اور نفس دنیا میں ہوتا ہے  
حقارت  
جیسے بچوں کو بھی حقارت ہے نہیں  
دیکھنا چاہیے  
حلال و حرام  
حرمت کے چار قسم  
اشیاء کی حرمت کے چار قسم  
حرام اشیا کی حرمت کی حکمت  
مومن سرور۔ غلام۔ شد اور غیر شکر  
اس کا استعمال کہیں اس میں ہدایت کچھ  
کہ وقت نہیں ہے  
حواری  
اللہ کا بیان ہے اللہ کے فضل سے ہوتا تھا  
حواریوں کی طرف دی  
خ  
خلافت  
آدم کی خلافت  
اسعد اللہ! ہم نے تجھے خلیفہ بنایا ہے  
خاتم النبیین کی امت میں سے خاتم الخلق  
خلافتے بانی کا خطاب ہے اللہ تعالیٰ  
کا تیسرے نہیں ہوتا  
جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہو گیا  
اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا اس منصب کا  
سرور نہیں ہوتا  
ابن خلدون کی اطاعت خدایا کی اطاعت ہے  
ابن خلدون کی اطاعت سیاست و دنیا کا اٹل  
اور ضروری مسئلہ ہے  
خلافت نبوت  
نبوت کے بعد خلافت برتے ہے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر  
اتحاد خلافت  
آنحضرت نے فرمایا کہ ہمارے خلافت قریشی

ہوں گے  
خلافت راشدہ کا سبب اور حرکت  
انصار کو خلافت نہ ملنے کا وجہ  
شیعوں کے مطالب آنحضرت ابو بکر اور عمر  
رضی اللہ عنہما کے خوف سے حضرت علی رضی  
خلافت کا اعلان نہیں فرما سکتے تھے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر مصلوب نے قتل کیا  
خلافت کا دعویٰ نہیں کیا  
الوصیت اور خلافت احمد  
جب قوم کا لیڈر مرنے سے پہلے ہر قوم کا ایک  
خلیفہ مقرر کرے  
خلق و اخلاق  
توکل کر کے کا اعلیٰ اخلاقی تعلیم  
اعلیٰ اخلاق کیلئے ایمان ضروری ہے  
آنحضرت کے بغیر اخلاق  
اس کی عقل کی حکمت مظاہر ہے  
ایک نسل کے اخلاق کا دوسرے کا اخلاق  
پر اثر  
آنحضرت  
حرمت کی حکمت  
خنزیر کا گوشت، شہوت و غضب پیدا کرنا  
چھ احادیث سے حد کرنا ہے  
خواب  
خواب اور دنیا میں فرق  
اس میں اللہ کے وقت اللہ اور خواب میں  
مردم کے ذریعہ ہدایت  
کہیں اہل اللہ کے مطابق واقع ہوتا ہے  
طبیعیات کی کتاب پڑھنے کا ثبوت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک خواب اور اس کا تفسیر  
خوارق  
خلع پہنے کہیں ہے ۶۷۷ نہیں کہتے  
خواری  
حرمت کا وجہ  
د - ر - ز  
رجل  
توم دجل کا ایک نمونہ  
وفا اور اس کی اہمیت  
وفا پر ہی نعمت ہے  
انبیاء قدم قدم پر وفا کرتے ہیں  
مومن تمام شکوک کا تباہ و برباد ہے

۵۶۰	قدیم نہیں حالت ہے	۱۵۱	تاریخ کی علامت سے مخالفت	۱۶۹	جو لوگ دعا کے بتیاریے کام نہیں لیتے وہ بد قسمت ہیں
۲۲۲	دعا قبل الجسد کا وجہ نہیں	۲۶۷	ایک مباشرت میں دعا کے نتیجہ میں فتح و دست		اس زمانہ میں تیار سے دعا کا میلان
۱۵۷	دعا کو فنا نہیں		کسی کے دستوں سے اس شخص کی اخلاقی حالت معلوم ہو جاتی ہے	۲۰۹	وسیع اور خالی ہے
	توفیق کے لحاظ میں دعا کی بقا کا مسئلہ	۲۲	کسی سے مدد نہ کرنا ایسی کہ اگر وہ دشمن ہو جائے تو نقصان نہ پہنچا سکے	۵۷	بیلبل سے پکانے کے لئے سوائے دعا کے کوئی ذریعہ نہیں
۲۵۲	ذبحہ نشین کرنا مقصود ہے	۲۵	دوسری بات	۱۶۳	مباشرہ کے وقت دعا کی اہمیت
	دعا کو آئندہ واقعات سے ایک تعلق ہوتا ہے		لا املہ سے خبر پہنچا رہے ہیں		دعاؤں سے بے خبری کا سبب ہم انسان کی معرفت سے غرو کی
۲۵۲	دعا سے مراد کلام الہی		دعا کا طرز	۲۱۰	آداب دعا
۵۶۱	انجیل اور فرقہ بھی دعا کہلاتے ہیں	۲۵۷	دعا کی صداقت کے میں لٹاؤ	۹۷	تقریبی دعاؤں کو تحریریت کے قابل بنانے کے جس قسم کا سبب اور نقصان ان سے ہو
۵۶۲	مسلمانوں میں دعا کی بیماری کا کسی کو فکر نہیں	۲۵۸	ذکر سے مراد قرآن کریم اور اہل ذکر کے	۲۱۱	اس کے مقابلہ خدا کے اسم سے دعا کرنے کا
	نیز دیکھئے خواب	۲۵۹	مرد اہل اسلام		کمال وہاں۔ کمال تہذیب کا کمال پہلے سے دعا میں گہر ہو اور دعاؤں میں نقصان کا بہت استعمال کرو
۲۵۹	دعا اور خواب میں فرق	۲۶۰	ذکر کا طریق	۲۱۲	شہر میں داخل ہوتے ہوئے دعا کرنے کا طریقہ
۲۶۰	ابراہیم علیہ السلام کا دنیا دیکھنا کہ وہ بیٹے کو قریب رکھتا ہے	۲۶۱	ذکر کا وقت	۲۱۳	سجدہ میں قرآنی دعا پڑھنا منع ہے
۲۶۱	کافر، فاسق اور بچے کی بھی دعا مل سکتی ہے		ذکر کے وجہ اور اس سے بچنے کا طریقہ	۲۱۴	بعض اوقات تو یہ پیدائش ہو سکتی ہے کہ دعا انجیل اور صلاؤ کی دعا نہیں
	دعا کے عمل کی مثال	۲۶۲	ذکر کا وقت	۲۱۵	ہر نبی کی ایک دعا ایسا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے
	اگر تم پر شیعوں میں نماز پڑھو تو تمہیں دیا آئے؟ (سید محمد)		ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا ملے	۲۱۶	آدم کی دعا
۲۶۲	نزدیکی (نیز دیکھئے جوس)	۲۶۳	رسالت کا اندازہ	۲۱۷	نوح کی ایک دعا سے دشمن کا دل بڑھتا ہے
۵۶۳	زکوٰۃ	۲۶۴	رسالت (نیز دیکھئے نبوت)	۲۱۸	ہو گیا
۲۶۵	زکوٰۃ کے مصنف	۲۶۵	رسالت کی صحبت کا اثر	۲۱۹	ابراہیم کی دعا اس کے ساتھ
۲۶۵	اہل محمد کی قوم بنو ہاشم پر زکوٰۃ وصیہ		سنتہ الاسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دعا مل		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں کچھ نہیں
	علم ہے	۲۶۶	رسالت پر دعا مل	۲۲۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری دعا
	سائنس	۲۶۷	رسالت پر دعا مل		دعا / حدیث
	سائنس قرآن کی کس بات کو حقیقت کے خلاف ثابت نہیں کر سکی	۲۶۸	رسالت پر دعا مل		اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مَلٰٓئِکَہٗ جَہَنَّمِیْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنتَ حَیْزُہٗ وَ اَلْکَلْبِ
۲۵۷	اکثر ایمانات اقلیہ طرز پر ہو جاتی ہیں	۲۶۹	رسالت پر دعا مل	۲۲۱	اِنَّکَ عَفُوٌّ رَّحِیْمٌ اَعَفُوْ
۲۶۹	زمین کی ابتدائی حالت	۲۷۰	رسالت پر دعا مل	۲۲۲	نَحْمَتُکَ اَنْجُوْ فَلَا تُکَلِّمُنِیْ یٰ اَبْنٰی اَدَمَ
	پہلے دعا کی ابتدا اس سے زمین کی گردش رک گئی ہے	۲۷۱	رسالت پر دعا مل	۲۲۳	طُرْفَہٗ
۲۷۰	نہایت میں نہایت	۲۷۲	رسالت پر دعا مل	۲۲۴	ایک دعا جو ایک مسلم کے نزدیک نذر میں موعودہ
۲۷۱	سبب	۲۷۳	رسالت پر دعا مل	۲۲۵	واجب ہے
۲۷۲	سبب	۲۷۴	رسالت پر دعا مل	۲۲۶	مومن کیلئے ایک ضروری دعا
۲۷۳	سبب	۲۷۵	رسالت پر دعا مل	۲۲۷	حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کی ایک دعا
۲۷۴	سبب	۲۷۶	رسالت پر دعا مل	۲۲۸	حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ کی دعا کے نتیجہ میں
۲۷۵	سبب	۲۷۷	رسالت پر دعا مل		
۲۷۶	سبب	۲۷۸	رسالت پر دعا مل		
۲۷۷	سبب	۲۷۹	رسالت پر دعا مل		
۲۷۸	سبب	۲۸۰	رسالت پر دعا مل		
۲۷۹	سبب	۲۸۱	رسالت پر دعا مل		
۲۸۰	سبب	۲۸۲	رسالت پر دعا مل		
۲۸۱	سبب	۲۸۳	رسالت پر دعا مل		
۲۸۲	سبب	۲۸۴	رسالت پر دعا مل		
۲۸۳	سبب	۲۸۵	رسالت پر دعا مل		
۲۸۴	سبب	۲۸۶	رسالت پر دعا مل		
۲۸۵	سبب	۲۸۷	رسالت پر دعا مل		
۲۸۶	سبب	۲۸۸	رسالت پر دعا مل		
۲۸۷	سبب	۲۸۹	رسالت پر دعا مل		
۲۸۸	سبب	۲۹۰	رسالت پر دعا مل		
۲۸۹	سبب	۲۹۱	رسالت پر دعا مل		
۲۹۰	سبب	۲۹۲	رسالت پر دعا مل		
۲۹۱	سبب	۲۹۳	رسالت پر دعا مل		
۲۹۲	سبب	۲۹۴	رسالت پر دعا مل		
۲۹۳	سبب	۲۹۵	رسالت پر دعا مل		
۲۹۴	سبب	۲۹۶	رسالت پر دعا مل		
۲۹۵	سبب	۲۹۷	رسالت پر دعا مل		
۲۹۶	سبب	۲۹۸	رسالت پر دعا مل		
۲۹۷	سبب	۲۹۹	رسالت پر دعا مل		
۲۹۸	سبب	۳۰۰	رسالت پر دعا مل		
۲۹۹	سبب	۳۰۱	رسالت پر دعا مل		
۳۰۰	سبب	۳۰۲	رسالت پر دعا مل		
۳۰۱	سبب	۳۰۳	رسالت پر دعا مل		
۳۰۲	سبب	۳۰۴	رسالت پر دعا مل		
۳۰۳	سبب	۳۰۵	رسالت پر دعا مل		
۳۰۴	سبب	۳۰۶	رسالت پر دعا مل		
۳۰۵	سبب	۳۰۷	رسالت پر دعا مل		
۳۰۶	سبب	۳۰۸	رسالت پر دعا مل		
۳۰۷	سبب	۳۰۹	رسالت پر دعا مل		
۳۰۸	سبب	۳۱۰	رسالت پر دعا مل		
۳۰۹	سبب	۳۱۱	رسالت پر دعا مل		
۳۱۰	سبب	۳۱۲	رسالت پر دعا مل		
۳۱۱	سبب	۳۱۳	رسالت پر دعا مل		
۳۱۲	سبب	۳۱۴	رسالت پر دعا مل		
۳۱۳	سبب	۳۱۵	رسالت پر دعا مل		
۳۱۴	سبب	۳۱۶	رسالت پر دعا مل		
۳۱۵	سبب	۳۱۷	رسالت پر دعا مل		
۳۱۶	سبب	۳۱۸	رسالت پر دعا مل		
۳۱۷	سبب	۳۱۹	رسالت پر دعا مل		
۳۱۸	سبب	۳۲۰	رسالت پر دعا مل		
۳۱۹	سبب	۳۲۱	رسالت پر دعا مل		
۳۲۰	سبب	۳۲۲	رسالت پر دعا مل		
۳۲۱	سبب	۳۲۳	رسالت پر دعا مل		
۳۲۲	سبب	۳۲۴	رسالت پر دعا مل		
۳۲۳	سبب	۳۲۵	رسالت پر دعا مل		
۳۲۴	سبب	۳۲۶	رسالت پر دعا مل		
۳۲۵	سبب	۳۲۷	رسالت پر دعا مل		
۳۲۶	سبب	۳۲۸	رسالت پر دعا مل		
۳۲۷	سبب	۳۲۹	رسالت پر دعا مل		
۳۲۸	سبب	۳۳۰	رسالت پر دعا مل		
۳۲۹	سبب	۳۳۱	رسالت پر دعا مل		
۳۳۰	سبب	۳۳۲	رسالت پر دعا مل		
۳۳۱	سبب	۳۳۳	رسالت پر دعا مل		
۳۳۲	سبب	۳۳۴	رسالت پر دعا مل		
۳۳۳	سبب	۳۳۵	رسالت پر دعا مل		
۳۳۴	سبب	۳۳۶	رسالت پر دعا مل		
۳۳۵	سبب	۳۳۷	رسالت پر دعا مل		
۳۳۶	سبب	۳۳۸	رسالت پر دعا مل		
۳۳۷	سبب	۳۳۹	رسالت پر دعا مل		
۳۳۸	سبب	۳۴۰	رسالت پر دعا مل		
۳۳۹	سبب	۳۴۱	رسالت پر دعا مل		
۳۴۰	سبب	۳۴۲	رسالت پر دعا مل		
۳۴۱	سبب	۳۴۳	رسالت پر دعا مل		
۳۴۲	سبب	۳۴۴	رسالت پر دعا مل		
۳۴۳	سبب	۳۴۵	رسالت پر دعا مل		
۳۴۴	سبب	۳۴۶	رسالت پر دعا مل		
۳۴۵	سبب	۳۴۷	رسالت پر دعا مل		
۳۴۶	سبب	۳۴۸	رسالت پر دعا مل		
۳۴۷	سبب	۳۴۹	رسالت پر دعا مل		
۳۴۸	سبب	۳۵۰	رسالت پر دعا مل		
۳۴۹	سبب	۳۵۱	رسالت پر دعا مل		
۳۵۰	سبب	۳۵۲	رسالت پر دعا مل		
۳۵۱	سبب	۳۵۳	رسالت پر دعا مل		
۳۵۲	سبب	۳۵۴	رسالت پر دعا مل		
۳۵۳	سبب	۳۵۵	رسالت پر دعا مل		
۳۵۴	سبب	۳۵۶	رسالت پر دعا مل		
۳۵۵	سبب	۳۵۷	رسالت پر دعا مل		
۳۵۶	سبب	۳۵۸	رسالت پر دعا مل		
۳۵۷	سبب	۳۵۹	رسالت پر دعا مل		
۳۵۸	سبب	۳۶۰	رسالت پر دعا مل		
۳۵۹	سبب	۳۶۱	رسالت پر دعا مل		
۳۶۰	سبب	۳۶۲	رسالت پر دعا مل		
۳۶۱	سبب	۳۶۳	رسالت پر دعا مل		
۳۶۲	سبب	۳۶۴	رسالت پر دعا مل		
۳۶۳	سبب	۳۶۵	رسالت پر دعا مل		
۳۶۴	سبب	۳۶۶	رسالت پر دعا مل		
۳۶۵	سبب	۳۶۷	رسالت پر دعا مل		
۳۶۶	سبب	۳۶۸	رسالت پر دعا مل		
۳۶۷	سبب	۳۶۹	رسالت پر دعا مل		
۳۶۸	سبب	۳۷۰	رسالت پر دعا مل		
۳۶۹	سبب	۳۷۱	رسالت پر دعا مل		
۳۷۰	سبب	۳۷۲	رسالت پر دعا مل		
۳۷۱	سبب	۳۷۳	رسالت پر دعا مل		
۳۷۲	سبب	۳۷۴	رسالت پر دعا مل		
۳۷۳	سبب	۳۷۵	رسالت پر دعا مل		
۳۷۴	سبب	۳۷۶	رسالت پر دعا مل		
۳۷۵	سبب	۳۷۷	رسالت پر دعا مل		
۳۷۶	سبب	۳۷۸	رسالت پر دعا مل		
۳۷۷	سبب	۳۷۹	رسالت پر دعا مل		
۳۷۸	سبب	۳۸۰	رسالت پر دعا مل		
۳۷۹	سبب	۳۸۱	رسالت پر دعا مل		
۳۸۰	سبب	۳۸۲	رسالت پر دعا مل		
۳۸۱	سبب	۳۸۳	رسالت پر دعا مل		
۳۸۲	سبب	۳۸۴	رسالت پر دعا مل		
۳۸۳	سبب	۳۸۵	رسالت پر دعا مل		
۳۸۴	سبب	۳۸۶	رسالت پر دعا مل		
۳۸۵	سبب	۳۸۷	رسالت پر دعا مل		
۳۸۶	سبب	۳۸۸	رسالت پر دعا مل		
۳۸۷	سبب	۳۸۹	رسالت پر دعا مل		
۳۸۸	سبب	۳۹۰	رسالت پر دعا مل		
۳۸۹	سبب	۳۹۱	رسالت پر دعا مل		
۳۹۰	سبب	۳۹۲	رسالت پر دعا مل		
۳۹۱	سبب	۳۹۳	رسالت پر دعا مل		
۳۹۲	سبب	۳۹۴	رسالت پر دعا مل		
۳۹۳	سبب	۳۹۵	رسالت پر دعا مل		
۳۹۴	سبب	۳۹۶	رسالت پر دعا مل		
۳۹۵	سبب	۳۹۷	رسالت پر دعا مل		
۳۹۶	سبب	۳۹۸	رسالت پر دعا مل		
۳۹۷	سبب	۳۹۹	رسالت پر دعا مل		
۳۹۸	سبب	۴۰۰	رسالت پر دعا مل		
۳۹۹	سبب	۴۰۱	رسالت پر دعا مل		
۴۰۰	سبب	۴۰۲	رسالت پر دعا مل		
۴۰۱	سبب	۴۰۳	رسالت پر دعا مل		
۴۰۲	سبب	۴۰۴	رسالت پر دعا مل		
۴۰۳	سبب	۴۰۵	رسالت پر دعا مل		
۴۰۴	سبب	۴۰۶	رسالت پر دعا مل		
۴۰۵	سبب	۴۰۷	رسالت پر دعا مل		
۴۰۶	سبب	۴۰۸	رسالت پر دعا مل		
۴۰۷	سبب	۴۰۹	رسالت پر دعا مل		
۴۰۸	سبب	۴۱۰	رسالت پر دعا مل		
۴۰۹	سبب	۴۱۱	رسالت پر دعا مل		
۴۱۰	سبب	۴۱۲	رسالت پر دعا مل		
۴۱۱	سبب	۴۱۳	رسالت پر دعا مل		
۴۱۲	سبب	۴۱۴	رسالت پر دعا مل		
۴۱۳	سبب	۴۱۵	رسالت پر دعا مل		
۴۱۴	سبب	۴۱۶	رسالت پر دعا مل		
۴۱۵	سبب	۴۱۷	رسالت پر دعا مل		
۴۱۶	سبب	۴۱۸	رسالت پر دعا مل		
۴۱۷	سبب	۴۱۹	رسالت پر دعا مل		
۴۱۸	سبب	۴۲۰	رسالت پر دعا مل		
۴۱۹	سبب	۴۲۱	رسالت پر دعا مل		
۴۲۰	سبب	۴۲۲	رسالت پر دعا مل		
۴۲۱	سبب	۴۲۳	رسالت پر دعا مل		
۴۲۲	سبب	۴۲۴	رسالت پر دعا مل		
۴۲۳	سبب	۴۲۵	رسالت پر دعا مل		
۴۲۴	سبب	۴۲۶	رسالت پر دعا مل		
۴۲۵	سبب	۴۲۷	رسالت پر دعا مل		
۴۲۶	سبب	۴۲۸	رسالت پر دعا مل		
۴۲۷	سبب	۴۲۹	رسالت پر دعا مل		
۴۲۸	سبب	۴۳۰	رسالت پر دعا مل		
۴۲۹	سبب	۴۳۱	رسالت پر دعا مل		
۴۳۰	سبب	۴۳۲	رسالت پر دعا مل		
۴۳۱	سبب	۴۳۳	رسالت پر دعا مل		
۴۳۲	سبب	۴۳۴	رسالت پر دعا مل		
۴۳۳	سبب	۴۳۵	رسالت پر دعا مل		
۴۳۴	سبب	۴۳۶	رسالت پر دعا مل		
۴۳۵	سبب	۴۳۷	رسالت پر دعا مل		
۴۳۶	سبب	۴۳۸	رسالت پر دعا مل		
۴۳۷	سبب	۴۳۹	رسالت پر دعا مل		
۴۳۸	سبب	۴۴۰	رسالت پر دعا مل		
۴۳۹	سبب	۴۴۱	رسالت پر دعا مل		
۴۴۰	سبب	۴۴۲	رسالت پر دعا مل		
۴۴۱	سبب	۴۴۳	رسالت پر دعا مل		
۴۴۲	سبب	۴۴۴	رسالت پر دعا مل		
۴۴۳	سبب	۴۴۵	رسالت پر دعا مل		
۴۴۴	سبب	۴۴۶	رسالت پر دعا مل		
۴۴۵	سبب	۴۴۷	رسالت پر دعا مل		
۴۴۶	سبب	۴۴۸	رسالت پر دعا مل		
۴۴۷	سبب	۴۴۹	رسالت پر دعا مل		
۴۴۸	سبب	۴۵۰	رسالت پر دعا مل		
۴۴۹	سبب	۴۵۱	رسالت پر دعا مل		
۴۵۰	سبب	۴۵۲	رسالت پر دعا مل		
۴۵۱	سبب	۴۵۳	رسالت پر دعا مل		
۴۵۲	سبب	۴۵۴	رسالت پر دعا مل		
۴۵۳	سبب	۴۵۵	رسالت پر دعا مل		
۴۵۴	سبب	۴۵۶	رسالت پر دعا مل		
۴۵۵	سبب	۴۵۷	رسالت پر دعا مل		

شیطان عرفات کے دن سخت مایوس ہوتا ہے (حدیث)	۱۵۷	پیر پرستہ بھی شرک ہے	۱۳۵	سکھوں کے عہد میں بیگار
شیعہ	۲۰۰، ۲۰۳	اس زمانہ کے مسلمانوں کا شرک	۱۳۹	سکھوں کے زمانہ میں سادھو چھوٹے
شیعوں کے دکان اربعہ	۵۰۲، ۵۰۱	بق شرک	۱۴۱	کا طرح
شیعوں میں سے جو قوم کہ رسوم	۲۷۲	انبیاء کی شرک سے پروری	۱۴۱	انگریزوں کے لاہور فتح کرنے کے بعد
شیعوں کو قرآن شریف سے فیصلہ کرنے کی	۵۱	پیدا آتش کے وقت سب سے پہلے کالیں	۱۴۱	سکھوں کی مذہبی حرکت
دعوت	۳۱	شرک کے خلاف تعلیم دی جاتی ہے		سوال
اہل بیت میں یوں کے شامل ہونے کے متعلق	۳۷	سوائے توبہ کے معاف نہ ہوگا		غیر ضروری سوالات اور بے فائدہ تحقیقات
قرآنی شبہات	۲۳۳	شرک کے نتائج	۱۴۸	سچے کچھ کی تفتیش
شیعوں کیلئے قابل توجہ	۲۳۳	ذلت کا باعث		سورۃ قرآنیہ
شیعوں کیلئے گناہ	۱۱۵، ۱۱۸، ۱۲۷	مشرک کہیں سے علوم کا دلالت نہیں ہوتا		سورۃ النساء
شیعوں کیلئے ایک جواب	۱۰۹	شریعت انبیاء کے لئے تفسیر ہے مجاہد		سورۃ نساء واثنا عشرہ واثنا عشرہ معاشرت مسلمان
مالیر کوئٹہ کے شیعوں سے ایک دلچسپ گفتگو	۱۵۸	ان کی کو مقصد حاصل ہے	۲۵۰	میں اور اعراف و انحال اسلام کی توثیق ثابت
ص		شریعت کے بارے میں پارس کا قول غلط ہے		کتاب میں
صالحی		شعائر	۲۵۰، ۷۲	سورۃ المائدہ
حضرت ابراہیم اور حضرت یحییٰ کو بتاتے ہیں	۱۱۷	شرک کی حقیقت اور اس کی حرمت کا تاکید		غلامہ مضامین
صبر کی تعریف	۲۸۱	صبر	۱۳۹	سورۃ الانعام
صبر کی بد قسمیں	۲۰۹	ذرا شکر کے شر کرنا انا ہزار ہے		اس میں حضرت کو درست پہنچنے والی ہیں
نیکیوں اور بدیوں پر صبر سے مراد	۲۸۱	شکر	۲۳	سورۃ الاعراف
صبر کا نتیجہ	۲۶۹	شکر کے فضائل		اس سورۃ میں نجات کا کتبہ ہے
صالحہ رضوانہ رحمہ	۵۱۹	شکر گزری کے نتیجہ میں بہت	۲۷۵	سورۃ قوبہ
صالحہ کیلئے سخت مہلکات	۱۱۰	شکر سے دل بڑھتا ہے		اگ سورۃ نہیں انحال کا ہے حصہ ہے
مشرکوں کی طرف سے صلیب کو ایذا دہانی	۱۵۵	شکایات اور معاش کا ذکر شکر کے	۲۷۵	سورۃ ہود
حضرت کے قلم کے معنی دریافت کرنا	۱۳۳	خلاف ہے	۲۷۷	جس کے حکم فلسفۃ غنا حضرت کو
ایک صلیب سلطنت کا پناہ دینا	۱۷۷	شہد		بڑھا کر کیا
غزوہ حنین میں مارن کی شکست کی وجہ	۲۸۱	مرید نے شہد کی پادشاهت سے معذرت کی ہیں	۲۷۷	سورۃ ہود میں دشمنوں کی حالت تک کی
مقام		شیطان		شرارتوں کا بیان ہے
مصلحہ کے معنی	۲۳۳	شیطان کی حقیقت	۲۷۷	سورۃ النحل
مصلحہ میں صحت کے معنی کا اندازہ	۲۷۱	شیطان کی تعریف		اس سورۃ میں اللہ کی شرارتوں کا ذکر کیا ہے
اپنے فضل سے تعمیر کیا ہے	۲۷۱	دلیس اور شیطان میں فرق	۵۱۱	سورۃ نبی اسرار
مصلحہ کیلئے ایک سے نالہ جنتیں	۲۷۱	شیطان کی معذرتوں کا استعمال ہوتا ہے		سورۃ کے مضامین
مصلحہ کریم کیلئے حضرت کی صحبت بھی	۲۷۱	ہر موسم سے پیدا کرنے کی توجہ	۵۱۱	اس سورۃ میں ترقیات اسلام کا ذکر کیا گیا
ایک جنت تھی	۲۷۱	شیطان کے وہم کا فائدہ		سید
ہاجرین کا استحباب خلافت	۲۸۰	مال اور اطفال میں شرک کی حقیقت	۴۰	سینک کی حالت
صفیات		ان کی طرف سے شیطان کے حملہ کر کے		ش
کابل طاقت اور سرخی کے قبیلوں سے ملنے	۱۱۲	کا مطلب	۲۷۵، ۵۱	شرک کی حقیقت
کئی صلیب حقائق نہیں	۲۷۱	شیطان سے تعلق رکھنے والوں میں تیزیوں	۲۷۷، ۲۷۱	شرک کی ایک مثال ہیں
ہاجرین اور انصار مٹانے نہیں تھے بلکہ بنیوں نے	۲۷۱	ہوتی ہیں	۱۹۲	شرک کی چار قسم
	۲۷۲	خداوند نے سے انشاء کلام نہیں کیا	۱۱	اللہ تعالیٰ کی صفت میں شرک

۲۸۹	کی ہیں	غضب کرنا اور دل کو بد چاہنا ہے	۲۰۷	رضی اللہ عنہم کا سٹیفیکٹ پاپا
۲۹۳	آنحضرتؐ سے پہلے عربوں کی حالت	افتواج قلب میں گرفتار ہو جاتے ہیں	۲۰۸	مترجم کے خلاف جہاد میں شامل ہو کر لڑنے
۵۲۱، ۲۹۲	حالت	طیب	۲۰۹	ابن خشری
۱۲۴، ۱۲۹	عربوں کی رسوم	طیب کی تعریف	۲۱۰	میدان جنگ میں جانے سے نہیں ڈرتے تھے
۱۱۲	عربی	ظلم	۲۱۱	کسی تک اصولہ کی نظیر نہیں ملتی
۲۵۳	ام الملائکہ	جب حکم نامہ ہوتا تو استغفار کرو کر کرنا	۲۱۲	مزدی کہہ کہہ خدا میں دیتے تھے
۲۵۳	فصاحت و وسعت	کاموں پر حاکم کام کرتا ہے	۱۲۵	خدا کے فضل سے ہی آپس میں بھائی بھائی تھے
۲۹۲	قبلی کا استعمال	ظلم سے مراد شرک	صحبت	آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں
۱۸۳	عرش	ظلمت	۲۱۳	رہنے کا حکم
۱۸۳	اشٹوی علی نقوش کی حقیقت	ظلمت کی اقسام	۲۱۴	آنحضرتؐ کی صحبت میں ایک دھند تھی
۱۸۹	عقل	ع	۲۱۵	نبی کی صحبت میں رہنے کی اہمیت
۲۲۷	وہ صفت ہے جس سے مومن اپنے میں	عبادت	۲۱۶	امور اور صدقوں کی صحبت کی ضرورت
۲۲۷	بدیوں سے روکتا ہے	عبادت کا دار و مدار اس پر ہے	۲۱۷	احمد یوں کہتے ہیں موعود علیہ السلام کی
۲۶۵	علم کا پہلا ذریعہ کلام ہیں	شرک فی صحبت	۲۱۸	صحبت میں آنے کی ضرورت
۱۳۲	خدا کی کتاب کا علم بھی خدا کے فضل سے ہے	چالیس کے بعد کوئی لکھنا نہیں	۲۱۹	صحبت صالحین حاصل کرو
۲۵۷	آئمہ	نسبت ہے	۲۲۰	صحبت صلحاء اختیار کرو
۲۵۷	اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کو سکھاتا ہے	عدل	۲۲۱	بڑی صحبت سے بچو
۱۳۲	کتاب اللہ کے علوم کے مدد سے تقویٰ کی کلید ہے	عدل کی حقیقت	۵۵۳	ظالموں کی صحبت سے بچنے کی تقویٰ
۲	کئے ہیں	خدا کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ عدل	۲۲۲، ۱۰۳	صحبت کا اثر
۲۳۳	علم ربانی کی صفات	کی تقویٰ	۱۸۲	امور کی صحبت کا اثر
۲۳۹	علوم دینیہ کے حصول کیلئے ہر قوم اپنے نائندے	جماعت کو عدل اختیار کرنے کی تقویٰ	۱۸۲	نبی احمد استہار کی صحبت میں بیٹھنے
۲۵۵	سرگرمی میں	شیعوں نے عدل کو کار کا لہر لہریں	۲۲۱	سے بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے خواہ کھٹنے
۲۵۵	طیب دانی کے بعض علم	شہد کیا ہے	۲۲۱	یاد رکھئے
۵۲۲	عالمی	غضب	۲۲۱	اللہ تعالیٰ کے صدقہ امور کی صحبت میں رہنا
۱	عودت	حسن نیتی میں صلح ہو جو عدل غلاب	۲۲۲	تقویٰ کی حقیقت نہیں کھل سکتی
۱	رشتہ کی عظمت	نہیں آتا	۵۳	صحبت صدقین کا فائدہ
۱۲۴	بہت ہی قابل رحم اور قابل ہرمانی ہوتی ہے	فحلت میں اللہ تعالیٰ نہیں بڑھتا بلکہ تمام صحبت	۵۳	کھانے، چاہانی، بستو، مکان اور مخصوص مخلوق
۵۳، ۱۲	عدوتوں سے مدد گزرا چشم پوشی اور احوال	فرما کر پڑھتا ہے	۵۳	نیک و بد اثر
۵۳، ۱۲	کی تقویٰ	زلزلہ کے ظاہری اور باطنی اسباب پر توجہ	۱۸۲	بد صحبت کا اثر اور اس کا علاج
۲۵۱	بہشت ہے	قوم لوٹ کے غلبہ کی نئی خصوصیات	۲۲۱	صحبت بد گراہی کا ایک سبب ہے
۱۵	جنگی قیدی عورت سے نکاح کی اجازت کدو	قیامت کا غلاب	۲۲۱	رسم و رواج اور صحبت کا اثر
۱۱	شری عودت کو بند رکھنے کا حکم سلطنت کو	عرب	۲۲۹	قوم پر دوسری قوم کی صحبت کا اثر
۱۱	ہے فرد کو نہیں	صرف اللہ کی ذات پر اللہ کا لفظ ہوتے ہیں	۲۲۹	صدقہ
۵۱۹	ہاشمیری کا عیب	عرب قطب کے علاوہ دوسرے سکھاتے	۲۲۲	صدقہ کی حقیقت
۵۲	عہد	میں رہنمائی کا کام لیتے تھے	ط - ط	طب
۵۲	ہر قسم کے عہد کو نبھانے کی تاکید	نباتات میں زہادہ کی شناخت عربوں نے	۲۲۳	طب کا ایک اصول
		کی ہے		اولیٰ ربانی کی اتباع سے کوئی خطر نہیں
		عربوں نے شہد کا چاروں اقسام معلوم		مزدی مرض پیدا نہیں ہوتا

عہدہ  
خود طلب کرنا ہلچل ہے  
عیسائیت  
باوجود صنعت و حرفت میں اس قدر ترقی  
کے دین کے بارے میں ان کی قیاسی گوئی  
خود عیسائیوں کے اہل سنت و جماعت ہے  
لوگوں کو بہت سی عیسائی بااوصاف و صوفی  
کے مذہب میں شکوک و شبہات ڈالنے کا  
ارباب  
پاکستان میں ملک کی عیسائیوں کو یہ کام  
سمجھتے ہیں  
عیسائیوں نے لائق تہذیب و تمدن کے  
سے دھوکہ کھایا ہے  
عقائد  
خدا تعالیٰ کی عظمت و ولایت میں سچ ہے  
نوع انسان کو شریک قرار دیتے ہیں  
سچ کو جامع الہیت و الوہیت قرار دیتے  
ہیں  
نوع انسان کی ایک دلیل  
سچ کا الوہیت سے انکار  
سچ کو ایمان نہیں دیتے  
وہیت سچ کی حقیقت  
ابن اللہ کے عقیدہ میں شک  
اس شخص کی بہشت کے وقت عیسائی  
مرد کو پہچان دیتے تھے  
کیتھولک میں سچ اور مرد کو کھینچ  
ثابت ہو کہ انسان اہل حق میں نہیں آتے  
کتاب اور تثلیث کا رد  
کتاب کے اعتقاد نے ان کو آزادی حاصل  
سکھائی  
نجات فضل سے ہے یا عمل سے  
اپنے خود سے خواہے مجبور ہو کر شریعت  
مقام نہ سمجھ کے  
ظلمت سے آواز کو بہت سمجھا  
انجیل  
سچ کا اصل کام کا کچھ بہت نہیں چلتا  
اصل انجیل منقود ہے  
نہیں مسئلہ کتب سے ہے غم  
کا ہر عیسائی الہائی کتب کو سمجھ

۳۰  
۳۱۲  
۱۸۳  
۳۵۳  
۸۴  
۱۱۵  
۳۲۱  
۳۲۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴۳  
۱۴۴  
۳۱۱  
۱۴



مقام	اعجاز	بعض نکات	
۱۱۲	اعجاز ہونے کا ایک نشانی	۲۶۹	سبج مثالی سے مراد
اشہات حقائق کی خاتم الکتاب ہے	۲۲	۲۲	آیات مشابہت سے مراد
۲۵۲، ۳۳۲، ۴۰۰	یہ سب کے جدید علوم قرآن کو غلط ثابت نہیں کر سکتے	۲۳۵	مُصَدِّقَاتِ اَلْعَابِدِیْنَ بِذَنبِهِمْ حَقِیْقَت
۲۸۱	۲۵۲، ۲۵۰، ۲۳۳	۲۳۵	مسلمان اور قرآن
ذکر	۲۲۱	۲۳۵	کاس زمانہ میں، فاتح، مؤرخ، سائنسدان
سرپا حق	۲۳۱	۲۳۵	سب قرآن کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اور
نہیں اور جامع	۲۳۲	۲۳۵	مسلمان غفہ
جامع کتب ہونے کی دلیل	۲۳۲	۲۳۵	موجودہ مسلمانوں کا قرآن کریم کے سامنے
دنیا کے تمام راستبازوں کی تعلیم کی	۲۳۲	۲۳۵	۲۳۵
جامع کتب	۲۳۲	۲۳۵	۲۳۵
کتاب کہنے کی حکمت	۱۹۲	۲۳۵	۲۳۵
حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ	۷۱	۲۳۵	۲۳۵
فضائل	۷۱	۲۳۵	۲۳۵
ایک کافی کتاب	۷۱	۲۳۵	۲۳۵
میں نے کسی سچی بات کو قرآن سے باہر	۲۵	۲۳۵	۲۳۵
نہیں دیکھا	۲۵	۲۳۵	۲۳۵
انسانی ضرورتوں کا پورا علم اپنے اندر	۲۱۹	۲۳۵	۲۳۵
لکھا ہے	۲۱۹	۲۳۵	۲۳۵
ہر ذوق و ہر معیار کے خلاف کا لسطہ ہے	۲۲	۲۳۵	۲۳۵
اس میں انسان کی فہم و فراست کا سامان	۱۰۳	۲۳۵	۲۳۵
موجود ہے	۱۰۳	۲۳۵	۲۳۵
مسائل کی وضاحت اور دلائل بیان کرتا ہے	۳۳۵	۲۳۵	۲۳۵
معشرت کے بارے میں احکامات بتاتی تفصیل	۳۳۵	۲۳۵	۲۳۵
سے قرآن کریم میں ہیں کسی آسانی کتاب میں	۷۲	۲۳۵	۲۳۵
نہیں	۷۲	۲۳۵	۲۳۵
باریک مسائل کو بھی اس طرح بیان کرتا ہے کہ	۳۳۲	۲۳۵	۲۳۵
جاہل اور عالم انہیں یکساں سمجھ لیتے ہیں	۱۴۵	۲۳۵	۲۳۵
تمام مذاہب کی صداقتوں کو چمکا اور	۱۴۵	۲۳۵	۲۳۵
مولانا آسان کیا	۱۴۵	۲۳۵	۲۳۵
ہر قسم کے اختلافات سے پاک ہے	۲۳	۲۳۵	۲۳۵
اختلافی باتوں کا ختم کیا ہے	۲۸۹	۲۳۵	۲۳۵
روحانی امراض کو دور کر کے ترقیات کیلئے	۳۳۹	۲۳۵	۲۳۵
وقت دیتا ہے	۳۳۹	۲۳۵	۲۳۵
روحانی بیماریوں کے علاوہ ظاہری بیماریوں	۵۵۸	۲۳۵	۲۳۵
کی بھی شفا کرتا ہے	۵۵۸	۲۳۵	۲۳۵
بھلائی برائی سمجھنے کا واحد ذریعہ	۵۵۸	۲۳۵	۲۳۵
اس کے احکام پر عمل کرنا مشکل نہیں	۷۰۲	۲۳۵	۲۳۵
اگر کسی قوم کی برائی کا ذکر کرتا ہے تو	۳۶۹	۲۳۵	۲۳۵
نیکیوں کو انگ کر لیتا ہے	۳۶۹	۲۳۵	۲۳۵
اس کے دلائل بھی ایک جہت ہیں	۳۶۹	۲۳۵	۲۳۵

## ک۔ گ۔

کامیابی

منظر و منظر ہونے کے گڑ  
کمر (نیز دیکھئے متبر)  
جہانوں کا کبر اور انجم

کعبہ

جب تک دنیا قائم ہے یہ بھی قائم ہے  
ہستی بڑی تھیں اور اللہ کے عالم الغیب

ہونے کا دلیل

کفارہ (نیز دیکھئے عیسائیت)

کفارہ کی تردید

کفر

سب سے قوی کافر ہمارا نفس ہے  
(ابن عربی)

کلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کتا

کتے کی تمیزات میں میں انساں کیلئے

گمراہی

گمراہی کے اسباب

گناہ

اہل کتاب میں کبر و خدائے پرستی

گناہ

گناہ کا مبدع غضب اللہ شہوت کی قوی میں

گناہ

گناہ کی بھڑک

گناہ کے پچھنے کے قیصر میں صغیر گناہ

گناہ

گناہ سے بچنے کا ایک نسخہ

گواہی

گواہی شریک کے نزدیک سفارہ و حیت

گواہی میں غیر مسلم گواہ کی جگہ

لباس

لباس میں قسم کے ہیں

کم از کم حد

## لعنت

لعنت کی حقیقت

اللہ سے دُعا۔ ہر کلمہ سے دُعا

م

مامور

مامور کی آمد سے پہلے لوگ ایک رنگ میں

رنگین ہوتے ہیں

مامور میں اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں

مامور میں اللہ کا وجود ایک جہہ اللہ ہوتا

ہے اور اس کی جماعت پر موقوف ہوتا ہے

اپنی کامیابی اللہ اپنے فیاضی کی پاکت کی

پیشگوئی کرتے ہیں

مامور کی صحبت میں رہنے کی ضرورت

مامور کی صحبت کا اثر

صرف مامور ہی مسلمانوں کو باہم متحد

کر سکتا ہے

فائز کی حکمت

مباحثہ

پچاس سالہ تجربہ کا خلاصہ

مباحثہ میں کامیابی کیلئے چار ضروری امور

ہمیشہ فیض کی پہچان کرنا

پہچان پر دشمن کا ہرنا چاہیے

میرے عقائد کے مطابق مباحثہ میں کتابیں

کے اندازے جانے کی ضرورت نہیں

مجدد

مجدد کے ذریعہ قرآن کریم کی مخری

مخالفت

محبوس

اپنی کتابوں کی قدرت کا دعویٰ

سجہ کی پرستش

محرکات

حرام اشیاء اور ان کی حکمت

مال حرام اور حرام کی حرکات کے اثرات

یہود کیلئے وقتی حرکات

مذہب

مذہب کی صداقت کے تین نشانی

اختلاف مذہب ہمیشہ رہے گا

خدا کی طرف سے کوئی مذہب ایسا نہیں

جو جبر سے منسوب ہو جائے

تین بڑے مذہب، عبرانیوں کا، ایرانیوں کا

## اللہ مشرکوں کا

سوائے اسلام کے تمام مذاہب کی کتابیں

میں دعویٰ کے ساتھ دلیل نہیں

صرف اسلام ایسا مذہب ہے جس کی

مخالفت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے لیا ہے

اللہ تعالیٰ تبدیلی مذہب سے نہیں پکڑتا

مردار

مرمت کی وجہ

مردہ

مردوں کا کلام

مسلمان (نیز دیکھئے اسلام)

مسلمان کے اوصاف

اہل اسلام کا باطنی رخ قبلہ حقیقی (اللہ)

کی طرف ہوتا ہے

دنیا کے ہر حصہ میں ہر وقت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم پر دُعا و سلام بھیجتے ہیں

جس سے آپ کے مراتب بڑھتے ہیں

مسلمانوں کو دُعا اور سلام کے حکم عطا

کئے گئے

نیک نواز دیکھنے کا دل ہے مسلمانوں کا

فرصت ہے کہ کانٹوں کے مقابلہ میں میٹھ

دیکھیں

تباہی

قرآن کریم سے بے اعتدال اور اس کا لفظ

چلنے کی وجہ سے سلطنت سے محروم ہوئے

۱۲۲، ۱۲۳

محمدؐ کی گزری اٹھ جانے کے قیصر میں غماز خاندان

سے محروم

حب سلطنت میں حد سے بڑھے تو

ہمارے مستطد کر دیا گیا

آدمی حلوں میں اٹھ کر مسلمانوں کا قتل

پاکستان کے حملہ میں مسلمانوں کا قتل عام

دس مسلمان سلطنت کی تباہی

اس زمانہ میں مسلمانوں کی ذلت

عملی اور اقتصادی حالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی

کا خیرانہ

اہم شخصیات کی وجہ قرآن کو چھوڑنا ہے

قرآن کریم کا غلط استعمال

اس زمانہ کے مسلمانوں کا شرک

۲۳۹	نہایت کی صداقت کا ثبوت	۵۱۲	کو پیش آنے والے وقت	۲۶۸	بہم صحت نہیں
۱۷۰	دلیلِ نبوت		چند ہویں صدی میں بھی معراج کے واقعات		مسلمانوں میں مستقل نہیں جس کام کو
	نبوت	۵۵۰	عزیز عرفِ صادق جس سے ہیں	۲۲	شروع کرتے ہیں نہاد نہیں سکتے
۱۸۱	نہایت کے بعد نبوت کا آغاز ہے		معجزہ	۲۲	معاشرت اور اس کی اصلاح سے کٹھنیں
۵۱۹	تمام انبیاء کی نبوت کا مقصد	۲۲۳	موت کے معجزات	۲۶۰	ایک مرض
	نبوت کا نام نہ پہلے کا ہوتا ہے		کعبہ مگر ان طرف سے چھ معجزات حکمانہ کا	۲۸۷	فصلت کی انتہاء
۲۸۱	کسی کے اندر جو باہر نکلتا ہے	۵۲۸	مطلبہ اس کا وجہ		فاتح شہنشاہ مسلمان سب قرآن کی
۲۸۵	انبیاء کی نبوت میں ایک نثر		معجزات کے منکر کے لئے حضرت یحییٰ ع	۲۲۲	واقعت پر کمر بستہ ہیں وہ مسلمان حضرت
	انبیاء اور مرسلین کے واسطے ہیں بلکہ ایک	۲۲۳	کامیاب		مسیحیوں کے مقابلے پر قرآن سے غافل
۲۲۱	امور		حضرت یحییٰ ع و علیہ السلام کی طرف سے	۲۸۸	جو گئے ہیں
	انبیاء کی آمد کے وقت امتِ طاعت میں لوگ	۲۲۲	باز آیا انہیں معجزہ خدائی کا دیکھو	۲۲۵	پہرچ سکتے
۲۲۱	ایک ملک میں رنگین ہوتے ہیں		معجزات	۱۵۷	صلو و فریضہ
	نہا معراج میرے اسکے قہر کے وقت سعید	۲۲۳	میں کو چھٹا معجزہ کا شرط ہے	۲۱	شریعت کے خلاف عمل
۲۲۲	شقی میں نیز ہونے لگتے ہیں		مقتل	۵۲۱	عملِ محلات
۲۲۲	انبیاء جو دین لگاتے ہیں اسل ہوتا ہے		اندر خداوند کائنات کا عہد گند	۵۱	مسلمان ملک میں حکم کا ہے عبادتِ خدا
۲۵۵	انبیاء کا ایمان	۵۲۵	(صوت)		یوں کیساتھ قرآنِ تعلیم کے مطابق ہو
	خصائص		ملائکہ	۷۲	نہیں کیا جاتا
۲۲۲	شرک سے شدید بیزار ہوتے ہیں	۲۲۳	فرشتوں کی حقیقت	۲۰	و انہیں کو دینہ نہ دینے کا خراج
۲۸۱	نبیوں کو عزت دی ہو سکتا ہے اور خفگی	۲۸۱	سب سے طاقتور حقیقت		فرانض
۲۲۲	انبیاء کی طبیعت میں نرم ہوتا ہے	۲۸۱	طاقتور کا وہ طرح نہ مل		قرآن میں جو وہاں اس میں ایسا ملے
۵۲	نبیوں کی حالت بڑی عظیم ہوتی ہے	۲۸۲	طاقتور کا فعل پاک بندوں پر ظہور پڑتا ہے	۲۲۸	مسلمانوں کی نصیحت کیلئے ہیں
	انبیاء میں کوئی طاقتور خود کش کا نہیں	۳	طاقتور کا اثر		مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے فرائض کے
۲۷۹	پایا جاتا		فرشتوں کا ہرگز نہیں تو طاقتور کیلئے دہری		مقابلے میں دیکھو کہ جیلوں سے
۱۸۲	انبیاء امراء میں ہوتے ہیں اور فرما دے	۲۸۲	برہمنی	۲۷۸	مسلم ہوں
۲۲۵	سب انبیاء کی یہاں اور انہوں		مناخند		ایک امر ہے مسلمانوں کو بہم متد
۲۲۲	نہ جتنے کے نظر نہیں رہا کرتے		اللہ تعالیٰ تبدیل مذہب سے نہیں پڑتا بلکہ	۲۷۸	کر سکتا ہے
۱۸۱	انبیاء سے یہ باز پرس ہوگی	۲۸۱	شرعی مشوریت پر موقوفہ کر کے		مسح موعود (نیز دیکھئے فہم متعلقہ)
	انبیاء اور دعا		فہم کی	۲۸۰	خاتم الخفاء
۲۶۲	انبیاء میں اللہ تعالیٰ کا لب	۵۲۶	قرآن کریم میں ذکر	۵۲۶	قرآن کریم میں ذکر
۲۸۷	انبیاء مشیت الہیہ کو مستقیم رکھتے ہیں	۲۸۲	کیا ان میں تقسیم کرے گا؟		بیتِ محمد علی علیہ السلام کا عہد
۲۲۳	قدم قدم پر چلا کرتے ہیں		مہر	۲۸۷	کاند ہے
	ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ہرگز		حق پر کلام سے نہ بڑھو		اگر سب مسلمان آپ کے ملحق ہوجاتے تو
۲۴۵	قبول کی جاتی ہے		قدم کے مطابق ہر روز	۱۲۳	تمام طبقات سے مصروفیت
	نہ اس وقت دعا مانگا ہے جب حضرت		ن		معاشرت
۲۶۱	کیلئے مامور ہو		ناتقہ اللہ		جب تک کوئی شخص گھر سے نہ ہوتا کہ
	انبیاء رقیب القلوب ہوتے ہیں جب نبوت	۲۸۲	حضرت صالح کی داستان	۲۲۶	ان نیز کا منظر نہیں ہوتا
	پہنچی ہو جاتی ہے تو پھر نہ سخت ہوجاتی		نبوت (نیز دیکھئے صلات)		معراج
۲۲۸	ان		طاقتور صلات		مسلح ایسے نظام میں ہوا جس کے
۲۷۸	انبیاء اور مہاجرین کا خلیفہ ہوجاتے ہیں	۲۲۲	راستہ کا نام لاخیر	۵۲۲	مسلمانوں کی یہاں ایک خواب ہے
		۲۷۷	انبیاء اور مہاجرین میں فرق		ان واقعات میں جو انحضرت کے ہائیں

۲۸۸	دینی کی قسم	۳۸۱	مصلحت خفیہ کا نتیجہ نفع ہوتا ہے	۳۲۲	صحبت کی بات
۲۸۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھڑپ	۳۸۲	غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین کی غدر و شورش	۳۲۳	صحبت برائی کی بات
۲۹۰	ہونے اس کی شکل بہت جلد ہے	۳۸۳	نفل کے نتیجہ میں قرب و اپنی	۳۲۴	نبی اور استبداد کی صحبت میں مضبوطی
۲۹۱	دینی کی کاروائی ہوتی ہے مگر پاس دوائے	۳۸۴	نکاح	۳۲۵	سے بھی فائدہ ہوتا ہے
۲۹۲	نہیں سنبھلتے	۳۸۵	نکاح کی اصل غرض	۳۲۶	انبیاء ایک فرد کو نہیں بلکہ عام مجلس کو
۱۴۱	دینی کی پانی سے تشبیہ	۳۸۶	نکاح کا مقصد عہدہ اور نیک طلاق کا	۳۲۷	سمجھاتے ہیں
۲۸۷	دینی اپنی اگر حق کو باطل سے متاثر کر دیتی ہے	۳۸۷	پیدا ہونا	۳۲۸	تعلیم
۲۸۸	دینی اپنی سے ہر قسم کے علم و ہنر و تہذیب میں	۳۸۸	بوری کو قبل نکاح پسند کر دے	۳۲۹	سب انبیاء کی تعلیم اصولاً ایک ہی ہے
۱۴۱	توڑتی ہوتی ہے	۳۸۹	قرب کے رشتوں کی مناسبت کی وجہ	۳۳۰	کل نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ
۱۴۲	تمام دینیوں کا خلاصہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	۳۹۰	شادی صلاہ میں کرنے کا سبب	۳۳۱	انبیاء کی تعلیم کے دو حصے
۱۴۳	وسیلہ	۳۹۱	خطبات نکاح میں سورۃ نساء کی آیات	۳۳۲	استفادہ انبیاء کا اجمالی مسئلہ ہے
۱۰۰	وسیلہ کی حقیقت	۳۹۲	پڑھنے کا مقصد	۳۳۳	قرآن کریم میں مذکور انبیاء
۱۰۱	وعظ (نیز دیکھئے نصیحت)	۳۹۳	نماز	۳۳۴	قرآن میں مذکور انبیاء کے ذکر کا
۱۰۲	وعظ کی غرض نَسْتَكْفِنُكَ عَنْكَ ذُنُوبَكَ	۳۹۴	تمام مذاہب کی عبادات کی جامع	۳۳۵	قرآن کریم میں مذکور انبیاء کے واقعات میں
۱۰۳	محظوظ رکھو	۳۹۵	فریضیت	۳۳۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں
۱۰۴	وعظ ان کیلئے مفید ہوتا ہے جنہیں ایم احشر	۳۹۶	یومِ آخرت پر ایمان و عمل کا پختہ ہونا	۳۳۷	اولوالعزم انبیاء
۱۰۵	کا خوف ہے	۳۹۷	مسلمانوں کو وہ سولہ سے متاثر نہ کرے	۳۳۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
۲۲۸	واعظ کی مشکلات	۳۹۸	مصلحت میں کوئی تکلف اصولہ نہیں تھا	۳۳۹	آنحضرت کی نبوت کے ثبوت
۲۲۹	واعظ کو قوم کے رسوم و عادات	۳۹۹	گھسان کی طوائف میں بھی صاف نہیں	۳۴۰	گورشتہ انبیاء کے سرسبب حالات کے حل کیلئے
۲۳۰	سے واقف ہونا چاہیئے	۳۴۱	مسائل	۳۴۱	آنحضرت کی زندگی کے واقعات بطور کلیہ میں
۲۳۱	قبل از وقت تیل دی ہیں کئی چاہیئے	۳۴۲	سبحہ پر ذکر حاضر و غایب ہے	۳۴۲	کئی نبی یا پیر پرانا آہی نہیں سکتا و بجز تبلیغ
۲۳۲	ولایت	۳۴۳	قا ترخلف الامام منع نہیں	۳۴۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۲۳۳	اولیاء اللہ کو خوف اور حزن نہیں ہوتا	۳۴۴	سبحہ میں قرآنی دعا پڑھنا منع ہے	۳۴۴	خلافت
۲۳۴	اولیاء اپنی عزت نہیں چاہتے وہ تو خدا کے	۳۴۵	قبر صلوٰۃ کے میں پہلو	۳۴۵	نبی کی ایک علامت کما کما ہر ایک کے خلاف ہوتے ہیں
۲۳۵	جلال اور عزت کے طالب رہتے ہیں	۳۴۶	غرض غلہ کے بدستوں کے پڑھنے کی طرف	۳۴۶	انبیاء کا خلاف گروہ ہر امر ہوتے ہیں
۲۳۶	وید (نیز دیکھئے آریہ اور ہندو مذہب)	۳۴۷	اشارہ	۳۴۷	خلافت کی حکمت
۱۴۵	اعلیٰ اخلاقی تعلیم سے خالی ہے	۳۴۸	نیکیوں میں بھی عظیم اتب ضروری ہے	۳۴۸	انبیاء کے بارہ میں ہر ہر سماج کا رویہ
۱۴۶	وید معاشرتی مسائل کے ذکر سے غافل ہے	۳۴۹	نیکی کے جوش میں سوختگی کی مناسبت نہیں	۳۴۹	نجات
۱۴۷	پرانے زمانہ میں ویدوں کی ناپائی	۳۵۰	علم خودی سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی	۳۵۰	نجات کیلئے فضل کے ساتھ ایمان اور عمل
۱۴۸	ان کی قربانی کا ذکر	۳۵۱	و	۳۵۱	کی ضرورت
۱۴۹	وید میں خودی کے نہ پرے مولو کا ذکر	۳۵۲	والدین	۳۵۲	نصیحت (نیز دیکھئے وعظ کا عنوان)
۱۵۰	حجرت	۳۵۳	والدین کی خدمت کی تلقین	۳۵۳	ان کے اندر ایک عظیم نام موجود ہے
۱۵۱	مکہ سے مدینہ کو ہجرت ۱۵ جولائی ۶۱۰ء	۳۵۴	اطاعت والدین کی حد	۳۵۴	بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا
۱۵۲	بروز جمعہ المہدیک کو ہوئی	۳۵۵	وحدت	۳۵۵	نعمت
۱۵۳	ہندو مذہب	۳۵۶	صحت کی بیش قیمت نعمت	۳۵۶	نعمت اللہ صمد قرآن اسلام اور آنحضرت
۱۵۴	وید کے قبیح	۳۵۷	وحدت قومی کیلئے ضروری اصول	۳۵۷	کا جود
۱۵۵	خدا کی صفات کے بارہ میں مشکلات	۳۵۸	وحی	۳۵۸	انصاف بخلاوندی
۱۵۶	لام دیوتا (مرکری) کی پرستش کرتے ہیں	۳۵۹	حقیقت اور اقسام	۳۵۹	نفاق
۱۵۷	قبل اولاد	۳۶۰		۳۶۰	مناقیق کی علامات

<p>یہودی کی تباہی یہود پر دودھ دفعہ تباہی آئی ۵۳۶ ۵۳۱ ۱۳۶</p>	<p>۱۰۷ ۷۰۵ ۷</p>	<p>ی یقین یقیم کے حقوق کی تجدیداشت کسٹ آف ولورڈ کا حکم اسلام نے ہی دیا ہے</p>
<p>تباہی اللہ کا معبد ہیکل تباہ ہوا ۵۳۱ ۱۳۶</p>	<p>۷۰ ۲۴۷</p>	<p>یقین اس کی کوئی انتہاء نہیں ار تکاب معاصی کی وجہ خدا تعالیٰ پر یقین کا</p>
<p>آنحضرت کی مخالفت اللہ کا حکیم علم آنحضرت پر ایمان لانے ۵۳۱ ۸۹</p>	<p>۷۰ ۲۴۷</p>	<p>ی یوم یوم کے معنی یہود</p>
<p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ۵۳۱ ۱۱۴</p>	<p>۷۰ ۱۳۴</p>	<p>ی یوم یوم کے معنی یہود</p>
<p>۵۳۱ ۱۱۴</p>	<p>۷۰ ۱۳۴</p>	<p>ی یوم یوم کے معنی یہود</p>
<p>۵۳۱ ۱۱۴</p>	<p>۷۰ ۱۳۴</p>	<p>ی یوم یوم کے معنی یہود</p>
<p>۵۳۱ ۱۱۴</p>	<p>۷۰ ۱۳۴</p>	<p>ی یوم یوم کے معنی یہود</p>



# اسماء

اولو العزم نبی	آدم علیہ السلام
۳۸۶	۴۹۳
آپ بھی ایک آدم تھے	۱۸۵
۹۸۰۹۷	خلافت
اسم حضرت علی علیہ السلام سے پہلے سب سے	آپ کی کنعا
۳۴۴	۱۹۹
بڑے انسان	آدم کا والد بھی آدم ہے
۵۱۶	۱۹۸
چاروں مطلوبہ اہل بیت سے حق پرانا	آدم کا بیٹا
فضائل و برکات	۱۶۸
آپ پر از من فضل اور برکات	اولاد آدم سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ۲۳۲
۴	اولاد آدم کی قربانی
آپ کے گھرانے کو معزز اور ممتاز کیا جانے کا	۹۵
الہی وعدہ	۱۲۸
۲۹	درخت ممنوع کی ممانعت مجبول گئے
آپ کا بسایا ہوا شہر قیامت تک رہے گا	۱۹۹
۱۲۶	شیطان آدم
آپ کا جواب سرسلیس سے بہتر تھا	۴۵۵
۳۶۹	آپ کے وقت ایک موزی وجود
۵۱۷	۴۴۱
شکر کا اجر	آزاد
یوسف، ایشیا اور امریکہ کے عیسائیوں، یہودیوں	حضرت ابراہیم کے والد نہیں بزرگ تھے
اور مسلمانوں کا پیشوا ہے اور آپ کا مکذّب	۱۶۱
بے نام و نشان	آل برک
۴۳۵، ۱۳۹، ۱۳۱	خلافت عباسیہ کے فناء کا خاندان
صافی بھی آپ کو عظیم الشان نبی مانتے ہیں	۴۶۸
۱۱۷	ابراہیم علیہ السلام
آپ کی طرف منسوب یہودیوں سے اکثر فاسق ہیں	۱۲۹، ۱۳۸، ۱۱۱، ۸۶
۱۱۰	۵۴۳، ۳۸۷، ۳۳۳، ۲۲۳
صدق و وفا	تاریخ
خدا پر ایمان کی کیفیت	آپ کے ملک میں انسانی قربانی کا رواج
۴۳۵	۹۶
صدق و وفا اور اخلاص	آزاد آپ کے والد نہیں بزرگ تھے
۳۸۱، ۱۲۵	۱۶۱
قلب کا اخلاص	اسحق کی بشارت کے وقت آپ کی عمر ۹۹ سال تھی
۴۶۵	۴۷
بے مثال قربانی	۹۹ برس کی عمر میں اسماعیل اور ۹۹ برس کی عمر میں
۳۸۰	اسحق پیدا ہوئے
۱۸۲	۵۴۶
حق بات ماننے کیلئے شرح صدر	قربانی کے امداد کے وقت آپ کی عمر قریباً سو سال
منتق	اور حضرت اسماعیل کی عمر ۱۳ برس تھی
۳	۳۸۰
آپ کی دعا کا نتیجہ	رفیاء میں بیٹے کو قربان کرتے ہوئے دیکھنا
رفع درجات صرف آپ سے مخصوص نہیں	۳۱
۱۶۴	۱۴
ابراہیم	دین ابراہیمی
مگر پر حملہ کے وقت حضرت عبدالمطلب سے گفتگو	صحف ابراہیم
۴۹۷	۸۹
ابلیس	مقام
۴۶	ابراہیم و اسماعیل
۲۹، ۹۸	خلیل الرحمن
۴۴۴	۴۴۴

ابن الاثیر	ابن جریر	ابن عباس	ابن کثیر	ابن تیمیہ	ابن عساکر	ابن سعد	ابو بکر صدیق	رفیق صدیق	ہجرت میں آنحضرتؐ نے آپ کو سنا دیا	مکہ کی فتح کے بعد آنحضرتؐ نے آپ کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا تھا	آپ اور آپ کے ساتھیوں کیلئے خدائی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ	آپ کے اور آپ کے صحابہ کے ایمان کا ثبوت	استحقاق خلافت	سب سے پہلے آپ کو خلافت ملی	خلافت پانے میں کامیاب ہوئے	لفظ قد خلقت سے آپ نے ان صحابہ کو آنحضرتؐ کی وفات کا قائل کر دیا جنہیں اس کے ماننے میں تاہل تھا	آپ نے کہیں نہیں بتایا کہ فلاں آیت منسوخ ہے	کوئی اسلامی حک آپ کے تصرف سے باہر نہ تھا	۱۰۰
۱۵۹	۲۵۵	۵۷۷	۲۵۵	۵۷۷	۵۷۷	۵۷۷	۱۰۹	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸	۱۵۸
مصنف نکت قرآن حدیث	ابن جریر	ابن عباس	ابن کثیر	ابن تیمیہ	ابن عساکر	ابن سعد	ابو بکر صدیق	رفیق صدیق	ہجرت میں آنحضرتؐ نے آپ کو سنا دیا	مکہ کی فتح کے بعد آنحضرتؐ نے آپ کو سورۃ توبہ دے کر بھیجا تھا	آپ اور آپ کے ساتھیوں کیلئے خدائی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ	آپ کے اور آپ کے صحابہ کے ایمان کا ثبوت	استحقاق خلافت	سب سے پہلے آپ کو خلافت ملی	خلافت پانے میں کامیاب ہوئے	لفظ قد خلقت سے آپ نے ان صحابہ کو آنحضرتؐ کی وفات کا قائل کر دیا جنہیں اس کے ماننے میں تاہل تھا	آپ نے کہیں نہیں بتایا کہ فلاں آیت منسوخ ہے	کوئی اسلامی حک آپ کے تصرف سے باہر نہ تھا	۱۰۰

۵۴۶	بنو نضیر مدینہ کا یہودی قبیلہ	۳۸۰	عمر ۱۲ سال تھی۔	۲۰۳۲۲۲۲۲۲	ابو جہل
۵۴۷	تورنگ پٹے کرتے تھے	۵۱۷	آپ کے بارے بیٹے تھے		اس کے افعال و اخلاق خیر و برکت کا باعث نہ تھے
	بنو نضیر	۵۱۷	آپ کی نسل سے خاتم النبیین پیدا ہوا	۳۶۳	
۲۹۵	ابو زکوة اور صدقہ حرام ہے		عیسائیوں کی طرف سے لڑائی زارہ ہونے کا طعنہ	۵۵۵	آنحضرتؐ کے قتل کی سازش
	بنو ہوازن	۳۸۹		۳۲۶	اس نے نہادانے اپنے خلاف دعائیں مانگی تھیں
۳۲۳	غزوہ خندق میں مسلمانوں پر حملہ		اسما عیسیٰ شہید علیہ الرحمۃ	۲۶۲	اس کی دعا کے الفاظ
۲۳۳	بنو لیشکر		فرمایا: بعض بھر سے دل میں نہ پیدا ہوتا ہے	۲۶۴	دو کاشتکار رزکوں کے ہاتھوں موت
	بنی اسرائیل	۵۳۳		۶۱	ابو حنیفہ امام رحمۃ اللہ علیہ
۵۲۳	عروج و زوال		اسود بن ذرارة	۲۸۱	ابو شامہ (عرب جاہلیت کا ایک شاعر)
۵۲۷	کنعان کا واعدہ	۴۷۰	آنحضرتؐ کا معاند دشمن	۱۵۹	ابو طالب
۳۷۸	ملک شام کے وارث بنائے گئے		اسود بن زہرہ	۳۲۷	آپ کی آخری تقریر
	الہام سے جو کافر ہوئے وہ داؤد اور عیسیٰ علیہ السلام	۴۷۰	آنحضرتؐ کا معاند دشمن		ابو عامر
۱۲۹	کذابان سے لعنت کئے گئے	۱۲۸	اصحاب کعبہ	۳۱۰	آنحضرتؐ کے خلاف سازشیں
	پہلے مشرق سے اور پھر مغرب سے لوگ آکر انہیں	۲۸۳	امام الدین مرزا		قیصر کے دربار میں مسلمانوں کے خلاف سازشیں
۵۲۵	ذلیل کریں گے۔	۲۸۳	امیر القیس	۲۰۳	کرتا تھا
۵۲۹	ان کے باغات عربوں کے ہاتھ آئے	۲۹۳	اس کا قصیدہ بیت اللہ میں آویزیں تھیں		ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ
۹	مصر میں قیام کی تدبیر		امیر حسین قاضی	۱۷۲	حضرت عمرؓ کو مشورہ
	۲۵۰ سے ۴۰۰ سال تک فراعنہ کے ظلموں کا شکار	۵۲۲	سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر	۵۲۵	ابو عبیدہ امام نحو
۳۲۶	رہے	۵۲۷	اموری (قوم)	۲۵۹	آلج ابن کعب رضی اللہ عنہ
۲۲۵	فرعون کا بیگ لیتا	۱۱۲	اوس (مدینہ کا عرب قبیلہ)		احمد البیرونی
۳۸۹	فرعون کی غلامی	۱۱۱	آبرمن		۴۰ سال ہندوستان میں رہا لیکن دیدیکھنے کو
	اپنے گھر ایک دوسرے کے سامنے بنانے کا حکم ملے گا		ایلیا		نہ لے
	خطرہ کے وقت ایک دوسرے کے کام آسکیں	۳۴۳	آپ نے بھی معجزات دکھائے		احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۴۷			ب - پ - ت - ث	۲۷۱	ایک نکتہ
۸۹	ان کے لئے بارہ سردار مقرر تھے		بدھ گوتم	۳۹۳	قلعہ گویہ میں قید کے دوران آپ کا ایک خط
۵۱۲	۷۰ برس کا ہوا	۱۷۲	ان کو گال نہ دو		احمد خان سیدہ سر
۳۵۰	خدا سے تعلق ٹوٹنے کا نتیجہ	۵۴۲	بعل یہود کا معبود	۱۸۱	مدنی اصلاح
۲۲۴	بے ادبی کا نتیجہ	۵۱۲	بلعام	۵۲۰	معجزات سے انکار
۲۲۲	بچھڑنے کا شرک		بنو امیہ	۵۲۵	آنحضرتؐ امام نحو
۱۱۳	مسیح کو صلیب پر لٹانے پر قادر نہیں ہو سکے	۱۱۳	عقلمند اور تجربہ کار لوگ تھے	۵۲۳	ارمیاہ دیکھتے یرمیاہ
۹۹	بنی اسماعیل کے ایک نبی کے قتل کا ارادہ		بنو عامر	۲۸۷	اسلم علیہ السلام
۳۸۹	بنی اسماعیل	۱۹۷	ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے تھے		آپ کی پیدائش حضرت ابراہیمؑ کی عمر کے ۹۹ ویں
	بنی امیہ (بنو امیہ)		بنو عباس	۲۲۶	سال ہوئی
۵۲۳	آخری بادشاہ کے نام میں مشہور	۳۷۹	ان تک قریش میں ہی خلافت رہی	۳۳۱	اسرائیل علیہ السلام
۲۶۱	بنی مطلب	۵۲۵	سلطنت کا اثر چین تک تھا		اسعد بن مطلب
	بنی امین	۵۳۹	بنو قریظہ مدینہ کا یہودی قبیلہ	۴۷۰	آنحضرتؐ کا معاند دشمن
۳۸۵	حضرت یوسفؑ کے سگے بھائی	۱۱۲	ان کا سگے گھر گھر میں داخل تھا	۹۸	اسماعیل علیہ السلام
	بوعلی سینا		بنو قینقار مدینہ کا یہودی قبیلہ	۲۹	ابراہیمؑ کا پوٹا تھا
۱۲۲	آپ کے ایک شاگرد کا واقعہ	۱۱۲	بڑی بے رحم قوم تھی	۲۲۶	حضرت ابراہیمؑ کی ۸۴ برس عمر میں پیدا ہوئے

[illegible]

طیلس رومی (TITUS)

یہود کو سخت و تدارک کرنا  
ع

عاصی سہمی

حضرت کا سامنے دشمن

عائشہ رضی اللہ عنہا

عبدالحی ابی حضرت خلیفۃ المسیح

آپ کے نام کا اعلیٰ مقام

خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کے لئے مکان بنانے کا

سلمان ہتھابرا

عبدالرحمن

سپین کا اموی خلیفہ

عبدالعزیز شاہ محدث دہلوی

آپ کی تفسیر کا ایک حوالہ

عبداللہ حیلانی سید علیہ الرحمۃ

آپ کے سامنے تصوف کی ایک بحث

عبداللہ شاہ دہلوی

ترجمہ قرآن کریم

آپ کا ایک عجیب مکتبہ

عبدالکریم (مولوی سیالکوٹی)

آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حقائق

کنا کر کیا آپ کو بھی کسی سیلہ آیا ہے؟

عبداللہ (مولوی)

مصنف تحفہ الہند

عبداللہ بن جبر

غزوہ: آمد میں آپ کے ساتھیوں کی فہم

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی کے خاندانی کو نصیحت

عبداللہ بن عبدالمطلب

عبداللہ بن عبدالمطلب

ابوہریرہ سے گفتگو

عقلمند

عثمان رضی اللہ عنہ

نوامیہ کے ایک ہوشیار فوجی

خاندان کے آپ پر اعتراضات کا انجام

خاندان کی پوشش

شہادت

تمام صحابہ کے سامنے قتل ہوئے

عدی بن اسلم

عزرائیل

عزیز علیہ السلام

یہود کا ایک فرقہ انہیں ایمان نہ لایا تھا

عشرات (یہود کا منہ)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سودہ توبہ دیکھ کر آپ کو بھرا گیا

آپ کی خلافت

بقول شیخہ آپ کو حضرت کے بعد خلیفہ بننا

پانچویں

شیعوں کے نزدیک صرف آپ نے بھارت دیکھا

دکنہ دیکھی

اس بات کا ثبوت کہ آپ کو حضرت کے لئے کوئی

نماز نہیں تھی

آپ کے نام میں میرے ملاحظہ نے قطعا خلافت کا

دعویٰ نہیں کیا

آپ کے دین سے پہلے جانے کا نتیجہ

کوفہ میں مشکات ابراہیمی

ابوہریرہ شہداء ہونے کے قتل ہوئے

شہادت

علی ابن ابی طالب

اسلام اربعہ میں اپنے والد کا بھی لانا نہیں

کیا

علی بن ابی طالب

عزیز علیہ السلام

عزیز علیہ السلام

قرآن کریم کا حکم سن کر آپ پر گہرا اثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیرت کا

انجام

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ جب شام تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو

لہذا قائم مقام مقرر کر گئے تھے

آپ نے کس آیت قرآنی کو منسوخ نہیں فرما

دیا

شہادت

ایک شخص نے غصہ سے آپ کو شہید کر دیا

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

آپ کے جہد تک عالم اسلام کا متفقہ سربراہ تھا

عمر بن عاص رضی اللہ عنہ

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

بنی اسرائیل کے گمراہے کا خاتم الانبیاء

آپ کا کہہ تھے اس لئے بنی اسرائیل بولتے

تھے

آپ کی اصل کتاب آپ پر نہیں لکھا

آپ کے تربیت یافتہ لوگوں کی اطاعت کا نمونہ

آپ کے ہم لیڈروں کو پاس مذاق کی فرطی

انجیل لکھا میں آپ کے بچوں کا ذکر

بیکل کے بارہ میں آپ کا خوب جواب

شیطان کا آئنا

آپ کے بارہ حواری

آئینہ ناکا ہر درجہ تقدیس کے معنی

یہود پر لعنت

آپ کے خاندان کا انجام

الوہیت و انبیت

آپ کا انسان ہونا ثابت ہے الوہیت کی کوئی دلیل

نہیں

صحاب میں گرفتاری بشریت ثابت کرنے کے لئے تھی

لہذا ذات میں تقدس عام کی نفی

اسکا احوال تو اس لئے کرتی تھی لہذا وہ خلافتیں

انبیت کی حقیقت

معجزات و نشانات

فرکسیوں کے مطابق پر نشانات دکھانے سے انکار

آپ کی خلق کی کیفیت

آپ کے احوال کی حقیقت

وفات

مسئلہ وفات مسیح کی اہمیت

مشابہ بالصلوب بنائے گئے

وفات کا اثبات

غ

عزالی امام رحمۃ اللہ علیہ

روح کے متعلق مسئلہ

## غلام احمد قادیانی مسیح و دہشت گرد مسیح

۴۹۹، ۲۲۹

### مقام

اس زمانہ کا امام اور خاتم الخلفاء

آئے دلاہیسی

طہم، بلوی، امام، مویہ منی اللہ، محکم، عدل، جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں

۴۹

حاشی اسلام اور سچا مسلمان

آپ کا وجود باجمہد ایک ایسی نعمت ہے جس کا چہرہ نہ ہم سے پہلے دیکھ سکے اور نہ بعد والے دیکھ سکیں گے

۴۵۳

موجودہ زمانہ کے دنگی عیالہ اصلاحیہ عقیدہ

۱۸۱

شکر کے شکر کفر لہذا آپ کا دفاع

۲۸۲

دعویٰ

آپ کے تئیں دعویٰ جو قرآن کریم کے مطابق ثابت ہوئے

۲۰۰

چند آدمیوں کا حضور کے پاس خود ساختہ معیار

۱۰۳

صد اقت سوچ کر آنا

۳۶۱

ایک شخص کے آپ کے متعلق تین سوال

۱۹۲

حضور سے یقین کی انتہا کے بارے میں استفسار

۱۹۲

الہامات و معجزات

اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا بِیْ شَرِّ کَا بَیْکَ

۲۱۰

اِہْیَا لَآ تَصْبُوْنَ اِلَیَّ اِلَّا بِیْ شَرِّ کَا بَیْکَ

۲۳

وَتَقْتَحِنَ

۲۲۳

اذہ البی سے معجزہ نکالی کا دعویٰ

۲۲۳

آپ کے متعجب میں بویب، شاعر اور عالم عاجز آ گئے

۲۶۱

موجزات کے منکر یہ کا صحیح جواب

۲۲۳

آپ کی توجہ نہائی سے قادیان کے شریر آریوں کی

۴۶۹

ہلاکت

تفسیر اور نکات معرفت

۴۶۹

آپ کا ایک تفسیری نکتہ

۲۹۹

اَشِدَّ اَعْلٰی الْعَقْدِ کے معنی

۲۹۸

یوم کی تفسیر

۲۰۸

میں اس پر خوش ہوں کہ میرا خدا جو ہے قادرِ مطلق ہے

۱۶۱

فرمایا: بہشتی زندگی کے آثار اسی دنیا میں ظاہر

ہو جاتے ہیں

آپ نے فرمایا کہ پاکیزہ بات دل میں گڑ جاتی ہے

۴۴۴

ایک معاند کو فرمایا کہ شعیب کے قول کو ہی یاد کر لیجئے

۲۱۶

اسلام کیلئے نازک حالات کے سلسلہ میں حضور کا

ایک فرمان

۱۵۲

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اَلطَّرِيقَةُ کُلُّهَا اَدْبٌ

۲۲۲

ہی جہالت کیلئے دعا کی بار میں سکوت

۱۳۵

کسی شخص کی بد خواستہ فرمایا دعا کیلئے دل تو قبر

نہیں کرتا اب اللہ معلوم ہوتا ہے

۱۲۶

فرمایا: لیکو میرے پاس آؤ تم پر گزرا سکتا ہے

۲۹۰

جلسہ کے ایام میں مسلمانوں کے ہمسایوں کی طرف سے

گالیوں پر حضور کا ارشاد

۲۲۸

آپ کا ایک شعر

۳۸۰

سیرت

سچا اور راست ہار

۲۱۱

آپ کی بات اور بیان

۲۲۲

اپنے فرائض کی ادائیگی میں نہ ٹھکتا ہے نہ دلتا

۱۱۶

ہر گز

تاریخی واقعات

۱۲۸

دشمنوں کی بیعت کے بارے میں سوچتے ہیں

۱۲۰

آریوں کی وجہ سے ایک مقدمہ میں ٹھہرائی گئی

مشکلات میں سے

۱۲۰

علامات المعجزین کی تصنیف

۲۵۹

متفرق

۲۱۴

بڑے خوش قسمت وہ لوگ جو آپ کے تعلقات

اس آدمی کے ساتھ ہوں گے

۲۲۳

آپ کی آمد کا غرض و مقصد خود آپ سے

سننے چاہئیں

۲۱۴

کوئی ہے جو غلام کے ماتھے سے آفاق صداقت

دیکھے؟

۲۲۳

امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی

۱۱۶

وہ اصل دعاؤں سے بے خبر ہیں

۱۱۶

ہمارے امام کی کامیابیاں دہمیت: ایک تبدیلی

چاہتی ہیں

۲۷۸، ۲۷۷

آپ کے بعد خلافت کا نظام

۲۰۱

ف . ق

فخر الدین گلازی

۱۴۲

فراہ (م) نئی

۵۲۵

فرزنی (قوم)

۵۲۷

فرعون

۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰

فراغہ مصر

۱۴۱

اس کا تاج گونگنی تھا

۲۲۱

موسیٰ کے تابع نہ تھے

۲۲۹

رسوم و عادات میں میسوس تھا

۵۷۳

بنی اسرائیل کو غلام کہنا

۲۲۲

اسرائیلیوں سے بیکار لینا

۲۲۵

اس کے مقابلہ میں موسیٰ کی نصرت

۱۶۲

پڑھوں کا مرنا

۲۲۸

موسیٰ علیہ السلام کی ذات پر اعتراضات

۲۶۱

موسیٰ کے معجزات کا انکار

۵۲۵

موسیٰ سے گزشتہ اقوام کے بارے میں استفسار

۲۲۶

اس زمانہ میں فرعون کی لاش کا نکلتا قرآن کریم

کا اعلان ہے

۲۵۰

اس پر کئی رحمت بھیجنے والا نہیں

۲۵۸

فضل دین حکیم

۱۰۹

ایک شیعہ کو مسکت جواب دینا

۱۰۹

قابیل

۱۰۹

قارون

۱۰۹

قبط

۱۰۹

مصر کے قبیلوں کی ملازمت کی تعین

۱۰۹

قریش

۲۹۴

اسامیل علیہ السلام کی اولاد میں

۲۹

یوسف کے بھائیوں سے مخالفت

۲۸۷

قسطانی (احمد مولف ارشد لہاری

۲۸۹

شرح صحیح البخاری)

۲۸۹

قیدار

۵۲۸

قیدار کی حشمت جاتی رہے گی

۵۲۸

قیصر

۲۰۳

قیصر سے مل کر ابو عامر ہودی کی سازش

۲۰۳

ک

کالب بن لیث

۵۲۸

کوشش

۱۰۴

ان کو گالی نہ دو

۱۰۴



۱۳۴	اپنے دعویٰ نبوت میں مترق نہ ہونے کی دلیل	۵۳۹	فتح مکہ کے ملا دس ہزار قیدیوں کا ساتھ	۲۱۲	کہ نری دھیو کا بادشاہ
۵۳۲	بے نظیر کامیابی	۵۳۲	فتح مکہ کے وقت آپ کے نزدیک جگہ	۳۰۹	کعبہ
۲۲۸	تمام عرب میں وصیت کی جتنی پیدا کرنا اور حویلیاں	۵۳۸	آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	۹۱	ہب
۲۲۵	بے باخلاق اسبا خدا ان کا بنا ایک بے نظیر	۵۴۱	کے نفل کے بعد قسہ ملا نہ رہا ہے	۱۸۱	یہ شیخ بخیرہ کے ساتھ کسی کی اطاعت
۲۲	آپ کے جنوں نہ ہونے کے دلائل	۱۱۲	وفات کے وقت قلم دعوات منگوانا	۱۳۷	کیشب
۲۸۲	معجزات	۲۲۲	آپ کی آخری دعا	۲۷۷	دعویٰ اصحاب
۲۸۳	دستور پر بار بار فتح پانے کا معجزہ	۱۱۲	سرورِ عالم، خیر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۷	گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر
۱۱۴	غزوات میں موافق ہونے کے بعد آپ کا عہد	۲۲۲	اولوالعزم خاتم کائنات وصفت و انسانیت		ل
۱۱۴	تمام ان کی طرف سے آپ کی مخالفت کا عظیم معجزہ	۲۲۲	بحیثیت رسول خاتم النبیین مقرب ہونے کی وجہ		لبید
۲۲۲	آیت وَاللّٰهُ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ	۲۲۲	خلیل الرحمن	۲۷۷	لبیکا سچا کہ اَلَا عَلَّ شَیْءٌ مَّا خَلَا
۲۲۲	نفل کے بعد ہر روز سے فتح فرمایا	۲۲۲	تیر کی اللہ کی رہی ہے	۲۷۷	اللہ باطل
۲۸۳	کڑھ کی کیا تم کے اور خدا آپ کا محفوظ رہنا	۲۲۲	آپ کو عطا کی گئی کوثر	۲۷۷	لو مقرر رہی
۲۲۲	باوجود دشمن کے نفل میں ہونے کے اللہ نے	۱۱۱	آپ کی بشت ساری دنیا کی طرف ہے	۵۳۱	پروٹسٹنٹ دم کا بانی
۲۲۲	آپ کی مخالفت فرمائی	۵۳۹	سارے جہان کیلئے رحمت	۲۷۷	لو ط علیہ السلام
۸۵	ہر جہاں کی سازش سے آپ کا محفوظ رہنا	۲۲۲	آپ کا وہ اللہ نبوت قیامت تک کو سچ ہے	۲۷۷	قوم نکاح کا ذکر
۸۵	بے نظیر کامیابی	۲۲۲	اور تمام انسانوں کیلئے ہے	۲۷۷	قوم نوط عرب کے شمال مغرب میں آباد تھی
۲۲۲	آپ و انہوں میں بیرون بیٹوں کو بھی لے جاتے تھے	۲۲۲	آپ شغائے دل کا سفر لے کر آئے	۲۷۷	آپ کی قوم کی بستیوں کی تباہی
۲۲۲	مگر اللہ نے ان کو غلام بننے سے بچائے رکھا	۲۲۲	انسانیت کو ظلمت سے نور کی طرف لے جائیگا	۲۷۷	رکوع شہید سے ملو اللہ تعالیٰ ہے
۲۵۵	آپ کا اجماع	۲۲۲	اپنی قوم کو آزادی بخشنے والا	۲۷۷	ہوؤں کو بستی کی تشریح
	پیشگوئیوں کے مصداق	۲۲۲	حضرت یوسفؑ سے مخالفت	۲۸۹	لیث
۲۲۲	تورات کی پیشگوئیوں کے مصداق	۲۲۲	موسیٰ کے قبل		م
۲۲۲	بائبل میں آپ کے متعلق پیشگوئیاں	۲۲۲	قیل موسیٰ کی حیثیت سے تو آیات یتاں	۵۳۱	مارٹن لوتر
۵۳۸	یسعیاہ کی طرف سے آپ کی ہجرت کی پیشگوئی	۲۲۲	لے کر تشریف لائے	۵۳۱	ماروت
۵۳۸	دلوؤں کی زبرد میں بھی آپ کے متعلق پیشگوئیاں	۲۲۲	موسیٰ سے بڑھ کر کامیابی	۵۳۱	فرشتہ تھے یا انسان
۵۳۸	قرآن کریم میں انبیاء کے ذکر میں جو واقعات بیان	۲۲۲	آپ کی وجہ کی مشاہدہ بہت بلند ہے	۵۳۱	محمد مصطفیٰ و احمد بن حنبلہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵۳۸	ہوئے ہیں وہ آنحضرتؐ کے حق میں پیشگوئیوں کے	۲۲۲	آپ کا زمانہ روحانی بارش کا زمانہ تھا	۵۳۱	تاریخی واقعات
۵۳۸	طہر پر ہیں	۲۲۲	دنیا میں ہر وقت آپ کی بلند کی وجہات	۵۳۱	حضرت اسماعیلؑ کی اطاعت میں سے ہیں
۵۳۸	حضرت یوسفؑ کے واقعات میں آپ کے متعلق	۲۲۲	کے لئے دعا ہو رہی ہے	۵۳۱	آپ کے رسول ہونے سے رسالت ہر ایم
۵۳۸	پیشگوئی	۲۲۲	صدقہ	۵۳۱	کے گھرانے سے باہر نہیں گئی
۵۳۸	غزشتہ انبیاء کے سر پرستہ حالات کے حل کے	۲۲۲	آپ کی نبوت اور صداقت کے ثبوت	۵۳۱	آپ کی بشت کے وقت دنیا کی روحانی حالت
۵۳۸	آپ کی زندگی کے واقعات بطور کلید ہیں	۲۲۲	آپ کے صدق ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ	۵۳۱	آپ نے ۱۳ برس وعظ کیا اور وہ اسٹائٹ
	سیرت	۲۲۲	کی گواہی	۵۳۱	ابو طالب کا اندازہ کہ عرب کے غریب لوگ
۲۲۲	تمام فضائل ان کی خاتم ہیں	۲۲۲	آپ کی صداقت کی ایک دلیل	۵۳۱	آپ کو مان لینے والے ہیں
۲۲۲	بے نظیر اخلاق	۲۲۲	سورۃ الانعام میں آپ کی رسالت پر دلائل	۵۳۱	ابو بکر کی معیت میں مدینہ کی طرف ہجرت
۲۲۲	عرب کے عمائد اور اہل الرائے آپ کے ملامت اخلاق	۲۲۲	آپ کے دلائل نبوت قائلو قہمت میں مشہور	۵۳۱	ہجرت کے موقع پر تین طے غار میں رہنا
۲۲۲	کا اقرار کرتے تھے	۲۲۲	اور قرآن میں موجود ہیں	۵۳۱	آپ کی مجلس میں تین افراد کے آنے کا واقعہ
		۲۲۲		۵۳۱	غزوہ تبوک کے موقع پر بعض افراد کا اجازت
		۲۲۲		۵۳۱	لے کر بھیجے رہ جانا

۵۲۳ مروان الحمار (بنی امیہ کا آخری بادشاہ)  
 ۵۲۱، ۱۷۳ مریم علیہا السلام  
 آنحضرت کی بشت کے وقت عیسائی مریم کو پہنچتے تھے  
 ۱۳۷ رومن کیتھولک آپ کی تصویر کو سجدہ کرتے ہیں  
 معاویہ  
 آپ نے حضرت علیؓ کے زمانہ میں قطعاً خلافت کا دعویٰ نہیں کیا  
 ۸۶ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ  
 ۵۵۵ موسیٰ علیہ السلام  
 ۲۳۳، ۲۳۳، ۲۲۰، ۱۴۶، ۱۱۱، ۹۱، ۸۶، ۳۷  
 ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۵۹، ۲۵۷، ۲۳۹، ۲۳۳  
 ۵۴۱، ۵۴۳، ۵۴۲  
 ۳۸۶ اولوالعزم نبی  
 ۴۸۹، ۴۸۸، ۶۷ آپ کی والدہ کو وحی  
 ۳۹۳ دربار شاہی میں پرورش کی حکمت  
 ۳۳۰ چالیس دن کیلئے بقیہ تمام  
 ۴۳۵ مخالفین کے مقابل پر اللہ تعالیٰ پر عبور  
 ۹۳ شدت غم  
 ۷۹ مصعب بنی  
 ۴۵۸ آپ پر لوگ سلام بھیجتے ہیں  
 ۴۲۶ فرعون کے ایک سوال کا جواب  
 ۵۴۵ فرعون کی طرف سے آپ کے معجزات کا انکار  
 ۳۶۱ فرعون کے اعتراضات  
 معجزات و نشانات  
 ۲۵۸ آپ کو فرعون کیسے مخاطب ہوا؟  
 ۳۴۳، ۲۸۴، ۲۲۱ آپ کے معجزات  
 ۵۷۳ نوٹات  
 ۲۲۲ ساحل کا مقابلہ  
 ۳۴۶، ۱۶۴ فرعون کے مقابلہ میں نصرت  
 آپ کے متبعین  
 آپ کے ذریعہ بنی اسرائیل کی فراعنہ سے نجات  
 ۵۲۳، ۹۰  
 آپ کے ساتھ کنعان کا ورود تھا جو قوم کی فطرت سے معروض التوا میں پڑ گیا  
 ۵۶۱، ۵۲۷، ۳۷۷ بنی اسرائیل کی طرف سے آریا اللہ جہنم کا مطالبہ  
 ۶۵ بنی اسرائیل کی قبر  
 ۱۴۸ آپ کی قوم کا بچہ اٹھانا  
 ۱۰۳۴ آپ کے تربیت یافتہ بنی اسرائیل کی اطاعت کا نمونہ ۹۲

### آپ کے متبعین

آپ کی امت میں ہزار اولیاء ہوتے اور  
 ۳۸۰ ایک وہ بھی جو مسیح موعود قائم الخلفاء ہے  
 آپ کی اتباع میں اللہ نے وصیت، شہادت اور دوسری خوبیاں پیدا فرمائیں  
 ۲۸۲ آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کہہ کر نظیر اطاعت کا نمونہ  
 ۱۳۳، ۹۲  
 آپ کی صحبت ہی صحابہ کیلئے جنت تھی  
 ۴۵۸ آپ اور آپ کی جماعت اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا کام کہہ رہے ہیں  
 ۴۹۰  
 ۴۸۵ اَنَا فَطَرْتُكُمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ  
 مخالفت اور مخالفین کا انجام  
 منکر و اہل کے عیوب ظاہر کرنے کی وجہ سے  
 آپ کی مخالفت ہوئی  
 ۳۶۱ آپ کے دشمن حضرت یوسفؑ کے دشمنوں سے سخت تھے  
 ۴۸۸  
 ۴۸۱ کفر مکہ کی آپ کے خلاف تدبیر  
 ۲۶۰ آپ کے متعصب کے خلاف مخالفین کی تدبیر  
 ۱۱۵ طائف میں مخالفین کا سواک  
 ۴۷۰ نو اہل لوگ آپ کے قتل کی سازش  
 ۱۱۴ مدینہ میں آپ کیلئے سات عظیم مشکلات  
 ۶۶ مدینہ کے یہود کا آپ کو قتل کرنے کا ارادہ  
 یہ دلائل ہیں کہ آپ جتنے کے خطر تھے اس لئے  
 ۳۴۳ مدینہ پہنچ کر جنگیں شروع کر دی  
 ۴۶۱ آپ کے تھوڑے اٹھائے ہوئے اعتراض کا جواب  
 ایک شخص کا مالی غنیمت تقسیم کرنے کے مسئلہ میں آپ پر اعتراض  
 ۳۶۴ آپ کو قتل کرنے کے کتب نام ہلکے  
 ۴۷۸ آپ کے معاندین کا انجام  
 ۵۵۵ آپ کے مکہ میں ہمیشہ کیلئے عرب سے نکل گئے  
 ۵۲ آپ کا فرعون خشکی میں فرق ہوا جزیرہ بنی اسرائیل سے  
 ۲۵۸  
 محمد اسماعیل  
 بخل کا علاج  
 فضی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ  
 آپ کے نزدیک فیر اللہ کیلئے شعر کہنا بھی منع ہے  
 ۷۷  
 ۲۲۰ سب سے نزدیک کافر ہر نفس ہے  
 ۴۹ مرارہ

۳۱۱ شفقت علی خلق اللہ  
 اہل مکہ کی دنیاوی پیشکشوں پر آپ کا جواب  
 ۳۸۱  
 ۳۴۵ مکی زندگی میں صبر کا نمونہ  
 ۳۵۱ یتیم  
 یہ غلط ہے کہ جب تک آپ کے پاس جتنی نہ تھا  
 ۳۶۲ آپ نے جنگ نہ کی  
 غزوہ حنین میں آپ کی ثبات قدمی اور جوش ہروی  
 ۲۴۴، ۲۸۱  
 ۴۶۱، ۳۶۴ آپ کا سفر  
 ۳۱ یہودی کے حق میں فیصلہ فرمانا  
 آپ کو حضرت نوحؑ کی طرح استقلال سے تبلیغ کرنے کا حکم  
 ۳۶۶  
 ۳۷۷ فرمایا شَيْبَتْنِي هُودُ  
 ۱۱۶، ۱۱۵ تبلیغ دین کے لئے جدوجہد  
 اسلام کو دنیا کی سبھی باتوں کے لئے آپ نے اپنی ساری دعاؤں، کل طاقتوں اور ساری قیادت کو لگا دیا تھا  
 ۷۸ اپنی قوم کی روحانی، اخلاقی اور عملی حالت پر گور تھا  
 ۱۴۸  
 ۱۵۸ اپنی قوم کے لئے دعائیں  
 ۱۳۵ امت کیلئے شہادت کی دعا  
 دوسروں کے دوسرے کو دھکے کیلئے بری کا قلاب  
 ۳۶۹ آثار کو صلیب کو دکھانا  
 آپ کی دعا اَللّٰهُمَّ بَهِّتْ لَنَا لَكَ اَنْتَ  
 ۴۷۷، ۳۶۴ زِلْ نَفْسِيْ حُرَّةً  
 مجلس میں ستر پردے زیادہ دفعتاً استغفار فرماتے تھے  
 ۱۸۲  
 آپ نے حضرت یوسفؑ کی طرح کبھی نہیں کہا کہ مجھے قید پسند ہے  
 ۳۶۳  
 ۵۴۹ آپ کی شانِ تعالیٰ ہونے سے بلند ہے  
 تعلیم  
 آپ کی لائی ہوئی تعلیم سے آپ مجتہد ثابت نہیں ہوتے  
 ۴۵۱  
 ۲۴۶ آپ کی تعلیم کا خلاصہ تو یہ ہے  
 ۱۲۸ آپ نے سب سے مسائل کو سب سے منع فرمایا  
 ۵۲۴ داری میں منہ صوفیوں سے کراہت کا اظہار  
 رات کے وقت برتن ڈھانکنے اور دوازے بند رکھنے کی تاکید  
 ۱۷۸

ہا ہی اَنْتَ وَاٰمِنٌ یَّاسْتَوِلُّ عَلَیْہِ رُزْقُ  
فَبِذَاقْ  
قرآن شہزادہ رسول اللہ !  
مسح موعود علیہ السلام سے تعلق  
میں نے پہلے نام میں مزا نظام احمد صاحب کی دیکھا  
تھایا اور بہت ہی راستہ تھا  
مسح موعود کی آمد کے افروض و متعذر میں بیان  
کرنے کی قدرت نہیں رکھتا  
مسح محمد علیہ السلام کو آپ کے متعلق ہلام  
دعا  
دعا کے اس میں آپ کا اختیار کردہ طریق  
آپ کی دعا اور تضرع کے تیسرے میں تلاویں سے  
طالعہ کا اندازہ  
آپ کی ایک دعا  
نکات معرفت  
آپ پر ایک نکتہ معرفت کا انکشاف  
آپ کا ایک نکتہ  
مجھے بتلایا ہے کہ ان ہی میں کاد کر لے گئے  
فرطہ جہنم کے جہنم میں تفریق اور فرق جہنم  
کے نشان صوبہ کرم کیلئے موعود میں  
میں نہ ہر بار دعا کے ذریعہ ہر تہجد  
ترقی پائی  
عقائد  
میں ایمانی رنگ میں پڑھیں گے یہاں تک کہ  
بہ دلیل لیتا ہوں (انجیل کے معجزات)  
میں قرآن میں داغ و خور کا ناکل نہیں ہوں  
میرا مذہب یہ ہے کہ ہر وقت ایک قوم ظالم لڑیں  
ظالم حق و صدق ضرور ہر وقت ہے  
حدیث کی کتابوں  
معراج کے بارے میں ایسا  
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی تعلیمات اور عقائد  
سے کھانے پانے کا واقعہ  
مباحثات  
مباحثات کے بارے میں پچاس سالہ تجربہ  
اولیاء سے ملوایں گئے کے موضوع پر ایک مباحثہ  
میں دعا اور ثابت قدمی سے فتح  
ایک بت پرست سے گفتگو  
پچیسویں میں ایک بیسائی کے افروض کے جواب میں تحقیق  
۲۲۷

۴۴. خلاف ایک فقرہ کا متعجب  
۱۲۹ آپ کے شکر و کمال کا ایک واقعہ  
۴۲۸ ایک عرصہ میں دشمن کو نصیحت  
۵۴ آپ کی ایک آئندہ  
سیرت  
حضرت سید محمد علیہ السلام کے ارشاد پر  
۴۴ اپنا وطن ہمیشہ کیلئے چھوڑ دینا  
۴۸ ان کے اعمال صالحہ پر نظر والی طبیعت  
۴۴۲ مجھے مدینہ کی محبت ہرگز نہیں  
۴۶ فریاد میری میں یکساں خوشحال  
اپنے وطن میں اپنے آپ کو نہیں بھرتے تھے  
۵۴۲ ۵۰۴  
میں بھی لوگوں کے جہاد لیتا ہوں۔ جہاد کے بعد میں کانپ  
جاتا ہوں  
۲۷۷ تکلف اٹھا کر امر بالمعروف اور نہی منکر فرماتا  
۵۰۳  
میر کا خلعت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسی کو بتائیں  
وہ وہ نہ کرے تو میر کا اس سے محبت نہیں ہو سکتی  
۴۱۷  
۴۹۸ مجھ کو کسی بڑے دنیا دار سے محبت نہیں  
۴۲۱ اپنے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا  
۵۴۳ کثرتِ مطہرہ کی استعمل  
۱۴۰ مسند احمد بن حنبل کا مطہرہ  
۱۰۸ ایک ڈاکے کی بٹھائی پر ہر روز دوپہر کا کھانا  
۱۷۴ میں انسان ہاں اللہ کی بات کا قائل نہیں ہو سکتا  
۴۹۴ حضرت مجدد الف ثانی سے عقیدت  
اللہ تعالیٰ سے تعلق  
میں اپنے آپ سے سوال کر کے اس تصویر پر بنایا  
۴۴۱ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنتِ علیین ہے  
۵۴۷ بعض خدا تعالیٰ کی آرحم و صفات کا ذکر  
ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے بیان فرمایا ہے  
۷۷ جو فیروز اللہ کے لئے ہوں  
۵۷ اللہ تعالیٰ پر توکل  
۵۷ آپ کی ذات یہاں اللہ تعالیٰ کے صفات  
۴۸۳ خدائی نصرت کا ایک ذاتی واقعہ  
عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
ایک آیت جس نے آپ کی رسول کریم صلی اللہ  
۱۵۳ علیہ وسلم سے محبت بڑھائی  
۴۸۱ آنحضرت کے متعلق آپ کا ایک دعویٰ

آپ کی ضعیف قوم کو خدا نے سارے ملک شام کا  
۲۲۸ وارث بنایا  
۲۲۹ آپ کی قوم پر غیر قوموں کے اثرات  
۵۶۸ ٹیبل موسیٰ  
۳۳۵ '۱۰۴ اپنے ٹیبل کے بار میں پیشگوئی  
۵۴۲ مولک (یہود کا معبود)  
المیدانی  
۲۲۴ صاحب المثل  
۲۳۶ میکائیل  
(۱)  
۳۶۰ نسر و قوم نوح کا معبود  
۲۸۳ نظام الدین مرزا  
نوح علیہ السلام  
۲۲۶ ' ۱۳۹ ' ۱۲۸ ' ۳۷  
۳۸۹ اول الذم نبی  
۳۴۳ اللہ تعالیٰ کا آپ کو ادب سکھانا  
۳۶۵ دعا میں غایت حد درجہ ادب  
۱۳۵ قوم کیلئے دعا جو قبول ہوئی  
۲۶۰ آپ کا زمانہ بہت آسودہ حال کا تھا  
۳۴۲ آپ کے متبعین کے متعلق فی الواقعہ کا قول  
آپ کے ملنے والے دنیا میں بہت ہیں اور  
۳۶۰ منافق تاہم ہر جگہ ہیں  
منافقین کے مقابل پر آپ کو جھوٹا کی پہچان نہیں  
۳۴۵ حق  
۳۶۱ منافقین کی ہجرت کی پیشگوئی  
۳۶۱ آپ کی قوم پر سحری کے وقت غلاب آیا تھا  
۳۶۱ فدا القندور کے پانچ معنی  
۳۶۳ کشتی کے جردی پر ٹھہرنے سے مراد  
۱۶۸ نوح کا بیٹا  
نور الدین  
ذاتی حالات  
میں ہمیں اس شخص کی نسل سے جوں جس نے کہا  
اَلَا كُنْتُ كَتَبْتُ بَنِي مِنْ اَلْاَشْقِيَاءِ فَلَمَّا جِئْنِي  
۳۶۱ وَ اَخْتَبْتَنِي فَوِ السَّعْدَةِ  
اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ایک مقدس خاندان  
میں آپ کی شادی  
۵۶۹ چوتھے بچوں کے والد  
۵۶۵ دس سلطنتیں میرے سامنے ہجرت ہوئیں  
۱۲۲ آپ کا ایک واقعہ  
آپ کی بہن کا ایک واقعہ (الہی حکمت کے

مسلمانوں کی حد سے بڑھی مباحی پر اے

مسند کیا گیا

ہلال

ہمایوں

کبر کا کلمہ اور بڑا انہام

ہنومان

ہود علیہ السلام

ہیر و ڈیس

سیح کے معجزات دیکھنے کا خواہشمند

ی

یاسر

کفر کا الزام تھا کہ یاسر نامی غلام قرآن کریم کی

تصنیف میں رسول اللہ کی مدد کرتا ہے

یہودی (قوم)

یحییٰ علیہ السلام

غریب انبیاء میں سے تھے

صالحی بھی آپ کو مانتے ہیں

یزدوان (نور کا خدا)

یزید

اس کی طرف منسوب ہونا کوئی پسند نہیں کرتا

یسار

کفر کا الزام تھا کہ یاسر نامی غلام آنحضرت کو

قرآن کریم کی تصنیف میں مدد دیتا ہے

یسعیاہ علیہ السلام

آنحضرت کے بارہ میں آپ کی پیشگوئی

الیسعہ علیہ السلام

آپ نے بھی معجزات دکھائے

یعقوب علیہ السلام

۱۲۶، ۲۵۶، ۲۸۸، ۲۸۹، ۵۲۳، ۵۲۸

خدا کی ذات پر یقین

آپ کی معرفت یوسف سے بڑھی ہوئی تھی

حضرت یوسف کی دنیا کی تعبیر سمجھ گئے تھے

بارہ بیٹے

خلافت

آپ کی خلافت کی حقانیت

میں خود بھی نشان ہوں اور میرا گھر بھی نشان

سے بھرا ہوا ہے

میں نے بھی نہیں پہچان لیا کہ راہ بتائی ہے میری بھی

حرمیت کرو

ہمارے ساتھ بھی بعض لوگوں نے عقد باندھا ہے

کہ جو سبلی ات کوئے مانیں گے - ہم نے نہیں کئی

بچلے کی باتیں بتائیں ان پر عمل چاہیے

میں نہیں چاہتا کہ بہت دلتند میری بیعت

میں داخل ہوں

تہلہ و اعظم کہتا ہے نص کیلئے کہتا ہے

نور کی لام

آپ کا ایک قول

و - کا

وائیل

حدیبیہ میں مشرکین کے حلیف

وود

قوم نوح کا ایک معبود

ولید مخزومی

آنحضرت کا معاند دشمن

یاسیل

یاسر علیہ السلام

آپ کو اور آپ کے بچے کو بیان میں چھوڑا جانے لگا

آپ کی عظیم قربانی

عرب کا کوہ سینا ہے

عیسائیوں کی طرف سے لوندی ہونے کا طعنہ

یاد روت

فرشتے یا انساں

یارون الرشید خلیفہ علیہ الرحمۃ

ہلا کو خالی

ہلاکت کی تلوار بھرا کر آیا

بیٹوں کو الگ الگ دروازے سے داخل ہونے

حکم کی وجہ

بچوں سے حد لینا

لیعوق (قوم نوح کا ایک معبود)

لیفنتہ

لیعوت (قوم نوح کا ایک معبود)

یوشع بن نون

موسى کی اطاعت

یوناہ (نفس علیہ السلام)

آنحضرت نے فرمایا وہ میرا بھائی تھا

اہل مکہ کو قوم یونس کی طرح توبہ کرنے کی نصیحت

یوسف علیہ السلام

۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۸، ۳۰۵، ۳۰۸، ۳۱۳

اسحاق اور ابراہیم کے روحانی وارث

عفت

مسن

قیس سے تعلق

آپ نے خواب نہیں بلکہ دنیا یا کشف دیکھا تھا

وہی کے ذریعہ آپ کی تشفی

گیارہ میں سے نو بھائی آپ کے مخالف تھے

قید میں ڈالے جانے کی حکمت

آپ کا بھائی باقی بھائیوں سے پہلے آپ کے پاس

پہنچا

بنیامین کو روکنے میں آپ کی کوئی تدبیر نہیں تھی

آپ کی وجہ سے بنی اسرائیل کو مقرر میں آرام

آپ کے واقعہ میں بعض سبق

آپ کے واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

متعلق پیشگوئی

یہود دیکھتے مضامین میں

# مقامات

۵۱۳'۴۶۸	تہامہ	ایرانیوں کا صدر مقام بھی مسلمانوں نے فتح کیا	۲۰	آذربائیجان	۱
۵۲۸	تیبہ	ایرانیوں کا دارطیحاں منڈھوانا	۵۲۵	حضرت ابن عباس کا قیام	۳۳۰
۵۲۸	ایہ تیبہ کی سرزمین کے باشندو! (بائبل)	ہمالیوں کا ہندوستان سے جنگ کر رہا تھا	۱۵۰	ارول (دیکھو)	۳۳۸
۹۵	ٹرانسوال	ایشیا	۱۴۲	ارض مقدس	۵۱۵
۹۵	ٹندوالہ یار (سندھ)	ب - پ - ت - ٹ		یہود کی محرومی بطور سزا تھی	۵۱۴
۲۸۳	یہاں کے ایک مخدوم زلہ کا قادیان علاج کیلئے	بابل	۵۲۹'۵۲۱	افریقہ	۵۱
۲۸۳	۲۲	بابلوں کے ذریعہ یہود کی تباہی	۵۲۳	قریش کی تہمت	۵۲۵
۲۸۳	ج - ج - ح - خ	میدو وندس کے ذریعہ اہل کی تباہی	۵۲۳	افغانستان	۵۰۶
۲۸۳	جاوا (اندونیشیا)	بحیرہ مروار (DEAD SEA)	۵۲۳	الجزائر	۲۳۹'۱۴۲
۸۸	جرمنی	قوم نوط کی تباہی کی نشانی	۲۹۶'۳۷۲	مسلم سلطنت کی تباہی	۲۳۹'۱۴۲
۸۸	جہول (ریاست کشمیر)	بخارا	۵۲۵	امریکہ	۲۳۹'۱۴۲
۵۰۸	ایک رئیس کی بیماری اور فقر املک طرف رجوع	مسلم سلطنت کی تباہی	۵۲۵	تہمت و سیاست میں ماہر احمد علی علوم	۲۳۹'۱۴۲
۵۰۸	جیحون	بدھ	۲۵۴	سے نا آشنا	۲۴۳
۵۶۹	چین	معرکہ بدھ ۶۲۳ء	۵۵۶	خدا کو چھوڑ کر انسان کی پرستش	۱۷۲
۲۳۵	چین	بنی زرقا (ہنر)	۲۳	توحید سے محرومی کے نتیجے میں مذہب	۱۸۵
۵۲۵	بنو عباس کی سلطنت کا اثر چین تک تھا	مدینہ طیبہ کو پانی پیتا کرنے والی نہر	۵۳۹	سے بعد	۲۳۵
۵۲۵	حبشہ	بھیرہ (پاکستان)	۱۳۶	اہل امریکہ حضرت ابراہیم کو مانتے ہیں	۹۵
۲۹۶	ابرہہ حبشی کا خاد کعبہ پر حملہ اور عبرتناک انجام	اولیاء سے مراد یوں مانگنے پر مباحثہ	۲۹۶	ملکی مفادات کیلئے انسانی قربانی	۲۵۵ SPIRITUALISM
۱۲۱	حبشہ کے عیسائیوں کا قرآن کریم میں ذکر خیر	بیت صیدا	۲۲۶	کہانت یا سپر حورزم	۲۵۵ SPIRITUALISM
۲۵۲	صحابہ نے حبشہ میں امن سے زندگی گزاری	بیت المقدس	۱۲۶	انگلستان	۹۵
۲۶۸	حجاز	تباہی	۲۳	ملکی مفادات کیلئے انسانی جانوں کی قربانی	۸۸
۵۴۹	وادی حجاز کو فاران کہتے ہیں	پشاور	۲۶۲	روس سے خوف	۲۶۸
۲۶۸	حجرہ	پہپائے (اٹلی)	۲۶۲	ایران	۱۱۱
۲۶۸	قوم ثمود کا مسمیٰ	پنجاب	۲۶۲	اسلام لانے سے قبل آتش پرستی اور	۱۱۱
۲۶۸	حدیبیہ	تاجار	۲۶۲	فد خداؤں کا عقیدہ رکھتے تھے	۱۱۱
۸۵	دشمن کی ہنر رسانی سے مسلمانوں کی حفاظت	تبوک	۲۶۲	آنحضرت رحمت کے وقت ایران کی	۵۴۱
۵۰۹	کفار نے پیٹنگوئی کے مطابق معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا	آنحضرت کا نبوک پر حملہ	۲۶۲	رومانی حالت	۱۲۶
۵۰۹	حدیبہ	مسلمانوں کی دشمنوں سے حفاظت	۲۶۲	اللہ کا سب سے بڑا امتش کہ تباہ ہوا	۱۵۱
۲۶۸	حضرت موت	غزوہ تبوک سے پہلے رہنے والے منافقین	۲۶۲	بد حال	۵۲۳'۱۱۴
۲۶۸'۲۸۶	حنین	ترکی	۲۶۲	یہود مدینہ کی اس م کے خلاف شاہ ایران	۵۲۳'۱۱۴
۲۶۸'۲۸۱	ہوازن اور حنین کے موقع پر کثرت کا گھنڈ اور	سلطان ترک خلدو الحزمین	۵۲۳	سے سازش	۵۲۳'۱۱۴
۲۶۸'۲۸۱	اس کا نقصان				



۱۱۷	عیسائیت اور یہودیت کا خاتمہ	۳۷۵	تباہی	۳۷۳	خانہ کعبہ
۱۵۱	چالہازہ برعرب ولوں کو سمجھانے میں کہ ترکوں سے الگ ہو جاؤ (۱۹۰۱ء)	۵۶۹	سینا (کرہ)	۵۶۹	مشرق کی تربیت میں
	ف - ق	۵۶۹	خداوند سینا سے آیا	۵۶۹	خرطوم
	قاران	۵۶۹	شام	۵۶۹	خوارزم
۵۶۹	قدون کے پہاڑ سے جلوه گری	۵۶۹	انسانی قربانی کا		یہاں کے ایک بادشاہ نے آنحضرت کے ارشاد کے خلاف قدم اٹھا کر طلبہ اسلام کا نقصان کرایا
۵۶۹	فارس (نیز دیکھئے یہاں)	۵۶۹	قریش کی تجارت	۵۶۹	۵۶۹
۵۶۹	بنی اسرائیل کے تعلقات	۵۶۹	بنی اسرائیل کو اس کا ملک بنایا گیا	۵۶۹	خوزین
	قدک	۵۶۹	حضرت مرثیہ کا شام تشریف لے جانا	۵۶۹	خمیر
۵۶۹	مسلمانوں کا قبضہ	۵۶۹	شاہ جہان لود (پہلی - جلدت)	۵۶۹	مسلمانوں کا قبضہ
۵۶۹	قرات	۵۶۹	شعبہ بنی قاسم	۵۶۹	خیف بنی کنانہ
	فرانس	۵۶۹	کتور مکہ کا مہر	۵۶۹	مکہ کا وہ مقام جہاں کائنات نے آنحضرت سے قطع تعلقات کا مشورہ کیا تھا
۵۶۹	جرمنوں سے کشاکش	۵۶۹	شعبہ بنی قاسم	۵۶۹	۵ - ۵ - ۵ - ۵
۵۶۹	قادیان (دارالامان)	۵۶۹	بطور ہجر آنحضرت کا وہ دفعہ تشریف لے جانا	۵۶۹	دجلہ و عرقی
	آریہ اخبار شہر جنگ کی دشنام طرازی اور ہجر	۵۶۹	ص - ط	۵۶۹	دہلی
۵۶۹	حضرت کی توجہ سے اس کے محلے کی جنگ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	مسلم سلطنت کی تباہی
	جلوس کے نام میں مسجد کے ہمایوں کی طرف سے	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	روس
۵۶۹	گالیان	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	روم
	مسیح موعود علیہ السلام کے حکم پر حضرت خلیفۃ المسیح	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	رومیوں کے ہاتھوں یہود کی تباہی
۵۶۹	الاول کا تادیب کو اپنا وطن بنانا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	روم (ترک)
	حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی دعا کے نتیجہ میں	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	فیدوسی (DEAD SEA)
۵۶۹	طاحول کا وہ ہوتا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	زبدہ (نہر)
۵۶۹	اہل تادیب کیلئے دعا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	مکہ معظمہ کو اپنی بیباک زبیر
	قسطنطنیہ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	زنجبار
۵۶۹	دجلہ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	مسلم سلطنت کی تباہی
۵۶۹	قطب شمالی و جنوبی	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	س - ش
	ک - گ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	ساڈوم (شیون کا ایک شہر)
۵۶۹	کابل	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سین
	کاشغر	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	مسلمانوں کے عیاشوں کے مقام
۵۶۹	مسلم سلطنت کی تباہی	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سقیفہ بنی ساعدہ
	کر بلا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	اتحاد خلافت
	ناجیہ کر بلا کا نام و نشان لا دنیا سے مٹ گیا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سوڈانی
۵۶۹	کشمیر	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سیالکوٹ
۵۶۹	کشمیر میں لازم ایک شخص کا واقعہ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	ایک پادری کا اقرار کہ مسیح کا مطلب ہے
۵۶۹	کنعان	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	غنی ہے
۵۶۹	موتی سے کنعان سے جانے کا وعدہ تھا	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سیحون
۵۶۹	بنی اسرائیل کیلئے وعدہ	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	سیدوم (SADOM)
۵۶۹	مسلمانوں کے قبضہ میں	۵۶۹	صومالی لینڈ	۵۶۹	قوم ترک کی ایک بستی

۲۶۱ سلاش کرنا  
۲۳۵ اہل مکہ کے مظالم  
۲۸۱ اہل مکہ کی طرف سے آنحضرتؐ کو بادشاہت اور  
دولت کی پیشکش  
۲۴ آنحضرتؐ کا مشکلات پر صبر  
آنحضرتؐ شریسند رئیسوں سے امن میں رہے  
۲۵۲ اہل مکہ کو نصیحت  
۲۲۷ اہل مکہ کو انذار  
۵۱۴ مکہ سے ہجرت ۱۵ جولائی ۶۲۲ء  
۵۶۹، ۵۵۹، ۲۴۵  
مشرکین مکہ کی یہود مدینہ سے مل کر سازش  
۵۲۲ پیشگوئی کے مطابق جب تک آنحضرتؐ مکہ میں  
رہے اہل مکہ پر عذاب نہ آیا  
۲۶۲ اہل مکہ کے متعلق ایک پیشگوئی  
۱۵۸ فتح مکہ کی پیشگوئی  
۵۱۰، ۲۲۲ اہل مکہ پر آنحضرتؐ کی فتح  
۲۸۷ فتح مکہ کے موقع پر دست ہزار قدوسیل کی فوج  
۵۴۹ فتح مکہ کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو  
سودہ توبہ دیکر بھیجا تھا  
۲۷۵ یہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے  
۱۶۶ مکہ کے وارث  
۲۲۸ ہنوز زبیدہ کا مکہ کو پانی بھینا کرنا ایک معجزہ ہے  
۵۷۰، ۵۶۹، ۵۴۹ مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی  
۲۸۰ حسین نام کے ایک شیخ جو مکہ میں رہتے تھے  
۵۴۲  
۵۲۳ بنی اسرائیل کے تعلقات  
نیل (دیا)  
۵۶۹  
۵۲۵ ہسپانیہ (نیز دیکھئے سپین)  
۲۰۹، ۹۵ مسلمانوں کا اخراج  
ہندوستان  
آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت ہندوستان کی  
روحانی حالت  
۵۴۱، ۲۹۲، ۱۱۱  
یہاں کے لوگوں نے وید کو رد کیا

حضرت علیؓ کے یہاں سے چلے جانے کا نتیجہ  
۲۶۵ اہل مدینہ کیلئے خصوصی ارشاد  
۲۱۶ اسلام مدینہ میں اس طرح جمع ہو گا جس طرح  
سائب اپنے بل میں (حدیث)  
۲۲۲ مراکش  
۵۲۵ مسلم سلطنت کی تباہی  
مسیحی اقصیٰ  
۵۲۲ مسیحی اقصیٰ سے مراد  
مستقط  
۵۲۵ مسلم سلطنت کی تباہی  
۲۶۲، ۲۹۱، ۲۷۵، ۲۵۹، ۲۲۰ مصر  
۵۶۹، ۵۴۷، ۵۴۲  
مصری چھری کاٹنے سے کھاتے تھے  
۲۹۳ بنی اسرائیل کا قیام مصر  
۵۳۳، ۹۰ مصر میں بنی اسرائیل کے حالات  
۲۵۰ بنی اسرائیل کو اکٹھے ہو کر مصر میں گھربانے کی  
ہدایت  
۲۴۷ بنی اسرائیل کی کامیاب ہجرت  
۹۲ مصر کے قبطیوں کی دلدلی کی تلقین  
۲ مسلم سلطنت کی تباہی  
۵۲۵ مقدونیہ (یونان)  
یہاں کا بادشاہ (سکندر) مکہ فتح نہ کر سکا  
۱۲۶  
مکہ مکرمہ  
۱۱۵، ۱۱۴، ۳۴، ۳۷، ۱۳۱، ۲۵۷، ۲۴۲، ۲۵۹، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲،

تجارت وسبست کے ماہر اور روحانی علوم سے نا آشنا	۲۷۴	حضرت عمرؓ کے رعب سے بطریق کا شہر کی چابیاں پھینک دینا	۱۷۶	سکندر کی آمد
صلیبی جنگوں میں یوسپ کی مجموعی طاقت شامل	۲۷۳، ۲۸۶	یوسپ	۱۵۰	ہمایوں کو یہاں سر چھپانے کو بھی جگہ نہ ملی
حق	۲۲۳، ۲۰۹، ۱۴۲	یوسپ	۲۲۸	اور ایریں چلا گیا
یوسپ کی سائنسی تحقیقات کی رو سے کوئی	۲۲۵	اہل یوسپ حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں		عجیب ذوق
حقیقت قرآن مجید کے خلاف ثابت نہیں ہو سکی	۱۷۲	خدا کو مجھو کر ان کی پرستش		ی
یوسپ میں ہر علم کے ماہر یہ قرآن کریم کی مخالفت		توحید سے فردی کے نتیجہ میں مذہب سے بعد	۲۳۸	یاروں ( دیکھئے اردن )
میں کامیاب نہیں ہوئے	۱۸۵	کہانت یا سپرچوئزم (SPIRITUALISM)	۵۱	خاندۃ البخاربتی
	۹۵	ملکی مفادات کیلئے ان کی قربانی	۲۲۷	یاغستان
	۲۸	دنوی ترقی کی حقیقت	۲۳۸	مروخلم
			۲۲۷	خاندۃ البخاربتی
				یہودی قربان گاہ اور عبادت گاہ

# حل اللغات

٢٥٩	جَان	٢٨٢	أُولُوا بَقِيَّةَ	٥٢٥	الأخيرة	
٢٢٩	جَبَّار	٥٢	أُولُوا الصُّدُورَ	١٤١	أَب	
٢٢٤	الجداد	٢٩٤	الْأَيْعَةَ	١٤٠	أَبْسَل	
٢١٠	جَدْف	ب	بَحِيرَةٌ	٢٠٢	أَبْصَحْتُ عَيْنَاهُ	
٢٤٢	جَمَال		بَخْسٌ	٢٨٢	أَتَيْفٌ	
٢٠٢	جَمَلٌ		بَدَاةٌ	٥٥١	أَخْتَبِكُنَّ	
١٥	جُنَاح		بُدُوج	٢٩٨	أَخَصَنَ	
٢٣٢	حَاشَ لِلَّهِ	٢٥٦	بَصَائِدُ	٢٤٠	أَزْوَاجًا	
١٢٩	حَامٌ	١٤٢	الْبَوَارِ	١٢٩	أَسَاطِيرُ	
١٤٨	حَبٌّ	٢٢٢	ت - ث	٢٩٨	إِسْتَعْتَبَ يَسْتَعْتِبُ	
٢٠٩	حَبِيثًا	تَأَذَّنَ أَذَنُ		٢٥١	إِسْتَعَاثَ يَسْتَعِيثُ	
٢٠٥	حَدَّضَ	٢٣٧		تَأْوِيلُ	٢٢٩	إِسْتَفْتَحُوا
٢٤٢	حَدَّضَ	٢٠٤		تَبَرُّي	٥٥٢	إِسْتَفْزَازُ
١٤٠	حَبَانٌ	١٣٢	تَبَسَّلُ	٢٤٩' ٢٢٢	إِسْتَهْزَأَ يَسْتَهْزِئُ	
٢٠٠	حَضَحَصَ	١٩٠	تَبَيَّعَ	٢٠٩	إِسْتَوَى	
٢٥٨	حَمَا	٥٥٢	تَثْبِيبُ	٢٣٩	أَمَدٌ	
٢٢٢	حَمَلَ عَلَيْهِ	٢٤٥	تَسْتَفِيضُونَ	٢٢٩	أَطْرَافُ/طَرَفٌ	
٢٢٩	حَنِيدٌ	٢٥١	تَجَسَّرُونَ	٢٩٤	أَضْعَافُ لَحْلَامٍ	
٢٠١	خَدَائِنُ الْأَنْصِ	٢٨٢	تَحَسَّنَ	٢٠٩	الْأَعْدَانُ	
٢٩٢	خمر	٢٠٥	تَحْصِنُونَ	٢٢٠	أَغْوَى	
٢٠٢	خوالب	٢٩٨	تَغْنِضُ	٢٢٣	أَنَكَ	
١٥٩	خوض	٢١٢	تَغْنِذُونَ	٢٩٢	أَلْبَزَنَ	
١٩٤	خَوْلٌ	٢٤	تَلَقَّفَ/لَقَفَ	١٢٢	أَلَا كَمَهُ	
د - ذ - ر - ز	دَاهِدٌ	٢٢٢	تَمَيِّدَ (مَادِيَمِيدُ)	٢٠٩	أَنْبَاءُ/نَبَأٌ	
		٢٤٥	تَعَجَّدَ	٢٢٢	إِنْسَلَخَ يَنْسَلِخُ	
٢٤٢	دَفْدٌ	٥٥٤	تَوَلَّيْتَنِي	٥٢٥	إِلَّا	
٢٢	ذَرَّةٌ	١٢٤	التَّابَةُ	٢٩٤	إِمَامٌ	
١٠٩	رَاجِعُونَ	٢٠٨	ثَبَاتٌ	٥١٤	أُمَّةٌ	
٢٩٢	نَبٌ	٢٢	ج - ح - خ	٢٢٤	إِهْطَاعٌ	
١٨٨	الزَّيْتُونَ	جُثْمِينُ		٢٩٨	أَوْبَارُ/وَبَرٌ	
٢٢٢	زَيْلٌ	٢١٥' ٢١٨		جَاسٌ يَجُوسُ	١٢٤	أَوْزَارُ/وَزَرٌ
س - ش	سَارِبٌ	٥١٢		جُذْرٌ يَجُذِّرُ	١٢٢	أَوْسَطُ
		٢٨٢				

٢٢٩	سَائِبَةٌ	١٢٩	الْغَيْبُ	٢٠٥	الْمُجِبَةُ	٢٢٩
٢٨٧	سَجْدَةٌ يَسْجُدُ	٢٨٧	ف. ق. ك	٢٠٥	مَحَلٌ	٢١٥
١١٢	لَسَخَتْ	١١٢	نِثْنَةٌ	٢٥٨' ٢٣٣	الْمُخَصَّنَتُ	١٥
٢٢٢' ٢٢٢' ١٣١' ١٣٢	الْسَّيْحَةُ	٢٢٢' ٢٢٢' ١٣١' ١٣٢	نَدَشٌ	١٨٩	مَخْطُورٌ	٥٢٨
٢٥٢	سُجَّدَاتُ ابْتِصَانًا	٢٥٢	نَقْدَامُ / فَقِيرٌ	٢٩٥	مَخِيضٌ	٩٠
٢٩٢	سُجَّيْنِ	٢٩٢	قَابِسًا	٥٥٣	مُذَبِّذِيْنٌ	٩٢
٢٥٩	سَمُومٌ	٢٥٩	قَالَ يَقُولُ	٢٩٢	مُذْجَاةٌ	٢٥
٢٢٩	سِنِينَ	٢٢٩	الْقَامِرُ	٢٩٩	مُسَانِجِيْنٌ	١٥
٥٥١	السَّجْدَةُ	٥٥١	قَبْلَةٌ	٢٢٤	مُسْتَقْدَرٌ	١٤٠
٩٠	شَرْكٌ	٩٠	قِرَاطِيسُ / قِرطاس	١٤٢	مُسْتَوْدَعٌ	١٤٠
٢٩٢	شَغَفٌ	٢٩٢	قُرْبَانٌ	٩٢	مُسْخُورٌ	٥٢٤
٢١٠	شَفَا	٢١٠	قُسَيْسِيْنٌ	١٢١	الْمُسْعِكِيْنُ	٢٩٥
٢٢٢	شَفِيعٌ	٢٢٢	قَصَصٌ	٢٨٥	مَسْنُونٌ	٢٥٨
٢٠٥	الشَّهَادَةُ	٢٠٥	قَطَعَ يَدَهُ	٢٩٢	مَفَاتِيحٌ	١٥٩
١٤	الشَّهَوَاتُ	١٤	الْقَمَلُ	٢٢٤	مُفْرَطُونَ	٢٨٥
ص. ض. ط. ظ			كَبَّرَ	٢٢٥	مَقِيْمٌ	٢٩٤
٢٢٠	الصَّالِبُ بِالْجَنْبِ	٢٢٠	الْعَتَبُ	٢٥٠' ٢١٢' ١٩٢	مَكَانَةٌ	١٨٩
٢٠٩	صَبْرٌ يَصْبِرُ	٢٠٩	كَظِيمٌ	٢٠٢	مَكْرِيْمٌ	٢٤٨' ٢٢٨' ٢٩٠' ٢٥٩
٥٥٤	صِدْقٌ	٥٥٤	كَلَالَةٌ	١٠	مَعْدُوشَتٌ	١٨٨
٥٤٢	صَلَوَةٌ	٥٤٢	كَلِمَةٌ	٢٠٤	مَقْلُوْلَةٌ	١١٢
٢٥٨	صَلْصَالٌ	٢٥٨	كَهْدٌ	١٢٢	الْمَلَأُ	٢١٢
٥٥٢	صَوْتٌ	٥٥٢	كُوكِبٌ	١٩٢	مَنَامٌ	٢٩٩
٢٩٨	الصَّنِيحَةُ	٢٩٨	كَيْفٌ	٢٢	مُفْطِيعِيْنٌ	٢٢٤
١٨٩	الصَّانُ	١٨٩	ل		مُؤَاخِرٌ	٢٤٥
٥٢	ضَرَبَ (فِي الْأَنْصِ)	٥٢			مُؤَزَّدُونَ	٢٥٩
٥٥٥	ضَعِيفُ الْحَيَوَةِ	٥٥٥	لَا تَقِفُ	٥٣٥	ن	
٢٢٤	الطُّوْنَانُ	٢٢٤	لَا جَدَمَ	٢٨٥		
٢٢٢	ظَاهِرٌ	٢٢٢	لَامَسَ	٨٣	نَبَأٌ / أَنْبَاءٌ	٢٩
ع - غ			لِسَانٌ	٥١٢	نَزَعَ يَنْزَعُ	٥٢٩
٢٩٩	عَلَمٌ	٢٩٩	لَعِبٌ	١٥٩' ١٢٤	النَّسِيءُ	٢٨٩
١٣٢	عَشْرٌ	١٣٢	لَقِفَ يَلْقَفُ	٢٢٢	نَقِيْرٌ	٩٠
٢٨٥	عَرِيْبًا	٢٨٥	لَمَسَ	٢٢	نَكِدًا	٢١١
٢٨٨	عُصْبَةٌ	٢٨٨	لَوَاقِعُ / لَاقِعَةٌ	٢٥٤	ه - و - ي	
٢٢٩	عَنْبِيْدٌ	٢٢٩	م		هَجُودٌ	٥٥٤
٢٢	عَابِطٌ	٢٢			هَمٌّ	٢٩١
٢٩٥	عَلَامٌ	٢٩٥	مَا وَيَمِيْدٌ	٢٤٥	هَوَاءٌ	٢٢٤
٢٢٠	عِلَظَةٌ	٢٢٠	مَبَارَكٌ	١٩٢	هَيْتَ لَكَ	٢٩١
٢٩٥	عَنِمٌ	٢٩٥	مَبِيْنٌ	٢٨٨' ٢٢٢	وَبَدَ / أَوْبَارٌ	٢٩٨
٢٩٠	عَنِيٌّ	٢٩٠	مَتَاعٌ	٢٢٠	وَجُوهٌ / وَجْهٌ	٢٩١
٢٨٨	غَيْبَتُ الْجِبِ	٢٨٨	مَتَّعًا	٢٩٢	وَجِيٌّ	٩٤
			مُتَوَسِّمِيْنٌ	٢٩٤	وَرَاءُ	٢٢٩
			مُثْقَالٌ	٢٢		



۶۳	يُسْتَهْزَأُ بِهَا	۳۲۱	يَا أَيُّهَا	۳۷۵	وَرْدُ
۳۷۹	يُسْتَهْزَأُونَ	۳۵۲	يَتَوَلَّى	۱۳۷	وَرْدُ / أَذْرَارُ
۳۳۶	يَفْتِنُ	۱۵۹	يَخُوضُونَ	۱۳۹	وَصِيْلَةٌ
۳۰۸	يَوْمُ	۳۸۹	يَزْعُجُ	۳۸۰	وَلَيْجَةٌ
		۳۹۸	يَسْتَعْتَبُونَ	۲۲۳	يَا فَكُونُ